# ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

## کتاب ثانی جلد دہم ۲۲۱ تا ۲۲۲

تبرجمہ

جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مولف سوانح عمری سلطان
صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس وحیات سلطان نورالدین محمود زنگی

سنہ ۱۳۲۵ھ
۱۹۰۷ء

باجازت منشی حامد حسین صاحب مدیر الاسلام الہ آباد

مطبع انوار احمدی الہ آباد سے چھپکر شایع ہوا

منصور حیدر راجہ

جملہ حقوق بندوبست رجسٹری محفوظ ہیں ۔ قیمت بلا محصول ڈاک عہ

# الاسلام

رسالہ معنون الصدر کو یہہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ امین عربی کی مشہور و معتمد و معتبر تاریخ معروف بہ **ابن خلدون** کا ترجمہ کتابی صورت مین ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے شایع ہو رہا ہے چنانچہ بعنایت الہی ترجمہ کی دس جلدین چھپکر شایع ہو گئی ہین۔ گیارہوین جلد زیر اشاعت ہے جو آیندہ ماہ دسمبر تک انشاء اللہ تعالی تمام ہو گی۔

علامہ **ابن خلدون** آٹھوین صدی ہجری مین گذرا ہے اسکی تاریخ نہایت بسیط اور تحقیقات سے مالا مال ہے حضرت نوح علیہ السلام سے زمانہ مبارک حضرت رسول اللہ صلعم تک کے انبیاء کرام و سلاطین عظام اور عرب کے کل قبائل کے انساب و تذکرے اور عہد نبوی (صلعم) سے آٹھوین صدی ہجری تک کے خلفاء و سلاطین کے حالات جس طرز اور تحقیقات سے علامہ نے تحریر کیے ہین وہ عربی کی اور کتب تواریخ مین ڈھونڈھنے سے نہین ملتے۔ اس تاریخ کا ترجمہ مختلف زبانون فرنچ، جرمن، ترکی اور غالبا انگریزی مین بھی ہو گیا ہے مگر اردو زبان جو اسوقت کئی کروڑ مسلمانون کی مادری زبان ہو رہی ہے اس قابل قدر تاریخ سے محروم تھی خوش قسمتی سے جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب دامت برکاتہم اس ضرورت کا احساس فرما کے اردو زبان مین تاریخ مذکور کا ترجمہ فرما رہے ہین اور مدیر الاسلام اسکو بنظر رفاہ قوم شایع کر رہا ہے۔ اللھم تمہ بالخیر

**الاسلام** ہر انگریزی مہینے کی ۵ تاریخ کو شایع ہوتا ہے اسکے ۳۲ صفحات مین ترجمہ تاریخ ہوتا ہے اور چار صفحات مین اسلامی خبرین درج کیجاتی ہین قیمت سالانہ عہ

الشتہار

حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد

# فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد دہم


| صفحہ | مضامین |
|---|---|
| ۱ | وفات معز |
| ۲ | بقیہ حالات افتکین |
| ۱۳ | اخبار وزراء |
| ۱۵ | قضاۃ کے حالات |
| ۱۶ | حاکم بامر اللہ کی خلافت |
| ۲۳ | خروج ابو رکوہ |
| ۲۹ | بقیہ اخبار حاکم |
| ۳۵ | ظاہر کی تخت نشینی |
| ۳۸ | مستنصر کی خلافت |
| ۴۰ | عرب افریقیہ مین |
| ۴۲ | قتل ناصر الدولہ |
| ۴۵ | بدر جمالی |
| ۴۷ | شام پر ترکون کا قبضہ |
| ۵۱ | مستعلی کی خلافت |
| ۵۴ | عیسائیون کا بیت المقدس پر قبضہ |
| ۵۷ | آمر کی خلافت |
| ۵۸ | عیسائیون اور مصریون کا مقابلہ |
| ۵۹ | طرابلس اور بیروت پر عیسائیون کا قبضہ |
| ۶۰ | مصریون کا عسقلان پر قبضہ |
| ۶۱ | عیسائیون کا صور پر قبضہ |
| ۶۲ | وزیر السلطنت کا قتل |
| ۶۵ | بطایحی کی وزارت |
| ۶۶ | قتل بطایحی - حافظ لدین اللہ کی خلافت |
| ۶۸ | وزارت کی تبدیلی |
| ۷۳ | ظافر کی خلافت |
| ۷۴ | وزارت ابن مضیال |
| ۷۷ | فایز کی خلافت |
| ۷۹ | وزارت صالح بن زریک |
| ۸۱ | عاضد کی خلافت |
| ۸۲ | قتل صالح |
| ۸۴ | وزارت شاور |
| ۸۵ | شیرکوہ اور لشکر نور یہ مصر مین |
| ۸۶ | شیرکوہ اور شاور |
| ۸۷ | شیرکوہ کی وزارت |
| ۹۰ | شیرکوہ کی وفات |
| ۹۲ | عیسائیون کا محاصرہ دمیاط |

| صفحہ | مضامین | صفحہ | مضامین |
|---|---|---|---|
| ۹۳ | سودانیون اور عمارہ کی بغاوت | ۲۱۱ | اخبار حکومت بنو امیہ حکمرانان اندلس |
| ۹۶ | دولت علویہ کا خاتمہ | ۲۳۶ | عبدالرحمن ملقب بہ داخل |
| ۹۹ | اخبار بنی حمدون ملوک میلہ کی وزاب | ۲۵۴ | ہشام کی حکومت |
| ۱۰۶ | قرامطہ کے حالات | ۲۵۹ | حکم کی حکومت |
| ۱۱۴ | ذکر دیہ کا ظہور و قتل | ۲۶۳ | جنگ ربض |
| ۱۱۷ | دولت بنی ینابی | ۲۶۴ | یوم الخندق |
| ۱۲۳ | جنگ قرامطہ و معز علوی | ۲۶۸ | عبدالرحمن اوسط کی تخت نشینی |
| ۱۲۷ | اخبار حکمرانان عرب | ۲۸۰ | محمد کی تخت نشینی |
| ۱۳۴ | اخبار اسماعیلیہ | ۲۸۷ | منذر کی امارت |
| ۱۴۴ | اسماعیلیہ شام | ۲۸۸ | امیر عبداللہ کی امارت |
| ۱۴۷ | بقیہ حالات قلاع عراق | ۲۸۹ | عام بغاوتین |
| ۱۴۹ | اخبار حکومت بنی اخیضر حسنی | ۲۹۰ | ابن تاکیت کی بغاوت - بقیہ احوال ابن مروان |
| ۱۵۱ | اخبار دولت سلیمانین | | |
| ۱۶۱ | اخبار دولت ہواشم | ۲۹۲ | لب بن محمد کی بغاوت مطرف بن موسے کی بغاوت - ابن حفصون کی بغاوت |
| ۱۶۶ | اخبار حکومت بنی قاوہ | | |
| ۱۷۲ | امارت بنی نمی | ۲۹۶ | باغیان اشبیلیہ |
| ۱۷۸ | اخبار حکومت بنی مہنی | ۲۹۹ | قتل امیر محمد و مطرف |
| ۱۸۴ | اخبار و دولت بنی رسی ایمہ زیدیہ | ۳۰۰ | عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی |
| ۱۹۰ | طالبیون کے انساب | ۳۰۵ | قاضی اور محمد کا مارا جانا - بنی اسحاق مروانین کی سرگذشت |
| ۲۰۰ | نوٹ مترجم | | |

| صفحہ | مضامین |
|---|---|
| ۲۰۷ | بغاۃ اور ناصر |
| ۳۰۹ | طلیطلہ کے حالات |
| ۳۱۱ | ناصر اور سرحدی امراء |
| ۳۱۳ | خلیفہ ناصر اور فرانس وگالز |
| ۳۱۸ | خلیفہ ناصر کا اپنے بیٹے عبداللہ سے انتقام |
| ۳۱۹ | تعمیرات خلیفہ ناصر |
| ۳۲۰ | المستنصر کی حکومت |
| ۳۳۳ | ہشام مؤید کی حکومت |
| ۳۳۸ | حالات منصور بن ابی عامر |
| ۳۴۵ | مظفر بن منصور |
| ۳۶۱ | بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت |
| ۳۶۳ | مہدی شہر قرطبہ میں۔ ہزیمت مہدی و بیعت ہشام |
| ۳۶۴ | حصار قرطبہ |
| ۳۶۶ | ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ۔ بنو امیہ کی دو بارہ حکومت |
| ۳۶۷ | بنی حمود کی دوبارہ حکومت۔ معتمر امویٰ کی حکومت |
| ۳۶۹ | اخبار دولت حمود |
| ۳۷۰ | وجہ تسمیہ اندلس (حاشیہ) |
| ۳۷۱ | اوصاف اندلس 〃 |
| ۳۷۴ | قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد 〃 |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# دیباچہ

بحمد اللہ سبحانہ عربی کی مستند و معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر فی ایام العرب و العجم و البربر و من عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر تالیف امام علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی اشبیلی حضرمی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی دسویں جلد نے اردو لٹریچر مین ایک معقول اور بین اضافہ ہی نہین کیا بلکہ اسکی خوبی اور اوصاف کو دوبالا کردیا ہے۔ اس جلد کے سیر کرنے والون کو بہت سے ایسے مضامین نظر آئینگے جس سے اس وقت تک بہتون کے گوش و چشم آشنا نہین ہوے ہونگے یورپ افریقیہ اور سواحل بربر وغیرہ وغیرہ مین اسلامیون کا جاہ و جلال شاہان یورپ کا انکے علم حکومت کے آگے مطیع و منقاد ہونا ایک ایسا دلچسپ نظارہ پیش نظر کرتا ہے کہ انسان ششدر رہجاتا ہے مجھکو اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ شائقین فن تاریخ کو ایک سال کے انتظار کے بعد ترجمہ کتاب موصوف کی صرف ایک ہی جلد کا مطالعہ نصیب ہوا جسکو وہ نہایت قلیل مدت مین ملاحظہ فرما کے پھر اگلی جلد کا اگلے سال تک انتظار فرماتے رہینگے مگر اسکا علاج نہ آپکے پاس ہے اور میرے پاس۔ واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید

اس جلد مین جابجا مطلب واضح کرنیکی غرض سے مین نے اکثر کتاب نفح الطیب اور تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ کتب تواریخ عربیہ سے مدد لی ہے کہین کہین مغربی تاریخون سے بھی التقاط کیا ہے مگر نہایت کم اور شاذ و نادر۔

احمد حسین غفر اللہ لہ
الہ آباد

۱۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ
مطابق
۲۵ دسمبر ۱۹۰۷ء

# ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

## کتاب ثانی جلد دہم

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

## وفات معز

پندرہوین ربیع الآخر ۳۶۵ھ کو معز لدین اللہ علوی نے اپنی خلافت وحکومت کا تئیسوان سال پورا کرکے مصر مین وفات پائی۔ اسکی ولیعہدی اور وصیت کے مطابق اسکا بیٹا نزار سریر خلافت پر متمکن ہوا اور العزیز باللہ، کا مبارک خطاب اختیار کیا۔

عزیز نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لیکے بنظر مصالح ملکی وسیاسی اپنے باپ کے واقعہ انتقال کو عید الاضحیہ سنہ مذکور تک مخفی رکھا۔ بروز یوم النحر عیدگاہ مین گیا۔ عامہ مسلمین کے ساتھ نماز ادا کی۔ خطبہ دیا۔ اپنے حق مین دعا کی اور اپنے

---

نوٹ ۱ معز لدین اللہ ابو تمیم معد بن منصور باللہ اسماعیل بن قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن مہدی ابو محمد عبید اللہ علوی حسینی مقام مہدیہ افریقیہ مین گیارہوین رمضان ۳۱۹ھ کو پیدا ہوا اپنتالیس ۴۵ سال چھ ماہ کی عمر پائی دولت علویہ کا یہ چوتھا خلیفہ تھا جسنے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ مصر۔

باپ کے مرنے کا حال ذکر کرکے مراسم عزاداری ادا کئے۔

بعد اسکے یعقوب بن کلس کو جیسا کہ اسکے باپ کے زمانہ مین تھا عہدۂ وزارت پر اور بلکین بن زیری کو گورنری افریقیہ پر بحال وقایم رکھا۔ علاوہ گورنری افریقیہ کے عبداللہ بن یخلف کتامی کی گورنری یعنی صوبہ طرابلس، سرت اور جرابیہ کو بھی موخر الذکر کی گورنری مین ملحق وشامل کردیا۔ اہالی مکہ ومدینہ نے گذشتہ موسم حج مین معز کی اطاعت قبول کرلی تھی اور اسکے نام کا خطبہ پڑہتے تھے مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑہا اس بنا پر عزیز نے سرزمین حجاز پر فوج کشی کی چنانچہ اسکی سپاہ نے مکہ ومدینہ پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا رسد وغلہ کی آمد بند ہوگئی اہل حرمین نے مجبورانہ اطاعت قبول کی۔ مکہ معظمہ مین اسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا۔ ان دنون مکہ معظمہ کی گورنری پر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کی حکومت پر طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال اسنے وفات پائی تب بجائے اسکے اسکا بھائی مقرر کیا گیا۔

**بقیہ حالات افتکین** جسوقت معز کا انتقال ہوگیا اور بجائے اسکے سریر حکومت پر عزیز متمکن ہوا افتکین نے فوجین فراہم کرکے علم مخالفت بلند کردیا اور اسکے اون بلاد پر یلغار کردیا جو ساحل شام پر واقع تھے۔ چنانچہ سب کے پہلے صیدا کا محاصرہ کیا۔ ابن الشیخ اور ظالم بن موہوب عقیلی معہ سرداران مغاربہ اسوقت صیدا مین موجود تھے فوجین مرتب کرکے افتکین سے مقابلہ کرنے کو نکل پڑے۔ بیحد سخت اور خونریز جنگ کا آغاز ہوا افتکین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا مغربی فوجین کامیابی اور کثرت کے جوش مین آگے بڑھتی چلی آئین یہان تک کہ اپنے مورچہ سے بہت دور نکل آئین اسوقت افتکین اپنی فوج کو مجتمع کرکے مغربی فوجون پر ٹوٹ پڑا پھر کیا تھا مغربی فوجین گھونگھٹ کھا گئین۔ چار ہزار فوج کہیت رہی۔ اس سے افتکین کے حوصلے

بڑھ گئے عکہ کا قصد کیا اور اوسپر محاصرہ ڈالکے طبریہ کیجانب بڑھا - یہان کے باشندون کے ساتھہ بھی وہی معاملات کئے جو اہل صیدا کے ساتھہ کئے تھے - بعدہ دمشق کی طرف لوٹ کھڑا ہوا - عزیز نے اسکی بابت اپنے وزیر یعقوب بن کلس سے مشورہ کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اسکے مقابلہ پر جوہر کاتب بھیجا جائے - عزیز نے اس رائے کے مطابق فوجین آراستہ کرکے جوہر کو افتکین کے روک تھام کرنے کو روانہ کیا - اس اثنار مین افتکین دمشق پہنچگیا تھا اُسکو اسکی خبر لگی تو اس نے اہل دمشق کو مجتمع کرکے کہا "تم لوگ خوب جانتے ہو کہ مین نے تمہاری رضامندی سے تمپر حکومت کی اور تمہاری استدعا پر ایسے بڑے ذمہ داری کے کام کو اپنے ہاتھہ مین لیا اب چونکہ عزیز والی مصر و افریقیہ کا مقابلہ ہے مین نہین چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگ کسی مصیبت مین مبتلا ہو اس وجہ سے مین تم لوگون سے علحدہ ہوا چاہتا ہون" اہل دمشق یہ سنکے متحد الکلمہ ہو کے بولے "ہم لوگ آپ سے جدا نہونگے اور جان و مال کو آپ پر تصدق کر دینگے" افتکین نے اس عہد و اقرار پر ان لوگون سے قسم لی اور جوہر کے مقابلہ کرنے پر تل گیا ماہ ذی قعدہ ۶۵ھ کو جوہر معہ اپنی سپاہ کے دمشق پہنچگیا اور نہایت حزم و احتیاط سے اسپر محاصرہ ڈالدیا دو ماہ کامل محاصرہ کئے رہا - لڑائیان ہوتی رہین - فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے - بالآخر افتکین نے طول محاصرہ سے گھبراکے اعصم بادشاہ قرامطہ کو یہہ واقعات لکھہ بھیجے اور اس سے مدد طلب کی - چنانچہ بادشاہ قرامطہ اپنا لشکر مرتب کرکے احسار سے دمشق کی طرف روانہ ہوا - شام اور عرب کا جم غفیر اسکے پاس آآکے مجتمع ہو گیا جسکی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی - جوہر نے یہ خبر پاکے دمشق کا محاصرہ اٹھالیا اور اس خوف سے کہ مبادا دو دشمنون کے درمیان مین نہ آجاؤن چلتا پھرتا نظر آیا - مگر افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے طے

مسافت کرکے جوہر کو رملہ مین جا کے گھیر لیا۔ اور انکا پانی بند کر دیا۔ جوہر رملہ چھوڑ کے عسقلان چلا گیا افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر بھی دھاوا کر دیا اور اسپر بھی محاصرہ ڈالدیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند ہوگئی۔ نہایت سختی سے بسر ہونے لگی جوہر نے افتکین سے مصالحت اور سازش کی بابت خط و کتابت شروع کی اور بادشاہ قرامطہ اسکو اس سے روک رہا تھا آخرکار جوہر نے ملاقات کرنے کی درخواست کی افتکین نے منظور کر لی دونون ایک مقام موعود پر ملے۔ جوہر کہنے لگا یہ قتل و خونریزی تمہاری وجہ سے ہوئی ہین تم کو برابر مصالحت کا پیام دے رہا تھا" افتکین نے جواب دیا "مین اس معاملہ مین معذور ہون یہ سارا ساختہ پرداختہ بادشاہ قرامطہ کا ہے" اسی قسم کی دونون مین تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخرمین یہ طے پایا کہ افتکین محاصرہ اٹھالے اور جوہر اپنے آقا نامدار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے اس امر کے طے ہونے پر جوہر نے ایفاء وعدہ کی قسم کھائی۔ افتکین اپنے لشکرگاہ مین واپس آیا اور بادشاہ قرامطہ سے کل حالات بتلائے۔ بادشاہ قرامطہ نے افتکین کو اسپر نصیحت و فضیحت کی جوہر کی چالاکیان اور مکاری بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ محاصرہ اٹھا لینے کے بعد جوہر اپنے آقا نامدار عزیز کے پاس جائیگا اور اس طیاری سے ہم لوگون پر حملہ آور ہوگا کہ جسکا جواب دینا ہمارے امکان سے باہر ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے قول و اقرار سے منحرف ہو جاؤ۔ افتکین نے بادشاہ قرامطہ کی اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو معہ اسکے ہمراہیون کے مصر جانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ جوہر محاصرہ سے نجات پا کے مصر کیجانب روانہ ہوا۔ عزیز کے

---

نوٹ ۱ شہر رملہ سے تین کوس کے فاصلہ پر نہر طواحسین تھی اسی سے شہر مین پانی جاتا تھا افتکین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر مین پانی کا جانا بند کر دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر۔

دربار مین پہنچکے کل واقعات عرض کئے - اور سمجھا بوجھا کے ان لوگون پر فوجکشی کرنے پر
ابھار دیا - عزیز نے جوہر کے کہنے کے مطابق فوجین آراستہ کرکے چڑھائی کردی -
مقدمۃ الجیش پر جوہر تھا افتکین اور بادشاہ قرامطہ یہ جنرپا کے رملہ چلے آئے
تھے اور فراہمی لشکر کی فکر مین کرنے لگے اس عرصہ مین عزیز نے محرم ۳۶۷ھ مین
پہنچکر رملہ کے باہر مورچے قایم کئے اور افتکین سے کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول
کرلو مین تم کو اپنے لشکر کا سردار مقرر کرونگا - جاگیرین دونگا - جس ملک کو پسند
کروگے اسکی حکومت عطا کرونگا - اور اس امور کے طے کرنے کو مجھ سے آکر ملجاؤ
افتکین صف لشکر سے نکلکر پیادہ پا دونون لشکرون کے درمیان مین آکے کھڑا
ہوا اور عزیز کے قاصد سے کہا تم جاکر امیر المومنین سے ادب تمام میرا
یہ پیام کہدو کہ اگر چند ساعت پیشتر یہ پیام مجھے ملجاتا تو مجھے اسکے تعمیل مین عذر نہ تھا
مگر اب یہ ناممکن ہے - قاصد افتکین سے رخصت ہوکر عزیز کے لشکر کیجانب روانہ ہوا
اور افتکین نے عزیز کے میسرہ پر حملہ کردیا - اس حملہ مین عزیز کے میسرہ کو ہزیمت ہوئی
ایک گروہ کثیر کام آیا - عزیز نے اس امر کا احساس کرکے اپنے میمنہ کو حملہ کرنے کا
حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا - افتکین اور شاہ قرامطہ کو ہزیمت ہوئی مغربی فوجون نے
تلوارین نیام سے کھینچ لین تقریباً بیس ہزار فوج منہزم گروہ کی کہیت رہی -
کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ مین واپس آیا فتحمند گروہ نے قیدیان جنگ
کو پیش کرنا شروع کیا - جو شخص قیدی پیش کرتا تھا اسکو خلعت دیجاتی تھی -
عزیز نے منادی کرادی کہ جو شخص افتکین کو گرفتار کرلائیگا اسکو ایک لاکھ
دینار دیے جائینگے - اتفاق سے مفرج بن دغفل طای سے اور افتکین سے
ملاقات ہوگئی افتکین نے پیاس کی شکایت کی مفرج نے اسکو پانی پلایا اپنے
جائے قیام مین ٹھیرا کے عزیز کے پاس گیا اور اسکو افتکین کا پتہ بتلا کے ایک

لاکھ دینار وصول کر لئے - پس جسوقت افتکین عزیز کے روبرو پیش کیا گیا - چونکہ عزیز کو اسکے مارے جانے کا یقین کامل ہو چکا تھا اسوجہ سے بیحد مسرت ہوئی اور کمال توجہ سے افتکین کے لئے خیمہ نصب کرایا - جو کچھ مال و اسباب اسکا لوٹ لیا گیا تھا وہ سب کا سب واپس کرا دیا اور معہ اسکے مراجعت کر کے مصر [illegible] خاص مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا - حجابت کے عہدہ سے ممتاز فرمایا بعد اسکے ایک شخص کو اعصم قرمطی بادشاہ قرامطہ کو بھی واپس لانے کی غرض سے مامور کیا چنانچہ اس شخص نے اعصم قرمطی سے طبریہ مین جا کے ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کو کہا اعصم نے مصر جانے سے انکار کیا - اس شخص نے عزیز کو اس واقعہ سے مطلع کیا عزیز نے بیس ہزار دینار اعصم کو بھیجے اور اسیقدر ہر سال دینے کا وعدہ کیا مگر اعصم اسپر بھی مصر نہ کیا اور اوسیوقت طبریہ سے احساء چلا آیا -

ان واقعات کے بعد افتکین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اسوجہ سے کہ افتکین عزیز کے ناک کا بال ہو رہا تھا زہر دے دیا - عزیز کو اسکی خبر لگ گئی گرفتار کرا کے چالیس روز تک قید مین رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کے رہا کر دیا اور بدستور عہدۂ وزارت پر مامور کیا - ماہ ذی قعدہ ۳۸۱ھ مین جوہر کاتب نے وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا حسن مقرر کیا گیا قائد القواد کا مبارک لقب مرحمت ہوا -

افتکین نے اپنے زمانہ حکومت مین قسام نامی ایک شخص کو دمشق مین اپنی نیابت پر مامور کیا تھا افتکین کے دمشق چھوڑنیکے بعد اسکا رعب داب بڑھ گیا - کچھ لوگ اسکے مطیع و تابع ہو گئے رفتہ رفتہ چند شہرون پر قابض بھی ہو گیا - پس جب افتکین اور قرامطہ کو ہزیمت ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم کو والی دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا اسوقت دمشق اور اسکے قرب وجوار

کے شہرون پر قسام قابض و متصرف ہو رہا تھا - اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا
اسکی موجودگی مین ابو محمود کی کچھ پیش نہ گئی - قسام بدستور کرسی حکومت پر متمکن
رہا اسی اثنار مین ابو تغلب ابن حمدان والی موصل عضد الدولہ سے شکست کھا کے
دمشق کی طرف آیا قسام نے اسکو اس خیال سے کہ مبادا یہ خود خواہ بحکم عزیز یا
دہینگ دہینگا پن سے شہر پر قبضہ نہ جمالے دمشق مین داخل نہونے دیا اس
باعث سے مابین ابو تغلب اور قسام کے ناصافی پیدا ہوگئی اور نوبت جدال و قتال
کی پہنچگئی - بالآخر ابو تغلب طبریہ چلا گیا اسکے بعد عزیز کا لشکر بسرکردگی سپہ سالار
فضل دمشق آپہنچا - اور قسام پر دمشق مین محاصرہ ڈالدیا - مگر اتفاق کچھ ایسا پیش
آیا کہ یہ لشکر بے نیل مرام عزیز کے پاس چلا گیا تب عزیز نے ۳۶۵ھ مین ایک
دوسری فوج بسرکردگی سلیمان بن جعفر بن فلاح دمشق روانہ کی - سلیمان
نے دمشق کے باہر پڑاؤ کیا - قسام نے اپنے آدمیون کو اشارہ کردیا انہون
نے لڑکر سلیمان کو اس مقام سے جہانکہ اس نے پڑاؤ کیا تھا ہٹا دیا

انہین دنون مفرج بن جراح امیر نبی طے اور کل عرب سرزمین فلسطین
مین مقیم رہتے - انکی جماعت اور نیز شوکت و شان بڑھ گئی تھی - قرب و جوار کے سرحدی
شہرون کو قتل و غارتگری سے پامال کر رہے تھے عزیز نے ایک لشکر انکی سرکوبی
کو بسرافسری اپنے سپہ سالار بلتکین ترکی کے روانہ کیا چنانچہ یہ لشکر کوچ و
قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا - قبیلہ قیس کا ایک گروہ کثیر اسکے
لشکر مین آملا بعد ازان مفرج بن جراح اور بلتکین سے مڈبھیر ہوئی بلتکین
نے چند دستہ فوج کو پہلے سے کمینگاہ مین بٹھا رکھا تھا مفرج کو اس وجہ سے
ہزیمت ہوئی - بھاگ کر انطاکیہ پہنچا - والی انطاکیہ نے اسکو پناہ دے دی
اس عرصہ مین بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے بلاد شامیہ کیجانب خروج کیا -

منفرج کو اس سے خطرہ پیدا ہوا بکجور خادم سیف الدولہ والی حمص کو اس واقعہ سے مطلع کرکے امداد طلب کی۔ بکجور نے منفرج کی استدعا منظور کرلی اور کما حقہ اسکی مدد کی۔

بعد اسکے بلتکین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قسام سے یہ کہلا بھیجا کہ مین کسی غرض سے نہین آیا محض اصلاح حال شہر کیوجہ سے آیا ہوا ہون۔ قسام کے ساتھ حبیش بن صمصامہ ہمشیرہ زادہ ابو محمود بھی دمشق ہی مین موجود تھا۔ بعد ابو محمود کے سند حکومت دمشق اسیکو مرحمت ہوئی تھی۔ غرض قسام شہر دمشق سے نکلکے بلتکین کے پاس آیا بلتکین نے اسکو معہ اسکے ہمراہیون کے شہر کے باہر قیام کرنے کو کہا۔ اس سے قسام کو خطرہ پیدا ہوا فوراً شہر کیجانب لوٹ کھڑا ہوا اور لڑائی کی طیاری کردی۔ خم ٹھونک ٹھونک کے دونون حریف میدان جنگ مین آگئے اتفاق یہ کہ اس معرکہ مین قسام کے ہمراہیون کو ہزیمت ہوئی۔ بلتکین نے اطراف شہر مین داخل ہوکے قتل و غارتگری کا بازار گرم کردیا مکانات مین آگ لگادی۔ اہل شہر نے گھبراکر بلتکین سے امن کی درخواست کرنے کی راے قایم کی اور اسی غرض سے اسکی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت طلب کی بلتکین نے ان لوگون کو حاضری کی اجازت دے دی قسام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سنتے ہی بدحواس ہوگیا مگر چارکار کچھ نہ تھا۔ اہل شہر نے بلتکین کیخدمت مین حاضر ہوکے اپنے لئے اور نیز قسام کے لئے امن حاصل کرلی۔ ہنگامہ کارزار فرو ہوگیا۔ خلائق اپنے اپنے مکانات مین آکے آباد ہوئی۔ بلتکین نے اپنی جانب سے خطلج نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ خطلج محرم ۳۷۲ھ مین امارت کا جھنڈا لئے ہوئے شہر مین داخل ہوا اسکے دوسرے دن قسام کسی خیال سے روپوش ہوگیا۔ بلتکین کے ہمراہیون نے قسام اور انکے مصاحبون کے مکانات لوٹ لئے قسام نے یہ خیال کرکے کہ اب جانبری دشوار

ہے اپنے کو بلتکین کے دربار مین حاضر کر دیا اور معذرت کی بلتکین نے اسکی معذرت قبول کرلی اور اسکو بعزت اور احترام مصر روانہ کر دیا عزیز نے اپنی بنظر فیاضی و رحم دلی سے اسکو بھی امن عنایت کی۔

بکجور جو کہ سیف الدولہ کا خادم اور اسکی جانب سے حمص کا گورنر تھا اُن دنون جبکہ دمشق عزیز اور شام کی فوجون کا میدان کارزار بنا ہوا تھا حمص سے عزیز کے لشکر کو رسد و غلہ مہیج رہا تھا اور اپنی اس حسن خدمت کی اطلاع عزیز کو دیتا جاتا تھا۔ بعد ان واقعات کے ۳۷۳ھ مین ابو المعالی اور بکجور مین چل گئی۔ بکجور نے عزیز سے اسکی شکایت کی عزیز نے ابو المعالی کی گوشمالی اور اسکو حکومت دمشق دینے کا وعدہ کیا اسی اثنا مین اتفاق یہ پیش آیا کہ مغربیون نے مصر مین وزیر السلطنت ابن کلس کے خلاف بغاوت کر دی اور اُسکے قتل پر تُل گئے۔ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی غرض سے عزیز کو دمشق سے بلتکین کے بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ عزیز نے بلتکین کو دمشق سے طلب فرمالیا اور بجاے اسکے بکجور کو دمشق کی زمام حکومت سپرد کی۔

ماہ رجب ۳۷۳ھ مین بکجور علم حکومت لئے ہوئے دمشق مین داخل ہوا چونکہ اسکو کسی ذریعہ سے یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابن کلس وزیر السلطنت عزیز کو منع کر رہا تھا کہ بکجور کو حکومت دمشق نہ دیجائے اس عداوت و کینہ سے بکجور نے دمشق مین داخل ہوتے ہی ابن کلس کے اور دون اور اس کے ہوا خواہون کو پامال کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنون بعد رعایاے دمشق کو بھی ایذائین پہونچانے لگا۔ ابن کلس کو اسکی خبر لگ گئی موقع پاکے عزیز سے اسکی شکایت جڑدی کہ بکجور والی دمشق بڑا متمرد و سرکش ہو گیا ہے ظلم و جفاکاری اسکا شیوہ ہو رہا ہے اگر معزول نہ کیا جائے گا تو صوبہ

دمشق ویران ہوجائے گا پس عزیز نے ۳۷۸ھ مین ایک لشکر عظیم بسرافسری
منیر خادم بکجور کو ہوش مین لانے کی غرض سے روانہ کیا روانگی کے بعد نزال والی
طرابلس کو اسکی امداد کرنے کو لکھا۔ بکجور نے بھی اس واقعہ سے مطلع ہوکے
گرد و نواح کے عرب کو مجتمع کرلیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کرکے خم ٹھونک
کر میدان جنگ مین آگیا مگر پہلے ہی حملہ مین شکست کھاکے بھاگ کھڑا ہوا ادھر بکجور
یہ خیال کرکے کہ مبادا نزال نہ آجائے اہل دمشق کے لئے امان حاصل کرکے
رقہ چلا گیا اور اسپر مستولی و متصرف ہوگیا۔ اُدھر منیر نے بھی دمشق مین داخل
ہوکے کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا۔ استقلال و استحکام سے حکمرانی
کرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد بکجور نے دمشق سے رقہ مین پہنچکے سعد الدولہ والی
حلب سے حمص کی حکومت کی درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصلحت سے اسکو
منظور نہ کیا۔ اس بنا پر بکجور نے عزیز سے سعد الدولہ پر فوج کشی کرنے کی اجازت
طلب کی عزیز نے بکجور کی درخواست منظور فرماکے فوجین عنایت کین
اور نزال والی طرابلس کو اسکی کمک اور امداد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ بکجور نے
فوجون کو مرتب کرکے سعد الدولہ پر چڑھائی کردی۔ سعد الدولہ نے بھی مدافعت
و مقابلہ کی۔ غرض سے فوجین فراہم کرلین اور حلب سے نکلکے میدان جنگ مین
آگیا نزال نے اپنے دل مین یہہ ٹھان لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے
وقت بکجور کو دغا دیجائے۔ اسکو اس امر پر عیسیٰ بن نسطورس وزیر السلطنت
نے اوبھارا تھا جو بعد ابن کلس کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا تھا۔ انہین
دنون عامل انطاکیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور
اس نے ایک فوج کثیر التعداد اسکی کمک پر بھیجدی تھی۔ الغرض نزال
نے اپنے منصوبہ کے مطابق ان عربون سے جو بکجور کے رکاب مین تھے معرکہ

جنگ کے وقت بھاگ جانے کی بابت سازش کرلی اور ان سے اس
معاملہ کے انجام ہو جانے پر بڑے بڑے وعدے کئے۔ پس جسوقت دونون
فوجون کا مڈبھیڑ ہوا۔ بگچور کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر لگ گئی
مرنے پر کمربستہ ہو کر بقصد سیف الدولہ حملہ آور ہوا اور لولو کبیر (سیف
الدولہ کے خادم) کا ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا سیف الدولہ نے لولو
کبیر کو خاک و خون پڑتپتا ہوا دیکھ کے بگچور پر حملہ کیا بگچور شکست کھا کے بعض
قبائل عرب مین جا چھپا اور دو چار روز کے بعد اپنی حالت درست کر کے
سیف الدولہ پر پھر حملہ آور ہوا مگر پہلے ہی حملہ مین خود بگچور کے میدان جنگ سے
پاؤن اکھڑ گئے اور اثنا رد و گیر مین مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اسکے
مال و اسباب کو ضبط کر کے رقہ کیجانب کوچ کیا اور اسپر قابض و متصرف
ہو گیا بگچور کے لڑکون نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ
لکھہ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کی بابت تحریک
کی۔ چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس بگچور کے لڑکون کی سفارش کا خط
بذریعہ ایک قاصد کے روانہ کیا اور یہہ بھی تحریر کیا کہ بگچور کے لڑکون
کو میرے پاس مصر بھیجو بصورت اس حکم کے تعمیل نہ کرنے کے
دھمکی بھی دی تھی۔ سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سنی عزیز کی سفارت کو نہایت
بری طور سے واپس کیا۔ عزیز نے طیش مین آکے ایک جرار لشکر بسر
افسری منجوتکین حلب کے محاصرہ کرنے کو روانہ کیا منجوتکین نے حلب پر پہنچکے
محاصرہ ڈالدیا ان دنون حلب مین ابو الفضائل ابن سعد الدولہ اور لولو صغیر
خادم سیف الدولہ تھا ان دونون نے سیل بادشاہ روم کی خدمت مین بعض
استمداد سفارت بھیجی اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغار مین مصروف تھا

مگر پھر بھی ابوالفضائل کی سفارت پہنچنے پر والی انطاکیہ کو حلب کے محصورون کی امداد کرنے کو لکھہ بھیجا والی انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لیکے حلب کے بچانے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ جس عاصی پہنچا منجوتکین کو اسکی خبر لگ گئی حلب سے محاصرہ اُٹھاکے کوچ کر دیا اثنار راہ مین اس سے اور رومیون سے مڈبھیڑ ہوگئی - منجوتکین نے انکو شکست دے دی اور قتل وقید کر کے انطاکیہ کی طرف بڑہا اطراف انطاکیہ مین ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہوگیا -

اسی زمانہ غیر حاضری منجوتکین مین ابوالفضائل اطراف حلب مین بغرض فراہمی غلہ نکل کھڑا ہوا جس سے بیحد گرانی پیدا ہوگئی - جس قدر فراہم کرسکا فراہم کرلیا باقی جو رہگیا اسمین آگ لگادی - پس جب منجوتکین حصار حلب کو پھر واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجون کو حلب کے ارد گرد پھیلا دیا لولو صغیر نے ابوالحسن مغربی کی خدمت مین پیام مصالحت بھیجا - شرائط صلح طے ہو جانے پر باہم صلح ہوگئی منجوتکین نے دمشق کی جانب مراجعت کی - عزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سخت برہم ہوا - اسیوقت منجوتکین کو محاصرہ حلب پر واپس جانے اور وزیر (ابوالحسن) مغربی کے معزول کرنے کو لکھہ بھیجا - براہ دریا رسد غلہ بھی روانہ کیا - چنانچہ منجوتکین نے پھر حلب کا محاصرہ کرلیا - اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس استمداد واستعانت کی غرض سے سفارت بھیجی اور اسکو اس سلوک کا معاوضہ دینے کا بھی وعدہ کیا - رومی بادشاہ نہایت عجلت سے فوجون کو آراستہ کرکے حلب کیجانب روانہ ہوا لولو صغیر نے اس خیال سے کہ اسلامیون اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچ جاے گا منجوتکین کو بادشاہ

روم کے آنے سے مطلع کر دیا علاوہ بر ایں جاسوسوں نے بھی یہ خبر منجوتکین تک پہنچا دی۔ منجوتکین نے مصلحتاً محاصرہ اٹھا لیا متعدد بازارین محلہ ائین اور حمامات اشنا محاصرہ مین ویران و برباد ہو گئے اسکے بعد بادشاہ روم حلب پہنچا۔ ابو الفضائل اور لولو صعیر ملنے کو آئے۔ دو چار روز قیام کر کے ملک شام کیجانب کوچ کیا حمص اور شیزر کو مفتوح کر کے تخت و تاراج کر دیا۔ چالیس یوم تک طرابلس کا محاصرہ کئے رہا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر اپنے ملک کو واپس گیا۔ ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی۔ بیحد شاق گزرا۔ جہاد کا اعلان کر کے ۳۸۱ھ مین قاہرہ سے خروج کر دیا اتنے مین منیر نے دمشق مین عزیز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو دمشق کیجانب قدم بڑھایا۔

**اخبار وزراء** معز لدین اللہ علوی والی افریقیہ و مصر کا وزیر السلطنت یعقوب بن کلس تھا اصلاً یہ یہودی تھا پھر ایمان لایا۔ اخشیدیہ کے دور حکومت مین مصر کے انتظامی امور کا ایک یہ بھی منصرم تھا ابو الفضائل بن فرات نے اسکو ۳۵۸ھ مین معزول کر دیا اور کچھ جرمانہ بھی کیا۔ یعقوب اسکو ادا نہ کر سکا روپوش ہو گیا۔ بعد چندے مصر سے مغرب بھاگ گیا اور معز لدین اللہ کی دربار مین پہنچکے رسوخ حاصل کیا اور اسکے ساتھ ساتھ مصر آیا رفتہ رفتہ قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ دربار معزیہ مین اسکی بڑی عزت و توقیر تھی بعد معز لدین اللہ کے عزیز بن معز لدین اللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا اسنے بھی یعقوب کو بدستور عہدۂ وزارت پر قایم و بحال رکھا تا آنکہ

سنہ ۳۸۰ھ مین یعقوب نے وفات پائی عزیز نے نماز جنازہ پڑہائی تجہیز وتدفین مین شریک ہوا، اسکی طرف سے اسکا دین (قرضہ) ادا کیا اور اسکی مفوضہ خدمات کو یون تقسیم کیا کہ عدالتی وانتظامی خدمت حسن بن عمار سردار کتامہ کو مرحمت ہوئی اور مالی خدمت عیسےٰ ابن نسطورس کو سپرد کی گئی - اسیوقت سے دولت علویہ کی وزارت برابر اہل اقلام کے قبضہ مین رہی اور یہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے منجملہ انکے وزراء کے بارزی تھا - یہہ باوجود وزارت پناہ ہونے کے قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ بھی تھا - اس سے یہ درخواست کیگئی تھی کہ اسکا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے - اسنے اسکو نامنظور کیا اور بخیال اسکے کہ مین مجبور نہ کیا جاؤن غریب الوطنی اختیار کر لی - مقام تنیس مین کسی نے مار ڈالا -

ابو سعید نسری بھی دولت علویہ کا ایک نامور وزیر تھا یہ پہلے یہودی تھا مگر عہدۂ وزارت پر پہنچنے سے مسلمان ہوگیا تھا -

جرجانی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص تھا اسکو کسی امر کی بابت لکھنے کو منع کیا گیا تھا اسنے اسکی تعمیل نہ کی اسپر حاکم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی قسم کھالی اور معزول کر دیا - مگر پھر اسکے تیسرے روز عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا گیا - اور خلعت خوشنودی سے سرفراز وممتاز ہوا -

ابن ابی کدینہ نے تیرہ مہینے وزارت کی بعد ازان معزول ہوکر مار ڈالا گیا -

ابو الطاہر بن باشاد وزیر السلطنت دیندار آدمیون سے تھا

اس نے وزارت سے استعفا دے کے جامع مصر مین گوشہ گزینی اختیار کرلی اور ایک روز رات کے وقت چھت پر سے گر کر مرگیا۔

وزیر السلطنت ابو القاسم بن مغربی آخری وزیر تھا اسکے بعد بدر جمالی زمانہ حکومت خلیفہ مستنصر مین سیف الدولہ کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ اسکے دور دولت مین بدر نے بہت بڑے زور و شور سے وزارت کی اور اسکے بعد بھی بہت اسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن مین بیان کیا جاے گا۔

**قضاۃ کے حالات** نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون زمانہ حکومت معز لدین اللہ علوی مین قیروان کا قاضی تھا۔ جب معز مصر مین آیا تو نعمان بھی اسکے رکاب مین تھا۔ مصر مین پہنچکے معز لدین اللہ نے نعمان کو عہدۂ قضا مرحمت کیا تا آنکہ اسنے اسی عہدہ پر وفات پائی بجائے اسکا بیٹا علی مامور ہوا۔ ۳۷۴ھ مین یہ بھی مرگیا تو عزیز نے اسکے بھائی ابو عبد اللہ محمد کو عہدۂ قضا پر مامور کیا۔ خلعت دی اور اپنے ہاتھ سے اسکے گلے مین تلوار حمائل کی۔ معز نے اسکے باپ سے اسی محمد کو مصر مین عہدۂ قضا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۳۸۹ھ عہد خلافت حاکم مین اس نے بھی وفات پائی۔ یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر، کثیر الاحسان اور عدالت و افتا مین بیحد محتاط تھا اسکا زمانہ قضا خلائق کے لئے رحمت الہی کا ایک نمونہ تھا بعد اسکے اسکا چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت حاکم مین عہدۂ قضا سے سرفراز کیا گیا بعد چندے ۳۹۴ھ مین معزول کردیا گیا اور قتل ہوکر جلا دیا گیا۔ بعد اسکے ملکہ بن سعید القارقی مامور ہوا تا آنکہ ۴۰۵ھ اطراف قصور مین حاکم نے اسکو سزاے موت دی خلیفہ حاکم کی آنکھون

مین اسکی بہت بڑی عزت تھی۔ امور سلطنت مین اسکو دخل تام تھا اور خلوت وجلوت مین یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز ومصاحب تھا۔ ملکہ کے مارے جانے پر احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی العوام عہدہ قضا سے سرفراز کیا گیا۔ یہی شخص دولت علویہ کے آخری دور تک عہدۂ قضا پر رہا۔

قاضی کے متعلق دادرسی اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور گاہے گاہے داعی الدعاۃ کا عہدہ قاضی سے لے لیا جاتا تھا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مامور ہوا کرتا قاضی اُن عہدہ داران دولت سے تھا جو جمعہ اور عیدون مین خلیفہ کے ساتھ بوقت خطبہ دینے کے منبر پر چڑہا کرتے تھے۔

**حاکم بامر اللہ کی خلافت**

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ عزیز نے ۳۸۱ھ مین جہاد کا اعلان کیا تھا اور رومیون پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجین آراستہ کرکے خروج کر دیا تھا کوچ وقیام کرتا ہوا بلبیس پہنچا۔ بلبیس مین پہنچکے ایسے چند امراض مین مبتلا ہوا کہ انہین کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ مین اپنی حکومت وخلافت کے ساڑہے گیارہ سال پورے کرکے مرگیا۔ بعد اسکے اسکا بیٹا ابو علی منصور[1] سریر خلافت پر متمکن ہوا "الحاکم بامر اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔

ارجوان خادم اسکے عہد حکومت مین بھی امور سلطنت کا منصرم اور اسپر مستولی ومتغلب تھا جیسا کہ اسکے باپ عزیز کے عہد حکومت مین تھا اور ابو محمد حسن بن عمار ہر کام مین ارجوان کا رفیق وشریک تھا۔ ارجوان محلسرائے شاہی مین حاکم کے ساتھ رہتا

[1] ابو علی منصور کی عمر بوقت تخت نشینی گیارہ سال کی تھی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۳ مطبوعہ لیدن

تھا اور ابو محمد حسن امور سلطنت کی نگرانی کر رہا تھا اسنے آہستہ آہستہ کل انتظامی اور مالی صیغون پر قبضہ کر لیا "امین الدولہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ کتامہ کی بن آئی رعایا کے مال و عزت کو اپنی خواہشات نفسانی کا شکار کرنے لگے۔ منجوتکین کو یہہ امر اور نیز ابو محمد کا ہر کام مین پیش پیش ہونا ناگوار گزرا ارجوان کو لکھہ بھیجا کہ اگر تم میری موافقت کرو تو مین علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر دون ارجوان کا دل ابو محمد سے تو پک ہی گیا تھا منجوتکین سے سازش کر لی۔ چنانچہ منجوتکین نے خودسری کا اظہار کر کے ایک فوج دمشق سے مصر کو روانہ کی جسکا سردار سلیمان بن جعفر بن فلاح تھا ابو محمد کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسنے بھی مصری لشکر کو اس طوفان کے روک تھام کرنے کو روانہ کیا۔ مقام عسقلان مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا ایک سخت خونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو ہزیمت ہوئی۔ دو ہزار آدمی اسکے کھیت رہے اور خود بھی اشاء دار و گیر مین گرفتار کر لیا گیا اور پا بزنجیر مصر بھیجدیا گیا۔ ابو محمد نے مصلحتاً مشرقی فوجون کو ملانے کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اور اپنی طرف سے ملک شام پر ابو تمیم سلیمان بن فلاح کتامی کو مامور کیا اسنے طبریہ مین پہنچکے اپنے بھائی علی کو سند حکومت عطا کر کے دمشق بھیجا اہل دمشق نے علی کی سرداری تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ابو تمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی سفارت بھیجی اور انکو سرکشی اور مخالفت کے عواقب امور سے ڈراتے ہوئے اپنے جاہ و جلال کی دھمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت قبول کر لی اور علی کی سرداری و حکومت تسلیم کر کے شہر پناہ کے

دروازے کھول دیے۔ علی نے شہر مین داخل ہوتے ہی دندمچادی خونریزی اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا کسیکو قید کیا کسیکو قتل کیا۔ ابوتمیم کو اسکی خبر لگی فوراً دمشق آپہنچا اور اہل دمشق کو علی کے پنجہ غضب سے نجات دیکے علی کو دمشق سے طرابلس کی حکومت پر تبدیل کر دیا اور طرابلس کے سابق حکمران جیش بن صمصامہ کو معزول

جیش نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنون کے سفر کے بعد مصر مین داخل ہوا ارجوان کے پاس آمد و رفت شروع کی جیش اور ارجوان نے متفق ہو کے یہہ رائے قایم کی کہ ابومحمد اور کل سرداران کتامہ کو جو اسکے مصاحب و مشیر ہین جس طرح سے ممکن ہو مملکت مصر سے نکال دینا چاہا۔ اس سازش مین شکر خادم عضد الدولہ بھی شریک تھا۔

شکر عضد الدولہ کا خادم خاص تھا بعد وفات عضد الدولہ وادبار شرف الدولہ برادر عضد الدولہ مصر چلا آیا تھا اور عزیز کے دربار مین پہنچکے ایک قسم کا رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ اسی تعلق سے یہہ ارجوان اور جیش کے ساتھہ رہا کرتا تھا۔

اتفاق سے ابومحمد کو اس سازش کی اطلاع ہو گئی۔ اسنے بھی ارجوان وغیرہم اپنے مخالفین کے زیر کرنے کی تدبیرین شروع کر دین۔ جاسوسون نے ارجوان تک خبر پہنچا دی پھر کیا تھا دونون فریق مین فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو گئی مشرقی اور مغربی فوجون نے تلوارین نیام سے کھینچ لین۔ کشت و خون شروع ہو گیا۔ اس معرکہ مین مغربیون کو ہزیمت ہوئی۔ ابومحمد بخوف جان روپوش ہو گیا۔ ارجوان نے حاکم کی خدمت مین حاضر ہو کے

کل واقعات عرض کئے اور اسکو سریر خلافت پر جلوہ افروز کرکے اسکی خلافت وحکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

تجدید بیعت کے بعد ارجوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابوتمیم کی گرفتاری کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیجدی کسیکو کانون کان خبر نہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے دفعتہً یورش کرکے ابوتمیم کے گھربار اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتامہ کی خونریزی شروع ہوگئی۔ فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا ایک مدت تک دمشق مین اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری امور سلطنت پر مستولی ہوگئے۔

بعد اسکے ارجوان نے ابومحمد کی تقصیر معاف کردی دربار شاہی مین حاضر ہونے کی اجازت دیدی اور اسکی تنخواہ مقرر کرکے بدستور قدیم مکان مین قیام کرنے کا حکم دیا۔

انہین واقعات کے اثنا مین اہل شام مین بغاوت پھوٹ نکلی۔ اہل صوبہ باغی ہوگئے ایک ملاح قلاقو نامی کو اپنا امیر بنالیا۔ مفرج بن دغفل بن جراح نے بھی حکم خلافت کی اطاعت سے انحراف کرکے خودسری اختیار کرلی۔ رملہ مین پہنچکے قتل وغارت گری شروع کردی۔ دوقس بادشاہ روم بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیکا قدیمی رقیب تھا قلعہ افامیہ پر چڑھ آیا اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ ارجوان نے ان واقعات سے مطلع ہوکے ایک عظیم فوج کو بسرافسری جیش بن صمصامہ رملہ کیجانب روانہ کیا اور دوسری فوج کو بسرکردگی ابوعبداللہ حسین بن ناصرالدولہ بن حمدون حمص کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے صور کے قریب پہنچکے بری اور بحری لڑائی شروع کردی۔ قلاقہ نے بادشاہ روم سے امداد

طلب کی بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیون کا قلاقہ کی کمک پر بھیجدیا
بہت بڑی خونریزی کے بعد اسلامی بیڑہ کو فتحیابی نصیب ہوئی۔ رومی
شکست کہا کے بھاگے اہل صوبے بمجبوری گردن اطاعت جھکا دی
ابوعبد اللہ نے صور پر قبضہ کر کے قلاقہ کو گرفتار کرلیا اور پابزنجیر ایک
دستہ فوج کی حراست مین مصر روانہ کردیا۔ مصر مین پہنچنے کے بعد
قلاقہ کی کھال کھینچ لیگئی اور صلیب پر چڑہا دیا گیا۔

جیش بن صمصامہ مفرج بن دغفل کی سرکوبی کو رملہ بھیجا گیا تھا
مفرج یہ خبر پا کے جیش کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیش کوچ و
قیام کرتا ہوا دمشق پہونچا۔ اہل دمشق ملنے کو آئے جیش بعزت و احترام
ان لوگون سے ملا ان کے ساتھہ احسانات کئے۔ انکے تکالیف رفع کی اور
پھر وہان سے افامیہ کی جانب کوچ کیا جہان پر کہ دوقش بادشاہ
روم معہ اپنے لشکر کے پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور بلاد اسلامیہ کو پامال کر رہا تھا۔ افامیہ
پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی۔ اولاً جیش اور اسکے
ہمراہی شکست کہا کے بھاگے صرف بشارت اخشیدی بن فرارہ
پندرہ سو سوارون کے ساتھہ میدان جنگ مین ٹہیرا ہوا لڑتا رہا۔ اور
دوقش بادشاہ روم اپنے جھنڈے کے نیچے معہ اپنے لڑکون اور چند
خلامون کے کھڑا ہوا رومیون کی قتل و غارتگری اور مسلمانون کی پامالی
دیکھہ رہا تھا اخشیدی کے ہمراہیون مین سے ایک کردی لوہے کا گرز موسوم بہ خشت
لئے ہوے دوقش کی جانب چلا دوقش نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ امن
حاصل کرنے کی غرض سے آرہا ہے اپنی حفاظت نہ کی کردی نے قریب پہنچکے
دوقش پر حملہ کردیا اور پہلے ہی حملہ مین اسکو مار ڈالا۔ دوقش کے

مارے جانے سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور حبیش کی فوج نے جو میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی تھی پھر لوٹ پڑی انطاکیہ تک قتل و قید کرتی اور ان کے مال و اسباب کو لوٹتی ہوئی چلی گئی۔

اس فتحیابی کے بعد حبیش نے دمشق کے باہر ایک میدان مین قیام کیا کسی مصلحت سے دمشق مین نہ گیا۔ نوجوانان دمشق کے سردارون کو جو بانی مبانی ہنگامہ کے ہوئے تھے طلب کرکے اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور انہین سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا روزانہ ان لوگون کے لئے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور کمال دریا دلی سے ان کو معہ ان لوگون کے جو ان کے ساتھ ہوتے کھلواتا تھا۔ اسی طریقہ سے ایک زمانہ گزر گیا۔ بعد چندے ایک روز جب یہ لوگ کھانے کے کمرے مین گئے اپنے غلامون کو اشارہ کر دیا انہون نے دروازے بند کرکے تلوارین نیام سے کھینچ لین اور ان لوگون کے جان و تن کا فیصلہ کرنے لگے تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے۔ ان لوگون کے مارے جانے سے حبیش کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا۔ معہ اپنی فوج کے دمشق مین گیا اور اسکا چکر لگاکے شرفا و روسا شہر کو دربار مین حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جب وہ لوگ دربار مین آگئے تو ان لوگون کے روبرو نوجوانان دمشق کے سردارون کے قتل کروایا اور انہین شرفا و روسا شہر کو بطور وفد کے مصر کیطرف روانہ کیا۔ اس سے فتنہ و فساد کی آگ جو مدت مدید سے مشتعل ہو رہی تھی فرو ہو گئی لوگ امن و امان سے اپنے اپنے مکانون مین رہنے لگے۔

ان واقعات کے چند دنون بعد جیش نے بعارضہ بواسیر وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا محمود بن جیش دمشق مین حکمرانی کرنے لگا جیش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور پڑ گئے سیل بادشاہ روم سے نامہ و پیام کرکے دس برس کے لئے مصالحت کر لی - اور ایک فوج برقہ اور طرابلس غرب کے مفتوح کرنے کو روانہ کی چنانچہ اس فوج نے ان دونون مقامات کو بزور تیغ فتح کر لیا - ارجوان نے ان کی حکومت پر یانس صقلی کو متعین کیا -

چونکہ ارجوان کو حاکم والی مصر کی مزاج مین درخور زیادہ پیدا ہو گیا تھا - سیاہ و سفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ امر اب حاکم کو نامطبوع و ناپسند معلوم ہونے لگا - نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ ۳۸۹ھ مین حاکم نے ایک الزام بیجا لگا کے ارجوان کو سزائے موت دیدی -

ارجوان ایک خواجہ سرا تھا اور قدرتی مخنث تھا اسکا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا حاکم نے بعد قتل ارجوان فہد کو اپنے قلمدان وزارت کا مالک بنایا - بعد چندے حسین بن عمار کو بعد ازان حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا - پھر یہ خبر پاکے کہ حسان بن مفرج طائی اطراف حلب مین لوٹ مار کر رہا ہے چند فوجین بسرافسری یارختکین حلب کی طرف روانہ کین جسوقت یہ فوجین غزہ سے عسقلان کی جانب بڑہین حسان اور اسکے باپ مفرج نے دفعتہً اون پر حملہ کر دیا - یارختکین اور اس کے رکاب کی فوج کو ہزیمت ہوئی - یارختکین کے ہمراہیون مین سے کثیر التعداد آدمی کام آئے - حسان نے عسقلان کے قرب و جوار کو تخت و تاراج کیا رملہ پر قابض ہو گیا - فوجی قوت بھی بڑہا لی - اور ابوالفتوح

حسن بن جعفر (علوی حسنی) امیر مکہ کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے خلافت و امارت کی بیعت کی "امیر المومنین" کے لقب سے مخاطب کرنے لگا پھر حاکم نے حسان اور مفرج کو بحکمت عملی نامہ و پیام بھیجکے ملا لیا چنانچہ ان لوگون نے ابو الفتوح کو مکہ معظمہ واپس کر دیا اور بدستور قدیم حاکم کا عاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لے لیا ابو الفتوح نے بھی مکہ معظمہ مین پہنچکے حاکم کے نام کا خطبہ پڑہا اور اسکے علم حکومت کا مطیع ہو گیا

حاکم نے ان لوگون کی متحدہ قوت کے توڑنے کے بعد اپنی فوجون کو سرکردگی علی بن جعفر بن فلاح شام کی جانب روانہ کیا۔ علی نے سب کے پہلے رملہ پر چڑہائی کی۔ حسان بن مفرج مقابلہ نکر سکا بہزیمت کھا کے بھاگا۔ علی نے ان شہرون پر قبضہ کر کے اسکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور نیز اُن کل قلعات پر جو جبل شرات مین حسین کے قبضہ مین تھے قبضہ کر لیا۔ ماہ شوال ۳۹۰ھ مین قرب و جوار کے شہرون کو فتح کرتا ہوا دمشق پہونچا اور اسپر بھی کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا۔ مفرج اور اسکا بیٹا حسان تقریباً دو برس تک بحالت فقر و فاقہ اِدھر اُدھر مارا پھرا۔ تا آنکہ مفرج نے اسی حالت مین انتقال کیا۔ حسان کی رہی سہی توانائی جاتی رہی گھبرا کر حاکم والی مصر سے امن کی درخواست کی حاکم نے اسکو امن دی اور جاگیر بھی مرحمت کی۔ تھوڑے دنون بعد حسان بطور وفد حاکم کے دربار مین حاضر ہوا حاکم نے اسکی عزت افزائی کی اور جایزہ مرحمت کیا۔

**خروج ابو رکوہ** ابو رکوہ کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اسکا نام ولید

تھا ہشام بن عبدالملک بن عبدالرحمن اموی تاجدار اندلوسیہ عظمیٰ کا
بیٹا تھا جبوقت منصور بن ابی عامر اندلوسیہ عظمیٰ پر مستولی ہوگیا اور
شاہزادگان بنو امیہ کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگا اُس
وقت یہہ ابورکوہ جسکی عمر غالباً بیس برس کی رہی ہوگی بخوف جان
چھپکر قیروان بھاگ گیا اور وہین پر چندے ٹھیرا ہوا لڑکون
کو پڑھاتا رہا بعد ازان مصر چلا آیا - اور حدیث کی کتابت شروع
کردی یہہ یہان سے بھی برداشتہ خاطر ہوکر مکہ وہین ہوتا ہوا شام پہونچا
اور اپنے باپ ہشام کے لڑکون مین سے قایم کی امارت کی ترغیب
دینے لگا

اسکی کنیت ابورکوہ اس وجہ سے ہوئی کہ یہہ صوفیونکی عادت
کے مطابق کوزۂ آب اپنے ہمراہ رکھتا تھا -

شام مین تھوڑے دنون قیام کرکے پھر اطراف مصر
مین واپس آیا اور ہلال بن عامر کے بادیہ مین بنی قرہ کے پاس مقیم ہوا
لڑکون کو قران کی تعلیم دیتا اور لوگون کی امامت کرتا تھا - اس حالت
سے ایک مدت گزر گئی جب بنی قرہ سے مراسم اتحاد پیدا ہوگئے
تو جو کچھ اسکے دل مین تھا اسکو ظاہر کرکے قایم کی امارت و حکومت
کی دعوت دینے لگا چونکہ حاکم بامراللہ علوی نے ہر طبقہ کے آدمیون پر قتل و
غارت کا ہاتھہ صاف کرنا شروع کردیا تھا امراء و شرفاء
اور روسا ملک وملت تنگ آگئے تھے بنی قرہ کے ایک گروہ کو بھی
بوجہ انکے فتنہ و فساد کے قتل کرکے جلا دیا تھا - اسوجہ سے ان لوگون
نے ابورکوہ کے کہنے کو بسر و چشم تسلیم کیا اور اسکے مطیع و منقاد ہوگئے

اسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی - ایمنی اور لواتہ، مزاتہ اور زناتہ مین جو انکے ہمسایہ تھے لڑائیان تھین مگر ان سبھون نے ان لڑائیون کو بالائے طاق رکھہ کے بالاتفاق ابورکوہ کے علم کی اطاعت کرتی تھی نیال والی برقہ نے حاکم علوی والی مصر کو اس کی اطلاع کی حاکم نے ان لوگون سے متعرض نہونے کو لکھہ بھیجا - بعد اسکے ان لوگون نے مجتمع ہوکے برقہ پر چڑھائی کردی - والی برقہ سے اور ان سے زیادہ مین صف آرائی کی نوبت آئی - اتفاق یہہ کہ والی برقہ کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی سارا مال واسباب اور آلات جنگ اس کے لوٹ لئے گئے اور اثنا رد وگیر مین خود بھی مارڈالا گیا -

ابورکورہ نے اس کامیابی کے بعد داد دہش اور عدل گستری شروع کردی - حاکم کو اس ہزیمت کی خبر لگی تو اسکے بھی ہوش درست ہوگئے اپنے سپاہیون اور عمال کو جور وتعدی اور قتل وغارتگری کی ممانعت کردی اور ایک قلیل مدت مین پانچہزار سوارون کو مرتب ومسلح کرکے لشکر افسری ابوالفتوح فضل بن صالح سپہ سالار کے ابورکوہ کی سرکوبی کو روانہ کیا ابوالفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحمام تک پہونچا ذات الحمام اور برقہ مین دو منزل کی مسافت تھی مگر یہہ مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کہین نام ونشان نہین تھا - ان منزلون مین نہ دریا تھا اور نہ نہر - کنوؤن مین بدقت تمام بہت دور پانی نکلتا تھا اور وہ بھی قلیل - ابورکوہ نے یہہ سنکے

جنوری ۱۹۰۷ء (۳)

کہ ابوالفتوح پانچہزار سوارون کی جمعیت سے آرہا ہے اپنے
ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونون منزلون کے کنوون کا پانی اس
قدر نکال لو کہ وہ عدم کے حکم مین ہو جائین سپہ سالار مذکور
نے اس حکم کی کمال مستعدی سے تعمیل کی بعد ازان ابورکوہ
نے جس وقت کہ حریف حملہ آور اس دشوار گزار منزل مین آگیا
مدافعت و مقابلہ کی غرض سے اپنی سپاہ کو مرتب کیا اور اس میدان
مین آپہونچا جہانکہ شدت تشنگی سے ابوالفتوح اور مصری فوج کا برا
حال ہورہا تھا - ابورکوہ کی فوج حریف مقابل سے بھڑ
گئی ابورکوہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ کتامہ کے
ایک گروہ نے خاصہ ہوکے اطاعت کی گردن جھکا دی ابورکوہ نے
امن دی اور اپنے لشکر مین داخل کرلیا - اس سے حاکم کا لشکر بہت
بے سروسامانی سے ہزیمت اٹھا کر مصر کی جانب بھاگا ہزارہا
آدمی مارے گئے - ابورکوہ مظفر و منصور برقہ واپس آیا - اور
متعدد فوجین شنخون مارنے اور غارتگری کرنے کو صعید اور سرزمین
مصر کی جانب روانہ کین - حاکم کو اس واقعہ سے بیحد صدمہ ہوا خود
کردہ پہ پچھتایا ادھر اس نے فوجین آراستہ کرکے علی
بن فلاح کو امیر بنا کے ابورکوہ کے سر کرنے کو بھیجا اُدھر
اہل مصر نے در پردہ ابورکوہ کو لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کے جور و تعدی
سے تنگ آگئے ہین اب مصر پر حملہ کیجئے ہم لوگ ساتھہ دینے کو طیار ہین
منجملہ ان لوگون کے جنہون نے اس قسم کی خط و کتابت ابورکوہ سے کی تھی حسن
بن ؟ ہرکس اندر انجیف تھا ابورکوہ اس اندرونی حالت سے مطلع ہوکے برقہ

سے صعید کی جانب بڑھا۔ حاکم نے یہ خبر پاکے اپنے ممالک محروسہ
کی کل فوجین طلب کرلین اور ان کو سامان جنگ عطا کرکے ابورکوہ کے
مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس فوج مین علاوہ عرب کے سولہ ہزار
جنگ آور تھے فضل بن عبداللہ اسکا افسر اعلے تھا۔ سب کے پہلے
بنی قرہ سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ اس معرکہ مین بنی قرہ کو ہزیمت
ہوئی ان کے سردارون مین سے عبدالعزیز بن مصعب، رافع
بن طراد اور محمد بن ابی بکر مارے گئے۔ بعد اس کے فضل نے اپنی
حکمت عملیون سے سرداران بنی قرہ کو ملانا شروع کیا اس مین
بھی اسکو کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ ماضی بن مقرب نے جو بنی قرہ
کا سربرآوردہ سردار تھا سازش کرلی۔ اتنے مین علی بن فلاح
بھی آگیا اسنے ایک دستہ فوج قیوم کی طرف روانہ کیا بنی قرہ
نے اسپر حملہ کرکے اسکو پسپا کردیا۔ حاکم نے مصر سے ایک تازہ دم
فوج اس ہزیمت خوردہ لشکر کی کمک کو روانہ کیا۔ ابورکوہ نے اس سے
مطلع ہوکے اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرمین کی جانب
کوچ کیا اور اسی دن لوٹ بھی آیا ماضی نے فضل کو اسکی خبر کردی اس لیے
بھی جنگ و مقابلہ کرنے کی غرض سے قیوم کی جانب کوچ کیا اثنا راہ
مین مقام راس برکہ پر دونون حریفون کا مقابلہ ہوگیا ابورکوہ کی فوج
میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی بنی کلاب وغیرہم فضل سے امن حاصل
کرکے ابورکوہ سے علیحدہ ہوگئے۔ علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنے
لشکرگاہ مین واپس آیا اور فضل ابورکوہ کی تلاش و تعاقب مین بڑھا
ماضی نے پہلے بنی قرہ کو دم پٹی دے کے ابورکوہ کی ہمراہی سے

علحدہ کردیا بعدہ خود بھی ابورکوہ کو یہ سمجھا کے کہ تم اب نوبہ مین جاکے اپنی جان بچاؤ علحدہ ہوگیا۔ ابورکوہ بحال پریشان نوبہ کے ایک قلعہ پہ پہنچا اہل قلعہ نے قلعہ مین داخل ہونے سے روکا ابورکوہ نے کہا مین خلیفہ حاکم بامراللہ کا قاصد ہون والی قلعہ کے پاس پیام لایا ہون اہل قلعہ نے جواب دیا ہم بادشاہ نوبہ سے تمھاری بابت دریافت کرلین تو قلعہ مین آنے کی اجازت دین ابورکوہ یہ سنکے دروازہ قلعہ پر بیٹھ گیا اہل قلعہ نے اسکی حراست کا انتظام کرکے بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نوبہ اس وقت ایک صغیر السن لڑکا تھا جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد سریر حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ شدہ شدہ فضل کو اس کی خبر لگ گئی فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارت بھیجی ابورکوہ کو اس سے طلب کیا۔ چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابورکوہ کو شجرہ بن مینا اپنے سرحدی صوبہ دار کے پاس بھیجدیا اور یہہ لکھدیا کہ اسکو حاکم بامراللہ کے نائب کو دیدو بس شجرہ نے ابورکوہ کو فضل کے سفیر کے حوالہ کردیا۔ فضل نے اسکے لئے ایک خیمہ علحدہ نصب کرایا اور دوسرے دن سوار کراکے مصر روانہ کردیا۔ مصر پہنچنے پر حاکم نے اونٹ پر سوار کراکے سارے شہر مین اسکی تشہیر کرائی بعدازان قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ کے باہر لے جانے کا حکم دیا ہنوز مقتل مین نہ پہنچنے پایا تھا کہ اسکا طائر روح قفس عنصری چھوڑکر پرواز کرگیا۔ پھر بھی سر اوتار کر اسکی نعش کو صلیب پر چڑھایا یہہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہین۔

حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ مین فضل کی کمال عزت افزائی کی مدارج علیا پر پہنچایا بعدازان کسی بات پر ناراض ہوکر قتل کرڈالا۔

**بقیہ اخبار حاکم** حاکم بامر اللہ کے عہد حکومت کا ناظم و مدبر حسن بن عمار تھا جو کتامہ کا سردار اور پشت پناہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ارجوان خادم اسکے ناک کا بال ہو رہا تھا۔ خادمان خلافت پناہی اور کتامیوں میں ایک مدت سے رقابت اور باہم چشمک چلی جاتی تھی بسا اوقات یہ رنجش و کشیدگی جدال و قتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی تھی۔ چنانچہ ۳۸۷ھ میں مغربیوں اور خادموں میں چل گئی اُدھر سے حسن سوار ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہوا ادھر سے ارجوان۔ دونوں حریف میں سخت لڑائیاں ہوئیں آخر کار دونوں حریف قتل و خونریزی سے رک گئے حسن معزول کر دیا گیا۔ ساری عزت و توقیر خاک میں ملگئی خانہ نشین ہو گیا اور ارجوان امور سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ کاتب بن فہر بن ابراہیم کو دادرسی کی خدمت سپرد کی گئی اور بجائے صندل کے برقہ کی حکومت یانس افسر پولیس کو مرحمت ہوئی۔ اس اثنا میں ۳۸۹ھ کا دور آگیا اور ارجوان خادم قتل کر ڈالا گیا۔ زمام نظام حکومت سپہ سالار عبداللہ بن حسین بن جوہر کے قبضہ اقتدار میں دیگئی۔ کاتب بن فہر بدستور سابق اپنا مفوضہ کام کرتا رہا۔

۳۹۰ھ میں منصور بن بلکتین بن زیری والی افریقیہ کی دائرہ حکومت سے طرابلس نکال لیا گیا۔ عزیز کے خادموں میں سے یانس نامی ایک شخص مامور کیا گیا۔ جون ہی یانس وارد طرابلس ہوا منصور کے گورنر عضولہ بن یکار نے زمام حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود معہ اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے حاکم کی خدمت میں حاضر ہونے کو چل کھڑا ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ عضولہ کے ساتھ ۶۰ سے زائد لڑکے تھے جنہیں حرم

(لونڈیاں) تہین حاکم نے اس سے بعزت اور احترام ملاقات کی قیام کے لئے محل سرا رخاص مین جگہ عنایت فرمائی۔ جاگیرین اور وظائف مقرر کئے پھر بعد چندے صوبہ دمشق کی سند حکومت عنایت فرما کے دمشق کیجانب روانہ کردیا۔ مگر افسوس ہے کہ عضولہ کی زندگی کا حکومت دمشق حاصل ہونے کے ایک برس بعد خاتمہ ہوگیا۔

۳۹۲ھ مین فلفول بن حزرون مغراوی نے حاکم والی مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بلکتین کے دائرہ حکومت مین داخل ہوگیا ہے۔ حاکم نے ایک عظیم فوج بسرافسری یحییٰ بن علی اندلسی طرابلس کی حمایت کو روانہ کیا۔

یحییٰ کا بھائی جعفر جو خلفاء عبیدین کی طرف سے زاب کا گورنر تھا وہ اس سے پیشتر علم حکومت عبیدین سے منحرف ہوکے بنو امیہ کے ہواخواہون مین داخل ہوگیا تھا۔ چنانچہ یہ اور اسکا بھائی یحییٰ اس وقت سے برابر حکمرانان بنو امیہ کی ہواخواہی کرتے چلے آتے تھے تا آنکہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزام مین جعفر کو قتل کرڈالا اُس وقت اسکا بھائی یحییٰ مصر مین عزیز کے پاس چلا آیا اور اسکی خدمت مین رہنے لگا پس جب حاکم بامر اللہ کا دور حکومت آیا اور فلفول کی اطلاعی عرضداشت مشعربان مضمون کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلکتین کی اطاعت پھر قبول کرلی ہے دربار حکومت مصر مین پہونچی تو حاکم نے اسی یحییٰ کو اس مہم کا سردار بناکے طرابلس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کرآئے ہین

بنو قرہ سے اور یحییٰ سے مقام برقہ مین مقابلہ ہوا۔ بنو قرہ

نے یحییٰ کی جماعت کو منتشر کر دیا یحییٰ نے بمجبوری مصر کی جانب مراجعت کی اور یالش نے برقہ سے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔

عضولہ والی دمشق کے انتقال کے بعد مفلح خادم مامور کیا گیا اور مفلح کے بعد علی بن فلاح نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لی اور برقہ کی حکومت بعد یالش کے صندل اسود کو مرحمت ہوئی۔

۳۹۸ھ میں بن جوہر وزیر صقیہ جنگ کسی وجہ سے معزول کر دیا گیا امور سلطنت کا نظم ونسق صالح بن علی بن صالح رودباری کے سپرد ہوا۔ حسین کی بد اقبالی صرف معزولی ہی پر منتہی نہوئی بلکہ اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد قتل کر ڈالا گیا۔ حسین کو قتل ہوئے زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اسکا جانشین صالح بھی بارحیات سے سبکدوش کر دیا گیا۔ بجائے اسکے کافی بن نصر بن عبدون سیاسی امور کا منصرم ہوا۔ پھر اس سے بھی بعد چندے زمام حکومت لیلی کی زرعہ بن عیسیٰ بن نسطورس حکمرانی کرنے لگا مگر اسکی وزارت اور دور حکومت کو بھی استحکام حاصل نہوسکا وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد معزول ہو کر خانہ نشین ہو گیا تب ابو عبداللہ حسن بن طاہر وزان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

ان سب تغیرات اور وزارت کی تبدیلیوں کا سبب یہ تھا کہ حاکم بامر اللہ ایک متلون مزاج شخص تھا ظلم وجور کی بھی عادت تھی سخت گیر اسدرجہ تھا کہ ارکین سلطنت ہر وقت لرزان رہتے تھے۔ جرجرائی وغیرہ کے ہاتھ کٹوائے، قتل کروایا۔ اکثر بخوف جان وآبرو شہر چھوڑ کر بھاگ گئے کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے

ان لوگون کو امان نامہ لکھدیا۔ غرض کہ جور و عدل اور خوف و امن اور پابندی مذہب و غیر پابندی مذہب مین اسکی حالتین بدلتی رہتی تھین باقی رہا اسکے کفر کا قائل ہونا اسوجہ کہ اس نے نماز پنجگانہ کے چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا تھا غیر صحیح ہے اور کوئی صاحب عقل اس کا قائل نہین ہوسکتا اور بفرض تقدیر اگر حاکم سے اس قسم کے افعال سرزد ہوتے تو اسی وقت قتل کر ڈالا جاتا۔ ہان اسکا مذہباً رافضی ہونا یہہ البتہ معروف و مشہور ہے۔ مگر باوجود اسکے اس معاملہ مین بھی اسکے تلون مزاجی کی وہی کیفیت تھی۔ کبھی تراویح پڑہنے کی اجازت دیتا تھا اور کبھی قطعی ممانعت کر دیتا تھا علم نجوم مین اسکو دخل تام تھا اور اسکے احکام و تاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا اسکی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے عورتون کو بازارون مین نکلنے کی ممانعت کر دی تھی۔ ایک مرتبہ اس سے شکایت کیگئی کہ روافض نے اہل سنت جماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھنے کی حالت مین تعرض کیا اور اون پر پتھر برسائے۔ اس نے اسیوقت ایک فرمان لکھوایا جو آیندہ جمعہ کو جامع مصر کے منبر پر پڑہا گیا وہ ہذا۔

| | |
|---|---|
| اما بعد فان امیر المومنین یتلو علیکم ایہ من کتاب اللہ المبین لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا | اما بعد امیر المومنین تمہارے روبرو اللہ تعالے کی روشن کتاب (قرآن) کی آیت تلاوت کرتے ہین دین مین کی بابت زبردستی نہین ہے ہدایت اور گمراہی واضح ہوچکی ہے پس جو کوئی مفسد سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لائے |

والله سميع عليم مضى امس بما فيه والى
اليوم بما يقتضيه معاشر المسلمين نحن
الا ئمة وانتم الامة انما المومنون اخوة
فاصلحوا بين اخويكم اتقوا الله لعلكم ترحمون
من شهد الشهادتين - والا صلح تمروة
بين اثنين جمعهم هذه الاخوة عصم
الله به من عصم وحرم به ما حرم من
كل شر من دم ومال ومنكح الصلاح
والصلاح بين الناس الصلح والفساد
والافساد من العباد يتقع بيطء
كان فيما مضى فلا يتشر ويفرض عما
انقضى والذين لم يروا يزيد على ما مر
من اجراء الامور على ما كانت
عليه في الايام الخالية ايام ابائنا الائمة
المهتدين سلام الله عليهم اجمعين
مهديهم بالله وقايمهم بامر الله و
منصورهم بالله ومعزهم لدين الله
وهم اذناك بالمحمدية والمنصورية
واحوال القيروان تجري فيها ظاهرة
غير خفية ليست بمستورة عنهم
ولا مطوية ليوم الصايمون على

تو اسنے بیشک مضبوط رسی پکڑلی ہے جو ٹوٹنے
والی نہیں ہے اور اللہ سنتا ہے اور جانتا ہے کل
کا دن معہ لوا حق کے گزر گیا اور آج کا دن معہ
اپنے ضروریات کے آگیا۔ اے گروہ مسلمان ہم لوگ
ایمہ ہیں اور تم لوگ امت ہو مسلمان ہیں وہ بھائی ہیں پس
اپنے بھائیوں میں میل جول کراؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو
شاید تم پر رحم ہو جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرے
اور دو شخصوں میں نفاق مٹادے وہ سب اس اخوت
اسلامی میں داخل ہیں۔ یہی وجہ ہے جسے اللہ کو پہچانا ہوا بچایا
اور جسکو روکنا ہوا اسکو محرمات خون مال و حرام عورتوں سے
روکا صلاحیت اور اصلاح خلق بہتر و عمدہ ہے اور فساد اور
فتنہ پردازی خلایق تا زیبا و قبیح ہے گذشتہ باتوں کا تذکرہ
کیا جاے اور زمانہ ماضیہ سے اعراض کرکے انکا ذکر ترک
کر دیا جائے اور جو امور سے پیشتر گزر چکا اسکو پیش نظر کرنا
چاہیئے۔ اُن امور اور واقعات سے جو زمان ماسبق میں
گزر گئے ہیں خصوص ہمارے آبا و مہتدین کے عہد حکومت
کے تذکرہ سے اللہ تعالیٰ کا سلام اون سب پر ہو وہ کون
ہیں کہ مہدی باللہ قایم بامر اللہ منصور باللہ اور معز لدین اللہ
وغیرہم ہیں اور وہ سب راہ راست پر تھے اور منصور تھے
اور قیروان کا حال ظاہر غیر پوشیدہ ہے نہ انکو گونے
وہ مخفی ہے نہ سربستہ راز ہے۔ روزہ دار اپنے حساب سے

فروری ۱۹۰۷ء (۱)

حسابهم ويفطرون ولايعارض هذا
الرواية فيما هم عليه صايمون و
مضطرون صلاة الخمس الذين بها
جاء هم فيها يصلون وصلاة الضحى و
صلاة التراويح لامانع لهم منها و
لاهم عنها يدفعون يخمس فى التكبير على
الجنايز المخمسون ولايمنع من التكبير
عليها المربعون يوذن بحى على
خير العمل الموذنون ولايوذى من
بها يوذنون لايسب احد من السلف
ولايحتسب على الواصف فيهم بما
يوصف والخالف فيهم بما خلف لكل
مسلم مجتهد فى دينه اجتهاده والى ربه
ميعاده عنده كتابه وعليه حسابه ليكن
عباد الله على مثل هذا عملكم منذ اليوم
لايستعلى مسلم على مسلم بما اعتقده
ولايعترض معترض على صاحبه
فيما اعتمده من جميع ما نصه
امير المومنين فى سجله هذا وبعده
قوله تعالى يا ايها الذين امنوا عليكم
انفسكم لايضركم من ضل اذا

روزے کہین اور افطار کرین اہل روایت روزہ دار
ہونیکے وجہ سے افطار کرنیوالونسے تعرض نکرین
نماز پنجگانہ جو فرض ہے ادا کیا کرین نماز چاشت
اور نماز تراویح سے انکو کوئی مانع نہین ہے اور نہ اس سے
انکو کوئی روکتا ہے۔ نماز جنازہ پر پانچ تکبیرین
کہنے والے کہین اور چار تکبیرین کہنے والے بھی چار
تکبیرین کہنے سے منع نہ کیے جائین موذنین اذان
مین حی علی خیر العمل پکارین اور جو شخص اذان
مین اسکو نہ کہے وہ ستایا نہ جائین۔ گذشتہ اصحاب
کو گالی نہ دیجائے اور نہ انکی تعریف کرنیوالون سے
جیسا کہ انکی تعریف کیجاتی ہے مواخذہ کیا جائے
اور اس بارہ مین جو انکا مخالف ہو وہ مخالف رہے
ہر مسلمان مجتہد دینی معاملات مین اپنے اجتہاد کا ذمہ
دار ہے اور اللہ تعالی کے سامنے اسکو جانا ہے اسکے پاس
اسکی کتاب ہے اور اسی پر اسکا حساب ہے۔ چاہیے کہ اپنے
بندگان خدا آج کے دن سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے
تم عمل درآمد کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اسکی
اعتقادات مین دست اندازی نکرے اور نہ کوئی شخص اپنے
اپنے دوست کے مذہبی خیالات سے متعرض ہو کل وہ امور
جنکو امیر المومنین نے اپنے اس فرمان مین تحریر فرمایا ہے
اور بعد اسکے قول اللہ تعالی کا یہ ہے اے ایمان والو تم

| | |
|---|---|
| اهتدیتم الی اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم تعملون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ | اپنی ذات کا خیال رکھو جو شخص گمراہ ہوجائیگا وہ تمکو کچھ ضرر نہ پہنچائیگا جبکہ تم ہدایت پر ہوگے تم سب کا اللہ تعالیٰ کیطرف مرجع ہے پس تمکو وہ آگاہ کرتا ہے جو تم کر رہے ہو والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ |

یہ فرمان ماہ رمضان المبارک ۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

**ظاہر کی تخت نشینی** بعد ان واقعات کے حاکم بامر اللہ ابو علی منصور بن عزیز باللہ نزار بن معز علوی والی مصر جسکی سوانح اور عہد حکومت کے حالات ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو مقام برکت بحیش مصر میں مقتول پایا گیا۔ یہ اکثر شب کیوقت گدہے پر سوار ہوکر شہر کا چکر لگایا کرتا تھا اور کوہ مقطم پر ایک مکان بنا رکھا تھا اسمیں عبادت کی غرض سے تنہا جاکر رہا کرتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ روحانیت کواکب کی جذب کرنے کو وہاں جاتا تھا چنانچہ ستائیسویں شوال ۴۱۱ھ کو حسب دستور رات کے وقت اپنے گدہے پر سوار ہوکر چلا۔ دو سوار ساتھ ہولئے۔ اسنے دونوں سواروں کو کچھ بعد دیگرے واپس کردیا اور خود غائب ہوگیا پھر لوٹ کر نہ آیا۔ چند دنوں ارا کین دولت اسکے آنیکا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر مظفر صقلی، قاضی اور بعض مصاحبین ڈھونڈھنے کو کوہ مقطم کیطرف روانہ ہوئے۔ جونہی پہاڑ پر چڑھے اسکی سواری کے گدہے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا مردہ پڑا ہے۔ نشان پاتے ہوئے آگے بڑھے تو اسکے کپڑے کو پایا جو پارہ پارہ ہوگیا تھا اور جسمیں چھریوں کے زخم کے چند نشانات موجود تھے۔ اس سے ان لوگوں نے اسکے قتل ہوجانے کا یقین کرلیا۔

---

۱ حاکم بامر اللہ مقام قاہرہ میں شب چہارشنبہ بیسویں ربیع الاول ۳۷۵ھ کو پیدا ہوا ۳۸۶ھ میں اسکی ولیعہدی کے بیعت اسکے باپ کے حالت حیات میں لیگئی۔ ۳۸۶ھ میں بعد وفات اپنے باپ کے تخت نشین ہوا مفلون طبع غیر مستقل واقع ہوا تھا۔ اسکے واقعات عجیب و غریب ہیں۔ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ مصر

بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن بنسبت حاکم کے کانون تک یہہ خبر پہونچی کہ اسکے پاس اجنبی مرد آیا جایا کرتے ہین اس بنا پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا - حاکم کی بہن ناراض ہوکر سپہ سالاران کتامہ سے ابن دواس نامی سپہ سالار کو بلا بھیجا اور جب وہ آگیا تو کہنے لگی مرا بھائی بدعقیدہ ہوگیا ہے اسکی بدعقیدگی سے مسلمانون کے قدم ڈگمگا جاتے ہین بہتر یہ ہے کہ اسکو تم مار ڈالو دیکھو اگر تم اس راز کو افشار کردو گے تو نہ ہماری جان کی خیر ہے اور نہ تمہاری جان کی اگر تم اس خدمت کو پوری طور سے انجام دے دو گے تو مین تمکو بہت بڑا عہدہ دونگی اور جاگیرین بھی عنایت کرونگی،، ابن دواس تو حاکم سے مخالف ہی تھا اور حاکم کو مار ڈالنے سے تمام آئندہ خطرات سے اسکو نجات ملتی تھی بے تامل حاکم کے قتل پر طیار ہوگیا چنانچہ دو شخصون کو حاکم کے قتل کرنے کو اسکی خلوت خاص مین بھیجا اور جب ان لوگون نے اسکو مار ڈالا اور اراکین دولت کو اسکے مارے جانے کا یقین ہوا تو سب کے سب مجتمع ہوکے اسکی بہن بنت الملک کے پاس گئے - ابن دواس بھی حاضر ہوا - سبھون نے متفق ہوکے علی بن حاکم کو سریر خلافت پر متمکن کیا اس وقت یہہ ایک نوعمر لڑکا تھا ہنوز سن بلوغ کو نہین پہونچا تھا غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد الظاہر لاعزاز دین اللہ کا خطاب اختیار کیا - تمام ممالک محروسہ مین کشتی فرامین بیعت خلافت لینے کی غرض سے روانہ کئے گئے -

---

بیعت لینے کے دوسرے دن ابن دواس سپہ سالار معہ اور سپہ سالارون کے بنت الملک ہمشیرہ حاکم کی خدمت مین حاضر ہوا بنت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کردیا اسنے لپک کے ابن دواس کو تلوار پر اٹھا لیا تا آنکہ انہین سپہ سالارون کے روبرو ابن دواس مار ڈالا گیا بنت الملک برابر کہتی جاتی

تھی - یہہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے - یہہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے - کسی نے دم تک نہ مارا -

ابن دواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کی تخت نشینی کے بعد ست الملک امور سلطنت کی نگرانی اور تدبیر کرنے لگی - چار برس تک زمام حکومت اسکے قبضہ مین رہی بعد ازان مرگئی تب معضاد اور تافرین وزان خدام نظم ونسق کرنے لگے - اور قلمدان وزارت ابوالقاسم بن احمد جرجرای کے سپرد ہوا - اسنے اپنے عہد وزارت مین زمام حکومت اپنے قبضہ مین نہین لی تھی کسی کی کچھ نہین چلتی تھی -

انہین واقعات کے اثنا مین ملک شام مین بغاوت پھوٹ نکلی - بنی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کرلیا اور بنو جراح نے اسکے گرد و نواح کو تخت وتاراج کرنا شروع کردیا - ظاہر کو اسکی اطلاع ہوئی فوجین مرتب و آراستہ کرکے ۴۲۰ھ کو زیری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا - صالح بن جراح سے اور اس سے مقابلہ ہوا صالح اور اسکا ایک چھوٹا لڑکا مارا گیا زیری نے دمشق پر قبضہ کرلیا اور حلب کو بھی شبل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کے اسکو قتل کرڈالا -

قبل اس واقعہ کے جبکہ شبل الدولہ فلسطین مین تھا مابین اسکے اور ابن جراح کے اَن بن ہوگئی تھی اور متعدد لڑائیان ہوئی تھین تا آنکہ شبل الدولہ رملہ سے قیساریہ بھاگ گیا اور وہین جاکے پناہ گزین ہوگیا - ابن جراح نے رملہ کو جلاکے خاک وسیاہ کردیا اور شبخون مارنے کی غرض سے قرب وجوار مین اپنی فوج کو پھیلادیا اس لوٹ اور غارتگری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہونچا اہل بلبیس اور اہل فرامہ بخوف جان وآبرو جلاوطن ہوکر مصر چلے گئے بعد اسکے صالح بن مرداس نے عرب کو مجتمع کرکے دمشق پر چڑھائی کی ان دنون دمشق مین ذوالقرنین ناصر الدولہ

بن حسین حکومت کر رہا تھا۔ حسان بن جراح نے یہ خبر پاکے ذوالقرنین کی کمک پر فوجین روانہ کین۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ فریقین مین مصالحت ہوگئی۔ صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھا کے حلب پر فوج کشی کردی اور اسکو شعبان کتامی کے قبضہ سے نکال کر قبضہ کرلیا تا آنکہ خلیفہ ظاہر والی مصر نے مغربی فوجین بسرافسری زریری روانہ کین جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور اسنے دمشق پر قبضہ کرلیا۔

**مستنصر کی خلافت** پندرھوین شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ الظاہر لاعزاز دین اللہ ابوالحسن علی بن حاکم علوی والی مصر نے وفات پائی تقریباً سولہ برس خلافت کی دتیس سال کی عمر پائی۔

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا ابوتمیم معد نے سریر خلافت پر قدم رکھا "المستنصر باللہ" کا خطاب اختیار کیا۔ زمام حکومت ابوالقاسم علی بن احمد جرجرای وزیر السلطنت نے اپنے ہاتھ مین لی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت مین بھی عہدہ وزارت سے سرفراز تھا۔

ان دنون حکومت دمشق پر زریری مامور تھا جسکا نام اصلی نام انوشتکین تھا اسنے اپنے عادلانہ برتاو سے ملک مین امن وسکون پیدا کردیا تھا۔ ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ وفساد کی آواز تک نہین سنی جاتی تھی مگر وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے دلی عناد تھا اور ہمیشہ اسکی بیخکنی کی فکر مین رہا کرتا تھا ایک مدت کے غور وتامل کے بعد زریری کی سکریٹری (ابوسعید) سے خط وکتابت شروع کی اور اسکے ذریعہ سے زریری کو علم حکومت علویہ کی مخالفت پر ابھارنے لگا زریری اس مخالفت کو غیر مستحسن تصور کرکے ابوسعید کو اپنے دربار سے نکلوادیا اس وجہ سے مابین ابوسعید اور زریری کشیدگی اور منافرت پیدا ہوگئی اتفاق سے انہین ایام مین زریری کے لشکر کے چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے

ہوئے تھے۔ وزیر السلطنت نے ان لوگون کو بھی دم پٹی دے کے اپنا بنالیا چنانچہ ان سپاہیون نے بعد واپسی بقیہ لشکریون کو سمجھا بوجھا کے زریری پر دفعتہً حملہ کرنے پر آمادہ و طیار کرلیا۔ زریری کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر ہوگئی زریری نے انکی اصلاح کی کوشش کی مگر جب آمین اسکو کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو دمشق کو خیرآباد کہہ کے بعلبک کی طرف روانہ ہوگیا یہ واقعہ ۳۳۳ھ کا ہے گورنر بعلبک نے زریری کو شہر مین داخل نہونے دیا تب اسنے حماۃ کی طرف قدم بڑھایا۔ والی حماۃ نے بھی اسکی حمایت نہ کی زریری کو اس سے غصہ آگیا۔ آمادہ بجنگ ہوگیا۔ اثنا رجنگ مین رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب وجوار کے شہرون پر غارتگری کا ہاتھ بھی صاف کردیتا تھا۔ چند دنون بعد فوج کی کمی محسوس ہوئی۔ کفرطاب سے اپنے ایک دوست[1] کو اپنی کمک پر بلا بھیجا عرصہ زیادہ نہ گذرا ہوگا کہ والی کفرطاب دو ہزار پیادے لئے ہوئے امداد کو آپہونچا زریری نے معہ ان لوگون کے حلب کی جانب کوچ کردیا اور وہان پہنچکے ماہ جمادی الآخرہ سنہ مذکور مین جان بحق تسلیم کردی۔

زریری کی وفات سے شام کے امن عامہ مین اختلال و تغیر پیدا ہوگیا قرب وجوار کے باشندگان عرب کو طمع دامنگیر ہوگئی۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم نے انتظاماً حکومت دمشق پر حسین بن حمدان کو مامور کیا اس کی آخری اور انتہائی کوشش یہ تھی کہ یہہ شام کو باغیان دولت علویہ کے حملون سے بچاتا رہا۔ مگر کامیاب نہوا حسان بن مفرج طائی نے فلسطین کو دبالیا اور معزالدولہ بن صالح کلابی نے حلب پر فوج کشی کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ باقی رہا قلعہ حلب وہ چند دنون تک مفتوح نہوا اہل قلعہ نے دروازے بند کرلئے اور بارگاہ خلافت مصر سے امداد کی درخواست

[1] اس شخص کا نام مقلد بن منقذ کنانی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ لیدن جلد ۱ صفحہ ۳۴۳

کی۔ جب دربار خلافت سے کوئی امداد و کمک نہ پہونچی تو اہل قلعہ نے قلعہ کو اپنے حریف معزالدولہ بن صالح کے سپرد کر دیا پس اسنے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

**عرب افریقیہ مین** ۴۴۳ھ مین معز بن بادیس نے ملک افریقیہ مین علم حکومت عبیدیین کی مخالفت کا جھنڈا بلند کیا خلیفہ مستنصر عباسی کا خطبہ و سکہ موقوف کر کے خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے تہدید آمود خط لکھا جسکا معز نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا۔

السلطنت

اس واقعہ کے بعد ہی مصر کی وزارت مین تبدیلی واقع ہوئی۔ ابوالقاسم وزیر معزول کر دیا گیا بجاے اسکے حسین بن علی تازوری قلمدان وزارت کا مالک ہوا چونکہ یہہ خاندان وزارت سے نہ تھا اسوجہ سے خلیفہ مستنصر نے اسکو ان خطابات سے مخاطب نہ کیا جن خطابات سے وزرا سابق کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس سے پیشتر وزرا کو "عمدہ" سے مخاطب کرتا تھا اور اسکو "ضیعتہ" سے خطاب کیا۔ تازوری کو یہہ ناگوار گذرا در پردہ خلافت علویہ کی بیخکنی کرنے لگا۔ ادہر قبائل رعبہ اور رباح بطون ہلال مین باہم مصالحت کرا کے افریقیہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہہ عہد و پیمان کر لیا کہ جن جن ملکون کو تم فتح کر لوگے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور کئے جائینگے۔ ادھر معز والی افریقیہ کو یہہ پیام بھیجا۔ "اما بعد فقد ارسلنا الیک خیولا و رجلنا علیها رجالا فحولا لیقضی الله امرا کان مفعولا"

غرض عرب کا یہہ گروہ کوچ و قیام کرتا ہوا برقہ کی سرزمین مین پہنچا ملک سرسبز و شاداب تھا مگر ویران پڑا ہوا تھا۔ وجہ یہہ تھی کہ معز نے برقہ کے قدیم رہنے والے قبیلہ زناتہ کو جلا وطن کر دیا تھا۔ پس عرب نے برقہ مین پہنچتے ہی اس طرح اقامت ڈالی کہ وہیں رہنے لگے رفتہ رفتہ معز تک یہہ خبر پہنچی۔ حقارت کی نگاہ سے عرب کے اس گروہ کو دیکھ کے غلامون کی خریداری شروع کر دی تھوڑے دنون مین تیس ہزار

غلام خرید کر لئے۔ اس اثنا مین بنو رغبہ نے طرابلس پر ۴۴۶ھ مین قبضہ حاصل کر لیا بنو رباح اتیج مین اور بنو عدی افریقیہ مین قتل و غارتگری کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا۔ بعد اسکے انہین عربون کے امرا مین سے چند لوگ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) معز کی دربار خلافت مین گئے۔ اس وفد کا سردار بنی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحیےٰ نامی تھا۔ معز نے اس وفد کی بڑی آو بھگت کی۔ جایزے دیئے صلے مرحمت کئے اور انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا۔ دربار معز سے نکلکے پھر وہی کام کرنے لگے جو اس سے پیشتر کر رہے تھے اسوقت افریقیہ مصیبتون اور طرح طرح کی بلاون کا مورد بنا ہوا تھا ایسی خونریزی ایسی غارتگری افریقیہ مین کبھی نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔ بمجبوری معز نے ان لوگون کی سرکوبی کی غرض سے فوجین مرتب کین صنہاجہ اور سودان کے تیس ہزار جنگ آورون کو ساتھ لیا اور افریقیہ کے بچانے کو نکل کھڑا ہوا۔ اسکے مقابلہ پر عرب تین ہزار کی جمعیت سے آیا ہوا تھا۔ اتفاق یہ کہ باوجود کثرت فوج کے معز کو ہزیمت ہوئی۔ صنہاجہ کا گروہ بیحد پامال ہوا۔ معز نے بھاگ کر قیروان مین دم لیا۔ بعد اسکے بروز عید قربان جس وقتکہ عرب کا گروہ نماز مین مشغول تھا معز نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ مین بھی معز کو پسپا کر دیا۔ یہ ہزیمت پہلی ہزیمت سے بڑھی چڑھی تھی۔ پھر سہ بارہ معز نے زناتہ اور صنہاجہ کی فوجون کو فراہم کر کے عرب پر حملہ کیا۔ اور ناکامی کے ساتھ

---

۱؎ یہ مقابلہ مقام جندران مین ہوا تھا یہ ایک پہاڑ ہے جس سے تین یوم کی مسافت پر قیروان واقع ہے عرب کا گروہ ابتداً اس مٹھی دل لشکر کو دیکھ کے گھبرا گیا تھا۔ یونس نے اس امر کا احساس کر کے کہا آج کا دن بھاگنے کا نہین ہے۔ عرب کے گروہ نے جواب دیا اچھا پھر ہم ان پر کس طرح نیزہ ماریں کیونکہ یہ لشکر از سر تا پا لوہے مین غرق ہے یونس نے جواب دیا آنکھون مین نیزے مارو۔ پس عرب نے وقت جنگ ایسا ہی کیا اور اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام یوم العین ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۹ مطبوعہ لیدن۔

پسپا ہوا اس واقعہ مین اسکے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آے - عرب کا فتحمند گروہ ہزیمت خوردون کا مصلاے قیروان تک تعاقب کرتا چلا آیا اور وہ ہزیمت پر ہزیمت اُٹھاتے ہوئے بھاگے جاتے تھے ایک گروہ کثیر منہزم گروہ کا مارا گیا بمجبوری معز نے اپنے سپاہیون کو رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قیروان مین داخل ہونے کی اجازت دی - جون ہی معز کا لشکر قیروان مین داخل ہوا عوام الناس سے مڈبھیڑ ہوگئی اس واقعہ نے سبھون کا وارا نیارا کر دیا -

۴۴۶ھ مین عرب نے قیروان پر حملہ کیا معز نے اگرچہ حفاظت کا بخوبی انتظام کر لیا تھا مگر پھر بھی یونس بن یحیے سردار عرب نے شہر باجہ پر قبضہ کر لیا - معز نے گھبرا کے اہل قیروان کو مہدیہ مین جا کے قلعہ نشین ہو جانے کا حکم دیا اور اِس سے پیشتر ۴۴۵ھ مین معز نے اپنے بیٹے تمیم کو مہدیہ کی حکومت پر متعین کیا تھا - ۴۴۹ھ مین خود بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کے قیروان سے مہدیہ چلا گیا عرب کی بن آئی - غارتگری شروع کر دی - قیروان اور اسکے قرب و جوار کے کل بلاد اور قلعات کو آزادی کے ساتھ تخت تاراج کرنے لگے جیسا کہ آئندہ انکے حالات کے ضمن مین بیان کیا جائیگا -

بعد اسکے دار الخلافت بغداد مین بساسیری (دیلمی بویہ کا ایک غلام تھا) کیوجہ سے بوقت انقراض حکومت بنی بویہ و مغلوبیت سلاطین سلجوقیہ خلیفہ مستنصر علوی مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جیسا کہ ہم اونکے حالات مین بیان کرنے والے ہین

**قتل ناصر الدولہ** خلیفہ مستنصر کی مان اگرچہ عورت تھی مگر امور سلطنت مین اسکی حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا وزارت کی تبدیلی اور تقرری اسیکے قبضہ مین تھی وزراء دولت متغلب اور متصرف ہونے کے لئے ترکون کو اپنی فوج مین بھرتی کر لیا کرتے تھے لیکن جس سے کشیدہ خاطر ہو جاتی اسکو اپنی جان کے

لائے پڑجاتے تھے - اسکے بائین ہاتھ کا بھیہ کھیل تھا کہ جس سے ناراض ہوتی اسکی نسبت خلیفہ مستنصر کو اشارہ کر دیتی تھی اور خلیفہ مستنصر اسکو فوراً قتل کروا ڈالتا تھا ابتداً قلمدان وزارت ابوالفتح فلاجی کے سپرد ہوا بعد چندے مادر مستنصر کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی - خلیفہ مستنصر نے اپنی ماں کے اشارہ سے ابوالفتح کو گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا - تب ابوالبرکات حسن بن محمد کو عہدۂ وزارت عطا ہوا - زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہہ بھی معزول کیا گیا بجائے اسکے ابو محمد تازوری[1] اس عہدۂ جلیلہ سے ممتاز ہوا - اسنے بھی چند دنون امور سلطنت کا انتظام و انصرام کیا آخرکار مارڈالا گیا بعدہٗ ابوعبداللہ حسین بن بابلی قلمدان وزارت کا مالک ہوا -

---

دولت علویہ کے سودانی غلامون مین سے ناصر الدولہ بن حمدان نامی ایک شخص تھا کتامہ اور مصامدہ اسکی طرف مائل اور اسکے ہوا خواہ ہوگئے ایک روز کسی بات پر ترکون اور بارگاہ خلافت کے غلامون مین چل گئی - پچاس ہزار غلام جنگ کرنے کو مجتمع ہوگئے - ترکون کی تعداد صرف چھ ہزار تھی - ترکون نے خلیفہ مستنصر سے غلامون کی شکایت کی خلافت آپنے کچھ خیال نہ فرمایا مجبوراً ترکون کو بھی آمادہ بجنگ ہونا پڑا مقام کوم الریش مین مقابلہ کی ٹھہری - ترکون نے کچھ لوگون کو ایک کمینگاہ مین بٹھا دیا اور بقیہ کو مرتب کر کے سینہ بسینہ لڑنے کو نکلے - لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے - غلامون نے جوش کامیابی مین تعاقب کیا اور فتحیابی کے غرہ مین بڑھتے چلے آئے جس وقت غلامون کا لشکر کمینگاہ سے آگے بڑھا ترکون نے جنگ کی تُرہی بجائی اور نقارہ پر چوب مارا غلامون کا لشکر یہہ خیال کر کے کہ یہہ خلیفہ مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا - سیکڑون غلام مارے گئے اور تقریباً

[1] تازور مقامات رملہ مین ایک گانون کا نام ہے - منہ رحمہ اللہ

چالیس ہزار دریا مین ڈوب گئے۔

اس واقعہ سے ترکون کی قوت بڑھ گئی نظام حکومت کا شیرازہ درہم وبرہم ہوگیا فتنہ وفساد کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے مجتمع ہوکے غلامون کی کمک کو آیا اور غلامون کے ساتھ ہوکے ترکون کی سرکوبی کو نکلا۔ اس لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکون کا گروہ حیرہ مین تھا چنانچہ شاہی لشکر حیرہ کی طرف بڑھا ترک بھی مقابلہ پر آئے۔ ناصر الدولہ بن حمدان ان ترکون کی سرداری کر رہا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس معرکہ مین بھی ترکونکو فتح نصیب ہوئی شاہی لشکر شکست کھاکے صعید کیجانب لوٹا اور ناصر الدولہ معہ ترکون کے مظفر ومنصور اپنے قیام گاہ مین واپس آیا۔

بعد اسکے غلامون نے صعید مین گروہ بندی شروع کردی اور ترکون کا گروہ عذر خواہی کی غرض سے مجلسرائے خلافت مین حاضر ہوا۔ مادر مستنصر نے مجلسرائے کے غلامون کو ترکون کے قتل کا اشارہ کردیا غلامون نے اس غرض کے حاصل کرنے کو ہلڑ مچایا ترک اسکو تاڑ گئے۔ مجلسرائے خلافت سے نکلکر باہر چلے آئے ناصر الدولہ بھی ان کے ہمراہ تھا اراکین اور مواخواہان دولت سے جنگ شروع ہوگئی ترکون نے ان کو ہزیمت دے کے اسکندریہ اور دمیاط پر قبضہ کرلیا۔ ان دونون شہرون اور کل بلاد ریف سے خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی خطبہ وسکہ موقوف کردیا گیا دار الخلافت بغداد مین تاجدار خلافت عباسیہ سے خط وکتابت ہونے لگی اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے خلیفہ مستنصر نے یہہ رنگ دیکھکے شہر کی اصلاح کیجانب توجہ کی قاہرہ مین آیا اور امن وامان کی منادی کرائی ماور مستنصر نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے مصالحت کرلی۔

مصالحت ہو جانیکی وجہ سے ناصرالدولہ کے اکثر ہمراہی اور نیز اسکی اولاد ادہر ادھر منتشر ہوگئی اب اس وقت خلیفہ مستنصر کو اپنے قدیمی کینہ کے بدلہ لینے کا موقع ملگیا۔ ترکی سرداروں کو ملاکے دولت علویہ کے خطبہ و سکہ جاری کرانے کی تحریک کی۔ ان لوگون نے جواب دیا کہ جب تک ناصرالدولہ ہم مین موجود ہے یہہ امر ناممکن ہے خلیفہ مستنصر نے کہا اسی نے تو تمکو لڑاکے تباہ و برباد کیا ہے اسکا وار انیارا کردو۔ سرداران ترک اس فقرہ مین آگئے۔ رات کے وقت ناصرالدولہ کے مکان پر پہونچے آوازدی ناصرالدولہ کو چونکہ ان لوگون سے کسی خطرہ کا اندیشہ نہ تہا باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تلوارین نیام سے کھینچکے اسپر ٹوٹ پڑے تا آنکہ وہ مرگیا سر اوتار کے اسکے بھائی کے مکان پر آئے اور اسکو بھی قتل کرکے سر اوتار لیا دونون بھائیون کا سر لئے ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت مین حاضر ہوئے یہہ واقعہ ۴۶۵ھ کا ہے۔ ناصرالدولہ کے مارے جانے کے بعد ترکون نے الذکر نامی ایک شخص کو امیر لیا چنانچہ یہہ دولت علویہ کا انتظام اور انصرام کرنے لگا۔

**بدر جمالی** بدر جمالی ارمنی الاصل دولت علویہ کا ساختہ پرداختہ اور اسکا خادم تھا پہلے یہہ والی دمشق کا حاجب مقرر کیا گیا بعد چندے دارالامارت کے سوا سارے شہر کی نظامت پر مامور ہوا۔ پھر جب والی دمشق نے وفات پائی تو بدر نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھین لی تا انکہ ابن منیر والی دمشق ہوکر دمشق مین آیا پس ابن منیر کے آنے کے بعد بدر دارالخلافت مصر چلا آیا اور ترقی کرتے کرتے عکا کا والی ہوا۔ زمانہ حکمرانی مین بدر نے حد درجہ کی کفایت شعاری کی۔ قابل حکمرانون مین شمار کیا جاتے لگا۔

جس وقت مستنصر کے ساتھہ ترکون کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے

ون ترکون نے مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جمالی کو امور سلطنت
کے انتظام و انصرام کی غرض سے دار الخلافت مصر مین طلب کیا بدر نے رپورٹ
کی کہ مجھے مصری لشکر کی زیر کرنے کی غرض سے زیادتی فوج کی اجازت دیجائے خلافت
مآب نے اجازت دے دی تب بدر نے ایک عظیم الشان فوج ارمینیون کی طیار
و مرتب کر کے معہ دس جنگی کشتیون کے عکا سے براہ دریا مصر کیطرف کوچ کیا
تھوڑے دنون بعد مصر مین داخل ہوا بارگاہ خلافت مین حاضر ہو کر خلافت مآب کی
دست بوسی کا شرف حاصل کیا خلیفہ مستنصر نے ماوراء باب مجلسرائے خلافت کل شہر
کی حکومت عنایت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کے بجائے طوق کے جواہر
کا گلوبند مرحمت کیا اور مثل والی دمشق کے "السید الاجل امیر الجیوش" کا خطاب دیا علاوہ
اسکے "کافل قضاۃ المسلمین" اور داعی دعاۃ المومنین" کے خطاب بھی دیئے۔ قلمدان وزارت
بھی بدر کے سپرد کیا غرض علم اور قلم دونون کا مالک بنایا۔ کل امور سلطنت کے
نظم و نسق کا اختیار اسکو دیا۔ جسکو جو کچھ دربار خلافت مین عرض و معروض کرنا
ہوتا اسکے ذریعہ سے کرتا۔ خلیفہ مستنصر نے ان سب امور کے بابت بدر سے عہد
و پیمان کر لیا تھا۔ دعاۃ اور قضاۃ کی تقرری بھی اسکے قبضہ مین تھی۔ یہہ مذہب امامیہ کا
ایک عالی اور متعصب فرد تھا۔ پس اسنے امور سلطنت کا نظم و نسق شروع
کر دیا۔ اطراف و جوانب کے امراء نے جن جن ملکون کو اپنی سینہ زوری سے
دبا لیا تھا واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمار نے طرابلس کو، ابن معرف نے عسقلان کو
اور بنی عقیل نے صور کو۔ بعد اسکے سپہ سالاران لشکر اور ارا کین دولت کیجانب
متوجہ ہوا۔ اور ان لوگون سے بھی جس قدر مال و زر ان لوگون نے زمانہ فتنہ مین
خلیفہ مستنصر سے لیا تھا۔ ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ دمیاط پر ایک جماعت
مفسدین عرب کی قابض ہو رہی تھی بدر نے ان کو بھی سرکوبی کی اور دمیاط کو ان

لوگون کے قبضہ سے نکال لیا۔ لواتہ کی بھی گوشمالی کی ان کے مردون کو قتل اور عورتون اور لڑکون کو گرفتار کرکے لونڈی غلام بنایا بعدازان جہینہ کی طرف بڑھا ۔۔۔ ان لوگون کے ساتھ ایک گروہ بنی جعفر کا تھا طرح العلیا مین فریقین کا ۴۶۹ھ مین مقابلہ ہوا۔ بدر نے ان کو بھی فاش شکست دے کے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اس مہم سے فارغ ہوکے اہواز کیجانب کوچ کیا اہواز پر کنز الدولہ محمد قابض ہوا تھا۔ بدر نے اسکو قتل کرکے اہواز پر قبضہ کرلیا۔ الغرض نہایت قلیل مدت مین دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک وصاف کرکے ایک متمدن اور باسیاست ملک بنادیا۔ رعایا کو مرفع الحال بنانے کی غرض سے تین برس خراج معاف کردیا جس سے دولت علویہ اس عروج اور شایستگی پر ہوگئی جیسا کہ اس سے پیشتر تھی۔

**شام پر ترکون کا قبضہ** سلاطین سلجوقیہ اور انکی فوجین ان دنون خراسان عراقین اور بغداد پر متصرف وقابض ہورہی تھین۔ اس وقت انکا بادشاہ ملکشاہ تھا۔ ایسا کوئی ملک نہ تھا جہان پر ترکون کا لشکر نہ پہنچا ہو۔ اتسز بن اوق نے جو سلطان ملک شاہ کی فوج کا ایک نامور سردار تھا ۴۶۳ھ بلکہ ۴۶۴ھ مین شام پر حملہ کیا۔

اتسز کو شامی افسز کے نام سے یاد کرتے تھے صحیح یہ ہے کہ یہ ترکی نام ہے کذا قال ابن الاثیر۔

اتسز نے رملہ اور بیت المقدس کو بزور تیغ فتح کرکے دمشق کا محاصرہ کیا اور اسکے قرب وجوار کے قصبات اور دیہاتون کو غارتگری سے تخت وتاراج کرنے لگا ان دنون دمشق کی زمام حکومت خلافت مصر کی طرف سے معلی بن حیدرہ کے قبضہ اقتدار مین تھی۔ معلی نے نہایت حزم واحتیاط سے قلعہ بندی کرلی اتسز نے اگرچہ

نوٹ۔ اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

لوٹ مار سے دمشق کے مضافات کو ویران و خراب کر دیا مگر دمشق مفتوح نہوا۔ ۴۶۸ھ تک دمشق پر حملے کرتا رہا۔ شدت حصار اور رسد و غلہ و امداد کی آمد و رفت مسدود ہونیکی وجہ سے اہل دمشق نے معلے کے خلاف بغاوت کر دی۔ بیچارہ معلی اپنی جان بچا کے بلبیس بھاگ گیا اور وہان سے مصر چلا گیا خلیفہ مستنصر نے اسکو گرفتار کر کے جیل مین ڈال دیا تا آنکہ بحالت قید مر گیا۔

دمشق سے معلی کے چلے جانے کے بعد مصادہ نے مجمع ہو کے انتصار بن یحییٰ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور وزیر الدولہ کا لقب دیا۔ مگر تھوڑے ہی دنون بعد بوجہ گرانی اہل دمشق مین اضطرابی حالت پیدا ہو گئی اس اثنار ایک امیر قدس شریف سے آگیا اور اسنے دمشق پر محاصرہ ڈالدیا۔ اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب کر کے شہر کو اپنے حریف محاصر کے سپرد کر دیا۔ فتحمند امیر نے وزیر الدولہ کو قلعہ بانیاس مین لیجا کے نظر بند رکھا اور خود مظفر و منصور ماہ ذی قعدہ مین داخل دمشق ہوا خلافت عباسیہ کا پھریرہ دمشق کے قلعہ پر اڑایا گیا جامع مسجد مین خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

بعد اسکے ۴۶۹ھ مین اتسز نے مصر پر فوجکشی کی بدر نے گرد و نواح کی عربی فوجون کو فراہم کر کے اتسز کا مقابلہ کیا ایک خونریز و سخت جنگ کے بعد اتسز کو ہزیمت ہوئی اسکے اکثر ہمراہی اس معرکہ مین کام آگئے اور اتسز شکست اٹھا کے شام کیجانب لوٹا دمشق پہنچکر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور ۴۶۹ھ کا خراج معاف کر دیا اس حسن خدمت کے صلے مین کہ اہل دمشق نے اسکے زمانہ غیر حاضری مین دمشق کی عمدہ طور سے محافظت و نگرانی کی تھی اہل قدس نے چونکہ اسکے زمانہ عدم موجودگی مین سرکشی اور بغاوت کی اس وجہ سے ان لوگون پر محاصرہ ڈالدیا اور بزور تیغ قتل و غارت کرتا ہوا شہر مین گھس پڑا۔ ہزیمت یافتونکا

ایک گروہ مسجد داود علیہ السلام مین جا کے پناہ گزین ہوا مگر اُن جان باختون کو وہان بھی پناہ نہ ملی ہزارہا آدمی مسجد اقصےٰ مین مارے گئے۔ اس اثنا مین امیر الجیوش بدر جمالی نے ایک عظیم فوج بسرافسری اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ مصر سے دمشق کیجانب روانہ کی چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا رسد وغلہ کی آمد بند کردی آئے دن لڑائیون سے اہل دمشق کو تنگ کرنے لگا۔

سلطان ملک شاہ تاجدار سلجوقیہ نے ۴۷۰ھ مین اپنے بھائی تتش کو بلاد شام کی زمام حکومت سپرد کی تھی ساتھہ ہی اسکے یہہ بھی ارشاد کیا تھا کہ جن جن شہرون کو تم بلاد شام کے بزور تیغ مفتوح کرلوگے وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کئے جائینگے چنانچہ تتش نے ملک شام مین پہونچکے حلب پر فوج کشی کی۔ ایک عظیم فوج ترکمانون کی اسکے رکاب مین تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرہ اور حملہ سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہنوز کسی فریق کے قسمت کا آخری فیصلہ نہونے پایا تھا کہ اتسز نے دمشق سے کہلا بھیجا کہ مصری فوجون نے دمشق کا محاصرہ کرلیا ہے رسد وغلہ کی آمد بند کردی ہے۔ اگر آپ میری مدد نکرینگے تو مجھے بمجبوری شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کردینا پڑیگا۔ تتش نے یہ پیام پاکے دمشق کیجانب کوچ کردیا۔ مصری سپہ سالار کو جو یہہ خبر لگی تو وہ بھی محاصرہ اٹھاکے ہزیمت خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا اپنے مین تتش حلب کے قریب پہونچگیا۔ اتسز اسکی آمد کی خبر سنکے اس سے ملنے کو دمشق سے باہر آیا تتش نے اسکو قتل کرکے شہر پر قبضہ کرلیا۔ یہہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے

---

لہ اس واقعہ کا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ تتش نے حلب کے قریب پہونچکے مصری فوج کو کوئی اثر دنشان نہ پایا تو اتسز کی اس حرکت سے کہ اسنے بلا ضرورت امداد طلب کی تھی ناراضگی ظاہر کی اتسز نے عذرات پیش کئے جسکو تتش نے قبول نہ کیا اور اسی وقت گرفتار کرکے مار ڈالا۔ حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی نے لکھا ہے کہ یہہ واقعہ ۴۷۳ھ کا ہے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۷۲ مطبوعہ لیڈن۔

بعد اسکے ملک شاہ نے حلب پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ غرض اسی طرح آہستہ آہستہ تاجدار سلجوقیہ کل ملک شام پر قابض و متصرف ہو گیا امیر الجیوش بدر جمالی کو تاجدار سلجوقیہ کی یہہ کامیابیان شاق گزر رہی تھین۔ گرد و نواح کی فوجون کو فراہم و مرتب کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنون دمشق مین تاج الدولہ تتش سلطان ملک شاہ کا بھائی حکومت کر رہا تھا اسنے مصری فوج کی آمد کی خبر پا کے نہایت حزم و احتیاط سے قلعہ بندی کر لی جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی خائب و خاسر ہو کے واپس گیا۔ پھر ۴۷۲ھ مین مصری فوج کے سپہ سالار نے ملک شام کیجانب یلغار کیا۔ اس مرتبہ شہر صور کو قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور بعد اسکے شہر صیدا اور شہر جبیل کو بھی یکے بعد دیگرے فتح کر کے اپنی جانب سے عمال مقرر کئے۔

۴۸۴ھ مین فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانون کے قبضہ سے نکال لیا اور ۴۸۶ھ مین منیر الدولہ حبوشی والی شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا جسکو بدر جمالی نے دولت علویہ کیجانب سے صور کی ولایت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ بدر جمالی نے ان کی سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا۔ جسوقت یہہ لشکر شہر صور کے قریب پہونچا اہل صور نے یہہ خبر پا کے کہ شاہی لشکر منیر الدولہ باغی کی سرکوبی کو آگیا ہے شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ منیر الدولہ سے کچھ بن نہ آئی گھبرا گیا مصری لشکر نے بلا مزاحمت و مخاصمت شہر پر اہل شہر کی امداد سے قبضہ کر لیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کر کے معہ چند صاحبون کے مصر روانہ کر دیا۔ جون ہی یہہ لوگ مصر پہونچے بارگاہ خلافت سے ان قیدیون کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ جو نہایت مستعدی اور تعجیل سے تعمیل کیا گیا

ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول ۴۸۷ھ مین امیر الجیوش بدر جمالی نے انتقال کیا اسی مرحلے عمر کے طے کئے۔ اسکے دو خانہ زاد تھے ایک کا نام امین الدولہ لاوی تھا اور دوسرے کا نصیر الدولہ افتکین۔ بدر کے مرنے کے بعد خلیفہ مستنصر نے

امین الدولہ لاذیہ کو بجائے بدر مقرر کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ نصیر الدولہ کو یہہ امر ناگوار گذرا فوج کو طیاری کا حکم دیکے سوار ہوگیا۔ سارے شہر مین ایک ہلہلہ سا مچگیا۔ بلوایون اور اوباشون نے قصر خلافت کو جا کے گھیر لیا۔ اور خلیفہ مستنصر کو سخت و ناملایم کلمات سنانے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہوکر اپنی رائے سابق سے رجوع کیا اور بدر کے لڑکے محمد ملک ابوالقاسم کو بجائے بدر مامور فرماکے قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اسکے باپ بدر کیطرح "الافضل" کا خطاب دیا۔

ابوالقاسم بن بدر عہد وزارت بدر مین نیابت کا کام کرتا تھا چنانچہ بعد انتقال محمد ملک ابوالقاسم کے قلمدان وزارت کا یہی مالک بنایا گیا۔

محمد ملک ابوالقاسم عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوکے اسیطرح طور وطریقہ سے امور سلطنت کا انصرام وانتظام کرنے لگا جیسا کہ اسکے باپ بدر کا رویہ تھا اسکی وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔

**مستعلی کی خلافت** خلیفہ مستنصر باللہ ابوتمیم ابوالحسن علی الظاہر لاعزاز دین اللہ علوی والی مصر وشام نے یوم الترویہ (آٹھوین ذی حجہ) ۴۸۷ھ کو جان بحق تسلیم کی ساٹھ برس اور بروایت بعض سورخین پینسٹھ سال خلافت کی۔ اسنے اپنے ابتداے زمانہ خلافت مین بڑے بڑے مصائب اُٹھاے طرح طرح کی تکالیف برداشت کین۔ مال وخزانہ لٹ گیا۔ بے سروسامانی اس حدتک پہونچگئی تھی کہ اس کے پاس سواے اُس ایک فرش کے جسپر کہ بیٹھا کرتا تھا اور کوئی سامان واسباب باقی نرہگیا تھا۔ براے نام خلیفہ تھا اصل یہہ ہے کہ اسکی معزولی مین کوئی حالت منتظرہ باقی نرہی تھی کہ دفعتہً اسنے اپنے ہوش وحواس کو درست کرکے امور سیاست کی تدارک کی جانب توجہ کی عکاسے بدر جمالی کو بلا بھیجا اور جب بدر جمالی آگیا تو کل امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اسکو اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے ہی دنون مین

بدنظمیان دفع کرکے اسکے ممالک مقبوضہ کو ایک متمدن اور مہذب ملک بنا دیا اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ لازم و سزاوار تھا۔

مستنصر نے اپنی وفات پر تین لڑکے چھوڑے۔ احمد، نزار اور ابوالقاسم۔ کہا جاتا ہے کہ مستنصر نے نزار کو اپنا ولیعہد بنایا تھا چونکہ نزار اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت میں ان بن تھی وزیر السلطنت نے یہ خیال کرکے کہ مبادا نزار کسی خلافت پر متمکن ہوکر کسی قسم کا مجھکو نقصان نہ پہنچائے مستنصر کی بہن کو یہ پٹی دی کہ آپ ابوالقاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ امور سلطنت ہمیشہ آپکی رائے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کرینگے مستنصر کی بہن نے اس سازش کی بنا پر قاضی اور داعی کے روبرو ابوالقاسم کی ولیعہدی کا اظہار دیا اور قسم بھی کھائی۔ پس ارالکین دولت نے ابوالقاسم کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کرلی "المستعلی باللہ" کے مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کو جو مستعلی سے بڑا تھا یہ امر ناگوار گزرا بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر کو چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ اس وقت اسکندریہ میں نصیر الدولہ افتکین بدر جمالی کا غلام حکمرانی کر رہا تھا جسنے محمد ملک ابوالقاسم کی وزارت کی تحریک کی تھی نصیر الدولہ یہ سنکے کہ ابوالقاسم سریر خلافت پر متمکن کیا گیا ہے باغی ہوگیا اور خلیفہ مستنصر کی ولیعہدی کے مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کرکے "المصطفے لدین اللہ" کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا دربار خلافت مصر میں اسکی خبر ہوئی وزیر السلطنت نے ایک فوج مرتب کرکے نزار کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کر دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے حریف مقابل پر محاصرہ ڈالدیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصورین نے امان حاصل کرکے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا فتحمند گروہ نے شہر میں داخل ہوگئے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور نزار کو کشتی پر سوار کراکے قاہرہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعلی

نے نزار کو پہونچتے ہی قید حیات سے سبکدوشی دے دی اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل معہ افتکین کے مصر مین واپس آیا۔ ایکروز حسب حکم خلافت مآب افتکین کو دربار خلافت مین پیش کیا۔ خلیفہ مستعلی نے اسکو بغاوت اور سرکشی پر زجر و توبیخ کی افتکین نے گستاخانہ جواب دیا خلیفہ مستعلی کو اس سے اشتعال پیدا ہوا بغاوت اور سرکشی کے الزام مین قتل کر ڈالا۔ افتکین نے قتل کے وقت خلیفہ مستعلی کو مخاطب کر کے کہا "حضرت والا! یہہ قتل و خونریزی کفارہ یعین (قسم) نہین ہوسکتا"

بیان کیا جاتا ہے کہ حسن بن صباح جو فرقہ اسماعیلیہ کا عراق مین ایک نامور سردار تھا سوداگرون کے لباس مین خلیفہ مستنصر کی خدمت مین حاضر ہوا تھا اور ملک عجم مین اسکی حکومت و خلافت کی منادی کرنیکی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اجازت دی علی سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر سے دریافت کیا تھا "آپ کے بعد خیر الامام کون ہوگا؟" جواب دیا "میرا بیٹا نزار" بعد اسکے حسن ملک عجم چلا گیا اور درپردہ لوگون مین خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا۔ تھوڑے دنون بعد اسنے ہاتھ پاون نکالے اور وہان کے اکثر قلعات مثل قلعہ موت وغیرہ پر قابض و متصرف ہوگیا جیسا کہ ہم آئندہ اسماعیلیہ فرقہ کے حالات مین اسکو بیان کرینگے۔ یہہ واقعات ان کے اہم اور اعظم اخبار سے ہین یہہ لوگ نزار کی امامت کے قائل ہین۔

الغرض خلیفہ مستعلی نے جون ہی سریر خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہرون مین بغاوت پھوٹ نکلی کیسلہ نامی ایک شخص جو صور کا والی تھا علم خلافت سے منحرف و باغی ہوگیا خلیفہ مستعلی نے ایک فوج اسکی سرکوبی کو روانہ کی۔ پس اس فوج نے صور پر پہونچکر محاصرہ ڈالدیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار شاہی لشکر فتحیاب ہوا اور کیسلہ کو شکست فاش اٹھانا پڑی شاہی لشکر نے اسکو گرفتار

کرکے نامہ بشارت فتح کے ساتھ مصر روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے پہونچتے ہی کسیلہ کو قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

تاج الدولہ تتش والی شام کے انتقال پر اسکے دونون لڑکون رضوان اور دقاق مین خانہ جنگی کا بازار گرم ہوا۔ دقاق دمشق مین رہتا تھا اور رضوان حلب مین رضوان نے اپنے صوبہ مین چند دنون تک خلیفہ مستعلی کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ مگر پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

**عیسائیون کا بیت المقدس پر قبضہ**

بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے امیر سقمان بن ارتق ترکمانی کو مامور کیا تھا۔ اسکے بعد ہی ۴۹۰ھ مین عیسائیون نے ملک شام کی طرف قدم بڑھائے عیسائی کروسیڈرون کی جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اسکے خلیج کو عبور کیا۔ والی قسطنطنیہ نے انکو راہ دیدی تاکہ وہ اس کے اور امرار سلجوقیہ و ترک والیان شام کے بیچ مین پڑ جائین چنانچہ عیسائیون نے پہلے انطاکیہ پر پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور اسکو باغیان سپہ سالار سلجوقیہ کے قبضہ سے نکال کر باغیان انطاکیہ کو حریف مقابل کے محاصرہ مین چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ کسی ارمنی نے اثنار راہ مین اسکو مار ڈالا اور سر اوتار کے عیسائیون کے پاس انطاکیہ مین لے آیا۔ اس واقعہ سے لشکر شام پر عیسائیون کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا اور اسکے سردارون کے آنکھون مین آئندہ خطرات کی تصویرین پھرنے لگین اولاً کربوقا والی موصل فوجین مرتب کرکے عیسائی کروسیڈرون سے بدلہ لینے کو نکلا اور مرج دابق مین پہونچکے پڑاؤ کیا دقاق بن تتش۔ سلیمان بن ارتق طغتکین اتابک والی حمص اور والی سنجار بھی آآکے کربوقا کے پاس مجتمع ہوئے۔ گرد و نواح کے ترکون اور عربون کو مجتمع کرکے فوجین آراستہ کین اور انطاکیہ عیسائیون کے تیرہ یوم قبضہ کرنے کے بعد

انطاکیہ کے چھوڑانے کو کوچ کیا۔ عیسائیون نے بھی ہر چہار طرف سے عیسائی مجاہدون کو مجتمع کر لیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ مین شریک تھے ان سبھون کا سردار بیمنڈ نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجون سے صف آرائی کی نوبت آئی سخت خونریزی کے بعد مسلمانون کو ہزیمت ہوئی۔ ہزارون مسلمانون کو عیسائی کروسیڈرون نے تہ تیغ کیا اور انکے لشکر گاہ پر قبضہ کر کے معرۃ النعمان کیجانب بڑھے ایک مدت تک اسپر محاصرہ ڈالے رہے بالآخر اسکے اعوان و انصار اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بھاگ کھڑے ہوے تقریباً ایک لاکھ مسلمان کام آئے اور ابن منقذ نے شیرزد یکر عیسائیون سے مصالحت کر لی بعد اس مصالحت کے عیسائیون نے حمص کو جا گھیرا۔ جناح الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصر کے سپرد کر کے صلح کر لی پھر ان عیسائیون نے عکہ پر پہنچکر محاصرہ ڈالا مدتون عکہ مفتوح نہوا ترکی اسلامی فوج مقیم عکہ کو بڑے بڑے مصایب کا سامنا کرنا پڑا جو احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے اس پر آشوب زمانہ مین اہل مصر کو سلجوقیہ اور ترکون کے زیر کرنیکا شوق پیدا ہوا وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی فوجین مرتب کر کے بیت المقدس کے واپس لینے کو روانہ ہوا اور سفر و قیام کرتا ہوا بیت المقدس پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا۔ بیت المقدس مین ان دنون سقمان اور ایلغازی پسران ارتق اور اسکا بھتیجہ یاقوتی اور برادر چچازاد سونج بھی تھا۔ افضل نے چالیس منجنیق قلعہ شکن بیت المقدس کے فتح کرنے کو نصب کرائین تھین۔ تقریباً چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا بعد ازان ۴۹۰ھ مین امان کے ساتھ مفتوح کر لیا۔ افضل نے فتحیابی کے بعد سقمان، ایلغازی اور ان لوگون کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھے اچھے برتاو

کئے اور ان کو چلے جانے کی اجازت دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی
پس سقمان شہر الرہا چلا گیا اور ایلغازی نے عراق کا راستہ لیا ان لوگوں کی
روانگی کے بعد افضل نے یہ اطمینان تمام بیت المقدس پر قبضہ حاصل کر کے
اپنے آتش شوق کو بجھایا اور فتحیابی کا سہرا سر پر لئے ہوئے مصر کی جانب واپس آیا۔
اس عارضی فتحیابی کے بعد عیسائی کروسیڈرون نے بیت المقدس کا قصد کیا
چالیس روز تک اسکا محاصرہ کئے رہے۔ قلعہ شکن منجنیقین ہر چہار طرف نصب کین
شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے
تھے جسپر آتشباری کا کوئی اثر نہین پہونچتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے
بیت المقدس مین جبکہ سات راتین ماہ شعبان ۴۹۲ھ کے تمام ہونے کو باقی رہگئی
تھین گھس پڑے۔ ہفتون عام خونریزی اور کشت وخون کا ہنگامہ گرم اور
جاری رہا۔ مسلمانون نے محراب داود علیہ السلام مین جاکے پناہ لی اور یہ سمجھکے وہان
جا چھپے تھے کہ شاید اب خونریزی اور قتل سے ہم بچ جائینگے۔ مگر ان اجل
رسیدون کو وہان بھی پناہ نہ ملی۔ عیسائی فوجون نے پہلے انکو امان دی اور
جب اونہون نے دروازہ کھولا تو قتل کرنے لگے۔ مسجد اقصےٰ اور صخرہ مین ستر
ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصےٰ کی چالیس قندیلین نقرئی جو تین تین ہزار
اور چھ چھ سو درہم وزن مین تھین اور ایک تنور نقرئی (جو وزن مین چالیس رطل
شامی تھا) اور ایک سو پچاس قندیلین طلائی لوٹ لین۔ علاوہ اسکے اور مال واسباب
اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شمار و اعداد سے باہر ہے۔ بقیۃ السیف
جو اس عام خونریزی سے بچگئے تھے وہ بحال پریشان گریان و نالان بغداد پہنچے
اور اُن مصائب کو بالتفصیل بیان کیا جو اسلام اور اسلامیون پر بیت المقدس
اور سرزمین شام مین قتل، غارتگری اور قید ہونے کے گزرے تھے خلافت مآب

نے سر برآوردہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیاروق اور اسکے برادران محمد اور سنجر کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن یادگاران سلاطین سلجوقیہ مین باہمی تزاعات اور مخالفت کیوجہ سے اس قدر قوت باقی نرہگئی تھی کہ عیسائی کروسیڈرون کے مقابلہ پہ تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتے چارونا چار علماء کا وفد بے نیل مرام واپس آیا۔

وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الجیوش نے یہ خبر پاکے فوجین آراستہ کین اور عیسائی کروسیڈرون کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کی قصد سے مصر سے کوچ کیا۔ عیسائی فوجین بھی اس سے مطلع ہو کے افضل کے لشکر سے مزاحمت کرنے کو بڑہین اور بحالت اور غفلت انپر حملہ کرکے ان کو پسپا کردیا۔ مصری لشکر کا ایک گروہ متفرق و منتشر ہوکر گولرون کے گنجان باغ مین جاچھپا عیسائیون نے اسمین آگ لگادی۔ سب کے سب جل گئے اور جو گھبراکر باغ سے باہر نکلا اسکو عیسائیون نے قتل کرڈالا۔

اس ہوش ربا واقعہ کے بعد عیسائی فوجون نے عسقلان کی طرف مراجعت کی اور پہنچتے ہی اسپر محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ بیس ہزار دینار تاوان جنگ لے کے واپس ہوئین۔

**آمر کی خلافت** بعد اسکے خلیفہ مستعلی ابو القاسم احمد بن مستنصر باللہ علوی نے نصف ماہ صفر ۴۹۵ھ کو اپنی خلافت کے سات سال پورے کرکے مرگیا بجائے اسکے اسکا بیٹا ابو علی جسکی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی سریر خلافت پہ متمکن کیا گیا اور "الآمر باحکام اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔ خلفاء علویہ مین سے کوئی شخص اس سے اور مستنصر سے کم سن زیادہ خلیفہ نہین بنایا گیا۔ اسکی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پہ سوار نہو سکتا تھا۔

فروری ۱۹۰۷ء

**عیسائیون اور مصریون کا مقابلہ**

پھر ۱۰۹۶ھ مین افضل امیر الجیوش مصر سے فوجین آراستہ کرکے عیسائیون سے جنگ کرنے کو شام کیجانب روانہ کین سعد الدولہ طواشی نامی ایک امیر جو اسکے باپ کا مملوک تھا اس مہم کا سردار بنایا گیا۔ مابین رملہ اور یافا عیسائی کروسیڈرون سے معرکہ آرائی ہوئی عیسائیون کے سردار کا نام بغدوین تھا اتفاق یہ کہ پہلے حملہ مین عیسائیون نے مصری لشکر کو ہزیمت دے دی اثنار دار و گیر مین سعد الدولہ مارا گیا۔ عیسائیون نے اسکے خیمہ اور لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا اور وہان پر جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا۔ افضل کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اسنے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار بناکے روانہ کیا۔ قریب رملہ عیسائیون سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس معرکہ مین عیسائیون کو ہزیمت ہوئی بغدوین بخوف گرفتاری و قتل گنجان درختون مین چھپ رہا اور جب ہنگامہ دار و گیر فرو ہوگیا تو چند عیسائی سردارون کے ساتھ نکلکر چپکے سے رملہ چلا گیا شرف المعالی نے اس مہم کو سر کرکے رملہ پر فوج کشی کی پندرہ یوم تک محاصرہ کیے رہا تا آنکہ بزور تیغ اسکو مفتوح کرلیا۔ چار سو عیسائیون کو قتل کرڈالا اور تین سو عیسائی سردارون کو گرفتار کرکے مصر روانہ کردیا۔ مگر بغدوین اس واقعہ سے بھی بچکر یافا چلا گیا۔ اسی اثنار مین عیسائی زائران کا ایک گروہ کثیر بیت المقدس کی زیارت کو آگیا تھا۔ بغدوین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آمادہ و طیار ہوگئے تو انکو مرتب و طیار کرکے عسقلان کیجانب بڑھا۔ شرف المعالی یہہ خبر پاکے اپنے باپ افضل امیر الجیوش کے پاس چلا گیا اور عیسائیون نے عسقلان پر بلا جدال و قتال قبضہ حاصل کرلیا۔

بعد اسکے شرف المعالی نے خشکی اور بحری فوجین مرتب کین اپنے باپ کے نامور مملوک تاج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ براہ خشکی عیسائیون کے مقابلہ پر عسقلان کیطرف

روانہ کیا اور بسرافسری قاضی ابن قادوس جنگی کشتیون کا بیڑہ براہ دریا یافا کیجانب بھیجا
چنانچہ تاج العجم نے عسقلان کے قریب پہنچکے پڑاؤ کیا۔ قاضی قادوس نے تاج العجم
کو کہلا بھیجا "او ہم اور تم متفق ہوکر عیسائیون پر حملہ کرین" تاج العجم نے اس سے انکار
کیا۔ رفتہ رفتہ افضل امیر الجیوش کو اس واقعہ کو اطلاع ہوگئی۔ افضل نے اسیوقت
قاضی ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کرلینے کو لکھ بھیجا اور اپنے خادمون مین سے
جمال الملک کو عسقلان کیجانب روانہ کیا اور عساکر شامیہ کی سرداری بھی اسیکو
مرحمت ہوئی۔

انھین واقعات پر ۴۹۶ھ تمام ہوجاتا ہے آیندہ ۴۹۷ھ مین مصری اور عیسائیون
فوجون مین باہم کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہین ہوتی ۴۹۸ھ مین وزیر السلطنت افضل نے
اپنے دوسرے بیٹے سناء الملک حسین کو عیسائیون کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جمال الملک
کو اسکے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سناء الملک پانچہزار فوج کی جمعیت سے عیسائیون
سے لڑنے کو روانہ ہوا طغتکین اتابک والی دمشق سے کمک طلب کی۔ طغتکین نے تیرہ سو
سوار بھیجدیے عسقلان اور یافا کے درمیان عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجون سے
مقابلہ ہوا جسمین کے ہزارہا آدمی کام آگئے بعد اسکے دونون فریق ایک دوسرے
سے خود بخود علیحدہ ہوگئے عساکر اسلامیہ نے عسقلان اور دمشق کیجانب مراجعت کی
۴۹۷ھ سے بکتاش بن تتش عیسائیون مین جا ملا تھا۔ سبب یہہ پیدا ہوا تھا کہ طغتکین
نے اپنے دوسرے برادر زادہ دقاق بن تتش کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کا قصد کرلیا
تھا پس اسیوجہ سے اس نے عیسائیون سے سازش کرلی اور انھین جا ملا۔

**طرابلس و بیروت پر عیسائیون کا قبضہ**

طرابلس پر خلافت علویہ کی حکومت پہرہ اوڑ رہا تھا۔ اس زمانہ
پر آشوب وفتن مین عیسائیون نے اسکا بھی محاصرہ کر رکھا تھا۔
محصورون کی امداد اور کمک مصری دار الخلافت سے آرہی تھی۔ ۵۰۳ھ کے دورمین

ایک بیڑہ جہازات کا براہ دریا عیسائی مقبوضات سے ساحل طرابلس پر پہونچا جسکا سردار قمص کبیر یعنی ریمنڈین صنجیل تھا۔ اس بیڑہ جہازات مین غلہ ورسد اور کافی مقدار فوج کی تھی اس سے پیشتر سروانی ہمشیرہ زادہ صنجیل طرابلس پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا سروانی اور ریمنڈ مین آن بن ہوگئی۔ مگر بغدوین والی بیت المقدس نے بہت جلد دونون مین مصالحت کرادی۔ ادہران دونون نے مجتمع ہوکے طرابلس پر حملہ کیا اُدہر مصر سے محصورون کی آمدورفت بند ہوگئی۔ عیسائیون نے طرابلس کے شہر پناہ پر چڑھنے کی غرض سے چند برج بنائے تھے جنکو آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے شہر پناہ کی دیوار سے جاکے ملا دیا۔ عیسائی فوجین اسکے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئین اور بزور تیغ دوسری ذی الحجہ ۵۰۳ھ کو مفتوح کرلیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا قید وگرفتار کرلئے گئے۔ والی طرابلس نے قبل مفتوح ہونے کے معہ اپنے چند سرداران لشکر کے امن حاصل کرلی تھی اور اس واقعہ جانکاہ سے پہلے دمشق چلا گیا تھا۔

اس فتحیابی کے بعد ایک دوسرا بیڑہ کشتیون کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا جسپر ایک سال کے خرچ کا غلہ بھرا ہوا تھا پس اسکو عیسائیون نے صور صیدا اور بیروت کے محاصرہ فوجون پر تقسیم کردیا اور اس طریقہ سے عیسائیون نے کل سواحل شام پر قبضہ کرلیا۔

ہمنے ان واقعات کو دولت علویہ کے تذکرہ مین اس وجہ سے بالتخصیص تحریر کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ وتصرف تھا۔ بقیہ حالات کو عیسائیون کے اخبار کے ضمن مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

**مصریون کا عسقلان پر قبضہ**

عسقلان پر علم خلافت علویہ مصریہ کا قبضہ تھا اور شمس الخلافۃ نامی ایک امیر کے قبضہ اقتدار مین اسکی زمام

حکومت تھی۔ بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شمس الخلافت سے سازش کرکے علم خلافت علویہ مصریہ سے اسکو علیحدہ کرلیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر دربار خلافت مصر تک پہونچی امیر الجیوش افضل نے ایک فوج مرتب کرکے عسقلان کیجانب روانہ کی اور امیر لشکر کو یہ ہدایت کردی کہ جس وقت شمس الخلافت لشکر مین آئے فوراً گرفتار کرلینا۔ اتفاق یہ کہ کسی ذریعہ سے شمس الخلافت کو اسکی اطلاع ہوگئی کھلم کھلا علم خلافت علویہ کا مخالف ہوگیا۔ اور جسقدر اہل مصر اس کے شہر مین تھے سبھون کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل نے یہہ خیال کرکے کہ مبادا شمس الخلافت عسقلان کو عیسائیون کے حوالہ نکردے اُسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا مگر شمس الخلافت کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف نہوا ساتھ ہی اسکے اہل عسقلان کیجانب سے بھی مشکوک ہوگیا اسوجہ سے اپنی فوج مین ارمینیون کو کثرت سے داخل کرلیا اہل عسقلان کو اس سے کشیدگی منافرت پیدا ہوگئی۔ سبھون نے مشورہ کرکے حملہ کردیا اور اسکو گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔ بعد ازان خلیفہ آمر باحکام اللہ اور وزیر السلطنت افضل کے دربار مین اس واقعہ کی اطلاع کی خلیفہ آمر نے دار الخلافت مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کرکے عسقلان روانہ کیا۔ اس امیر نے عسقلان مین پہونچکے اہل عسقلان کے ساتھہ نہایت رحم و انصاف کے برتاو کئے شورش و بغاوت جسقدر تھی فرو ہوگئی۔ انتظامات درست ہوگئے۔

**عیسائیون کا صور پر حملہ** بعد اس واقعہ کے بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شہر صور پر حملہ کیا۔ صور بھی خلافت علویہ مصریہ کے مقبوضات سے تھا۔ عزالملک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا والی تھا ارمینیون کا لشکر اسکی محافظت

[1] یہ واقعہ ۵۰۲ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثر جلد ۱۰ مطبوعہ لیدن۔ مترجم

کر رہا تھا۔ عیسائیون نے اس شہر پر ہر چہار طرف سے محاصرہ ڈالکے لڑائی شروع کردی۔ اہل صور نے طغتکین اتابک والی دمشق سے امداد کی درخواست کی چنانچہ طغتکین اتابک معہ اپنے فوج کے اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتون حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قایم رہا تا آنکہ زمانہ طیاری فصل کا آگیا۔ عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طغتکین والی دمشق عیسائی مقبوضات کے طیار شدہ فصل کو لوٹ نہ لے محاصرہ اوٹھاکے علحدہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اہل صور کو اسکے شر سے یون بچالیا۔

پھر ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ مین بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے فوجین مرتب کرکے مصر پر چڑھائی کی کوچ وقیام کرتا ہوا تنیس تک پہونچا ایک روز تیرنے کی غرض سے نیل مین اوترا۔ وقت موت قریب آگیا تھا اسکے زخم قدیم نے زور پکڑا مجبورانہ بیت المقدس کی جانب مراجعت کی چنانچہ بیت المقدس پہونچکر مرگیا اور بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قمص والی الرہا کے حق مین کرگیا اگر اس وقت ملوک سلجوقیہ مین خانہ جنگیان اور باہمی نزاعات پیدا نہو گئے ہوتے تو ان لوگون نے عیسائیون سے وہ کل بلاد شامیہ کو واپس لے لیا ہوتا جنپر وہ قابض ومتصرف ہو گئے تھے مگر اللہ جل شانہ نے اس نیک نامی کو صلاح الدین بن ایوب فاتح بیت المقدس کے لئے رکھ چھوڑا اور یہ سہرا اسیکے سر پر باندہا گیا۔

**وزیر السلطنت کا قتل**

ہم اوپر بیان کر آے ہین کہ وزیر السلطنت افضل نے بعد وفات خلیفہ مستعلی کے خلیفہ آمر باحکام اللہ کو جسوقت کہ اسکا سن پانچ برس کا تھا سریر خلافت پر متمکن کیا۔ پس جب خلیفہ آمر سن شعور کو پہونچا اور اسکی حکومت وسلطنت کو ایک گونہ استحکام استقلال حاصل

ہوگیا اس وقت خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام مین پیش پیش رہنا ناگوار گزرنے لگا۔
اپنے مصاحبون سے وزیرالسلطنت افضل کے قتل کے بابت مشورہ کیا اسکا
چچازاد بھائی عبدالمجید جو اسکا ولیعہد بھی تھا بولا "خلافت مآب اس خیال سے
باز آئین یہہ بہت بڑی بدنامی کی بات ہے۔ ایک زمانہ دراز سے یہہ اور اسکا
باپ علم حکومت کی خیرخواہی کرتا چلا آتا ہے جس وقت لوگون کو یہ امر
معلوم ہوگا کیا کیا خیالات انکین نہ پیدا ہونگے علاوہ براین قبل اس فعل کے کرنے
کے کسی شخص کو اسکا قایم مقام کر لینا چاہیئے۔ تا آنکہ آئندہ خطرات سے محفوظ رہین"
خلیفہ آمر یہہ سنکے خاموش ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد عبدالمجید نے یہہ رائے دی
"ابوعبداللہ بن بطلیحی کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہیئے ابوعبداللہ
اسکا معتمد علیہ اور مصاحب بھی ہے وہی اس کام کو کچھ اچھا کریگا اور وہی ایسے
لوگون کو متعین کردے گا جو افضل کو قتل کر ڈالینگے" چنانچہ خلیفہ آمر نے ابوعبداللہ
کو اپنے محلسرا سے خلافت مین طلب کرکے وزیرالسلطنت افضل کے قتل
کر ڈالنے کی استدعا کی اور بعد قتل وزیرالسلطنت ابوعبداللہ کو بجائے
اس کے عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ پس ابوعبداللہ نے دو شخصون
کو وزیرالسلطنت کے قتل پر مامور کیا جنہون نے اسکو مصر مین قتل کر ڈالا جبکہ وہ
اپنے موکب کے ساتھ قاہرہ کو مصر سے جارہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ھ کا ہے۔

واقعہ یون پیش آیا کہ حسب دستور قدیم عید کے روز وزیرالسلطنت معہ
اپنی فوج و خدام کے قاہرہ کے خزانۃ السلاح کو انعام و اکرام تقسیم کرنے کی غرض
سے جارہا تھا۔ کثرت واژدحام خلایق کیوجہ سے گرد و غبار بکثرت اوٹھ رہا تھا۔
وزیرالسلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ آئے
کل فوج ہم سے اس قدر فاصلہ پر رہے کہ مابدولت تک گرد و غبار نہ پہونچے

سکے - چنانچہ فوج پیچھے رہگئی اور آپ آگے بڑھ گیا دو شخص جنکو ابو عبداللہ نے اسکے قتل پر مامور کیا تھا - ایک گوشہ سے نکلکے وزیر السلطنت کی طرف لپکے ایک نے تلوار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا - زخمی ہوکر گھوڑے سے زمین پر آ آرہا قاتلون نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس مین ان کو کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خودکشی کرلی وزیر السلطنت محلسرائے وزارت مین اوٹھالایا گیا اسوقت اسمین کچھ دم باقی تھا خلیفہ آمر عیادت کو آیا - دریافت کیا تمہارا مال کہان کہان ہے عرض کی، جسقدر میرا ظاہری مال وخزانہ ہے اسکو ابوالحسن بن اسامہ جانتا ہے (یہ شخص حلب کا رہنے والا تھا اور اسکا باپ اسامہ قاہرہ کا قاضی تھا) اور جو مال پوشیدہ اور دفینہ ہے اس سے بطائحی واقف ہے" پس جب اپنی وزارت کے اٹھائیسوین سال امیر الجیوش افضل داعی اجل کو لبیک کہہ کے راہی ملک عدم ہوا تو خلیفہ آمر نے اس کے مال واسباب وخزانہ کی پوری طور سے نگرانی کی چھ ہزار توڑے اشرفیان کے پچاس ہزار توڑے روپیون کے زنگ برنگ کے ریشمی کپڑے بغدادی، اسکندری اسباب، ہندی ظروف طلائی ونقری طرح طرح کی خوشبودار چیزین عنبر اور مشک بے شمار برآمد ہوئے - اسکے ذخائر واسباب مین دندان فیل اور اونٹ کے ٹکڑون کا مصنوعی پہاڑ ملا جسپر چاندی جڑی ہوئی تھی پہاڑ پر ایک متمن (ہشت پہل) چبوترہ عنبر کا تھا جسکا وزن ایک ہزار رطل کا تھا - اور اس چبوترہ پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی جسکے پاؤن مرجان سرخ کے چونچ زمرد کی اور آنکھین یاقوت کی تھین امیر الجیوش افضل اس چبوترہ کو اپنے محلسرائے وزارت مین رکھتا تھا جس سے سارا مکان معطر ہوجاتا تھا مال کار اسکا یہ ہوا کہ یہ سب چیزین صلاح الدین کے قبضہ مین چلی گئین -

---

لہ ۱ رطل ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے بحساب وزن رائج الوقت - مترجم

**بطائحی کی وزارت** ابن اثیر لکھتا ہے کہ بطائحی کا باپ عراق مین وزارت مآب افضل کے مخبرون مین تہا زمانہ طفلی مین اسکے سر سے اسکے باپ کا سایہ اوٹھ گیا اور کوئی متروکہ نچھوڑا سن شعور کو نہ پہونچنے پایا تھا کہ مان بھی مر گئی۔ پہلے تو اسنے معماری کا کام سیکھا پھر حمالی کا کام کرنے لگا اکثر اوقات، مال و اسباب اوٹھا کر محلسرائے وزارت مین لایا کرتا تھا۔ امیر الجیوش افضل کو اسکی غربت و کمزوری پر رحم آگیا فراشون کے زمرہ مین نوکر رکھ لیا ترقی کرتے کرتے حجابت کے عہدہ پر پہونچ گیا۔ پس جب امیر الجیوش افضل مارا گیا تو خلیفہ آمر نے اسکو بجائے افضل کے وزارت کے عہدہ سے سرفراز فرمایا۔ پہلے ابن فاتک اور ابن قائد کے نام سے مشہور تھا خلیفہ آمر نے "جلال الاسلام" کا لقب مرحمت کیا خلعت دی۔ وزارت کے دوسرے برس "المامون" کا خطاب دیا۔ تھوڑے دنون بعد افضل کیطرح ہر امور سلطنت مین چیرہ دستی شروع کر دی اور خلیفہ آمر کو دبانے لگا اس سے خلیفہ آمر کو کشیدگی پیدا ہوئی مامون کو بھی اسکی کشیدگی سے منافرت اور وحشت پیدا ہو چلی۔ مامون کا ایک بھائی ملقب بہ مؤتمن تھا مامون نے خلیفہ آمر سے اجازت حاصل کر کے مؤتمن کو اسکندریہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے روانہ کیا۔ اسکے ہمراہ سپہ سالارون کا ایک گروہ بھی گیا جسمین علی بن سلار، تاج الملوک، سنا الملک الجمل اور دری السحروب وغیرہم تھے۔ مؤتمن اور ان لوگون کی روانگی اسکندریہ کے بعد مامون قاہرہ مین ٹھیرا ہوا فوج آرائی اور ترتیب لشکر کی فکر مین کرتا رہا لوگون نے خلیفہ آمر سے اسکی شکایت کرنی شروع کر دی کہ یہہ اپنے کو نزار کی اولاد سے بتلاتا ہے کہتا ہے کہ مین نزار کی لونڈی کے بطن سے ہون جو محلسرائے خلافت سے حاملہ نکل آئی تھی۔ ساتھہ ہی اسکے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہونچا دی کہ مامون

(۱) طبع ۱۹۰۷ء

نے نجیب الدولہ کو یمن مین اپنی امارت کی بنا قایم کرنے کو روانہ کیا ہے چنانچہ آمر نے اس امر کے انکشاف کی غرض سے چند لوگون کو یمن روانہ کیا۔

**قتل بطانجی** جس وقت خلیفہ آمر کا دل مامون کی شکایتین سنتے سنتے فکر و تردد سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اسکے دماغ کو پراگندہ کرنے لگے اس وقت اسنے اُن سپہ سالارون کو قاہرہ مین بلا بھیجا جو مامون کے بھائی کے ساتھ اسکندریہ مین مقیم تھے ..... علی بن سلار کو اس سے تردد پیدا ہوا مگر خلافت مآب کا حکم تھا خلاف ورزی کی کس مین طاقت تھی سب کے سب ماہ رمضان ۵۱۹ھ مین دار الخلافت قاہرہ چلے آئے بعد ان کے مومن بھی اجازت حاصل کرکے اسکندریہ سے قاہرہ آگیا۔ حسب دستور افطار کرنے کو قصر خلافت مین حاضر ہوئے مامون اور مومن بھی افطار کو قصر خلافت مین آئے ہوئے تھے خلیفہ آمر نے ان دونون بھائیون کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا۔ اگلے دن ایوان خلافت مین دربار عام کرکے ان دونون بھائیون کے حالات اور بیجا کارروائیون کو ظاہر کیا۔ اور عہدہ وزارت پر کسیکو مقرر نفرمایا دفتر وزارت سے دو شخصون کو خراج، زکاۃ اور ٹکس کے وصول کرنے پر مامور کیا بعد چندے ان دونون آدمیون کو بھی ظلم کے وجہ سے معزول و معطل فرمایا بعد اسکے وہ لوگ دربار خلافت مین حاضر آئے جو یمن مین انکشاف حال مامون کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور نجیب الدولہ کو لاکے حاضر کیا۔ کل واقعات عرض کئے خلیفہ آمر نے نجیب الدولہ اور مامون و مومن دونون بھائیون کو قتل کرکے صلیب پر چڑھا دیا۔

**حافظ لدین اللہ کی خلافت** خلیفہ آمر اپنی خواہشات نفسانیہ مین ڈوبا ہوا تھا مگر یاس ہمہ ترقی کا خواہان تھا خاطر یہ ہے کہ دلی کوشش بھی نکرتا تھا کبھی کبھی

عراق جانے کا قصد کرتا تھا پھر رک جاتا تھا گاہے گاہے دو چار اشعار بھی کہہ لیا کرتا تھا از انجملہ یہہ دو شعر ہین -

| | |
|---|---|
| اصبحت لا ارجو ولا اخشے | مجکو کسی سے کوئی تمنا ہے اور نہ کسی سے ڈر ہے |
| الا الٰھی ولہ الفضل ٭ | سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا ہے |
| جدی نبی وامامی ابی | میرا دادا نبی ہے اور میرا باپ امام ہے |
| ومذھبی التوحید والعدل | اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے |

فرقہ فدائیہ اکثر اسکے قتل کا قصد کرتا تھا لیکن موقع نہ ہاتھہ آنے سے رک جاتا تھا چند دنون بعد انمین سے دس آدمیون نے ایک مکان مین مجتمع ہوکے خلیفہ آمر کے قتل کا مشورہ کیا - ایک روز خلیفہ آمر سوار ہوکر روضہ کی طرف جا رہا تھا اس پل سے ہوکر گزرا جو جزیرہ اور مصر کے مابین تھا - اُن دسون آدمیون کو اسکی خبر لگ گئی آگے بڑھ کے اثنار راہ مین چھپ کر کھڑے ہوگئے پس جس وقت خلیفہ آمر پل پر گزرا تنگی راہ کی وجہ سے لشکر سے علحدہ ہوکر چلا قاتلون کو موقع ملگیا دفعتہً تلوارین تول کر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات مین قتل کر ڈالا - یہہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے - ساڑھے اونتیس برس خلافت کی - چونتیس برس کی عمر پائی -

برغش عادل اور برعوارد ہر زیملوک اسکے دو خادم خاص تھے انہین کے ذریعہ سے وہ امور سلطنت کو انجام دیتا تھا -

پس جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسوجہ سے اسکے چچا کے بیٹے میمون عبد المجید بن امیر ابو القاسم بن خلیفہ مستنصر باللہ کو جانشین کیا - کہتے ہین کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ میری خانہ بیوی حاملہ ہے اور مین نے خواب دیکھا ہے کہ اسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا پس

میرے بعد وہی لڑکا سریر خلافت پر متمکن کیا جائے" اور میمون عبد المجید اسکی نگرانی و پرداخت کرتا رہے۔ چنانچہ ارکین دولت نے میمون کے ہاتھ پر بطور نیابت خلیفہ کے بیعت کی اور "حافظ لدین اللہ" کا خطاب دیا اور حسب وصیت مرحوم خلیفہ ہزیر الملوک کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور سعید بانس جو وزیر السلطنت افضل کے خادموں سے تھا اسکو داروغہ محلسرائے خلافت بنایا اس انتظام کے بعد محلسرائے خلافت مین اسی مضمون کا فرمان پڑھا گیا۔

**وزارت کی تبدیلی اور وزرا کا قتل**

جسوقت یہہ امر طے پا گیا کہ عہدۂ وزارت ہزیر الملوک کو مرحمت کیا جائے اور اس بنا پر ہزیر الملوک کو خلعت عنایت ہوئی تو لشکریون اور امرا لشکر کو ناگوار گزرا۔ اس ناراضی مین سب سے بڑا حصہ رضوان بن ونجش نے لیا تھا جو عساکر مصریہ کا سردار اور افسر اعلے تھا۔ ابو علی بن افضل اسوقت قصر خلافت مین موجود تھا بڑعش عادل نے لشکریون اور امرا لشکر کی ناراضی کا احساس کرکے ابو علی کو وزیر السلطنت کے خلافت ابھار دیا چنانچہ ابو علی نے وزارت حاصل کرنے کی غرض سے قصر خلافت سے خروج کیا جون ہی محلسرائے خلافت کے باہر آیا لشکری اور امرا لشکر متفق الکلمہ ہو کے چلا اٹھے ہذا الوزیر ابن الوزیر ہذا الوزیر ابن الوزیر اور ہاتھون ہاتھ ابو علی کو اپنے کیمپ مین لے گئے مابین قصر خلافت و قصر وزارت ابو علی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا تمام شہر مین ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کر دیے گئے ہر طبقہ کے لوگون مین اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی خلیفہ حافظ نے بمجبوری ہزیر الملوک کو عہدۂ وزارت سے معزول کیا اور جب اسپر بھی ہنگامہ فرو نہوا تو اسکے قتل کرنے پر مجبور ہوا اور قلمدان وزارت ابو علی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

پس ابو علی عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر نہایت خوبی سے اس عہدۂ

کے اہم امور کو انجام دینے لگا اور جیسا کہ اس عہدہ جلیل القدر کی مقتضیات تھی اسکو پورا کیا۔ آدمی منتظم اور ہوشیار تھا خلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دبا لیا اسکے کل تصرفات چھین لئے۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ خزانہ اور ذخائر شاہی سے نقد اور جنس اپنے مکان مین اوٹھا لایا۔ یہہ امامیہ مذہب رکھتا تھا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تھا فقرا امامیہ کے تحریک سے اس نے قایم منتظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قایم کی در اہم پر "اللہ الصمد الامام محمد" مسکوک کرایا۔ اسماعیل اور خلیفہ حافظ کے نامون کو خطبہ سے نکال دیا۔ اذان مین "حی علے خیر العمل" کے کہنے کی ہدایت کی۔ اور خطیبون کو حکم دیا کہ میرے نام کو ان اوصاف سے ممبرون پر ذکر کرین دماغ مین نخوت اس قدر سما گئی تھی کہ خلیفہ حافظ کے قتل کرا ڈالنے کا قصد کر لیا اور اسی وجہ سے اُن لوگون سے سازش کر لی تھی جن لوگون نے خلیفہ آمر کو قتل کیا تھا مگر اس امر پر قادر نہوا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کر کے ایک مکان مین قید کر دیا ہوا خواہان خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزرا۔ لشکریون کو ملا کے اسکے قتل کا باہم عہد و پیمان کر لیا چنانچہ ابو علی ایک روز معہ اپنے لشکر کے شہر کے باہر چوگان کھیلنے کو گیا چند سپاہی ایک کمینگاہ مین چھپ رہے جسوقت ابو علی اس طرف سے ہو کر گزرا ان سپاہیون نے کمینگاہ سے نکلکے ابو علی پر نیزے چلائے جس سے ابو علی زخمی ہو کر گر پڑا اور اسیوقت تڑپ کر دم توڑ دیا۔

ابو علی کے مارے جانے کے بعد امرا لشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اسکے ہاتھہ پر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ لشکریون نے ابو علی کا مکان لوٹ لیا۔ باقی جو رہگیا اسکو خلیفہ حافظ نے تجدید بیعت کے بعد قصر خلافت مین اوٹھا لایا۔

خلیفہ حافظ نے بعد قتل ابو علی قلمدان وزارت ابو الفتح یانس حافظی کو مرحمت

فرمایا "امیر الجیوش" کا خطاب دیا۔ یہہ شخص بہت بارعب و ذی وجاہت تہا اسنے
بھی تہوڑے دنون بعد خلیفہ حافظ کو دبالیا۔ اس سے فریقین مین کشیدگی پیدا
ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اسکے غسل خانہ مین زہر آلود پانی رکھوا دیا جسکی
وجہ سے یانس کی موت وقوع مین آئی یہہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۵۲۶ھ کا ہے
وزیر السلطنت یانس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے یہہ قصد کر لیا
کہ آئندہ یہہ عہدہ جلیلہ کسی غیر کو ندیا جائے تاکہ آئندہ خطرات
کا جبکا سامنا گذشتہ ایام مین حکومت کو کرنا پڑا تہا نکرنا پڑے چنانچہ اس خیال
سے وزارت کے اہم ذمہ داریون کے امور پر اپنے بیٹے سلیمان کو مامور کیا
اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مرگیا تب اپنے دوسرے بیٹے حسن
کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن نے یہ گل کہلائے کہ اسنے دعوای خلافت کر دیا
اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کے قید کر لینے کا قصد کیا لشکریون نے اس ارادے
مین اسکی اطاعت کی کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اسکی خبر لگ گئی بحکمت عملی
اسکے مصاحبون اور ہواخواہون مین نفاق پیدا کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے
کہ ۱۴ شب مین خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیون کو یکے بعد دیگرے قتل کیا بعد
ازان اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کے قتل کرنے کو روانہ کیا حسن
نے اسکو نیچا دیکہا دیا اب اسوقت خلیفہ حافظ تنہا بے یار و مددگار رہ گیا
سارا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا مجبور ہو کر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج
کو ہماری مدد پر آمادہ کر دو چنانچہ بہرام نے ارمنیون کو ابہار دیا ارمنیون نے حسن پر
یورش کی اور مابین قصر خلافت و قصر وزارت صف آرا ہوئے۔ قصر وزارت
جلانے کی غرض سے لکڑیان جمع کین حسن یہہ خبر پاکے قصر وزارت سے
نکل آیا اور ارمنیون سے لڑنے لگا۔ بالآخر ارمنیون نے اسکو گرفتار کر کے

خلیفہ حافظ کے روبرو پیش کیا خلیفہ حافظ نے اپنے ہاتھہ سے اسکو قتل کرکے اپنے کلیجے کو ٹھنڈا کیا یہہ واقعہ ۵۲۹ھ کا ہے۔

حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد ارمینیون نے مجتمع ہوکے بہرام کی وزارت کی تحریک کی خلیفہ حافظ نے انکی درخواست پر بہرام کو خلعت وزارت مرحمت فرمائی اور امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کی اجازت دی بہرام نے عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوکے ارمینیون کو انتظامی اور مالی صیغون مین بہرنا شروع کیا اور مسلمانون کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن وخش کو جو کہ داروغہ محلسرائے خلافت تہا اور دولت علویہ کا ایک نامور خیرخواہ تہا بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہوئی اکثر اوقات بہرام کے طرز عمل اور وزارت پر نکتہ چینیان کرتا تہا۔ بہرام نے مصلحتاً رضوان کو صوبہ غربیہ کی سند حکومت دے کے قاہرہ سے نکال باہر کیا رضوان نے تھوڑے دنون بعد ایک فوج مرتب کرکے قاہرہ کا قصد کیا۔ بہرام یہہ سنکے دو ہزار ارمینیون کے ساتہہ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچکے اپنے بھائی کو مقتول پایا مگر باین ہمہ اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا بعد چندے قوص سے نکلکے اسوان کیجانب آیا گنز الدولہ والی اسوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے اور بہرام کو شہر مین داخل ہونے دیا۔ رضوان نے ایک دستہ فوج بسرافسری اپنے بھائی ابراہیم اوحد کے بہرام کی گرفتاری کو روانہ کیا چنانچہ ابراہیم نے بہرام کو معہ اُن ارمینیون کے جو اسکے ہمراہ تہے امان دے کے گرفتار کرلایا خلیفہ حافظ نے اسکو اپنے قصر خلافت مین نظر بند رکہا تا آنکہ وہ اپنے اسی مذہب ودین پر مرگیا اور رضوان قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ "الافضل" کا لقب اختیار کیا۔ یہہ سنی المذہب تہا اور اسکا بہائی ابراہیم امامیہ مذہب رکہتا تہا۔

رضوان نے بھی عہدہ وزارت سے ممتاز و سرفراز ہوکے ہاتھہ پاون نکالے امور سلطنت پر غالب اور متصرف ہونے کا قصد کیا۔ ایک ہاتھہ مین سیف لی اور ایک ہاتھہ مین قلم۔ غرض مالی اور انتظامی دونون صیغونکی نگرانی کرنے لگا۔ ٹکس اور بہت سے محصولات معاف کردیے اور جو شخص اسکے خلاف مرضی ٹکس قایم کرتا یا محصول وصول کرتا تہا اسکو سزا ئین دیتا تہا۔ ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوگی داعی الدعاۃ اور فقہاء امامیہ کو طلب کرکے رضوان کی معزولی کی بابت مشورہ کیا ان لوگون نے خلافت مآب کی رائے سے اختلاف کیا تب خلیفہ حافظ نے پچاس سوارون کو گلی کوچہ کوچہ مین رضوان کی مخالفت اور اسکے برخلاف ہنگامہ کرنے کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مامور فرمایا۔ رضوان کے کان تک یہہ افواہین پہنچین پندرہوین شوال ۵۳۳ھ کو قاہرہ سے بخوف جان بہاگ نکلا بازاریون اور لشکریون نے اسکے محلسرا کو لوٹ لیا۔ خلیفہ حافظ سوار ہوکے قصر وزارت کیجانب آیا۔ فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔ جو کچہ مال غارتگری سے بچگیا تہا اسکو قصر خلافت مین اٹھوالایا۔

رضوان قاہرہ سے نکلکے شام کیطرف ترکون سے امداد طلب کرنے کو چلا گیا تہا۔ منجملہ اور لوگون کے اسکے ہمراہیون مین سے شاور نامی ایک شخص تہا جو اسکے معتمد علیہ اور منتخب اصحاب سے تہے۔ خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہوکے کہ رضوان ترکون سے مدد طلب کرنے کو شام جارہا ہے امیر بن مضیال کو رضوان کے واپس لانے کو بہیجا چنانچہ امیر نے سمجہا بوجہا کے اور امان دیکے رضوان کو قاہرہ کیجانب واپس کیا جون ہی قصر خلافت مین خلیفہ حافظ کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلیفہ حافظ نے قید کرلینے کا اشارہ کردیا۔

بعضے کہتے ہین کہ رضوان قاہرہ سے نکلکے سرخد چلا گیا تہا۔ والی سرخد

امین الدولہ کشتگین نے رضوان کی بڑی آؤبھگت کی۔ ایک مدت تک رضوان سرحد مین ٹھیرا رہا بعدازان ۵۳۴ھ مین مصر واپس آیا اور قصر خلافت کے دروازہ پر شاہی لشکر سے لڑا اور اسکو ہزیمت دی مگر اسکے بعد ہی اسکے ہمراہیون مین نفاق پیدا ہوگیا ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگیا۔ کچھ لوگون نے شام کیجانب معاودت کا قصد کیا اور چند لوگون نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کرلیا۔ خلیفہ حافظ نے اس امر کا احساس کرکے امیر بن مضیال کو بھیجکے رضوان کو گرفتار کرکے قید کردیا ۵۴۳ھ تک قید مین رہا بعد اسکے ایک روز جیل مین نقب لگاکر کے بھاگ گیا۔ حیرہ پہونچا۔ مغربیون کو مجتمع کرکے قاہرہ کیجانب مراجعت کی جامع ابن طولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ ارائی ہوئی۔ رضوان نے شاہی لشکر کو ہزیمت دے دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ مین داخل ہوکر جامع اقمر کے قریب مقام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریون کے انعام تقسیم کرنے کو روپیہ بھیجدو چنانچہ خلیفہ نے پہلے حسب دستور قدیم بیس ہزار دینار بھیجے بعدازان بیس بیس ہزار یکے بعد دیگرے اور روانہ کئے۔ رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا مگر خلیفہ حافظ اسکے استیصال مین لگا رہا۔ انہین واقعات کے اثنا مین سودانیون کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کردیا۔ جنہون نے موقع پاکے رضوان کو مار ڈالا اور سر اوتار کے خلافت مآب کے پاس لائے خلیفہ حافظ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنی دولت وسلطنت کے کاروبار کو نفس نفیس انجام دینے لگا۔ بعد اسکے پھر مرتبہ وزارت پر کسیکو مامور ومقرر نہ کیا یہ عہدہ خالی ہی رہا۔

**ظافر کی خلافت** ۵۴۴ھ مین خلیفہ حافظ لدین اللہ عبدالحمید بن امیر ابوالقاسم

احمد بن مستنصر نے جبکہ خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابو العالیہ سے روایت ہے کہ اسنے اپنے عمر کے ستر مرحلے طے کئے تھے۔ یہ اپنے آخر زمانہ خلافت مین بلا وزیر کے امور سلطنت کو انجام دیتا رہا۔ اسکے مرنے پر اسکا بیٹا ابو منصور اسماعیل اسکا ولیعہد سریر خلافت پر متمکن ہوا اور "الظافر بامر اللہ" کا خطاب اختیار کیا۔

**وزارت ابن مضیال و عادل**

خلیفہ حافظ نے بوقت تقرر ولیعہدی اپنے آیندہ جانشین کو امیر بن مضیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی پس خلیفہ ظافر حسب وصیت چالیس روز تک امیر بن مضیال سے وزارت کا کام لیتا رہا بعد اسکے عادل بن سلار والی اسکندریہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کی غرض سے اسکندریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا اتفاق یہ کہ امیر بن مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنون سودان گیا ہوا تھا عادل نے قاہرہ مین پہونچکے قصر وزارت پر قبضہ کر لیا اور قلمدان وزارت کا مالک ہو گیا۔

عادل نے قلمدان وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابو الفتوح بن طے بن تمیم بن معز بن بادیس صنہاجی کو جو کہ اسکا رشتہ بھی تھا ایک لشکر کے ساتھ امیر بن مضیال معزول وزیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر بزور تیغ فتحیابی حاصل کی اور اسکو مار بھی ڈالا امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام ہو گیا۔

عادل بن سالار کے ہمراہ بلارہ بنت قاسم بن تمیم بن معز بن بادیس اور اسکا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلارہ پہلے ابو الفتوح بن یحیےٰ کے نکاح مین تھی۔ سنہ ۵۰۹ھ مین

علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز والی افریقیہ نے اپنے بھائی ابوالفتوح مذکور کو کسی وجہ سے افریقیہ سے نکال دیا تھا چنانچہ ابوالفتوح معہ اپنی زوجہ بلارہ اور اپنے بیٹے عباس کے دیار مصریہ مین آیا اس وقت یہہ نہایت کم عمر تھا۔ ابوالفتوح دیار مصر مین پہونچکے اسکندریہ مین عادل بن سالار کے پاس قیام کیا عادل نے اسکو عزت و احترام سے ٹھیرایا۔ چند دنون کے قیام کے بعد ابوالفتوح مرگیا تب اسکی بیوی بلارہ نے عادل بن سلار سے نکاح ثانی کرلیا اور عباس نے اسکے پاس نشو و نما پائی بڑا ہوا اور اسکے ساتھہ ساتھہ جسوقت یہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کو قاہرہ آیا تھا قاہرہ آیا۔ دربار خلافت مین حاضر ہوا اور بعد عادل کے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

الغرض عادل نے رتبہ وزارت حاصل کرکے امور سلطنت کی نگرانی کیجانب توجہ کی۔ خلافت مآب کی اسکے سامنے کچھہ بھی نہ چلتی تھی۔ جو چاہتا تھا کرگزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ تکتا رہجاتا تھا۔ انہین وجوہات سے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت سے کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی مگر وزیر السلطنت برابر خلیفہ ظافر کو اونچا سمجھاتا تھا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ چند لونڈون نے جو خلیفہ ظافر کیخدمت مین رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا قصد کیا۔ وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ اسیوقت ان سبھون کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا اور ایک گروہ کو انمین سے قتل کرڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا اور نہ وزیر السلطنت کو اس فعل سے روک سکا۔ اسکے زمانہ وزارت مین عسقلان پر عیسائیون نے چڑھائی کی۔ اس نے عسقلان کے بچانے کو اکثر اوقات فوجین روانہ کین الات حرب اور رسد و غلہ بھیجتا رہا مگر

عیسائی حملہ آوروں نے عسقلان پر قبضہ کرہی لیا جس سے دولت علویہ کی کمزوری بڑھ گئی اور عوام الناس کے خیالات اسکی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابوالفتوح سے جو وزیر السلطنت عادل کا رقیب تھا وخلیفہ ظافر سے بیحد بنتی تھی اکثر مجلسرائے خلافت مین شب کو رہجاتا تھا۔ اسکا ایک بیٹا نصیر نامی تھا خلیفہ ظافر نے اسکو اپنا مخصوص خادم بنا رکھا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اسکو محبت کی آنکھون سے دیکھتا تھا۔ عادل نے عباس کو سمجھایا اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت مین آنے جانے اور اس سے مخالطت پیدا کرنے سے منع کرو عباس نے اسپر کچھ توجہ نہ کی تب عادل نے اسکی دادی یعنی بلارہ مادر عباس کو ہدایت کی کہ نصیر کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ یہ امر نصیر اور عباس کو شاق گزرا اور عادل کی طرف سے انکے دلون مین میل آگئی اس اثنا مین عیسائیون نے عسقلان پر فوج کشی کردی۔ پس عادل نے فوجین مرتب کرکے معہ سامان جنگ اور آلات حرب عباس بن ابوالفتوح کو عسقلان کیجانب روانہ ہونے کا حکم دیا اس سے عباس کو اپنے کینہ کے نکالنے کا موقع ملگیا۔ خلیفہ ظافر کی خدمت مین حاضر ہوا اور کل واقعات عرض کئے اتفاق وقت سے مویدالدولہ اسامہ بن منقذ امیر شیرزہبی دربار خلافت مین موجود تھا جو عباس کا دوست اور ہوا خواہ تھا اس نے عادل کے قتل کرڈالنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس سے موافقت کی بالآخر عباس تو معہ فوج کے بلبیس چلا گیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کی ہدایت کرتا گیا۔ چنانچہ نصیر معہ ایک گروہ کے اپنی دادی کے مکان مین آیا عادل اس وقت سو رہا تھا۔ پہنچتے ہی عادل پر تلوار چلائی عادل بستر خواب سے

---

۱؎ عادل کے قتل کے بعد عیسائیون نے عسقلان پر قبضہ کیا تھا جیسا کہ تم آئندہ پڑھوگے۔ مترجم

اٹھنے تک نہ سکا سوتا کا سوتا رہا۔ بعد اسکے عباس معہ فوج کے بلبیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ زمام حکومت اپنے قبضہ مین لے کے نظم و نسق کرنے لگا۔ اہل عسقلان کو اس وقت تک عیسائیون کے محاصرہ مین ایک مدت گزر چکے تھے اور اب تک وہ امداد کی امید مین اپنے محاصرون کی مدافعت کی کوشش کرتے جاتے تھے مگر جب ان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور ان کو دربار خلافت کی امداد سے ناامیدی ہوئی تو انہون نے طویل محاصرہ کے بعد شہر عسقلان کو عیسائیون کے حوالہ کردیا یہ کل واقعات ۵۴۸ھ کے ہین۔

**فائز کی خلافت** نصیر بن عباس جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو خلیفہ ظافر کا ندیم خاص اور شب و روز کا مصاحب تھا اور خلیفہ ظافر بھی اسکو پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگون کے خیالات اسکے طرف سے برے ہو رہے تھے۔ جسکے منہ مین جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور خیر خواہ تھا ان خبرون اور لوگون کے خیالات سے صدمہ پہنچتا تھا۔ ایک روز عباس سے نصیر کی بابت لوگون کے خیالات ظاہر کرکے کہنے لگا کہ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کردو تو اس ننگ و عار سے تمکو نجات ملجائے ورنہ قیامت تک تمپر یہہ الزام رہے گا۔ عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو بلا کے اسکی بداعمالی اور فعل شنیع کے ارتکاب پر برا بھلا کہا لوگون کے خیالات اور انکی سرگوشیون کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی حیلہ سے قتل کرڈالو تو تمہارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک لوگ کیا کچھ نہ کہین گے۔ اس گفت و شنود سے نصیر کے دل مین بھی غیرت آگئی۔ دعوت کے بہانہ سے خلیفہ ظافر کو اپنے مکان مین بلا بھیجا اور جب وہ قصر خلافت سے

نصیر کے مکان مین آگیا تو نصیر نے اسکو معہ اُن لوگون کے جو اسکے ساتھ آئے تھے قتل کر کے اسی مکان مین دفن کرا دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے

خلیفہ ظافر کے قتل کے دوسرے دن عباس قصر خلافت مین گیا اور خدام خلافت سے خلیفہ ظافر کو دریافت کیا ان لوگون نے لاعلمی ظاہر کی عباس نے محلسرائے خلافت سے جون ہی مراجعت کی خدام خلافت خلیفہ ظافر کے بھائیون یوسف اور جبرئیل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہو کر نصیر کے مکان جانے اور پھر واپس نہ آنے کا حال بتلاتا۔ یوسف اور جبریل نے کہا اس واقعہ کو تم لوگ جا کر وزیر السلطنت سے بیان کرو۔ پس جب اسکے دوسرے روز عباس پھر محلسرائے خلافت مین آیا ان لوگون نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہو کر آپکے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پھر وہان سے واپس نہین آئے عباس کو اس خبر کے سننے سے سخت غصہ پیدا ہوا مگر ضبط کر کے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونون بھائی یوسف اور جبریل اس واقعہ قتل مین سازش کئے ہوئے ہین یہ کہکر اپنے خدام کی طرف متوجہ ہوا اور اسیوقت ان دونون بھائیون کو طلب کر کے قتل کر ڈالا اور انہین کے ساتھ حسن بن حافظ کے دونون لڑکون کو بھی مار ڈالا۔

ان لوگون کے قتل سے فارغ ہو کر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابو القاسم عیسےٰ کو محلسرائے خلافت سے طلب کر کے اپنے کندھے پر لیا اور سریر خلافت پر لا کے بٹھا دیا اس وقت اسکی عمر تقریباً پانچ سال یا اس سے کچھ زیادہ کی تھی۔ سریر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ نذر گزرانی اور الفائز بنصر اللہ کا لقب دیا۔ عباس کو ان تغیرات سے موقع ملگیا جو کچھ مال و اسباب اور خزانہ قصر خلافت مین تھا سب کا سب اپنے مکان مین اٹھا لایا۔

جس وقت عباس خلیفہ ظافر کے دونون بھائیون کو قتل کر کے باہر نکلا مقتولون کے لاشین دیکھکر اس قدر متاثر اور پریشان ہوا کہ عارضہ صرع (مرگی) مین گرفتار ہوگیا اور تمام عمر اسی مین مبتلا رہا

**وزارت صالح بن زریک**

خلیفہ ظافر اور اسکے دونون بھائون کے قتل کئے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طلائع بن زریک کو یہہ واقعات لکھہ بھیجے طلائع ان دنون اشمونین اور بہنسہ کا والی تہا۔ اسی اثنا مین اسکو یہہ بھی خبر لگی کہ انہین واقعات کے وجہ سے لوگون مین عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہوگئی ہے پس طلائع نے فوجین مرتب کر کے قاہرہ کا قصد کیا ماتمی سیاہ کپڑے پہنے نیزون پر اُن بالون کو لگایا جسکو قصر خلافت کی بیگمات نے بغرض اظہار ماتم بھیجا تہا۔ جس وقت صالح نے دریا کو عبور کیا وزیر السلطنت عباس اور اسکا بیٹا نصیر جس قدر مال وزر اور آلات حربی سکا لیکر شام کی جانب نکل کہڑا ہوا ان دونون کے ہمراہ انکا دوست اسامہ بن منقذ بھی تہا۔ اتفاق یہ کہ اثنار راہ مین عیسائیون سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے گتھہ گیا۔ عباس مارا گیا۔ اسکا بیٹا نصیر گرفتار کر لیا گیا اور اسامہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کے شام کیطرف بھاگ گیا۔

وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طلائع ماہ ربیع الثانی ۵۴۹ھ مین داخل قاہرہ ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت مین آیا بعد ازان عباس کے مکان کیطرف گیا اسکے ہمراہ وہ خادم بھی تہا جو بوقت قتل ظافر موجود تہا۔ ظافر کی لاش کو قبر سے نکال کے اسکے ابا و اجداد کے مقابر مین لاکے دفن کیا خلیفہ فایز نے خوش ہوکے وزارت کی خلعت عنایت کی اور الملک الصالح کا خطاب مرحمت کیا۔

صالح مذہب امامیہ رکھتا تھا۔ بہت بڑا ادیب تھا۔ کاتب تھا عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوکر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا خراج کی فراہمی اور صوبجات کے گورنرون کی نگرانی کرنے لگا۔

اوحد بن تمیم نامی ایک شخص قرابت مندان عباس سے تنیس کا والی تھا اسنے عباس کے حالات سنکے فوجین مرتب کین اور قاہرہ کے قصد سے روانہ ہوا مگر اسکے پہنچنے سے پہلے طلائع قاہرہ مین داخل ہوچکا تھا اور قلمدان وزارت پر استقلال کے ساتھہ قبضہ کرلیا تھا پس طلائع نے اوحد کو اسکے صوبہ دمیاط اور تنیس کیجانب واپس کردیا۔

بعد اسکے صالح نے عیسائیون سے نصیر بن عباس کو زر معاوضہ دیکے لے لیا اور جب وہ قاہرہ مین آیا تو قتل کرکے باب زویلہ پر صلیب دیدی نصیر کے قتل سے فارغ ہوکر ان امرار کی طرف متوجہ ہوا جو دولت علویہ سے وقتاً فوقتاً مزاحمت اور مخاصمت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگون مین سب سے زیادہ تاج الملوک قایماز اور ابن غالب ہر کام مین آڑے آتے تھے ان دونون کی سرکوبی کو فوجین مامور کین۔ تاج الملوک اور ابن غالب یہہ خبر پاکے بھاگ گئے۔ لشکریون نے انکے مکانات لوٹ لئے۔ غرض اسیطرح کل امرار کبار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضمحل کردیا تا آنکہ دولت علویہ مین کوئی امیر ایسا نہ رہگیا جو اسکے کام مین کچھہ بھی دخل و معقولات کرسکتا دربان، خدام اور حجاب اپنی طرف سے قصر خلافت مین مقرر کئے مال و اسباب اور سامان آرایش جسقدر محلسرائے خلافت مین تھا سب کا سب اپنے مکان مین اوٹھا لایا خلیفہ فایز کی پھوپھی یہ رنگ دیکھہ کے وزیر السلطنت صالح کے قتل کی کچھہ تدبیر نکالی اور اس امر کے انجام دہی کو روپیہ اور مال

بھی خرچ کیا۔ مگر ہنوز اپنے ارادہ مین کامیاب نہونے پائی تھی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہ خبر پہونچ گئی سوار ہوکر قصر خلافت مین آیا۔ داروغہ محلسرائے اور خدام خلافت کو اشارہ کردیا انہون نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فائز کی پھوپھی کو قتل کرڈالا کہ کسیکو کانون کان خبر تک نہوئی اسکے قتل کے بعد خلیفہ فائز اپنی چھوٹی پھوپھی کی کفالت اور نگرانی مین پرورش پانے لگا رفتہ رفتہ سن شباب کو پہونچا اور امور سلطنت کے نیک اور بد کو سمجھنے لگا۔ امرا اور ارکین دولت کو علے قدر مراتب حکومتین عنایت کین اہل ادب کی ایک مجلس قایم کی جسکا کام محض داستان گوئی تھا کبھی کبھی کچھ نظم بھی کرلیتا تھا لیکن فن شاعری مین اسکو چندان دخل نہ تھا شاور سعدی شعر گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ فائز کے بعض مصاحبین نے شاور کی علحدگی کی تحریک کی چنانچہ خلیفہ فائز نے شاور سے اس معاملہ مین کچھ گفتگو کی شاور نے جواب دیا اگر آپ مجھے اس کام سے معزول کردینگے تو مین توبہ چلا جاونگا خلیفہ فائز یہہ سنکے خاموش ہورہا اور اوسکو علحدہ نہ کیا۔

اسیکے عہد حکومت مین الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی نے دمشق کو بنی طغتکین اتابک تتش کے قبضہ سے ۵۴۹ھ مین نکال لیا تھا۔

**عاضد کی خلافت** ۵۵۵ھ خلیفہ فائز نصر اللہ ابوالقاسم عیسےٰ ابن ظافر اسماعیل والی مصر نے وفات پائی۔ چھہ سال خلافت کی۔

بعد وفات خلیفہ فائز وزیر السلطنت صالح بن زریک قصر خلافت مین آیا اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے لڑکون کے پیش کرنے کا حکم دیا اس غرض سے کہ انمین سے کسیکو منتخب کرکے سریر خلافت پر متمکن کرے سن رسیدہ اور ذی شعور لوگون سے اسوجہ سے اعراض کیا کہ ان لوگون کے

سریر خلافت پر متمکن ہونے سے اسکی کچھ پیش نہ جائیگی لڑکون اور کم سنون کو خلیفہ بنانے سے امور سلطنت پر خود غالب اور متصرف رہے گا پس اس نے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن حافظ کو عباء خلافت پہنایا اور سریر خلافت پر متمکن کرکے حکومت و خلافت کی بیعت کی "العاضد لدین اللہ" کا لقب دیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کرکے اس قدر جہیز دیا کہ احاطہ تقرر و تحریر سے باہر ہے خلیفہ عاضد اس وقت قریب سن بلوغ تھا۔

**قتل صالح و وزارت ضرغام**

خلیفہ عاضد کی کم سنی اور نیز اسوجہ سے کہ وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تھا وزیر السلطنت صالح کے قدم حکومت و سلطنت پر استقلال اور استحکام کے ساتھ جم گئے۔ امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا کلی اختیار اسکے قبضہ اقتدار مین آگیا۔ فراہمی مال و وصولی خراج کا بھی مالک ہو گیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تھا محلسرائے خلافت کے اندر و باہر اسیکا حکم نافذ و جاری تھا۔ ارکین دولت اور خدام محلسرائے خلافت کو یہہ امر نا مطبوع ہوا امرار کبار اس کے قتل کی فکر مین کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی نے جو خلیفہ فایز کی کفیل تھی اس امر اہم کے کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ اس نے سپہ سالاران سودانیہ اور قصر خلافت کے خدام کو جمع کرکے وزیر السلطنت کے قتل کرڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگون نے متفق ہوکر صالح کے قتل کا عہد و پیمان کیا ابن الداعی اور امیر بن قوام الدولہ اس امر مین زیادہ ساعی تھے۔ ایک روز یہ دونون قصر خلافت کے دہلیز مین چھپ کر کھڑے ہو گئے جون ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہو کر گذرا ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑھکر نیزہ مارا صالح زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اوٹھاکے محلسرائے وزارت مین لائے اسوقت تک

اسمین دم باقی تہا۔ خلیفہ عاضد کے پاس کہلا بہیجا "خلافت مآب نے میرے خون سے اپنے ہاتھہ کو ناحق رنگ لیا۔ اسکا نتیجہ اچہا نہوگا"، خلیفہ عاضد نے جواب دیا "تن اس سے بری ہون میری پہوپہی نے اس شرمناک فعل کو کیا ہے" اس جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بوقت وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کرکے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاضد کو بجائے اپنے زریک کو وزیر بنانے کی وصیت کرگیا پس خلیفہ عاضد نے بعد موت صالح اسکے بیٹے زریک کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور "العادل" کا خطاب دیا۔

زریک نے عہدۂ وزارت حاصل کرکے خلیفہ عاضد کی اجازت سے خلیفہ عاضد کی پہوپہی اور امیر بن قوام الدولہ اور استاد عنبر لیقی کو بعوض اپنے باپ کے قتل کرادیا اور حکومت و سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ بے سمجہے بوجہے شاور کی معزولی کی تحریک کی اس وقت شاور صعید کا والی تہا حالانکہ زریک کے باپ صالح نے شاور کو اسکے عہدہ پر بحال رکہنے کی وصیت کی تہی اور یہہ کہا تہا کہ مین اسکو سند حکومت دے کے بہت پچہتایا اور پہر مین اسکو معزول نکرسکا۔ مگر زریک نے اس وصیت پر مطلق خیال نہ کیا۔ شاور کی معزولی کا حکم بہیجدیا اور بجائے اسکے امیر بن رفعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاور کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ فوجین مرتب کرکے قاہرہ کی طرف بڑہا۔ زریک کو اسکی خبر لگی مقابلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکہہ کے معہ اپنے چند غلامون کے کسیقدر مال و اسباب لیکے نکل بہاگا۔ کوچ و مقام کرتا ہوا طفیحہ پہونچا اتفاق سے ابن نصر ملگیا اس نے زریک کو گرفتار کرلیا اور پابزنجیر شاور کی خدمت مین لاکے حاضر کرادیا شاور نے اسکو اور نیز اسکے بہائی کو نظربند کردیا بعد چندے زریک نے جیل سے نکل جانے کا قصد کیا زریک کے بہائی

نے شاور تک یہ خبر پہنچادی پس شاور نے زریک کو اسکی وزارت کے ایک برس بعد اور اسکے باپ کی وزارت کے نوین سال قتل کرڈالا۔

**وزارت شاور وضرغام**

۵۵۸ھ مین شاور مظفر و منصور قاہرہ مین داخل ہوا۔ سعید السعدا کے مکان پر جاکے اترا۔ اسکے ہمراہ اسکے بیٹے علی طے اور کامل بھی تھے۔ دارالوزارت پر شاور کے غالب ہوجانے کے وجہ سے خلیفہ عاضد نے قلمدان وزارت شاور کے حوالہ کردیا۔ امیر الجیوش کا خطاب عنایت کیا اور بنی زریک کے مال و اسباب اور مکانات پر متصرف ہوجانیکی اجازت دے دی چنانچہ شاور نے بنی زریک کے مال و اسباب، مکانات اور خزانون پر قبضہ کرلیا۔ بنظر تالیف قلوب وظیفہ خواران دولت علویہ کے وظائف بڑہائے۔ اراکین دولت کو انعامات اور صلے دیے۔

صالح بن زریک نے اپنے عہد وزارت مین امرار کا ایک گروہ بنایا تھا جنکو برقیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تھا جو اس سے پہلے داروغہ مجلس رہا تھا اسنے شاور کی وزارت کے نوین مہینے وزارت کا دعوے کیا اور لڑ جھگڑ کر شاور کو مصر سے نکالدیا اور خود دارالوزارت پر قابض ہوگیا۔ شاور نے مصر سے نکلکے شام کو راستہ لیا بعد روانگی شاور مصر مین ضرغام نے قتل عام کا بازار گرم کردیا شاور کے بیٹے علے کو مارڈالا علاوہ اسکے اور بہت سے امرار مصریہ کو تہہ تیغ کیا جو دولت علویہ کے جان نثارون سے تھے۔ اسیوجہ سے دولت علویہ کے قوائے حکمرانی ضعیف ہوگئے اور حکومت مدبرون اور سیاسی رجال سے خالی ہوگئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنون بعد اس مرد بیمار نے دم توڑدیا۔

**شیرکوہ اور لشکر نوریہ مصر مین**

شاور نے شام مین پہونچکے الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی کی شرف حضوری دمشق مین حاصل کی اور اپنی سرگذشت بیان کرکے امداد کا خواستگار ہوا اور شرط کی کہ اگر یہہ خادم عہدۂ وزارت پر بدستور بحال و قایم ہوجاے گا تو علاوہ امرا لشکر کے جاگیرون کے ثلث ملک مصر پر دولت نوریہ کو قبضہ دلا دے گا شیرکوہ سلطان نورالدین محمود کی فوج کا افسر اعلے تہا اس واسطے کہ یہہ کیونکر سلطان نورالدین محمود کے خدمت مین پہنچا اپنے محل پر ہم تحریر کرینگے۔ غرضکہ ماہ جمادی الآخرہ ۵۵۹ھ مین سلطان نورالدین محمود نے اسدالدین شیرکوہ کو ایک عظیم فوج کے ساتھہ شاور کی کمک پر روانہ کیا مصر مین پہونچکے غاصب وزیر ضرغام وزارت سے معزول کردیا جاے اور شاور عہدۂ وزارت پر مامور و بحال کیا جاے اور جو شخص اس کام کے انجام دہی مین مزاحم و مخاصم ہو اس سے جنگ کیجاے۔

اسدالدین شیرکوہ کی روانگی کے بعد سلطان نورالدین محمود اس خیال سے کہ مبادا سرحدی عیسائی فوجین اسدالدین شیرکوہ سے روک ٹوک نکرین فوجین آراستہ کرکے ممالک عیسائیہ کی طرف روانہ ہوگیا شیرکوہ اور شاور نے ملک مصر مین پہنچکے بلبیس مین پڑاو کیا ناصرالدین ہمام اور فخرالدین ہمام برادران ضرغام مصری فوج لے کے مقابلہ پر آئے شیرکوہ نے ان دونون کو فاش شکست دے دی اور مصری فوج کو پامال اور امرا برقیہ کو تہہ تیغ کرتا ہوا قاہرہ کی طرف بڑہا۔ یہہ امرا برقیہ وہی تہے جنہون نے شاور کے خلاف ضرغام سے سازش کی تہی۔ اثنا راہ مین ضرغام کے بہائی گرفتار کرلئے گئے۔ شیرکوہ معہ ان قیدیون کے منصور

قاہرہ مین داخل ہوا۔ فرخام دارالوزارت چھوڑکر بھاگ نکلا پل پر قریب مشہد سیدہ نفیسہ مارڈالا گیا اور اسکے دونون بھائی ناصرالدین اور فخرالدین بھی قتل کرڈالے گئے۔ شاور بدستور سابق عہدۂ وزارت پر بحال کیا گیا مگر زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ اس نے اسدالدین شیرکوہ سے بدعہدی کی اور شیرکوہ بوجوہ ملک شام کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

**شیرکوہ اور شاور**

شیرکوہ مصر سے شام مین واپس آکے ایک مدت تک نورالدین محمود کی خدمت مین حاضر رہا بعد چندے ۵۶۲ھ مین نورالدین محمود سے مصر پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب کی چنانچہ نورالدین محمود نے شیرکوہ کو مصر پر فوج کشی کی اجازت دی اور فوجین مرتب وآراستہ کرکے روانہ کیا۔ شیرکوہ کوچ وقیام کرتا اور عیسائی ممالک سے گزرتا ہوا اطفیح (بلاد مصر) پہونچکے ٹھیر گیا۔ دریاے نیل کو غربی ساحل سے عبور کرکے جیزہ مین قیام کردیا۔ تقریباً پچاس یوم تک ٹھیرا ہوا مصر کے غربی بلاد پر حکمرانی اور تصرف کرتا رہا۔ شاور نے عیسائیون سے مدد طلب کی اور انکی فوج کو مصر مین لے آیا اور انکے ساتھ ہوکر شیرکوہ کے مقابلہ پر نکلا۔ مقام صعید مین دونون حریفون کا ڈیرہ ہوا۔ پہلے شیرکوہ کو مصریون اور عیسائیون کی کثرت سے خطرہ پیدا ہوا لیکن پھر اس نے اپنے دل کو مضبوط کرکے توکل علی اللہ میدان جنگ کا راستہ لیا اور باوجود کمی فوج کے کہ جسکی تعداد دو ہزار تک نہین پہونچتی تھی مصری فوج اور عیسائی لشکر کو ہزیمت دے دی۔

شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندریہ کی طرف قدم بڑھایا۔ بہ اطمنان خراج اور مالگذاری وصول کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اہل اسکندریہ نے امن حاصل کرکے شہر کو اپنے حریف کے حوالہ کردیا۔ شیرکوہ نے

اپنے بھائی نجم الدین ایوب کے بیٹے صلاح الدین کو اسکندریہ کا حاکم مقرر کرکے صعید کا رخ کیا۔ مصری اور عیسائی امیرون نے یہہ خبر پاکے اپنی اپنی فوجون کو قاہرہ مین مجتمع اور آراستہ کیا اور اس ناگہانی مصیبت کے دفع کرنے کو اسکندریہ جانب بڑھے اور اسکندریہ پر پہونچتے ہی صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا۔ شیرکوہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے صعید سے اسکندریہ کی طرف اپنے بھتیجہ صلاح الدین کی حمایت کو کوچ کیا۔ اس واقعات کے اثنا رمین شاور نے بعض ترکمانون کو جو شیرکوہ کے ہمراہ تھے ملا لیا تھا اسیوجہ سے ان بعض ترکمانون نے روزانہ جنگ سے بیدلی ظاہر کرنا شروع کردی تھی ہنوز شیرکوہ نے کوئی فیصلہ قطعی نہین کیا تھا کہ مصریون اور عیسائیون نے مصالحت کا پیام بھیجا نامہ و پیام کے بعد شیرکوہ نے اسکندریہ کو ان لوگون کے حوالہ کر دیا اور تاوان جنگ لے کے دمشق کی جانب مراجعت کی آخری ماہ ذی قعدہ ۵۶۲ھ مین دمشق پہونچا

عیسائیون نے شیرکوہ کی واپسی کے بعد مصریون کے روبرو یہہ شرائط پیش کیے (۱) عیسائی فوجین قاہرہ مین مقیم رہین (۲) انکی طرف سے ایک سیاسی ناظم قاہرہ مین رہا کرے۔ (۳) شہر پناہ کے دروازون پر عیسائیون کا قبضہ رہے تاکہ نورالدین کا لشکر شہر مین داخل نہو سکے (۴) اس انتظام اور حسن کارگزاری کے معاوضہ مین ایک لاکھہ دینار سالانہ حکومت مصر عیسائی بادشاہ کو ادا کیا کرے حکومت مصر نے ان کل شرائط کو بخوشی و رغبت منظور کر لیا۔

**شیرکوہ کی وزارت** بعد اسکے عیسائیون کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی اور اہل مصر پر جا و بیجا حکمرانی کرنے لگے۔ بلبیس کو دبا لیا۔ قاہرہ پر قبضہ کر لینے پر مستعد و آمادہ ہوئے۔ شاور نے عیسائیون کے خوف سے مصر کو ویران

کر دیا شہر مین آگ لگا دی۔ بازارون کو اہل شہر نے لوٹ لیا۔ اس اثنار مین عیسائی فوجین قبضہ کر لینے کے قصد سے قاہرہ پر آ اتریں۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نورالدین محمود کے پاس یہہ حال کہلا بھیجا اور امداد طلب کی شاور اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ عاضد اور نورالدین محمود باہم متفق اور متحد ہو جائین عیسائیون سے مصالحت کا نامہ و پیام کرنے لگا۔ بالآخر دو لاکھہ دینار مصریہ نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر مصالحت ہوئی۔ مگر اس قدر کثیر رقم کا فراہم ہونا اس زمانہ مین جبکہ شاور نے نجوف عیسائیون کے اس سے پیشتر مصر کو ویران و خراب کر دیا تھا دشوار تھا نوبت جبر و تعدی کی پہونچی۔

شاور اور عیسائیون مین سفارت کا کام جلیس بن عبدالقوی اور شیخ موفق کاتب سر وی کر رہے تھے اور خلیفہ عاضد اس مصالحت کا مخالف تھا شاور نے قاضی فاضل عبدالرحیم بیسانی کو خلافت مآب کے سمجھانے اور اسکو صلح کر لینے پر راضی کرنے کی غرض سے دربار خلافت مین روانہ کیا اور یہہ کہلا بھیجا کہ عیسائیون کو جزیہ و خراج دینا بہتر ہے اس سے کہ ترکون کا تسلط اور دخل ان شہرون مین ہو اور وہ انکے حالات سے مطلع ہون خلیفہ عاضد نے اس کا کچھہ جواب ندیا اور شاور فراہمی مال و زر مین مصروف رہا۔

خلیفہ عاضد کے قاصد کے پہونچنے پر نورالدین محمود نے لشکر کو طیاری کا حکم دیا اور اسدالدین شیرکوہ کو بہت سا مال و اسباب جنگ مرحمت کر کے مصر کیجانب خلیفہ عاضد کی کمک پر روانہ کیا اس مہم مین صلاح الدین (شیرکوہ کا بھتیجہ) بھی شیرکوہ کی درخواست پر مامور کیا گیا علاوہ اس کے

ایک جماعت امراء نوریہ کی شیرکوہ کے ہمراہ مصر آئی ہوتی تھی ۔
جس وقت عیسائیون کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر لگی فوراً قاہرہ چھوڑ کر اپنے
ملک کو واپس گئے ۔

ابن طویل مورخ دولت عبیدین لکھتا ہے کہ شیرکوہ نے قاہرہ مین
عیسائی لشکر کو شکست دیکے اسکے کیمپ کو لوٹ لیا تھا اور ماہ جمادی الاولی
سنہ ۵۶۴ھ مین مظفر و منصور قاہرہ مین داخل ہوا پس خلیفہ عاضد نے خلعت
خوشنودی عطا کی اور شیرکوہ بار یاب ہوکے اپنے لشکرگاہ مین واپس آیا ۔

شاور بدستور اپنے عہدہ پر تھا مگر خوف اسکے دل پر غالب ہو رہا تھا
طرح طرح کے خیالات اسکے دماغ اور دل کو پریشان کر رہے تھے ۔ ہنوز
کوئی قطعی رائے نہین قایم کی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کو شاور کے
قتل کا اشارہ کیا اور یہہ ارشاد فرمایا کہ یہہ (یعنی شاور) ہمارا خانہ
زاد ہے اسکے باقی رکھنے مین نہ ما بدولت و اقبال کا کوئی فائدہ ہے اور نہ آپ کو ہا
چنانچہ شیرکوہ نے اپنے بھتیجہ صلاح الدین بن ایوب اور عزالدین جردیک کو اس
کام کے سر کرنے پر متعین کیا ۔ ایک روز شاور حسب دستور شیرکوہ سے ملنے
کو آیا ۔ شیرکوہ اس وقت امام شافعی کے قبر پر گیا ہوا تھا شاور بھی
یہ خبر پاکے امام شافعی کے مقبرہ کی طرف روانہ ہوا ۔ اثنار راہ مین صلاح الدین
اور عزالدین جردیک سے مڈبھیڑ ہوگئی ان دونون نے اسکو قتل
کرکے سر اوتار لیا اور خلیفہ عاضد کی خدمت مین جاکے پیش کر دیا ۔
عوام الناس نے شاور کے مکانات لوٹ لئے اسکے دونون بیٹے کامل
اور طے معہ ان لوگون کے جو قصر وزارت مین اسکے ہوا خواہ تھے گرفتار کرکے
جیل مین ڈالدیے گئے ۔ خلیفہ عاضد نے خوش ہوکے شیرکوہ کو وزارت

کا عہدہ عنایت کیا "المنصور امیر الجیوش" کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیرکوہ نے عہدہ وزارت سے ممتاز ہوکے قصر وزارت مین اجلاس کیا ملک کے نظم ونسق کی جانب توجہ کی۔ دولت و حکومت علویہ پر متقلب اور متصرف ہوا۔ لشکریون کو جاگیرین دین اپنے مصاحبون اور امرا لشکر کو حکومتین عطا کین۔ اہل مصر کو مصر مین آباد کرنے کو واپس بلایا اور انکے اس فعل سے جو کہ انہون نے اسکی بربادی اور ویرانی مین کیا تھا ناراضگی ظاہر کی

بعد اسکے شیرکوہ کئے بار خلیفہ عاضد سے ملنے کو گیا۔ ایک روز جوہر استاد نے خلیفہ عاضد کی طرف سے کہا "مولانا امیر المومنین فرماتے ہین کہ ہمکو یقین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ نے بمقابلہ دشمنان خلافت ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر پر باندہا ہے۔ ہمکو امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیر خواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہوگے" شیرکوہ نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا "انشا اللہ تعالے جیسے توقع ہے اس سے زیادہ مین اپنے کو ثابت کرتا رہونگا" خلیفہ عاضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جلیس بن عبد القوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔ جلیس بن عبد القوی داعی الدعاۃ اور قاضی القضاۃ بھی تھا شیرکوہ نے اسکو اسکے عہدہ پر بحال وقایم رکھا۔

**شیرکوہ کی وفات صلاح الدین کی وزارت**

بعد اسکے اسد الدین شیرکوہ نے اپنی وزارت کے دو مہینے چند دنون بعد اور بعضے کہتے ہین کہ گیارہ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے مصاحبون اور امرا لشکر کو وصیت کر گیا کہ کسی وقت مین تم لوگ قاہرہ چھوڑنے کا قصد نکرنا

شیرکوہ کے انتقال کے وقت امرا نوریہ سے عین الدولہ قاروقی

قطب الدین بنال، سیف الدین مشطوب ہکاری اور شہاب الدین محمود حارمی قاہرہ مین موجود تہایہ لوگ رتبۂ وزارت اور ریاست کے حاصل کرنے مین باہم جھگڑ پڑے۔ ہر فریق نے دوسرے کے مغلوب کرنے کی غرض سے اپنے اپنے ہواخواہون کو مجتمع کر لیا۔ لیکن خلیفہ عاضد اس خیال سے کہ صلاح الدین بوجہ کم سنی و کمزوری طبیعت امور سلطنت کو بغیر مشورہ اراکین خلافت انجام نہین دے سکے گا صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہوا۔ اکثر اراکین دولت نے اس خیال کی موافقت کی بعضون کی یہہ رائے ہوئی کہ ترکون کے لشکر بلاد شرقیہ کی طرف واپس کر دیا جائے اور انپر قراقوش کو حکومت دی جائے خلیفہ عاضد نے کثرت رائے کے مطابق صلاح الدین کو مجلس رائے خلافت مین طلب کر کے قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اس سے امرار نوریہ مین سخت بیدلی پیدا ہو گئی۔ مگر فقیہ عیسے ہکاری کی عاملانہ تدابیر سے جو صلاح الدین کا دلی خیر خواہ تہا کل امرار نوریہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اسکے مطیع ہو گئے عین الدولہ فاروقی ایک ضدی آدمی تہا اسنے کسی طرح اطاعت قبول نہ کی ترک رفاقت کر کے شام چلا گیا۔

الغرض صلاح الدین مصر مین خلیفہ عاضد کی وزارت کا کام انجام دینے لگا اسکو سلطان نور الدین محمود زنگی کے دربار سے بہی تعلق تہا۔ اسکی طرف سے صلاح الدین مصر مین بطور ایک نائب کے رہتا تہا۔ نور الدین اسکو امیر سپہ سالار کے خطاب سے یاد کرتا تہا خط و کتابت مین بجائے اسکے نام کے لکھنے کے "امیر سپہ سالار و جمیع امرار نوریہ مقیم دیار مصریہ" کے تحریر کرنے پر اکتفا کیا کرتا تہا۔ رفتہ رفتہ صلاح الدین کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات اپنے قبضہ اقتدار مین لیتا گیا اور خلیفہ عاضد کے قوائے حکمرانی کمزور

منصل ہوتے گئے۔ مصر کے دار الطعونہ کو جو کوتوال مصر کے رہنے کا مکان اور نیز جیل بھی تھا منہدم کرا دیا شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اسیطرح دار العزل کو بھی مسمار کرا کے مالکیہ کا مدرسہ بنوایا۔ شیعی قاضیون کو معزول کر کے شافعی قضاۃ مقرر کئے اور اپنی طرف سے کل بلاد مصریہ مین ایک ایک نائب مامور کیا

**عیسائیون کا محاصرۂ دمیاط**

جس وقت اسد الدین شیرکوہ معہ امرار نوریہ کے مصر مین آرہا اور عہدۂ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک پر قابض و متصرف ہوگیا اور عیسائیون سے ملک مصر کو خالی کرا لیا اس وقت عیسائیون کو اپنی زیادتیون پر ندامت ہوئی اور جو کچھ بطور خراج ان کو ملک مصر سے ملتا تھا وہ بھی موقوف ہوگیا طرہ یہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے مین بھی آئندہ خطرات کا خیال پیدا ہوا۔ عیسائیان صقلیہ اور اندلس کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دنون کے بعد عیسائی مجاہدون کا ایک عظیم گروہ عیسائیان شام کی کمک پر آگیا اس سے عیسائیان شام کے حوصلے بڑھ گئے مرتب اور مسلح ہو کے ۵۶۵ھ مین دمیاط آ اُترے اور اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ دمیاط کی حکومت پر اندنون شمس الخواص منکورنامی ایک امیر مامور تھا۔ اس نے صلاح الدین کو اس واقعہ سے مطلع کیا صلاح الدین نے بہاء الدین قراقوش کو بسرافسری ایک فوج کے اہل دمیاط کی مدد کو روانہ کیا خزانہ مال و اسباب اور بیشمار آلات حرب مرحمت کئے ساتھ ہی اسکے سلطان نور الدین محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعون اور سودانیون کیوجہ سے مصر نہ چھوڑنے اور اس مہم پر نہ جانے کی معذرت لکھی۔ پس نور الدین محمود نے بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجین اہل دمیاط کی امداد کو روانہ کین اور انکی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی سواحل شام پر حملہ آور ہوا اور اپنے پرزور

حملون سے عیسائیون کو تنگ کرنے لگا نتیجہ یہہ ہوا کہ عیسائی کروسیڈرون نے گھبراکر پچاس یوم کے محاصرہ کے بعد دمیاط سے محاصرہ اوٹھالیا لوٹ کر اپنے شہرون مین آئے تو اُنکو ویران اور خراب پایا۔

خلیفہ عاضد نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بیحد مدح وثنا کی۔ بعد اسکے صلاح الدین نے اپنے باپ نجم الدین اور کل اپنے اصحاب اور احباب کو شام سے مصر مین طلب کر لیا خلیفہ عاضد ان لوگون سے ملنے کو آیا اور بڑی آؤ بھگت کی۔

**سودانیون اور عمارہ کی بغاوت**

جس وقت صلاح الدین کے قدم استقلال کے ساتھہ حکومت مصر پر جم گئے شیعان مصر اور اُن کے ہوا خواہونکو بیحد ناراضگی پیدا ہوگئی۔ ایک گروہ انمین سے جنمین عویرش، قاضی القضاۃ ابن کامل، امیر معروف عبدالصمد کاتب اور عمارہ یمنی زیدی شاعر تھا صلاح الدین کے خلاف مشورہ کرنے کی غرض سے مجتمع ہوا ان سبھون کا سرگروہ اور پیشوا یہی عمارہ یمنی تھا۔ ان لوگون نے بعد بحث و مباحثہ کے یہ رائے قرار دی کہ مصر سے ترکون کے نکال باہر کرنے کو عیسائیون سے امداد لینا چاہیئے اور اس صلہ مین ملک مصر کے مالیہ سے انکا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے۔ اس صلاح وشوری مین سودانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بھی شریک تھے۔ قصر خلافت کے خدام کا سردار موتمن الخلافتہ نے جسکی خلیفہ عاضد نے پرورش اور تربیت کی تھی اور اس سے رشتہ دامادی بھی قایم کر لیا تھا کتے سننے سے اس مرکا بیڑہ اٹھالیا تھا کہ عیسائیون کے سفیر کو مین خلیفہ عاضد کے دربار تک پہونچا دونگا چنانچہ عہد وپیمان کرنے کی غرض سے اپنے مکان مین عیسائی سفیر کو خلیفہ عاضد سے ملایا حالانکہ وہ خلیفہ عاضد نہ تھا

عیسائی سفیر یہ خیال کرکے کہ خلیفہ عاضد نے میرے ساتھ عہد و پیمان کیا ہے معاودت
کی۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر نجم الدین بن مضیال تک پہونچی جو شیعون کا ایک
نامور سرگروہ تھا۔ اسکو صلاح الدین سے خاص تعلق ہوا خواہی کا پیدا ہو گیا
تھا۔ صلاح الدین نے اسکو اسکندریہ کی حکومت عطا کی تھی چونکہ بہاء الدین قراقوش
سے اور اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی شیعون نے یہ خیال کرکے
کہ اب نجم الدین کو صلاح الدین سے ہمدردی باقی نہین رہی کل حال بالتفصیل تبلا
دیا کہ تم کو وزارت دی جاے گی۔ عمارہ یمنی کو عہدہ کتابت مرحمت ہوگا سکر
پٹیریٹ کا دفتر بھی اسیکے چارج مین رہے گا۔ فاضل بن کامل قاضی القضاۃ
داعی الدعاۃ موقوف و معزول کیا جاے گا۔ عبد الصمد خراج پر متعین ہو گا
اور عوریش اسکی نگرانی کرتا رہے گا نجم الدین نے یہ سن کے مسرت ظاہر کی اور
بطیب خاطر ان لوگون کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا۔ لیکن موقع پاکے
چپکے سے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا صلاح الدین نے ان سب
لوگون کو اور نیز عیسائیون کے سفیر کو گرفتار کرالیا اور متعدد مجلسون اور
مواقع مین ان کے الزامات کی تفتیش کی مجلسرائے خلافت کے خواجہ سرایون
اور دربانون کو طلب کرکے نہایت سختی سے دریافت کیا کہ خلیفہ عاضد
مجلسرائے خلافت سے کیونکر نکلکر نجاح (مؤتمن الدولہ) کے مکان پر گیا
ان لوگون نے بحلف بیان کیا کہ خلیفہ عاضد نے مجلسرائے خلافت سے باہر
قدم نہین نکالا اب تک یہہ خبر غلط طور سے پہنچائی گئی ہے۔ اسپر
صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے مواجہہ مین نجاح کو طلب کرکے حلفی
اظہار لیا اسنے بھی بیان کیا کہ خلیفہ عاضد میرے مکان پر تشریف نہین لیگئے اور نہ
عیسائیون کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلافت مآب کو موقع ملا۔ نجاح کے

اظہار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاضد کی برات کی تصویر پہنچ گئی
عمارہ یمنی اکثر شمس الدولہ توران شاہ کی خدمت مین آیا جایا کرتا تھا توران شاہ
نے اپنے بھائی صلاح الدین سے بر سبیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاضد
کی مدح مین ایک قصدہ لکھا ہے جسمین اسکو یمن جانے اور اہل یمن کے
پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدہ مین خاندان نبوت پر بھی چوٹ کی
ہے جس سے اسکا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے۔ اشعار کا ترجمہ حسب
ذیل ہے۔

"تم اپنے لئے ایسا ملک پیدا کرو جسمین تمکو دوسرون کی احتیاج باقی نہ رہجائے"
"اور تم آتش جنگ کو لڑائی کے جھنڈے کے ذریعہ سے مشتعل کرو"
"اس بے شعور کی حکومت اس طریقہ کی ہے جیسا کہ زبان زد عوام ہے"
"کہ کمزور کی بیوی تمام عالم کی بھاوج ہوتی ہے"
ابتدا اسکی بنیاد ایسے شخص نے ڈالی ہے۔ جو اپنی کوشش سے سردار عالم کہلایا ہے"

پس صلاح الدین نے بعد تفتیش حال کل ملزمون کو ایک روز مابین قصر خلافت
و قصر وزارت جمع کر کے قتل کروایا اور نعشون کو صلیب پر چڑھوا دیا ابن کامل کو
ان لوگون کے بیسوین روز قتل کروایا۔ باقی رہا عمارہ جس وقت اسکے قتل اور
دار پر چڑھ جانے کا حکم صادر ہوا۔ پا بر نجیر قاضی فاضل کے مکان
کی طرف سے ہو کر نکالا گیا عمارہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی درخواست کی
قاضی فاضل نے انکار کر دیا۔ عمارہ اپنا سا منہ لیکے رہ گیا اور یہ کہتا ہوا
مقتل کی جانب چلا

عبد الرحیم قد احتجب — عبد الرحیم (قاضی فاضل) روپوش ہو گیا۔
ان الخلاص هو العجب — اب رہائی تعجبات سے ہے

کتاب ابن اثیر مین لکھا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگون کی حرکات سے یون اطلاع ہوئی تھی کہ ان لوگون نے جو خط عیسائیون کو لکھا تھا وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کے کسی مصاحب کے ہاتھہ آگیا اس نے اس خط کو پڑھہ کے معہ اسکے لیجانے والے کے صلاح الدین کی خدمت مین پیش کر دیا۔ پس صلاح الدین نے پہلے موتمن الخلافہ کو اس جرم کے پاداش مین قتل کرایا بعد ازان کل خدام محلسرائے خلافت کو معزول کر کے اپنے جانب سے خدام مقرر کئے اور بہاء الدین قراقوش کو ان کی سرداری عنایت فرمائی۔ سودانیون کو اس سے اشتعال پیدا ہوا تقریباً پچاس ہزار سودانیون نے مجتمع ہو کے صلاح الدین کے خلاف ہنگامہ کر دیا چنانچہ صلاح الدین کے لشکر اور سودانیون سے مابین قصر خلافت و قصر وزارت معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سودانی شکست کھا کے بھاگے۔ فتحمند گروہ نے انکے گھرون مین آگ لگا دی انکے مال و اسباب کو جلا کے خاک و سیاہ کر دیا۔ ہزارہا سودانی تہ تیغ ہوئے باقی ماندگان نے امان کی درخواست کی امان دے دیگئی اور جیزہ مین ٹھیرنے کا حکم دیا گیا شمس الدولہ توران شاہ کو اسکی خبر نہ تھی مسلح ہو کے ان کی طرف گیا اور جی کھول کے ان کو پامال کیا۔

**دولت علویہ کا خاتمہ** جس روز سے صلاح الدین کی حکومت کا سکہ ملک مصر مین استقلال و استحکام کے ساتھہ چلنے لگا تھا اور قصر خلافت پر بھی قابض ہو گیا تھا اور ساتھہ ہی اسکے خلیفہ عاضد کی حکومت و خلافت کے مشین کے پرزے ڈھیلے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے اسی دن سے نور الدین عادل تحریک کر رہا تھا کہ مصر سے خلافت علویہ کا خطبہ موقوف کر دیا جائے اور خلیفہ مستضی کے نام نامی سے مساجد کے ممبرون کی زینت

دیجائے - مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ مبادا نورالدین مصر پر مستولی
و متصرف ہوجائے بلطائف الحیل ٹال رہا تھا اور یہ معذرت کرتا جاتا تھا کہ
کہ اہل مصر اس کارروائی کے مخالف ہوجائینگے - نورالدین نے اس معذرت
پر مطلق توجہ نہ کی ڈانٹ کا خط تحریر کیا اور خلیفہ عاضد سے سازش کرلینے
کا الزام لگایا تب صلاح الدین نے اپنے مصاحبون سے اس بابت مشورہ
کیا مصاحبون نے رائے دی کہ نورالدین کی مخالفت اچھی نہین ہے جیسا
حکم ہو اسکی تعمیل کرنا مناسب اور باعث بہبودی آئندہ ہے - اسی اثنا مین
علماء عجم کی طرف سے فقیہ جبشانی بطور وفد صلاح الدین کی خدمت مین حاضر
ہوا یہ شخص "الامیر العالم" کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے
اس امر کا احساس کرکے کہ صلاح الدین اور اسکے ہمراہی خلافت عباسیہ
کے خطبہ پڑھنے مین پس وپیش کرتے ہین حاضرین کو مخاطب کرکے کہا "یہ میرا
کام ہے مین خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھونگا" چنانچہ محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ
مین خطیب سے پیشتر منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ مستضی کے لیے دعا کی کسی نے
دم تک نہ مارا دوسرے جمعہ مین صلاح الدین نے مصر و قاہرہ کے
خطیبون کو خلیفہ عاضد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستضی
کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کل خطیبون نے اس حکم کی تعمیل
کی اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر مین مشتمر مضمون بالا بھیجدیا خلیفہ عاضد
اس وقت سخت علیل تھا - کسی نے اسکو اس امر کی اطلاع نہ کی
تا آنکہ یوم عاشورا (دسوین محرم) سنہ مذکور کو اس نے وفات پائی
صلاح الدین نے عزاداری کا دربار کیا اور قصر خلافت کے کل مال
و اسباب کو ضبط کرلیا - بہاء الدین قراقوش مال و اسباب کے فراہم

کرنے اور انکے اٹھالانے پر مامور تھا۔

شاہی خزانہ اور محلسرائے خلافت مین اس قدر قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھون دیکھے گئے اور نہ کانون سنے گئے۔ یاقوت، زمرد، طلائی زیورات، نقرئی وطلائی ظروف، قیمتی قیمتی کپڑے، طرح طرح کی خوشبودار اشیاء اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ بیس ہزار کتابین ملین جسکو صلاح الدین نے فاضل عبدالرحیم بیسانی کو دے دیا جو اسکا سکریٹری اور قاضی تھا آلات حرب سامان جنگ بھی بیحد اور بے پایان اور زر نقد لاانتہا ہاتھ لگا مال واسباب ضبط کرنیکے بعد مردون اور عورتون کو قید کردیا تا آنکہ وہ سب مرگئے۔

زمانہ حکومت عزیز اور حاکم حکمرانان مصر مین دولت علویہ اہل کتابہ سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام بلاد مشرق مین پھیلے ہوئے تھے مگر شیعون کے سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاضد اخری خلیفہ کے مرنے سے ان لوگون کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ زمانہ کے فراز ونشیب اور واقعات کے تغیرات نے ان لوگون کو ایسا کھا لیا کہ ڈکار تک نہ لی جیسا کہ ہمیشہ سے دولت وحکومت کی قدیم زمانہ سے یہی رفتار چلی آتی ہے۔

خلیفہ عاضد کے مرنے پر مصر مین خلافت عباسیہ کی حکومت کا پھریرہ کامیابی کی ہوا مین اوڑنے لگا۔ شیعان مصر کو یہ امر ناگوار گزرا ان مین سے ایک گروہ نے مجتمع ہوکے داود بن عاضد کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کی اتفاق یہ کہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اسکی خبر لگ گئی سبھون کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا اور داود کو قصر خلافت سے نکالدیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داؤد بن عاضد کے بیٹے سلیمان نامی نے صعید مین سر اوٹھایا مگر سر اوٹھاتے ہی گرفتار کر لیا گیا تا آنکہ بحالت قید مر گیا بعد ازان اطراف فاس مین محمد بن عبداللہ بن عاضد خلافت و امارت کا دعوے دار ہوا۔ "مہدی" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا لیکن اس کو بھی پہلے پہولنے کا موقع نہ ملا اُٹھتی کو نپل قتل کیا گیا صلیب پر چڑھایا گیا۔

ان گوگون کے قتل ہو جانے سے عبیدیین کا کوئی ممبر کہین نہ باقی رہا البتہ بلاد خیثشہ عراق مین جو فرقہ فدایہ کے نام سے موسوم تھے اور بلاد اسماعیلیہ مین جنکی امارت و حکومت سرزمین عراق مین تھی اور جنکا لیڈر (پیشوا) حسن بن صباح قلعہ موت وغیرہ مین تھا کچھ لوگ خلافت علویہ کے باقی رہ گئے تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن مین بیان کرینگے۔ تا آنکہ ان باقی ماندہ ممبران خاندان خلافت علویہ کی حکومت کا سلسلہ بھی خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ جس وقت کہ ۶۵۵ھ مین ہولاکو ابن جنگیز خان بادشاہ تاتار کے ہاتھہ یہ حکومت تخت و تاراج ہو رہی تھی جاتا رہا (الامر للہ وحدہ)

یہی حالات خلفاء فاطمیین کے تھے جنکو ہم نے کتاب ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کسی قدر ابن میسحی کی روایات سے ملخصا ممکن ملخص کر کے اس مقام پر جمع کیا ہے

## اخبار بنی حمدون ملوک مسیلہ و زاب
## جو خلافت عبیدیین کے بازوے حکومت تھے

علی بن حمدون بن سماک بن مسعود بن منصور جذامی معروف بہ ابن اندلسی اندلوسیہ عظیم الکار رہنے والا تھا علی بن حمدون کسی اتفاق زمانہ سے عبیداللہ اور ابوالقاسم کے پاس مشرق مین حکومت علویہ قایم ہونے سے پیشتر چلا آیا تھا ان لوگون نے

علی بن حمدون کو طرابلس سے عبداللہ شیعی کے پاس بھیجدیا۔ عبداللہ شیعی علی بن
حمدون سے بہ کمال حسن خلق ملا اور بہ عزت و احترام پیش آیا چنانچہ علی بن حمدون
اس زمانہ تک ان لوگون کی خدمت مین رہا جب تک کہ یہہ لوگ سجلماسہ
مین مقیم رہے پس جب ان لوگون کی حکومت و ریاست کو ایک گونہ استحکام
اور استقلال ہوگیا اور ابو القاسم ۳۱۵ھ مین مغرب کی طرف واپس آیا
اور شہر مسیلہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کے
اباد و تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس شہر کا محمدیہ نام رکھا۔ جب اسکی تعمیر ختم
ہوچکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی سند حکومت عطا کی اور وہین
قیام کرنے کا حکم دیا۔ پھر جسوقت منصور پر ابو یزید صاحب الحمار نے جبل کتامہ
مین محاصرہ ڈالا اس وقت اس نے اس شہر کو رسد و غلہ اور آلات حرب
سے معمور کردیا اس وقت سے برابر یہی اس شہر کی حکومت کرتا چلا آیا۔ اسکے
دونون بیٹے جعفر اور یحیے نے ابو القاسم کے یہان پرورش اور
تربیت پائی۔ پھر جب ابو یزید نے دوبارہ سر اوٹھایا اور تمام بلاد افریقیہ
مین آتش فساد مشتعل و روشن ہوگئی اور اطراف و جوانب کے ہوا خواہان
دولت علویہ کے دلون مین پامالی کی مہیب صورتین جاگزین ہوگئین تو منصور نے
علی بن حمدون کو لکھہ بھیجا کہ قبایل بربر کی فوجین مرتب کرکے ہم سے آملو چنانچہ
علی بن حمدون نے فوجین مرتب کرکے قسنطینہ سے مہدیہ کیجانب کوچ کیا
اثنار راہ مین جو بلاد ملتے تھے انکو تخت و تاراج کرتا ہوا ناریہ پہونچا پھر یہان
سے کوچ کرکے باجہ پر جاکے پڑاؤ کیا اس وقت باجہ مین ایوب بن ابو یزید
ایک لشکر عظیم لکاریہ اور بربر کا لئے ہوئے پڑا تھا علی نے ایوب پر حملہ کیا فریقین
مین گھمسان لڑائی ہونے لگی ایک روز اثنار جنگ مین شب کے وقت ایوب

نے علی بن حمدون کے لشکر پر چھاپہ مارا جس سے علی کا لشکر گبھرا کر بھاگ نکلا
علی بن حمدون بھی اپنی فوج سے علحدہ ہوکر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا اور وہین
سنہ ۳۴۳ھ مین مرگیا۔

ہرگاہ ابو یزید کا زمانہ شورش و فساد منقضی ہوگیا اس وقت منصور نے
مسیلہ اور زاب کی کرسی حکومت پر جعفر بن علی بن حمدون کو متمکن کیا اور وہین
پر اسکو اور اسکے بھائی یحیے کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر و یحیے
نے مسیلہ اور زاب مین اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی۔ دفاتر اور
محکمے قایم کئے محلسرائین بنوائین حمامات تعمیر کئے۔ ایک مدت
تک ان لوگون کی حکومت اس شہر مین قایم رہی۔ دور و دراز ملکون سے
علماء و شعراء ان کے دربار مین آئے از انجملہ ابن ہانی شاعر اندلسی تہا
اس کے قصائد مدحیہ جو اس نے جعفر و یحیے کے شان مین لکھے تھے
معروف و مشہور ہین۔

اس جعفر اور زیری بن مناد مین بیحد عداوت تھی دونون مین حکومت
و ریاست کے بابت متعدد لڑائیان ہوئین جسکی وجہ سے زیری کو جبکہ
زیری بوجہ سرکشی و بغاوت زناتہ مغرب سے واپس آرہا تھا سخت نقصان
کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد اسکے جب معز نے سنہ ۳۶۲ھ مین قاہرہ آنے کا قصد کیا
تو جعفر کو مسیلہ سے بلا بھیجا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا معہ اپنی
فوج کے معز کے آنے سے پیشتر زناتہ سے جا ملا۔ اس سے اور صنہاجہ
اور خلیفہ معز سے خط و کتابت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ غرض جعفر نے زناتہ
کو مجتمع کرکے معز کی مخالفت پر ابھارا اور خلیفہ مستنصر کے علم حکومت
کی اطاعت کی ترغیب دی۔ زناتہ نے بخوشی و رغبت تمام جعفر کی تحریک

پر عمل درآمد کیا۔ اتنے مین زیری بن مناد آپہونچا اور اس نے ہنگامہ کارزار گرم کردیا اتفاق یہہ کہ اس مین زیری کو ہزیمت ہوئی۔ اثنار دار و گیر مین امرار زناتہ سے کسی نے زیری پر تلوار چلائی زیری زخمی ہوکر گھوڑے سے گر پڑا قاتل نے لپک کر سر اوتار لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جعفر نے زیری کے سر کو چند امرار زناتہ کے ساتھہ خلیفہ مستنصر کی خدمت مین بھیجدیا خلیفہ مستنصر نے ان لوگون کی بیحد عزت افزائی کی اور زیری کے سر کو بغرض عبرت بازار قرطبہ مین آویزان کرادیا۔ اس واقعہ سے یحیے بن علی کی مستنصر کے دربار مین قدر و منزلت بڑہ گئی جعفر کو بنظر قدر افزائی دربار خلافت مین حاضر ہونے کی اجازت دی۔

بعد چندے زناتہ کو یہ خبر لگی کہ یوسف بن زیری اپنے مقتول باپ کے خون کا بدلہ لینے کی طیاری کر رہا ہے۔ کمزوری طبیعت کے وجہ سے گھبرا گئے مقابلہ سے جی چرانے لگے عوام کا کیا ذکر ہے روسا اور امرار زناتہ بھی بوجہ فتنہ و فساد اپنے آنے والے حریف کی مدافعت سے عاجز و مجبور ہوگئے اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہوا۔ کشتیون پر مال و اسباب حشم، خدم، اور جس قدر خزانہ شاہی تہا اسکو بار کرکے براہ دریا دارالخلافت قرطبہ کا راستہ لیا جعفر کے ساتھہ بڑے بڑے امرار زناتہ جو دولت امویہ اندلوسیہ کے مطیع اور ہوا خواہ تھے قرطبہ چلے آئے تاجدار دولت امویہ اندلوسیہ ان لوگون سے بعزت و احترام ملا۔ انعامات دیے۔ توقیر و عزت سے ٹھہرایا۔ جب بعد ایک مدت کے یوسف بن زیری کا طوفان بے امتیازی فرو ہوگیا اور تمام بلاد مین امن و امان کی ہوا چلنے لگی تو ان لوگون نے معاودت کی۔ چنانچہ تاجدار دولت

امویہ نے ان لوگون کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ لوگ اپنے
اپنے دلون مین دولت امویہ کی محبت اور ہواخواہی لئے ہوئے
واپس ہوئے۔

واپسی مین علی بن حمدون والی زاب و مسیلہ کی اولاد ان لوگونکے
ساتھ شریک نہین ہوئی اس نے مصلحتاً دارالخلافت مین قیام کردیا خلیفہ
وقت نے براہ قدرافزائی وزیرون کے گروہ مین ان لوگون کو داخل
کرلیا اور ان کو وہی جاگیرین اور وظائف عطا کئے جو وزراء کو دئے
جاتے تھے پس یہہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ مین نئے داخل ہوئے
تھے مگر خلیفہ وقت کی قدردانی کی وجہ سے قدیمی ہواخواہان
دولت مین شمار کئے جانے لگے۔

اسکے تھوڑے دنون بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ بنظر تادیب علی بن حمدون
کی اولاد کو جیل کی سیر کرنا پڑی ان لوگون نے اتفاق وقت سے ایک
روز کسی امر مین بحث و مباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ
دیا جسکی وجہ سے عتاب شاہی مین گرفتار ہوگئے قصر خلافت مین طلب ہوکر
قید کردیے گئے۔ پھر چند ہی دنون بعد جبکہ خلیفہ حکم بعارضہ فالج مبتلا ہوا
اور مغرب مین مروانیون کا مطلع حکومت غبار آلود ہو چلا اور حکومت
کو بسرحدی حفاظت اور دشمنان خلافت کی مدافعت کی ضرورت محسوس
ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دی گئی۔ یحییٰ بن محمد بن
ہاشم سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا (یہ فاش اور مغرب کا والی تھا)
حاجب مصفحی نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون بلاد مغربیہ کے
سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہہ ایک مدت تک زناتہ مغرب کے ساتھ

رہا ہے پس اولاد علی بن حمدون زاویہ نکبت اور بدبختی سے باہر نکال کے عزت کی کرسی پر متمکن کئے گئے جعفر اور اسکے بھائی یحییٰ کو مغرب کی سند حکومت عطا کی گئی۔ شاہانہ خلعتین دی گئین۔ دونون بھائیون کو بیحد مال و اسباب دیا گیا۔ الغرض جعفر ۳۶۵ھ مین بلاد سرحدی کے انتظام اور اسکو دشمنون کے حملون سے بچانے کو مغرب کی طرف روانہ ہوا اور پہونچتے ہی بدنظمی دفع کرنے لگا ملوک زناتہ بنی یفرن، معراوہ اور ملاسہ نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کرلی۔

خلیفہ حکم کے مرنے پر ہشام نے سریر حکومت پر قدم رکھا اسکے عہد خلافت مین منصور بن ابی عامر کے ہاتھ مین زمام حکومت تھی۔ اسنے اپنے ابتدائے زمانہ حکمرانی مین بلاد سرحدی مین سے صرف سبتہ کے انتظام پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور اراکین دولت کی عنان توجہ اسی شہر کے طرف منعطف ہوئی اہل علم وسیف کے قبضہ مین اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ علاوہ اسکے اور شہرون کی جانب سے بے پروائی کیگئی۔ ملوک زناتہ بدستور علی بن حمدون کے اولاد کے زیر انتظام ونگرانی رہے خلعتین اور جایزے دربار خلافت سے آتے رہے وفود کی آمد و رفت جاری وقایم رہی۔

انہین واقعات کے اثنا مین مابین جعفر اور یحییٰ پسران علی بن حمدون بدظنی پیدا ہوگئی یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے علیحدگی اختیار کرکے شہر بصرہ کو دبا لیا اور معہ اکثر امرا و سرداران لشکر کے بصرہ چلا گیا بعد اسکے بنو غواطہ کی بدولت جعفر کا جہاز تباہی مین پڑ گیا۔ ڈوبنے کے قریب پہونچگیا تھا کہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی جعفر کو اسکی مستعدی اور کارگزاری کی وجہ سے دارالخلافت

مین طلب کیا[۱] . . . . . چونکہ جعفر کو خلیفہ حکم تاجد ار اندلس کی بدولت
اس سے پیشتر اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے محمد بن ابی عامر کے
حکم کی تعمیل مین ذرا تاخیر سے کام لیا لیکن پھر کچھ سمجھ بوجھکر ملک مغرب کی
حکومت اپنے بھائی کے لئے چھوڑ کے براہ دریا محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ
ہوا۔ جس وقت یہ دار الخلافت مین پہونچا اسکی پیشوائی کی گئی۔ عزت واحترام
سے شاہی محل مین ٹھیرایا گیا۔ بعد چندے جب بلکین نے ۳۶۹ھ مغرب پر فوج
کشی کی تو محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجین آراستہ کرکے بلکین کی مدافعت
کی غرض سے جزیرہ کی جانب کوچ کیا اور جعفر بن علی نے سبتہ کی حفاظت پر
کمر ہمت باندہی تاجد ار اندلس نے ایک سو اونٹ اسباب جنگ سے لدے
ہوئے اسکی کمک کو روانہ کیا ملوک زناتہ بھی مستعد وآمادہ ہوکر اس سے
آملے جس سے بلکین بے نیل مرام واپس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔
جعفر کے واپس آنے پر محمد ابی عامر کسی معاملہ مین جعفر سے مشکوک ہوگیا
رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑہا کہ محمد بن ابی عامر نے چند لوگون کو جعفر کے قتل
پر مامور کردیا جنہون نے اُسکو اسکے گھر مین گھس کے سنہ . . . . . .
مین قتل کرڈالا۔

ان واقعات کے بعد یحیے ابن علی مصر چلا گیا عزیز باللہ کے محل مین اُسنے عزیز
باللہ نے کمال احترام سے ٹھیرایا چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت وتوقیر سے
مصر مین مقیم رہا۔ پس جس وقت فلفول بن خرزون نے عہد حکومت حاکم بامر اللہ
مین طرابلس کو صنہاجہ کے قبضہ سے نکالنے کی تحریک کی تو اس وقت خلیفہ حاکم
نے جو فوجین مرتب وآراستہ کے طرابلس کیجانب روانہ کی تہین اسکی سرداری
کا علم یحیے بن علی ہی کو عطا کیا تھا۔ مقام برقہ مین پہونچ کے ہلالیون مین سے بنو قرہ

اپریل ۱۹۰۷ء (۲)

نے مزاحمت کی جس سے یحیے کی جمعیت متفرق و منتشر ہوگئی بمجبوری مصر واپس آیا اور وہین ٹھیرا رہا تا آنکہ مصر ہی مین مرگیا واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین ط

## قرامطہ کے حالات جنہون نے بحرین مین حکومت قایم کی تھی تا زمانہ انقراض

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ مین سے کسی نے کیا اور نہ طالبین مین سے کوئی شخص اسکا حامی و مددگار رہوا۔ اس حکومت کے بانی مبانی اہل بیت مین سے مہدی کے ایلچی ہوئے ہین باوجودیکہ وہ دربارہ تعین مہدی باہم مختلف تھے جیساکہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

قرامطہ کی دعوت کا دارومدار دو شخصون پر تھا ایک کا نام فرج بن یحیے ابن عثمان قاشانی تھا یہ شخص مہدی کے ایلچیون مین تھا یہ ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے بھی ملقب کیا جاتا ہے یہ وہی شخص ہے جو سواد کوفہ مین بعد ازان عراق وشام مین اس مذہب کا پھیلانے والا اور حکومت قرامطہ کا بانی مبانی تھا مگر باوجود اسکی سعی وکوشش حکومت ودولت کی بنا نہ قایم ہوئی۔ دوسرے کا نام ابوسعید حسن بن بہرام جنابی تھا۔ اسنے بحرین مین قرامطہ کے مذہب پھیلائے اور حکومت وریاست کی بناء قایم کرنے کی کوشش کی چنانچہ یہ اس ارادہ مین کامیاب ہوا یہان پر اسکی اور اسکی آئندہ نسلون کی حکومت قایم وجاری ہوئی۔ بعض لوگون نے اسکو فرقہ اسماعیلیہ کے ایلچیون مین شمار کیا ہے جنکی حکومت وسلطنت قیروان مین تھی جیساکہ آئندہ تم پڑھوگے۔

ان قرامطہ کے اعتقادیات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب ومختل اور شریعت حقہ اسلامیہ کے منافی ومخالف ہین۔ سب کے پہلے ۲۷۸ھ مین ایک

شخص سواد کوفہ مین ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد و ورع اور طہارت و عبادت کا بہت پابند تہا۔ اسکا یہ زعم تہا کہ مین مہدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہون ایک گروہ کثیر اسکا متبع ہوگیا یہ اپنے کو قرمط کے لقب سے ملقب کرتا تہا۔ جو شخص اسکی جماعت مین شریک ہوتا تہا اس سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تہا اس جماعت پر بہت سے نقیب مقرر کئے تہے جنکو حواریون کے نام سے موسوم کرتا تہا۔ ہزارہا بندگان اللہ جل ذکرہ اس فتنہ مین مبتلا ہوگئے۔ گورنر کوفہ نے اسکو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا۔ بعد چندے محافظین کی غفلت سے بہاگ گیا جسکی بعد کو پہر کوئی خبر نہ ملی کہ کیا ہوا۔ اس سے اسکے متبعین اور فتنہ مین پڑگئے۔ بعضون نے انمین سے یہ خیال جمالیا کہ یہہ وہی شخص ہے ہے جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تہی اور یہ کہ احمد نبی تہے۔ اس مذہب نے سواد مین بیحد ترقی کی ان لوگون مین ایک کتاب کی تلاوت کیجاتی ہے جسکی نسبت انکا یہ زعم ہے کہ اسکو مہدی کا ایلچی لایا تہا اس کتاب مین نماز کی ترکیب یون لکہی تہی کہ بعد بسم اللہ کے ہر رکعت مین ان فقرون کو پڑہے۔

"الحمد للہ بکلمتہ ونعالی باسمہ المتخذ لاولیایہ باولیائہ قل الاہلۃ"
"مواقیت للناس ظاہرہا لیعلم عدد السنین والحساب والشہور"
"والایام وباطنہا اولیای الذین عرفوا عبادی سبیلی اتقونی یا اولی
الالباب وانا اللذی لا اسال عما افعل وانا العلیم الحکیم وانا الذی"
"ابلو عبادی واستخبر خلقی فمن صبر علی بلای ومحنتی واختیاری"
"القیتہ فی جنتی واخلدتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب"
"رسلی اخلدتہ مہانا فی عذابی واتممت اجلی واظہرت علی السنۃ"

رسلی فانا اللذی لاتتکبر علی جبار الا وضعتہ ولا عزیز الا ذللتہ ابلیس فلیس اللذی اصر علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ مومنین اولئک ہم الکافرون

بعد ازاں رکوع کرے رکوع مین دوبار سبحان ربی ورب العزۃ تعالی عما یصف الظالمون پڑہے پھر سجدہ کرے سجدہ مین اللہ اعلی دوبار اور ایک بار اللہ اعظم کہے سال مین دو روز روزہ رکھے ایک یوم مہرجان مین دوسرا یوم نیروز مین۔ نبیذ کا پینا حرام تہا۔ شراب حلال تھی۔ جنابت (ناپاکی) مین بجائے غسل کے وضو کرلینا کافی تہا۔ کل دم دار اور پنجہ دار جانورون کا کہانا حرام تہا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہو اور برسر جنگ آئے اسکا قتل واجب اور جو شخص برسر جنگ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے اُس کتاب مین اسی قسم کے مسائل اور دعاوی شنیعہ متعارضہ بایکدگر جس سے انکا کذب محض ہونا روز روشن کی طرح معلوم ہوتا ہے تحریر تھے

اس گروہ کو جس امر نے ایسے خرافات خیالاتِ مذہبی قایم کرنے پر اوبہارا ہے وہ شیعہ کی روایات مشہورہ ہین جو دربارہ مہدی احادیث کی صورت مین بیان کیجاتی ہین جسکے تخریج کے اسباب وعلل ہمنے مقدمہ تاریخ باب الفاطمی مین تحریر کئے ہین پس یہ گروہ مہدی اور اسکی دعوت کی طرف کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ جس نے مہدویت کا دعوے کیا اسکے یہ دل وجان سے سچائی کے ساتھ معین ومددگار ہوگئے اگرچہ وہ اپنے استحقاق ودعوے مین جہوٹا رہا ہو اور بعضون نے اس امر کی بنا محض کذب اور افترا پر دنیا کمانے کی غرض سے قایم کی ۔۔۔

کہا جاتا ہے کہ اس شخص (یحیے بن فرج) کا ظہور قبل واقعہ قتل صاحب زنج کے ہوا تھا اور وہ اسکے پاس امان حاصل کرکے گیا تھا اور اس امر کا اظہار کیا تھا کہ میرے قبضہ مین اس وقت ایک لاکھ تلوارین ہین آؤ ہم اور تم مناظرہ کرین عجب نہین کہ ہم اور تم ایک مذہب کی پابند ہوجاوین اور ایک دوسرے کا معین و مددگار ہوجائے۔ مگر اتفاق کچھ پیش آیا کہ دونون مین مخالفت ہوگئے قرمط (یحیے بن فرج) لوٹ آیا یہ اپنے کو "قایم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور بعضون کا یہ خیال ہے کہ یہہ ازارقہ خوارج کا مذہب رکھتا تھا

غرض جب اس مذہب کا شیوع اور اسکے متبعین کی کثرت ہوئی تو احمد بن محمد طائی والی کوفہ نے اس طوفان کے روک تھام کرنے کی غرض سے پیش قدمی کی اور فوجین آراستہ کرکے قرامطہ پر حملہ کردیا جس سے یہ جماعت منتشر ہوگئی اور متواتر حملون و پیہم تعاقب کے وجہ سے اکثر نیست و نابود ہوگئے۔ سردار قرامطہ نے بھاگ کر قبائل عرب مین جاکے دم لیا اور ان لوگون کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا۔ مگر کسی نے اس عجوبہ مذہب کو قبول نہ کیا اس وقت یہ ایک چٹیل میدان کے باولی مین چھپ رہا جسکو اسنے خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا اس باولی کا دروازہ لوہے کا تھا اور دروازہ کے پہلو مین تنور تھا تاکہ ڈھونڈھنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس باولی مین ہے۔ اس باولی مین چھپ جانے کے بعد اسنے اپنے بیٹون کو قبیلہ کلب بن وبرہ کی طرف بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ تم لوگ اپنے کو اسماعیل امام کی اولاد سے ظاہر کرنا اور یہ بھی ظاہر کرنا کہ ہملوگ تمہارے پاس پناہ گزین ہوکر آئے ہین چنانچہ اسکے بیٹے کلب بن وبرہ کے قبیلہ مین گئے اور آہستہ آہستہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اسکی تعلیم دینے لگے۔ یہہ لوگ تین نصرتیے

یحییٰ حسین اور علے - قبیلہ کلب بن وبرہ مین سے کسی بطن نے اس مذہب کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیص بن ضمضم بن علی بن جناب انکے دام تزویر مین آگئے اور یحییٰ کے ہاتھہ پر اس خیال سے بیعت کر لی کہ یہ یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل امام ہے - "ابوالقاسم" اسکی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا گیا - تھوڑے دنون کے بعد اسنے اپنا نام تبدیل کر دیا اور یہہ ظاہر کیا کہ مین محمد بن عبداللہ ہون اور مصلحتاً اس نام کو چھپاتا تھا اور میری ناقہ من جانب اللہ مامور ہے جو شخص اسکی اتباع کرے گا وہ فتحمند ہوگا سبک دیا شیل (خلیفہ معتضد کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حملہ مین ناکام ہو کر پسپا ہوا اثنار دار و گیر مین مارا گیا - تب محمد بن احمد طائی نے چڑھائی کی اس معرکہ مین قرامطہ کو ہزیمت ہوئی بعض قرامطہ گرفتار کر لئے گئے - جو خاتمہ جنگ کے بعد دربار خلافت مین پیش کئے گئے خلافت مآب نے قیدیان قرامطہ سے خطاب کر کے ارشاد کیا "کیا تمہارا یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اور اسکے انبیاء کرام کی روحین تم مین حلول کر گئی ہین جسکی وجہ سے تم لوگ خطا و لغزش سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالح کے کرنے کی توفیق ہوتی ہے" قرامطہ کے سردار نے جواب دیا "مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اس تذکرہ سے کیا حاصل اگر مجھ مین روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو اس سے آپکو کیا فائدہ ہے جسکے تذکرہ سے کوئی فائدہ نہو اسکو ترک کیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے جس سے کچھ منفعت ہو" خلافت مآب نے ارشاد فرمایا "اچھا تم ہی مطلب کی بات کہو" سردار قرامطہ بولا "رسول اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی درانحالیکہ تمہارے مورث اعلےٰ عباس بن عبدالمطلب زندہ تھے مگر انہون نے حکومت و خلافت کی تمنا نہ کی اور نہ کسی نے انکے ہاتھہ پر امارت و حکمرانی

کی بیعت کی بعد ازان ابو بکر کا انتقال ہوا انہون نے عمر کو اپنا جانشین کیا اور عمر نے حالانکہ عباس بن عبد المطلب اس وقت موجود اور انکی آنکھونکے سامنے تھے نہ تو ان کو اپنا ولیعہد بنایا اور نہ ارباب شورے مین داخل کیا ارباب شورے صرف چھہ بزرگ تھے جنمین قرب و دور کے رشتہ دار تھے ان لوگون نے بھی بہ اجماع تمہارے دادا کو منتخب نہ کیا پھر فرمائیے کہ کس ذریعہ سے آپ خلافت و امارت کے مستحق ہوئے خلیفہ معتضد نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا۔ سرہنگون کو اشارہ کردیا وہ لوگ سردار و قیدیان قرامطہ پر ٹوٹ پڑے۔ بند بند علحدہ وجدا کرکے گردن اوتار لی۔

اس واقعہ کے بعد قرامطہ نے دمشق کیجانب ۲۹۰ھ مین پیشقدمی شروع کی ان دنون دمشق کی عنان حکومت طغج (احمد بن طولون کے غلام) کے قبضہ مین تھی۔ طغج نے اپنے آقا کے بیٹے والی مصر سے امداد طلب کی چنانچہ مصری سپاہ اسکی کمک پر آگئی قرامطہ سے متعدد لڑائیان ہوئین۔ انہین لڑائیان مین یحیے ابن ذکرویہ موسوم بہ شیخ معہ ایک گروہ کثیر کے مارا گیا۔ قرامطہ کے بقیۃ السیف نے اسکے بھائی حسین موسوم بہ احمد کے پاس جاکے پناہ لی اسکی کنیت ابو العباس تھی چونکہ اسکے منہ پر ایک تل تھا جسکے نسبت اسکا یہہ گمان تھا کہ (یہ اللہ تعالی کی ایک نشانی ہے) [1] ..... یہ اپنے کو مہدی امیر المومنین کے لقب سے ملقب کرتا تھا تھوڑے دنون بعد اسکا چچازاد بھائی عیسے ابن مہدی (عبد اللہ) بن احمد بن محمد بن اسمعیل امام اسکے پاس آگیا۔ چنانچہ اس نے عیسے کو اپنا ولیعہد بنایا اور المدثر کا خطاب دیا۔ گمان یہ تھا کہ یہ وہی مدثر ہے جسکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے اسنے اپنے خاندان مین سے

[1] اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے تاریخ ابو الفدا جلد ثانی صفحہ ۳ مطبوعہ قسطنطنیہ مین نے عبارت ہلالین ترجمہ کیا ہے مترجم

ایک لونڈے کو "مطوق" کا لقب دیا تھا۔ چپکے چپکے اپنے مذہب کی تلقین اور تعلیم دینے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زمانہ کے بعد بادیہ نشینون کے اکثر قبائل نے اسکے مذہب کو قبول کر لیا۔ تب اسنے ان لوگون کو مرتب و مسلح کر کے دمشق پر چڑھائی کر دی۔ عرصہ دراز تک محاصرہ کیے رہا تا آنکہ اہل دمشق نے کچھ زر نقد دے کر مصالحت کر لی بعد ازان اس نے حمص، حماۃ، معرہ اور بعلبک پر فوج کشی کی۔ بہت بڑی خونریزی کا مرتکب ہوا۔ عورتون اور بچون تک کو قتل سے نہ چھوڑا آخر کار ان شہرون کو پامال اور تخت و تاراج کر کے سلیمہ کے جانب بڑھا سلیمہ مین ایک گروہ بنی ہاشم کا مقیم تھا ان لوگون کو بھی اس نے تہ تیغ کیا۔ مکتب کے چھوٹے چھوٹے بچے اور چوپائے تک اسکے تیغ ستم سے جانبر نہ ہوئے۔ رفتہ رفتہ دربار خلافت مین اسکی خبر پہونچی خلیفہ مکتفی نے بہ نفس نفیس لشکر آراستہ کر کے اسکی سرکوبی پر کمر باندھی اور اپنی فوج کے پیرول کو بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی فوج نے اسکی فوج پر حماۃ کے باہر ایک میدان مین حملہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسکو ہزیمت ہوئی بقیۃ السیف نے حلب مین جا کے دم لیا (یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے)

خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مکتفی نے برقہ کی جانب کوچ کیا اور ابن طولون کا آزاد غلام بدر نامی قرامطہ کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ منزل بہ منزل قرامطہ کو بدر شکست دیتا جاتا تھا اور قرامطہ کمال بے سر و سامانی سے بھاگے جاتے تھے۔ اسی اثنار مین خلافت مآب نے ایک دوسری فوج قرامطہ کے تعاقب اور سرکوبی کو روانہ فرمایا یحیے ابن سلیمان کاتب اس فوج کا سردار تھا۔ حسین بن حمدان تغلبی اور بنو شیبان کے نامی نامی جنگ آور اس فوج مین شامل تھے ۲۹۱ھ مین اس فوج سے اور قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ قرمطی کے نامی نامی ہمراہی مارے

گئے اسکا بیٹا ابوالقاسم کسیقدر سامان و اسباب لیکر بھاگ گیا اور یہ خود اطراف کوفہ مین بخوف جان روپوش ہوگیا - مدثر اور مطوق بھی اسکے ہمراہ تھا چھپے چھپے بہ تبدیل لباس رحبہ پہنچا کسی نے والی رحبہ سے اسکی آمد کی خبر کردی اسنے ان لوگون کو گرفتار کرکے خلافت مآب کی خدمت مین مقام برقہ مین بھیجدیا - خلافت مآب نے سردار قرامطہ یعنی حسین صاحب شامہ کو پہلے دوسو درے پٹوائے بعدازان ہاتھ اور پانون کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا - یہی برتاؤ اسکے باقی ہمراہیون کے ساتھ بھی کیا گیا بعد اسکے خلافت مآب نے معہ اپنی لشکر ظفر پیکر کے بغداد کی جانب مراجعت کی -

علی بن ذکرویہ اپنے بھائی یحییٰ کے مارے جانے کے بعد فرات کیجانب بھاگ گیا تھا قرامطہ کی منتشر جماعت آہستہ آہستہ اسکے پاس مجتمع ہو رہی تھی جب ایک کافی مقدار پر قرامطہ مجتمع ہوگئے تو علی نے طبریہ کی طرف پیشقدمی شروع کی اور پہونچتے ہی اسکو لوٹ لیا حسین بن حمدان نے یہ خبر پاکے علی کی گوشمالی پر کمر باندھی - علی معہ اپنے ہمراہیون کے یمن بھاگ گیا اور وہین اپنے دعاۃ (ایلچیون) اور ہواخواہون کو مجتمع کرنے لگا رفتہ رفتہ یمن کے اکثر شہرون پر قبضہ کرلیا صنعا کی جانب بڑھا یعفر والی صنعا شہر چھوڑ کر نکل بھاگا - پس علی نے جی کھولکر صنعا کو تخت و تاراج کیا انہین واقعات کے اثنا مین علی کے باپ ذکرویہ نے بنی قلیص کے پاس جنہون نے سماوہ مین ایک مدت سے قیام اختیار کرلیا تھا عبداللہ بن سعید موسوم بہ ابوغانم کو خط لیکر ۲۹۳ھ مین روانہ کیا اس خط مین یہ ظاہر کیا تھا کہ یحییٰ بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشامہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اسکا

اپریل ۱۹۰۰ء (۳)

بھائی یحییٰ موسوم بہ شیخ غنقریب پہر آنے والا ہے اور بعد ان کے امام زمان ظاہر ہونگے اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دینگے چنانچہ ابو غانم نے قبیلہ کلب مین پہونچکے ان خیالات کو پھیلایا اور ان لوگون کو مذہبی سپاہی بنا کے شام کا رخ کیا پہلے بصری کو لوٹا بعد ازان اذرعات کی پامالی کیجانب بڑہا اور اسکو بھی پامال کر کے دمشق پر جا اوترا ان دنون دمشق کی عنان حکومت احمد بن کیغلغ کے قبضہ اقتدار مین تہی گو اتفاق وقت سے یہ دمشق مین موجود نہ تہا۔ جلیجی کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے جو کہ بنی طولون کے ہوا خواہون سے تہا شاہی لشکر کی کمک کو مصر گیا ہوا تہا مگر اس کے نائبون نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے ابو غانم کا مقابلہ کیا اور اسکو مار بھگایا۔ اکثر ہمراہی اسکے مارے گئے باقی ماندہ گان معہ ابو غانم کے اردن کیطرف بہاگے۔ والی اردن کو انکی یورش کی خبر نہ تہی ابو غانم نے دفعۃ حملہ کر دیا والی اردن مقابلہ نکر سکا مارا گیا۔ اس سے ابو غانم کے حوصلے بڑہ گئے طبریہ کی طرف بڑہا اور اسکو بھی لوٹ لیا۔ دربار خلافت مین ان واقعات کی خبر پہونچی خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم لشکر لبرافسری حسین بن حمدان ان باغیون کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ ابو غانم یہ خبر پا کر سماوہ کی جانب بہاگا۔ شاہی سپاہ نے تعاقب کیا ہزارہا قرمطی شدت تشنگی سے مر گئے بالآخر حسین ان لوگون کو گرفتار کر کے رحبہ کیجانب لوٹا بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابو غانم کو گرفتار کر لیا تہا اور قتل کر ڈالا تہا۔ جس سے اسکی جمعیت منتشر ہو گئی یہ واقعہ ۲۹۳ھ کا ہے۔

**ذکرویہ کا ظہور و قتل**

بعد ان واقعات کے قرامطہ مجتمع ہو کر اُس بادلی کی طرف گئے جہانکہ ذکرویہ مدت بیس سال سے چھپا

ہوا تھا اور اسکو باولی سے نکالکر باہر لائے۔ اطراف وجوانب کے
ایلچی جو اسکے مذہب کی تعلیم اور تلقین کرتے پھرتے تھے وہ سب بھی
آآکے اسکے پاس مجتمع ہوئے پس ذکرویہ نے اون پر اپنی جانب سے
احمد بن قاسم بن احمد کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور ان لوگون کو
ان کے وہ فرائض وحقوق بتلائے جو ان پر واجب تھے اور نیز یہ بھی
ہدایت کی کہ ان کی دینی اور دنیوی فلاح اسی مین ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر
کے دائرۂ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالین ان دعاوی کے
ثبوت مین ذکرویہ نے آیات قرآنی پیش کین جنکے معانی ومطالب مین
جب خواہش تاویل وتحریف کی تھی۔ اس قدر تعلیم وتلقین کرکے ذکرویہ
پھر روپوش ہوگیا یہ لوگ اسکو سید کے نام سے موسوم کرتے تھے
اور کل کاروبار کا انجام دینے والا اور منصرم احمد بن قاسم تھا۔ خلیفہ
مکتفی نے ان کی سرکوبی کو فوجین[1] روانہ کین۔ قرامطہ نے ان کو سواد
مین پسپا کردیا ان کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ اسکے بعد قرامطہ نے حاجیون
کے قافلہ کے لوٹنے کو بڑھے حلوان کو تخت وتاراج کرتے ہوئے واقصہ
کو جاکے گھیر لیا۔ اہل واقصہ نے قلعہ بندی کرلی قرامطہ نے اسکے
مضافات کے چشمون اور چاہات کے پانی کو خراب کردیا۔ دربار خلافت
مین اس کی خبر پہونچی تو خلیفہ مکتفی نے ایک فوج بسرافسری محمد ابن
اسحاق بن کنداج قرامطہ کی گوشمالی کو روانہ کی اتفاق یہ کہ اس فوج سے

[1] یہ فوجین وصیف بن صوارتکین ترکی، فضل بن موسے بن بغا، بشر خادم مفتیبنی اور رابق جزری کے روانہ کی گئی تھین شاہی لشکر کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ مین کام آگیا تھا۔ ۲۹۳ھ کا یہ واقعہ ہے۔ تاریخ ابوالفدا جلد ۲ صفحہ ۱۴۹ مطبوعہ قسطنطنیہ۔

اور قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی بے نیل مرام واپس آئے۔ قرامطہ نے حاجیون سے چھیڑ چھاڑ کی حاجیون نے باوجودیکہ تین دن کے بے آب و دانہ تھے جی توڑ کر مقابلہ کیا لیکن قرامطہ کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابلہ نکر سکے امن کے خواستگار ہوئے قرامطہ نے انکو امن دیکے انکے مال واسباب کو لوٹ لیا اور جہان تک ان لوگون کی قوت نے یاری دی حاجیون کو تہ تیغ کیا ان حاجیون کے مال واسباب کے ساتھہ سوداگرون اور بنی طولو نکے قیمتی قیمتی اسباب بھی تھے جنکو بنی طولون نے مصر سے مکہ روانہ کیا تھا اور پھر مکہ سے بغداد بھیج رہے تھے۔ بعد اسکے قرامطہ نے بقیۃ السیف حجاج کا حمص مین محاصرہ کیا ہزارون بیگناہ حاجی مارے گئے مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم فوج بسرافسری وصیف بن صوارتکین کے روانہ کی اس فوج مین نامی نامی سپہ سالار بھیجے گئے تھے۔ براہ خفان یہہ فوج روانہ ہوئی۔ کوچ وقیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہونچگئی ایک دوسرے سے گتھہ گیا دو یوم کے جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ کو شکست دے دی ذکرویہ سردار قرامطہ کے سر پر زخم کاری لگا جسکی وجہ سے بھاگ نہ سکا گرفتار ہو کر شاہی لشکرگاہ مین لایا گیا۔ اسکے ساتھہ اسکا نائب احمد بن قاسم اسکا بیٹا۔ اسکی بیوی اور اسکا سکریٹری بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ روز زندہ رکھکر چھٹی شب مین مرگیا۔ وصیف نے نامہ بشارت فتح کے ساتھہ اسکی نعش کو دارالخلافت بغداد بھیجدیا خلافت مآب کے حکم سے نعش کو تو صلیب پر چڑھا دیا اور سر کاٹ کر خراسان مین اون حاجیون کے دیکھنے کو روانہ کیا جنکو اس نے قتل کیا تھا اور لوٹا تھا۔ اس واقعہ سے قرامطہ کا گروہ کثیر صفحہ ہستی سے نیست ونابود ہوگیا جو

کچھہ باقی رہ گئے تھے انہون نے شام کا راستہ لیا۔ حسین بن حمدان کو اسکی خبر لگ گئی۔ اس نے ان جان باختون پر حملہ کر دیا تمام ملک شام اور عراق مین انکے قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی تا آنکہ سب کے سب پامال کر ڈالے گئے یہ واقعہ ۳۹۴ھ کا ہے۔

**دولت بنی جنابی**

۲۸۱ھ مین یحییٰ بن مہدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین مین آیا اور یہ ظاہر کیا کہ مین امام زمان مہدی کا فرستادہ ہون اور عنقریب وہ خروج کیا چاہتے ہین۔ علی بن معلی بن حمدان وبادی نے جو نہایت غالی شیعہ تھا شیعان قطیف کو ایک جلسہ مین مجتمع کر کے مہدی کے اس خط کو پڑھ کے سنایا جسکو یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ تھوڑے دنون مین یہ خبر تمام مضافات بحرین مین پھیل گئی سبھون نے کمال خلوص و اطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زمان مہدی کے ساتھہ خروج کو طیار ہو گئے۔ انہین لوگون مین ابو سعید جنابی بھی تھا نام اسکا حسن بن بہرام تھا یہ ان لوگون مین ایک سربرآوردہ اور ممتاز شخص تھا۔

بعد اسکے یحییٰ ان لوگون سے غائب ہو گیا بعد ایک مدت کے ایک دوسرا خط مہدی کا لئے ہوئے آیا جسمین مہدی نے ان لوگون کا شکریہ ادا کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ہر شخص چھتیس ۳۶ دینار یحییٰ کو ادا کرے پس ان لوگون نے نہایت خوشی سے اس حکم تعمیل کی۔ دینار وصول کر کے یحییٰ پھر چلتا پھرتا نظر آیا بعد ایک مدت کے ایک تیسرا خط لئے ہوئے پہونچا جس مین لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچوان حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کر دے سبھون نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اب یحییٰ

ان مین لوگون مین رہنے لگا اور قبائل قیس مین آمد و رفت شروع کی۔

سنہ ۲۸۳ھ یا سنہ ۲۸۶ھ مین ابوسعید جنابی نے بحرین مین اس دعوت کا اظہار و اعلان کیا گرد و نواح کے قرامطہ اور بادیہ نشینان عرب کا گروہ اسکے پاس آکے مجتمع ہوگیا۔ ابوسعید نے ان سب کو فوجی صورت مین مرتب کرکے قطیف سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اندرون بصرہ کی زمام حکومت احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی کے قبضہ اقتدار مین تھی۔ احمد نے ابوسعید کی نقل و حرکت سے مطلع ہوکے بحکم خلافت مآب بصرہ کا شہر پناہ از سر نو تعمیر کرایا۔ دربار خلافت سے عباس بن عمر غنوی والی فارس دو ہزار سوارون کی جمعیت سے بصرہ کے بچانے کو روانہ کیا گیا یامہ اور بحرین اسکو بطور جاگیر اس مہم کے سر کرنے کے صلہ مین عنایت ہوا تھا۔ چنانچہ عباس اور ابوسعید سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان ابوسعید کے ہاتھ رہا عباس شکست کھا کے بہاگا اتنا دار و گیر مین گرفتار کرلیا گیا ابوسعید نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور قیدیون کو آگ مین جلا دیا بعد چندے عباس کو رہا کر دیا عباس رہا ہوکر رملہ پہونچا اور وہان سے بغداد کو روانہ ہوگیا۔

اس کامیابی کے بعد ابوسعید نے ہجر کا قصد کیا اور اسپر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا اس سے اور نیز عباس کی ہزیمت سے اہل بصرہ مین بیحد اضطراب پیدا ہوگیا۔ بصرہ چھوڑکر نکل جانے پر آمادہ ہوگئے مگر واثقی (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔

ابن سعید نے اپنی تاریخ مین قرامطہ بحرین کے حالات کلام طبری سے خلاصہ کرکے جیسا کہ اس نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرامطہ کا ابتداً ظہور سنہ ۳۰۸ھ مین ہوا واللہ اعلم۔

ابوسعید نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولیعہد بنایا تھا پس یہین
..... [1] اسپر اسکے چھوٹے بھائی ابوطاہر سلیمان نے یورش
کی اور اسکو قتل کر کے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا عقد و نیہ نے بھی
اسکی حکومت کی اسکے ہاتھہ پر بیعت کر لی اتنے مین عبید اللہ المہدی کا خط
مشعر حکومت ابوطاہر آپہونچا جس سے ہر طرح کا اطمینان اسکو حاصل ہوگیا۔
۲۸۶ھ مین ابوالقاسم قایم مصر پہونچا اور ابوطاہر قرمطی کو بلا بھیجا
ہنوز ابوطاہر نہین آنے پایا تھا کہ مونس خادم نے علم خلافت کیجانب سے
حملہ کر دیا کہیت مونس کے ہاتھہ رہا ابوطاہر شکست کھا کے مہدیہ کی
طرف لوٹ گیا اگلے سال ۲۸۷ھ مین اس نے بصرہ پر دھاوا کیا اور اسکو
خاطر خواہ پامال و تخت و تاراج کر کے واپس ہوا اس سے دار الخلافت بغداد
مین بیحد تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے
جانے کا حکم صادر فرمایا جون ہی شہر پناہ کی مرمت تمام ہوئی کہ
۳۱۱ھ مین ابوطاہر نے پھر بصرہ پر چڑھائی کر دی بازارون کو لوٹ لیا قتل
و غارتگری سے بصرہ کو بھر دیا۔ جامع مسجد ویران ہوگئی + ور ایک مدت تک منہدم
و مسمار پڑی رہی۔ پھر ۳۱۲ھ مین حاجیون کے قافلے لوٹنے کو ابوطاہر نکلا
اور بحالت غفلت اون پر حملہ آور ہوا شاہی سپہ سالارون کو جو قافلے کے
ہمراہ تھے ہزیمت ہوئی ابوطاہر نے امیر قافلہ یعنی سردار لشکر
ابوالہیجا بن حمدان کو گرفتار کر لیا عورتون اور بچون کو قید کر لیا۔ مال و اسباب
لوٹ کے بقیہ حجاج کو اسی کف دست میدان مین چھوڑ کے ہجر کیجانب
مراجعت کر دی۔ حاجیون مین سے اکثر شدت تشنگی سے اسی میدان مین

[1] اصل کتاب مین اس مقام پر کچھ نہین ہے۔ مترجم

مر گئے باقی ماندگان بہزار خرابی و دقت بسیار بغداد پہونچے - پھر ۳۱۶ھ
مین ابوطاہر نے عراق کی طرف خروج کیا سواد کو لوٹتا ہوا کوفہ مین داخل
ہوا اور بصرہ سے زیادہ اسکو پامال اور تخت و تاراج کیا - اسی سنہ مین
مابین عقدانیہ اور اہل بحرین مخالفت ہوگئی - ابوطاہر نے بحرین سے
نکلکے شہر احسا تعمیر کرایا اور اسکو "مومینہ" کے نام سے موسوم کیا مگر اس
نام سے سوائے اسکے اور کسی نے موسوم نہ کیا اس شہر مین اس نے
اپنے لئے اور اپنے ہمراہیون کے لئے محلسرائین بنوائین ۳۱۷ھ مین
اس نے عمان پر قبضہ کرلیا والی عمان براہ دریا فارس بھاگ گیا ۳۱۸ھ
مین فرات کیجانب اس نے پیشقدمی شروع کی اور اسکے شہرون
کو تخت و تاراج کرنے لگا خلیفہ مقتدر نے آذربیجان سے یوسف بن ابی
الساج کو طلب فرماکے واسطے عنان حکومت عطا کی اور ابوطاہر سے
جنگ کرنے کو روانہ فرمایا - کوفہ کے باہر ابوطاہر اور یوسف نے
صف آرائی کی کامیابی کا سہرہ ابوطاہر کے سر رہا یوسف کے رکاب
کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کہا گئی اثنار راہ گیر مین یوسف
گرفتار کرلیا گیا اس سے دار الخلافت مین بے اطمنانی سے پھیل گئی -
ابوطاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے انبار کی طرف روانہ ہوا - دربار
خلافت سے فوجین اسکے روک تھام کو روانہ ہوئین مونس مظفر اور ہارون
بن غریب الحال اس مہم کے سردار تھے - ہرچند ان لوگون نے ابوطاہر
کی مدافعت کی کوشش کی مگر کامیاب نہوئے مجبورانہ مونس وغیرہ نے
بغداد کیجانب مراجعت کی اور ابوطاہر رحبہ کی طرف بڑہا - رحبہ کو بھی اس نے
پامال کیا اور بلاد جزیرہ کو پیہم اور متواتر شبخون مارنے سے ویران و خراب

کر ڈالا بعد ازاں کوفہ ہوتا ہوا برقہ پہونچا اہل برقہ نے شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے اور قلعہ نشین ہو کر مدتوں لڑتے رہے۔ جزیرہ کے بادیہ نشینان عرب پر سالانہ خراج قایم کیا گیا جسکو وہ لوگ ہجر بھیجا کرتے تھے رفتہ رفتہ اسکے مذہب میں ایک گروہ بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن صعصعہ داخل ہو گیا۔ اسکے بعد ہارون بن غریب الخال نے دار الخلافت بغداد سے ایک عظیم فوج کیساتھ ابو طاہر کی مدافعت کی غرض سے خروج کیا ابو طاہر نے خبر پا کے میدانوں اور جنگلوں کا راستہ لیا ہارون کا قرامطہ کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہو گیا جسکو ہارون نے تہ تیغ کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔

۳۱۷ھ میں ابو طاہر نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی۔ بیشمار حاجیوں کو قتل کیا کل اہل مکہ کے گھر بار اور مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ خانہ کعبہ کے دروازہ اور میزاب کو اوکھاڑ ڈالا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور حجر اسود کو اوکھاڑنے کے لوٹ کھڑا ہوا روانگی کے وقت اعلان کرتا گیا کہ آئندہ حج میرے یہاں ہوا کرے گا۔

اس سانحہ قیامت خیز کی اطلاع عبید اللہ المہدی کو پہونچی تو اسنے قیروان سے ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا اور بصورت مال و اسباب واپس نکرنے اور حجر اسود نہ لوٹانے کے دھمکی دی۔ ابو طاہر نے معذرت کی کہ مال و اسباب تو میرے قبضہ میں نہیں ہے لشکریوں کے تصرف میں ہے اور اسکا واپس ہونا دشوار ہے باقی رہا حجر اسود۔ میں اسکو مکہ معظمہ میں پھر بھیجدونگا۔ چنانچہ ۳۳۹ھ میں جبکہ منصور اسمعیل نے قیروان سے اسکے واپس کرنے کی بابت بکرات و مرت خط و کتابت کی واپس

کردیا حالانکہ وہ امرار دولت جو زمانہ خلافت مستکفی مین امور سلطنت پر متصرف اور سیاہ وسفید کرنے کے مالک ومختار رہتے پچاس ہزار دینار سرخ حجر اسود کے واپس کرنے کے عوض مین قرامطہ کو دے رہے تھے قرامطہ نے واپس کرنے سے انکار کیا اور یہہ خیال فاسد قایم کیا کہ حجر اسود کو وہ لوگ اپنے امام عبید اللہ المہدی والی افریقیہ کے حکم سے اوٹھا لائے ہین اور اسیکے یا اسکے نائب کے حکم سے اسکو واپس کرینگے

الغرض ابوطاہر بحرین مین ٹھیرا ہوا عراق وشام کو روزانہ حملون سے تخت وتاراج کرتا رہا تا آنکہ بغداد اور دمشق مین نبی طفج پر اسکے لئے سالانہ ٹکس مقرر کیا گیا۔

ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ مین اکتیس برس حکومت کرکے ابوطاہر مرگیا۔ بوقت وفات دس لڑکے چھوڑ گیا سب سے بڑا سابور تھا بعد ابوطاہر کے اسکا بڑا بھائی احمد بن حسن قرامطہ کی سرداری کرنے لگا۔ بعض عقدانیہ نے اس سے مخالفت کی اور سابور بن ابوطاہر کی حکومت وسرداری کی طرف مایل ہوئے چنانچہ اس بابت قایم (والی افریقیہ) کو لکھا۔ اس نے ابوطاہر کے بھائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہہ تحریر کیا کہ بعد اسکے سابور کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق زمام حکومت احمد کے قبضہ مین رہی قرامطہ اسکو ابومنصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے اسی نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کیا تھا جیسا کہ ابھی ہم اوپر تحریر کر آئے ہین۔

بعد اسکے سابور نے اپنے چچا ابومنصور کو اپنے بھائیون کی موافقت

سے گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا یہہ واقعہ ۳۵۵ھ کا ہے۔ پھر اسکے بھائیون نے اسپر یورش کی اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے۔ ابو منصور نے جیل سے نکلکے پہلے سابور کو قتل کیا بعد ازان اس کے بھائیون اور کل ہوا خواہون کو ایک ایک کرکے جزیرہ اوال کی طرف جلاوطن کردیا اس اثنا مین ۳۵۹ھ کا دور آگیا اور ابو منصور نے جان بحق تسلیم کردی۔ کہا جاتا ہے کہ سابور کے ہوا خواہون نے اسکو زہر دیدیا تھا

ابو منصور کے مرنے پر اسکا بیٹا ابو علی حسن بن احمد ملقب بہ "اعصم" بایں وجہ بعض اغنم نے سریر حکومت پر قدم رکھا۔ اسکا دور حکومت زیادہ دنون تک رہا۔ اسکے بڑے بڑے وقایع ہین۔ اسنے ابو طاہر کے لڑکون کے ایک گروہ کو جلاوطن و شہر بدر کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جزیرہ اوال مین اولاد ابو طاہر اور اسکے ہوا خواہ تقریباً تین سو مجتمع ہوگئے تھے اعصم نے بنفسہ حج بھی کیا تھا اور حاجیون کے قافلون سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہین کی تھی اور خلیفہ مطیع کے خطبہ پڑھے جانے پر ناک بھون نہین چڑھایا تھا۔

**جنگ قرامطہ و معز علوی**

جس وقت جوہر سپہ سالار خلیفہ معز لدین اللہ علوی مصر پر اور جعفر بن فلاح کتامی دمشق پر قابض و متصرف ہوگیا۔ حسن ملقب بہ اعصم نے وہ خراج یا سالانہ ٹکس طلب کیا جو اسکو والی دمشق ادا کیا کرتا تھا اہل دمشق اور نیز جدید والی دمشق نے دینے سے انکار کیا۔ کشیدگی اور منافرت سے نوبت صف آرائی کی پہونچی خلیفہ معز نے حسن کو تہدید آمود خط تحریر کیا اور ساتھہ ہی اسکے ہوا خواہان ابو طاہر قرمطی کو خط و کتابت کرکے یہ دم دے کے ملا لیا کہ سریر حکومت

پر ابوطاہر کی اولاد کو مین متمکن کرادونگا۔ کسی ذریعہ سے حسن کو اسکی خبر لگ گئی۔ چنانچہ حسن نے ۳۶۰ھ مین علم خلافت علویہ سے انحراف واعراض کرکے خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ بلاد مین پڑہنا شروع کیا اور علم خلافت عباسیہ کی اتباع مین سیاہ کپڑے پہنے بعد ازان فوجین آراستہ کرکے دمشق پر یلغار کیا۔ جعفر بن فلاح والی دمشق مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی گیت حسن کے ہاتھہ رہا جعفر کی سپاہ کو ہزیمت ہوئی اثناء دار و گیر مین جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کا سہرا سر پر لئے ہوئے دمشق مین داخل ہوا اہل دمشق کو امان دی۔ مالی اور فوجی انتظام کرکے مصر کی طرف بڑہا اندنون مصر مین جوہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک مدت تک حسن کا محاصرہ کئے رہا۔ اثنار محاصرہ مین عرب کی سپاہ اس سے بگڑ گئی اور اپنی ہمت کا محاصرہ اُٹھالیا مجبورانہ حسن بھی محاصرہ اوٹھاکے شام کی جانب چلتا پہرتا نظر آیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ پہونچا۔ خلیفہ معز نے دہمکی اور زجر و توبیخ کا خط حسن کے نام تحریر کیا اور اسکو قرامطہ کی سرداری سے معزول کرکے بنی طاہر کو مامور فرمایا پس بنی طاہر نے جزیرہ اوال سے نکلکے حسن کے زمانہ غیر حاضری مین احسار کو تخت و تاراج کیا۔ جون ہی دربار خلافت بغداد مین یہہ خبر پہونچی۔ خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو تحریر کیا کہ دایرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچازاد بہائیون کے ساتھہ مخاصمانہ برتاؤ کرنے سے باز آو۔ اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد خلیفہ طائع نے ایک اپنے معتمد علیہ کو بہی اون لوگون مین مصالحت کرانے کی غرض سے بہیجا مگر نتیجہ کچھہ نہوا۔

ان واقعات کے بعد حسن نے پہر شام پر فوج کشی کی مدتون قرامطہ اور

مغربی سپاہ سے لڑائیاں ہوتی رہیں آخرکار جوہر نے حسن کے رکاب کی عربی فوج کو بہت سا زر و مال دیکے ملالیا۔ عربی فوج نے حسن کو میدان جنگ میں حریف کے مقابلہ پر چھوڑ دیا جس سے حسن کو ہزیمت ہوئی جوہر نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

بعد اسکے خلیفہ معز افریقیہ سے ۳۶۳ھ میں قاہرہ چلا آیا اور اپنی سپاہ کو تمام ملک شام میں دایرہ حکومت کے توسیع کرنے کو پھیلا دیا پس معز کی سپاہ نے نہایت تھوڑی مدت میں ملک شام پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن قرمطی اس سیلاب کے روکنے کو اٹھا اور کمال مردانگی سے خلیفہ معز کی فوج سے جنگ کرتا رہا بالآخر کل ملک شام کو علم خلافت علویہ کی حکومت سے نکال لیا اور فوجوں کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اسکے روک تھام پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا۔ مقام بلبیس میں مڈبھیڑ ہوئی ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد حسن کو ہزیمت ہوئی ہزارہا ہمراہی اسکے مارے اور قید کر لئے گئے جنکی تعداد تین ہزار ظاہر کی جاتی ہے۔ حسن شکست کھا کے احسا کیجانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی جراج امرا شام کو جو کہ قبیلہ طے سے تھے اون کل ممالک پر جنپر کہ قرامطہ متولی ہو رہے تھے متعدد لڑائیوں اور محاصرون کے بعد اپنی طرف سے مامور کیا۔

بعدہ ۳۶۵ھ میں خلیفہ معز کا زمانہ وفات آگیا حسن کو اس اتفاقی تغیر سے فائدہ اوٹھانے کا موقع ملگیا۔ فوجیں مرتب کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے کو اٹھ کھڑا ہوا۔

افتگین ترکی معزالدولہ بن بویہ کا خادم تھا اسکو بختیار بن معزالدولہ سے عضدالدولہ کے بغداد میں آنے کے وقت بغداد میں ہزیمت ہوئی

اور یہہ (افتکین) شکست کہا کے دمشق پہونچا - اہل دمشق نے اس
وقت ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا حکومت
دمشق سے معزول کر دیا تھا - اس وجہ سے افتکین کو بوجہ معرفت سابقہ
حکومت کی کرسی بیٹھا دیا - خلیفہ معز نے یہ خبر پاکے دمشق پر فوج کشی
کی طیاری کی اتفاق یہ ہوا کہ معز کی موت آگئی اور اسکا بیٹا عزیز سریر حکومت
پر جلوہ آرا ہوا اس نے اپنی طرف سے جوہر کو اس مہم کے سر کرنے
پر مقرر کیا - جوہر نے دمشق پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا - افتکین نے حسن
قرمطی کو یہ حالات لکھہ بھیجے اور اسکو شام پر قبضہ کر لینے کی غرض سے
بلا بھیجا - اس بنا پر حسن نے ۳۶۶ھ مین بعد وفات معز شام کا قصد کیا
جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو - اس مہم مین حسن کے رکاب مین افتکین
بھی تھا - پہلے ان دونون نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اسکو بزور تیغ جوہر
کے قبضہ سے نکال لیا - بعد اسکے عزیز نے خود ان لوگون پر چڑھائی کی
اور اپنے پر زور حملون سے ان کو پسپا کر دیا - اثنا رد و گیر مین افتکین
گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے بھاگ کر طبریہ مین دم لیا - پھر طبریہ سے
احسا چلا گیا - اہل احسا اور نیز قرامطہ کو اسکا یہ فعل کہ اسنے علم خلافت
عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی ناگوار و نامطبوع گذرا سبھون نے
متفق ہوکے عنان حکومت ابو سعید جنابی کے قبضہ اقتدار سے نکال
لی اور اپنی گروہ مین سے دو شخصون جعفر و اسحاق کو حکومت کی کرسی پر متمکن
کیا - ابو سعید جنابی کی اولاد جلاوطن ہوکر جزیرہ اوال پہونچی جزیرہ اوال
مین ابو طاہر قرمطی کی اولاد اس سے پہلے سے مقیم تھی - ان لوگون کو
احمد (ابو منصور) بن حسن اور اسکی اولاد سے منافرت اور کشیدگی تو

پہلے ہی سے تھی پس جو شخص انمین کا یا انکے ہواخواہون کا جزیرہ اوال مین گیا اسکو اِن لوگون نے بے تامل مار ڈالا۔

الغرض جعفر اور اسحاق بالمشارکت قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی علم خلافت علویہ کے مطیع ہوگئے اور جنگ نبی [1] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ۳۶۴ھ مین جعفر اور اسحاق نے کوفہ پر قبضہ کرلیا صمصام الدولہ بن بویہ نے انکی سرکوبی کو ایک سپاہ بھیجی جسکو جعفر اور اسحاق نے لب فرات ہزیمت دے دی ایک گروہ کثیر اِس فوج کا کام آگیا۔ قادسیہ تک فتحمند گروہ ہزیمت یافتون کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ بعد اسکے جعفر اور اسحاق مین مخالفت پیدا ہوگئی ہر ایک ریاست و حکومت کا بحر دمی اپنے رفیق کے خواستگار اور دعوے دار ہوا۔ جس سے انمین نفاقی مادہ پیدا ہوگیا شیرازہ حکومت منتشر ہوگیا۔ اتحادی صورت جاتی رہی تا آنکہ اصغر بن ابوالحسن ثعلبی کا دور حکومت آگیا اور اسنے احسار کو انکے قبضہ و تصرف سے نکال کے انکی دولت و حکومت کو کان لم یکن کردیا۔ اسوقت سے پھر احسار مین خلیفہ مطیع تاجدار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور یہان پر اسکی اور نیز اسکے آیندہ نسلون کی حکومت و دولت قایم ہوگئی۔

## اخبار حکمرانان عرب جنہون نے
## بعد قرامطہ کے بحرین مین حکومت کی

صوبہ بحرین مین عرب کا ایک عظیم گروہ رہتا تھا جن سے قرامطہ وقتاً

[1] اصل کتاب مین اس جگہ پر کچھ نہین لکھا ہے۔ مترجم۔

فوقتاً بوقت ضرورت بمقابلہ اپنے دشمنون کے امداد طلب کیا کرتے تھے اور اکثر لڑائیون مین انکی اعانت سے کامیابی حاصل کرتے تھے۔ گاہے گاہے قرامطہ ان سے لڑبھی جاتے تھے اور انکے رشتہ مراسم و اتحاد کو منقطع کر دیتے تھے۔ عرب کے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین مین مقیم تھے بنو ثعلب، بنو عقیل اور بنو سلیم تھے اور ان مین بلحاظ کثرت و قوت بنو ثعلب سب سے بڑھے چڑھے تھے۔ پس جبوقت قرامطہ کی حکومت کو بحرین مین تزلزل ہوچلا اور بعد انقراض حکومت جنابی مابین ان کے اور بنی بویہ کی عداوت مستحکم ہوگئی اور یہ عداوت و مخالفت جن دنون خلافت عباسیہ کی دعوت بحرین مین کی گئی بیحد ترقی پذیر ہوئی اسوقت بعض قرامطہ اور انکے اکثر ایلچیون نے اپنی حکومت و ریاست کو زوال پذیر دیکھہ کے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرلی۔ بنی مکرم نے اکثر رؤسا عمان کو ان خیالات مین اپنا ہم خیال بنا لیا۔ اسی زمانہ مین احسا بحرین پہ مستولی و متصرف ہوگیا چنانچہ اسکی آیندہ نسلون نے بذریعہ وراثت اس صوبہ کے حکمرانی کی اور بنی مکرم عمان پر قابض ہوگئے بعد اسکے بنو ثعلب اور بنو سلیم مین چل گئی بنو ثعلب نے بنی عقیل کی اعانت و امداد سے بنو سلیم کو بحرین سے نکالدیا۔ بنو سلیم بحرین سے جلا وطن ہوکر مصر چلے گئے پھر مصر سے افریقیہ کا راستہ لیا جیسا کہ آیندہ تم پڑھوگے۔

پھر بعد ایک مدت کے بنی ثعلب اور بنی عقیل مین مخالفت پیدا ہوگئی۔ بنی ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکالدیا۔ عراق چلے گئے کوفہ اور اکثر بلاد عراقیہ کے مالک بن بیٹھے۔ بحرین مین زمانہ دراز تک احسا کی حکومت کا سکہ چلتا رہا۔ جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دایرہ حکومت مین داخل و شامل

کر لیا تھا ۴۳۸ھ میں راس عین مضافات جزیرہ میں بنی عقیل سے اور اصغر سے پھر معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ نصیر الدولہ بن مروان والی میافارقین حمدیار بکر کو اس پر افروختگی پیدا ہوئی۔ ہر چہار طرف کے امرار ملک کو جمع اور سپاہ کو فراہم کر کے اصغر پر چڑھائی کی کمیت اصغر کے ہاتھ رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا پھر بعد چندے آزاد کر دیا۔ مر گیا حکومت بحرین اسکی آئندہ نسلوں کے قبضہ میں رہی تا آنکہ یہ سب ضعیف ہو گئے اور ان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا انہیں ایام میں بنی عقیل کی حکومت بھی بلاد جزیرہ میں مضمحل اور کمزور ہو گئی تھی۔ اراکین دولت سلجوقیہ نے ان کو بلاد جزیرہ سے نکال کے ان کے اصلی وطن بحرین کی طرف ان کو واپس کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی ثعلب پر ضعف طاری ہو گیا تھا اور ان کی حکمرانی کے مشین کے پرزے ڈھیلے ہو چلے تھے پس بنی عقیل نے ان کو دبا لیا اور مغلوب کر دیا۔

ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ میں مدینہ منورہ میں بوقت ملاقات استفسار کیا تھا کہ بحرین میں اب کس کی حکومت ہے؟ جواب دیا بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی کر رہے ہیں اور بنی ثعلب ان کے رعایا ہیں۔ اور بنی عصفور جو انہیں میں سے ہیں۔ احساء کے مالک و حکمران ہیں۔

اب ہم اس مقام پر قرامطہ کے کاتبوں اور بحرین و عمان کے شہروں کے حدود بیان کیا چاہتے ہیں کیونکہ یہ بھی اخبار قرامطہ کے متعلقات سے ہے۔

کاتب (سکریٹری) ان قرامطہ کا ابو الفتح حسین بن محمود معروف بہ کشاجم تھا یہ نامی شعراء سے تھا۔ ثعالبی نے تیمہ میں اور جیفری نے زہر الآداب

(۱) ۱۹۰۷ء مئی

مین لکھا ہے کہ یہہ بغدادی المولد ہے۔ قرامطہ کی ملازمت کیوجہ سے یہ مشہور ہوا تھا جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا ہے بعد اسکے اسکا بیٹا ابوالفتح نصر قرامطہ کا کاتب ہوا اسکو بھی اسکے باپ کی طرح کشاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تھے یہ اعصم قرمطی کا کاتب تھا۔

بحرین ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے موسوم ہے اور کبھی یہ ہجر کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا حضریہ نامی ایک شہر تھا جسکو قرامطہ نے ویران کردیا تھا اور بجائے اسکے احساء کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت ایک مہینہ کی ہے بحر فارس کے کنارے درمیان بصرہ اور عمان کے واقع ہے۔ اسکے شرق مین بحر فارس ہے۔ غربی جانب اسکا یمامہ سے متصل اور ملحق ہے اسکے شمال مین بصرہ ہے جنوب مین عمان۔ سرسبز و شاداب ملک ہے ہر طرح کے میوے اور ترکاریان پیدا ہوتی ہین۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے جابجا ریگ کے ٹیلے بھی ہین تیز ہوا چلنے سے مکانات مین ریگ بھر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی سے ہے اور بعض حصہ اسکا اقلیم ثالث مین ہے۔

زمانہ جاہلیت مین یہ ملک عبدالقیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کے قبضہ مین تھا پھر شاہان فارس نے اسپر قبضہ کرکے اپنی جانب سے منذر بن ساوی تمیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا بعد ازان شروع زمانہ اسلام مین بنی جارود اسکے حکمران ہوئے۔ گورنران خلافت عباسیہ کے کبھی ہجر مین نہین رہتے تھے تا آنکہ ابوسعید قرمطی نے تین برس کے محاصرہ و جنگ و آتش زنی و قتل و غارت کے بعد اسپر قبضہ حاصل کیا۔

بعد اسکے بنو طاہر نے شہر احسار کی تعمیر کی اور قرامطہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قایم رہی۔ بعدہ بنی ابوالحسن بن ثعلب کے قبضہ مین اسکی عنان حکومت گئی بعد اسکے بنو عامر بن عقیل حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہوئے ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنون ان لوگون مین سے اسکی زمام حکومت بنو عصفور کے ہاتھہ مین ہے۔

احسار۔ اسکی تعمیر ابو طاہر قرمطی نے تیسری صدی مین کی تھی۔ چونکہ اس ملک مین اونٹون کی چراگاہین اور ریگستان مین پانی کے چشمے بکثرت ہین اسوجہ سے اسکو احسار کے نام سے موسوم کیا۔ یہان پر قرامطہ کی حکومت و دولت تھی اسی مقام سے قرامطہ نکلکے اطراف شام، عراق، مصر اور حجاز مین پھیلے تھے اور شام و عمان پر قابض و متصرف ہوئے تھے۔

دارین ملک بحرین کے متعلقات اور مضافات سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کیجاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطیہ کیجانب منسوب کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے مشک دارین اور نیزہ خطیہ۔

عمان جزیرہ نمائے عرب کا ایک حصہ ہے جو یمن، حجاز، شحر، حضرموت اور عمان پر مشتمل ہے۔ عمان بحر فارس پر آباد ہے اسکی غربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اسکے شرق مین بحر فارس واقع ہے جنوب مین بحر ہند، غرب مین بلاد حضرموت اور شمال مین بحرین۔ اسمین بکثرت میوے اور نخلستان ہین۔ یہان پر موتیان بھی پیدا ہوتے ہین۔ اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہتے ہین کہ سب کے پہلے عمان بن قحطان اپنے بھائی یعرب کی طرف سے حاکم ہوکر یہان پر آکر مقیم ہوا تھا۔ بعد سیل عرم

کے ازد اسکے حاکم ہوئے - پھر جب دور اسلام آیا تو اس وقت بنو جلندی
اسکے مالک و حاکم تھے - یہان پر خوارج بکثرت ہین - بنو بویہ سے اور ان سے
اکثر لڑائیان ہوئین - اس ملک کا دار السلطنت تروی مین تھا - بدفعات
ملوک فارس نے براہ دریا اسپر فوجکشی کی اور فتحیاب ہوکر اسکی حکمرانی
کرتے رہے - یہ اقلیم ثانی مین ہے - اسمین پانی کے چشمے، باغات،
بازارات، اور نخلستان بکثرت ہین - عہد اسلام مین اسکے حکمران
بنی شامہ بن لوی بن غالب ہوئے - مگر اکثر نسابہ قریش انکے اس
نسب سے انکار کرتے ہین - بہرکیف سب کے پہلے محمد بن قاسم
شامی نے حسب ہدایت خلیفہ معتضد اس ملک پر فوج کشی کی اور بزور
تیغ فتح کرکے قابض و متصرف ہوا خوارج جلاوطن ہوکر تروی کے
پہاڑون کے چوٹی پر چلے گئے - اس وقت سے یہان پر علم خلافت
عباسیہ کا خطبہ پڑہا جانے لگا - بعد اسکے بوراثت اسکے بیٹون نے
اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعایر ظاہر کئے بعد ازان ۳۰۵ھ
مین ان لوگون مین مخالفت پیدا ہوئی - باہم لڑے - انمین سے بعض قرامطہ
سے جاملے - باقی ماندگان اسی فتنہ و فساد مین پڑے رہے تا آنکہ ابوطاہر
قرمطی لن پر ۳۱۷ھ مین جب کہ یہ حجر اسود کو مکہ سے اکھاڑ لایا تھا غالب
ہوگیا اور عبید اللہ مہدی کے نام کا خطبہ پڑہا - اس زمانہ سے قرامطہ کے
حکمران ۳۷۵ھ تک آتے جاتے رہے پہران پر خوارج اہل تروی
غالب آئے اور جس قدر یہان پر روافض اور قرامطہ تھے سبھون کو
قتل کرڈالا اس وقت سے یہان کی ریاست انہین کے قبضہ مین رہی اور
بنی ازد اسکی حکمرانی کرتے رہے بعد ازان روسا رعمان سے بنو مکرم دار الخلافت

بغداد گئے - اور بنی بویہ کی ملازمت اختیار کی اور بہران کی امداد و اعانت سے بنو مکرم نے عمان پر چڑھائی کر دی - بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلا وطن ہو کر پہاڑوں پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے - خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا - بعد اسکے جب بغداد مین بنو بویہ کی حکومت مین ضعف آگیا تو بنی مکرم نے عمان مین خود سری و خود مختاری کی حکومت قایم کر لی اور اسکی کرسی حکومت پر اسکی آئندہ نسلین متمکن ہوئین انہین مین سے موید الدولہ ابو القاسم علی بن ناصر الدولہ حسین بن مکرم تھا - یہ سخی، ممدوح اور بادشاہ تھا ایسا ہی ہیقی نے لکھا ہے اور مہیار دیلمی وغیرہ نے اسکی مدح کی ہے - ۴۲۸ھ مین ایک زمانہ دراز حکومت کرنے کے بعد اس نے وفات پائی - سیر ۴۳۲ھ مین بنی مکرم مین ضعف آگیا - عورتین اور غلام امور سلطنت مین پیش پیش ہو گئے - خوارج نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا - بنی مکرم تاب و مقاومت نہ لا سکے کمال ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی - عمان پر قبضہ حاصل کر کے بقیۃ السیف کو بھی تہ تیغ کیا شاہی کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا وہان کے باشندے حجاز کے دیہاتون مین جا بسے - یہ ملک بالکل بنجر اور شور ہے یہ ہی عمان کا ایک حصہ ہے جو اقلیم ثانی سے بحر فارس پر آباد ہے اور جہان کہ صحراء حجاز ملتے ہین اسکے شمال مین سجر تک منزلون کی مسافت ہے قدرتی طور سے وہ بڑے بڑے پہاڑون کے درمیان واقع ہے اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کے بنانے کی ضرورت محسوس نہین ہوئی - اسپر خاندان شاہی سے زکریا بن عبد الملک ازدی نے

۴۴۸ھ مین قبضہ کیا تھا خوارج تروی شہر شراۃ مین انلوگون کو مذہبی تعلیم دیتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہہ لوگ جلندی کی اولاد سے ہین۔

## اخبار اسماعیلیہ والی قلعات

## عراق، فارس، و شام

یہ مذہب قرامطہ کا مذہب ہے یہ حد سے گذرا ہوا رافضیون کا ایک گروہ ہے۔ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو انکے مذہب مین سخت اضطراب اور اختلاف ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ اطراف عراق، خراسان فارس اور شام مین ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے رہتے تھے۔ بعضون مین بوجہ اختلاف زمانہ اور شہرون کے اختلاف بھی پیدا ہو گیا تھا۔ پہلے اس مذہب والے قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے بعد ازان عراق مین باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پھر اسماعیلیہ کہلائے چونکہ عہد خلافت مستنصر علوی مین اسکے بیٹے نزار نے بیعت نہ کرنے پر اسماعیلیہ کے ہواخواہون کو قتل و تہ تیغ کیا تھا اور حسن بن صباح نامی ایک شخص نے جو اسی فرقہ کا اسکے پاس رہتا تھا اسکے بعد کے ایمہ کی امامت سے مصر مین انکار کیا تھا اسی وجہ سے اسکے گروہ والون کو لوگون نے نزاریہ کے نام سے موسوم کیا۔

بعد قتل مذکور یہ اور افتراق جماعت اس مذہب والے تمام ممالک اسلامیہ مین پھیل گئے اور در پردہ و خفیہ طور سے اپنے مذہب کی تعلیم

وتلقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ لوگ "فرقہ باطنیہ" کے نام سے موسوم کئے گئے۔ پھر انکی ایذیت و تکلیف دہی تمام ممالک اسلامیہ مین عام ہوگئی کیونکہ انکا اعتقاد یہ تہا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیون نہو قتل کرنا مباح ہے۔ پس اس وجہ سے فرقہ باطنیہ والے نامی نامی آدمیون کو قتل کرتے پھرتے تہے اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے کو ایک گروہ باطنیہ کا مجتمع ہوتا اور مکانات کے دہلیزون مین چھپ رہتا اور جب موقع ملجاتا تو اپنے شرمناک مقصد کو حاصل کرلیتا۔ رفتہ رفتہ انکا یہ فتنہ و فساد زمانہ سلطان ملکشاہ مین جبکہ دیلم اور سلجوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تہے بہت زیادہ بڑہ گیا۔ خلفاء وقت انکی گوشمالی اور سرکوبی سے مجبور ہوگئے اور انکے آتش فساد و شرارت کو بجہانہ سکے تھوڑے ہی دنون مین تمام ممالک اسلامیہ مین پہیل گئے۔ اسی زمانہ مین ایک گروہ باطنیہ کا ساوہ اطراف ہمدان مین مجتمع ہوا اور نماز عید پڑہی شحنہ ہمدان نے ان کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا مگر چند ہی دنون بعد رہا کردیا بعد اسکے اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعات اور شہرون پر مستولی و متصرف ہوگئے۔ سب کے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ مستولی و متصرف ہوا وہ فارس کے قرب ایک قلعہ تہا جسکا والی اسی مذہب کا پابند و مقلد تہا چنانچہ اس فرقہ والے اسکے پاس جاکے پناہ گزین ہوئے اور رفتہ رفتہ وہین سب کے سب مجتمع ہوئے۔ آنے جانے والے قافلہ کو لوٹنے لگے نہایت قلیل مدت مین انکا ضرر اس اطراف و جوانب مین عام طور سے پہیل گیا پہر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان کو دبالیا اس قلعہ کا نام شاہ در تہا سلطان ملکشاہ

نے اسکو تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو اسکا والی مقرر کیا
تھا - احمد بن عطاش نامی ایک شخص فرقہ باطنیہ کا حاکم قلعہ کے خدمت مین
جاکے رہنے لگا - احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا اسی سے حسن
بن صباح وغیرہ نے تعلیم پائی تھی - فرقہ باطنیہ احمد کی اسکے باپ
کے وجہ سے اور نیز اسکے ذی علم ہونے کے سبب سے
بہت عزت کرتا تھا حتے کہ اس فرقہ والون نے بہت سا مال وزر جمع
کرکے احمد کے پیش نظر کیا اور نہایت تپاک سے اپنا پیشوا بنایا
احمد ان لوگون سے رخصت ہوکر والی قلعہ کے پاس گیا اور اپنے نمایان
خدمات کے وجہ سے والی قلعہ کے آنکھون مین اس قدر عزیز و محترم
ہوگیا کہ اسنے کل امور کے سیاہ و سفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا
پھر جب والی قلعہ مر گیا تو احمد بن عطاش قلعہ شاہ درکا والی ہوگیا - اسنے
اپنے کل ہم مذہب کو جو اس قلعہ کے مضافات مین مقید تھے رہا کر دیا
ان لوگون کے رہا ہوتے ہی ہر چہار طرف سے امن و امان کا سا یہ
عاطفت اٹھ گیا دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے - بعد اسکے فرقہ
باطنیہ اطراف قزوین مین قلعہ موت پر قابض ہوگیا - اس اطراف کو طالقان
بھی کہتے تھے - یہ ممالک جعفری کے زیر حکومت تھے جعفری نے
ایک علوی کو اپنے نیابت کا اعزاز دے رکھا تھا اور رے کا حاکم
ابو مسلم تھا جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا حسن بن صباح
جوڑ توڑ لگا کے ابو مسلم کے پاس آکے رہنے لگا چونکہ علوم نجوم و سحر
مین حسن کو ید طولے تھا اور عطاش والی قلعہ اصفہان کے نامی شاگردون سے
تھا اس وجہ سے اس نے ابو مسلم کے دلمین نہایت قلیل مدت مین

اپنی جگہ کرلی لیکن تھوڑے دنون بعد ابو مسلم نے حسن پر یہ الزام لگایا کہ یہہ مصریون کے ایلچیون سے جو اس وقت وہان تھے سازش کئے ہوئے ہے حسن یہ سنکر بھاگ نکلا۔ مختلف شہرون مین ہوتا ہوا مصر پہونچا خلیفہ مستنصر علوی بڑی آوبھگت سے پیش آیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ لوگون کو میری امامت کی تعلیم دو حسن نے عرض کیا آپ کے بعد میرا کون امام ہوگا" مستنصر نے جواب دیا "میرا بیٹا نزار" حسن مصر سے واپس ہوکر شام، جزیرہ، دیار بکر اور بلاد روم کی سیر کرتا ہوا قلعہ موت واقع خراسان مین پہونچا اور علوی کے پاس مقیم ہوا جسکو جعفری نے اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے اسکی بیحد عزت کی اور اسکے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت الہی تصور کیا۔ حسن ایک مدت تک قلعہ موت مین ٹھیرا ہوا قلعہ مذکور پر قبضہ کر لینے کی در پردہ تدبیرین کرتا رہا۔ پس جب حسب مرضی تدبیرین ہوگئین تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے نکال کے قبضہ کر لیا۔ اس کی خبر نظام الملک تک پہونچی فوراً ایک سپاہ حسن کے محاصرہ پر روانہ کی۔ محاصرہ نہایت سرگرمی اور مستعدی سے کیا گیا لڑائیان شروع ہوئین اتنا رجنگ مین حسن نے فرقہ باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مامور کر دیا چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جو فوجین محاصرہ پر تھین نظام الملک کے شہادت کے وجہ سے واپس آئین۔ پھر کیا تھا فرقہ باطنیہ کی بن آئی۔ قلعہ طبس اور نیز قومستان کے قلعات ازدون و قاید پر جو اسکے جوار و قرب مین تھے قبضہ کر لیا۔

قومستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا جو بنی سجوق امرا خراسان

(۱) سنہ ۴۷۹ھ

ملوک سامانیہ کی نسل سے تھا گورنر قومستان نے منور کو اپنے یہان بلایا اور اسکی بہن کو جبراً لے لینے کا قصد کیا منور نے اسماعیلیہ کو اپنی امداد پر بلا بھیجا چنانچہ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ نے پہونچکر قومستان کے قلعات پر بھی اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑ دیا۔ اسی زمانہ مین قلعہ خالنجان پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہوگیا تھا یہ قلعہ اصفہان سے نو کوس کے فاصلہ پر تھا۔ پہلے یہ موید الملک بن نظام الملک کے قبضہ مین تھا بعد ازان جاولی سقاوہ کے قبضہ مین چلا گیا جو ترکون کا ایک نامور امیر تھا اور اسکی جانب سے کوئی ترکی امیر اس قلعہ کا حاکم ہوا۔ فرقہ باطنیہ مین دو ایک شخص حاکم قلعہ کی خدمت مین گئے اور مستعدی سے اسکی خدمت کرتے رہے رفتہ رفتہ اس قدر رسوخ بڑہا لیا کہ حاکم قلعہ کے ناک کے بال ہوگئے حاکم قلعہ نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کردین ان لوگون نے احمد بن عطاش والی قلعہ شاہ در کو لکھ بھیجا۔ پس احمد معہ اپنی فوج کے بحالت غفلت اس قلعہ پر آپہونچا۔ حاکم قلعہ گھبرا کر بھاگ گیا اور احمد بن عطاش نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور جس قدر فوج وہان تھی سب کو تہ تیغ کیا۔ اس قلعہ پر قبضہ کر لینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑہ گئی اہل اصفہان ان سے دبنے لگے تا آنکہ ان لوگون نے اہل اصفہان پر خراج قایم کیا۔

اس فرقہ (باطنیہ) کے مقبوضہ قلعات سے اسویا، نذبین الرمل، اور قلعہ آمد تھا جنپر فرقہ باطنیہ نے بعد ملکشاہ سلجوقی کے براہ مکر و غداری قبضہ حاصل کیا تھا۔ قلعہ ازدہر بھی انکے مقبوضات مین شمار کیا جاتا تھا اس قلعہ کو ابو الفتوح ہشیرہ زادہ حسن بن صباح نے سر کیا تھا۔ منجملہ

انکے قلعات کے کرد کوہ ، قلعہ ناظر واقع خوزستان اور قلعہ طنبور متصل ارجان تہا اس قلعہ کو ابوحمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے حاصل کیا تہا۔

ابوحمزہ اسکاف کسی ضرورت سے مصر گیا ہوا تہا۔ وہین اس نے اس مذہب کی تعلیم پائی اور اس فرقہ کا ایلچی ہو کر عوام الناس کی تلقین کو واپس آیا۔

قلعہ ملاذخان بہی انہین کے قلعات سے تہا جو مابین فارس وخوزستان کے واقع تہا۔ رہزنون اور مفسدون نے تقریبًا دوسو سال سے اس قلعہ کو اپنا کر رکھا تھا اور آنے جانے والون پر شبخون مارا کرتے تہے تا آنکہ عضد الدولہ بن بویہ نے اس قلعہ کو سر کیا اور جس قدر ڈاکو یہان تہے ان سب کو تہ تیغ کیا پس جب ملکشاہ نے اسپر قبضہ حاصل کیا تو میر انز کو بطور جاگیر یہ قلعہ مرحمت فرمایا امیر انز نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے جو ارجان مین تہے حاکم قلعہ سے راہ ورسم پیدا کی۔ پہلے تو اس قلعہ کے فروخت کر ڈالنے کی تحریک کی جب والی قلعہ نے اس سے انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرایہ اختیار کیا کہلا بہیجا کہ ہم ایک شخص کو تمہارے پاس مناظرہ کرنے کو بہیجتے ہین تاکہ تم پر ہمارے مذہب کی حقانیت ظاہر ہو۔ والی قلعہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ فرقہ باطنیہ نے چند سپاہیون کو جو اسی فرقہ کے ممبر تہے روانہ کیا انلوگون نے پہونچتے ہی والی قلعہ کے خادم کو گرفتار کر لیا اس نے قلعہ کی کنجیان ان کے حوالہ کر دین ان لوگون نے قلعہ مین گھس کے والی قلعہ کو بہی پکڑا

لیا۔ اس سے انکی شوکت و قوت بڑھ گئی۔

فرقہ باطنیہ کے آئے دن ترقیات اور فسادات سے لوگون کے کان کھڑے ہوئے۔ ہر چہار طرف سے انکے قتل پر آمادہ و طیار ہو گئے اور ان کے قتل کرنے کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھکر ہر سمت سے عامہ مسلمین ان پر ٹوٹ پڑے۔ اصفہان مین بھی عوام الناس نے ان کو خوب قتل کیا۔ یہ فرقہ والے اصفہان مین اُن دنون ظاہر ہوئے تھے جبکہ سلطان برکیاروق نے اصفہان پر محاصرہ ڈالا تھا اور اصفہان مین اسکا بھائی محمد اور اسکی مان خاتون جلالیہ موجود تھی رفتہ رفتہ اس فرقہ کی دعوت اصفہان مین پھیل گئی اور انکا مکر و فریب اور انکے متبعین کی فتنہ انگیز چالین عام ہوگئین پس اصفہان کے عام باشندون نے ان پر یورش کی اور ان کو قتل کرنے لگے۔ بڑی بڑی خندق کھود کے اسمین آگ روشن کی۔ جہان پر فرقہ باطنیہ مین سے کسیکو پاتے تھے پکڑلاتے اور اسی خندق مین انکو ڈالدیتے تھے۔ جاولی سقاوہ والی فارس نے ان پر جہاد کرنے کی غرض سے کمر ہمت باندھی فوجین آراستہ کرکے ہمدان کا راستہ لیا اور ایک مدت تک فرقہ باطنیہ پر جہاد کرتا رہا بعد اسکے باطنیہ نے امرا سلجوقیہ کو براہ مکر و فریب قتل کرنے کی غرض سے ہمدان کیطرف کوچ کیا۔ چنانچہ اس فرقہ نے ہمدان پہونچکے یہ طریقہ اختیار کرلیا کہ ایک شخص اس گروہ کا امرا سلجوقیہ مین سے ایک امیر کے قتل کرنے کو بھیس بدل لباس جاتا اور موقع پاکر اسکو قتل کرکے اپنے آپ کو بھی لقمہ نہنگ اجل بنا دیتا۔ اصل یہ ہے کہ اس امر پر سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو آمادہ کیا تھا اور اپنے بھائی کے معاملہ مین اس

فرقہ سے اعانت طلب کی تھی۔ پس یہ فرقہ یہ چال چلنے لگا کہ ایک شخص انمین سے ایک امیر کی خدمت مین جاکر ملازمت اختیار کرتا اور جب اسکو موقع ملجاتا تو یہ اس امیر پر وار کر دیتا اکثر یہ ہوتا تھا کہ وہ امیر مرجاتا اور اس جرم کے پاداش مین وہ باطنی بھی مار ڈالا جاتا تھا غرض اس طریقہ سے امرار سلجوقیہ کے ایک گروہ کو اس فرقہ نے زیر خاک پہنچا دیا۔

ہرگاہ سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ مین کامیابی حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اسکے تمام لشکر مین ملا جلا ہوا تھا اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی بھی کرلی تھی امرار لشکر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا وقتاً فوقتاً خود بھی ان لوگون نے امرار لشکر کو قتل کرنے کی دھمکیان دین امرار لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت سلطان برکیاروق سے کی اور نیز یہ جڑ دیا کہ اس فرقہ والون سے اور آپ کے بھائی کی فوج سے مراسم اتحاد ہین۔ سلطان برکیاروق یہ سنکے آگ بگولا ہوگیا۔ عام طور سے ان لوگون کے قتل کی اجازت دے دی خود بھی مسلح ہوکے سوار ہوا اسکی فوج بھی مرتب ہوکر اسکے ہمراہ ہوئی فرقہ باطنیہ پر زمین باوجود وسعت و فراخی کے تنگ ہوگئی۔ جس طرف جاتے تھے قتل کئے جاتے تھے۔ امیر محمد جو علاء الدولہ بن کاکویہ کی نسل سے تھا اور اس مذہب و سلسلہ کا ایک ممبر تھا بخوف جان بھاگا مگر اس جان باختہ کو اجل نے پنجوڑا۔ بغداد مین ابو ابراہیم استرابادی سلطان کی سفارت مین گیا ہوا تھا سلطان برکیاروق نے لکھ بھیجا وہین گرفتار ہوکر مار ڈالا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر ہر چہار طرف سے قتل

کی بوچھار پڑ رہی تھی جس طرف آنکھیں اوٹھتی تھین فرقہ باطنیہ ہی کے مقتول نظر آتے تھے ہر شخص انکے قتل وخونریزی پر تلا ہوا تھا - یہ واقعات ۴۸۶ھ کے ہین -

پھر جب بعد سلطان برکیاروق کے سلطان محمد کا دور آیا اور اسکی حکومت وسلطنت کو پورے طور سے استحکام واستقلال حاصل ہو گیا تو سلطان محمد نے قلعہ شاہ در پر جسکا والی احمد بن عطاش تھا فوج کشی کی یہ قلعہ اصفہان کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دار السلطنت تھا ماہ رجب اوائل چھٹی صدی مین اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا - چھ کوس کا اس قلعہ اور پہاڑ کا دور تھا سلطان محمد نے اپنے امرا لشکر کو باری باری جنگ کرنے پر مامور کیا اور نہایت حزم واحتیاط اور کمال مستعدی سے اس قلعہ پر مدت دراز تک حملہ کرتا رہا تا آنکہ فرقہ باطنیہ شدت جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گیا - فقہاء اہل سنت وجماعت سے اپنے معاملہ مین استفتار کیا جسکا مضمون یہ تھا کیا فرماتے ہین سادات فقہاء ائمہ دین اس گروہ کی بابت جو کہ اللہ تعالے پر اور قیامت پر اور اسکی کتابون اور رسولون پر ایمان رکھتا ہے اور ما جا بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حق جانتا ہے اور اسکی تصدیق کرتا ہے لیکن محض امامت مین اختلاف کرتا ہے کیا سلطان وقت کو اسکی مواخفت اور رعایت جایز ہے اور انکی اطاعت قبول کرنا روا ہے اور ہر اذیت سے انکو بچانا مناسب ہے یا نہین؟ اکثر فقہاء نے اسکے جواز کا فتوے دیا بعضون نے توقف اختیار کیا بحث ومناظرہ کرنے کو علماء وفقہاء جمع ہوئے صنجانی جو شافعیہ کا نامی وسربرآوردہ عالم تھا اس گروہ کے قتل کے

وجوب کا قائل ہوا اور صاف صاف کہدیا کہ اس فرقہ کا محض اقرار باللسان
اور تلفظ بالشہادتین کافی نہوگا جب تک وہ احکام شرع کی مخالفت سے
نہ باز آئین اسوجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے - بہت دیر تک
مناظرہ ہوتا رہا مگر کوئی امر طے نہوا تب علماء اہل سنت وجماعت نے
مناظرہ کرنے کی غرض سے فرقہ باطنیہ کے علماء کو طلب کیا اور رؤسا
اصفہان کو بھی اس جلسہ مین بلایا - مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ وحوالہ کرکے
ٹالدیا اور سفارت بے نیل مرام واپس آئے سلطان محمد جبلا کے
محاصرہ مین شدت کرنے لگا بالآخر فرقہ باطنیہ امن کا خواستگار
ہوا اور یہ درخواست کی کہ بعوض اس قلعہ کے ہمکو قلعہ خالنجان مرحمت ہو
جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس قلعہ سے نکلکر قلعہ
خالنجان مین جانے کو ایک مہینہ کی مہلت دیجائے - سلطان محمد نے
اس درخواست کو منظور کرلیا فرقہ باطنیہ مال واسباب فراہم کرنے مین مصروف ہوا ہنوز مدت معینہ
تمام نہوئی تھی کہ فرقہ باطنیہ مین سے چند لوگون نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کردیا - اتفاق یہ کہ
یہ امیر ان کے حملہ سے بچگیا سلطان محمد کو اسکی خبر لگی تو اس نے از سر نو پھر محاصرہ کرلیا
فرقہ باطنیہ نے خود کردہ پر پشیمان ہوکر امان طلب کی اور قلعہ ناظر وطبس چلے جانے
کی اجازت چاہی اسطور سے کہ سلطان محمد اپنے چند دستہ فوج کے
ساتھ ہمارے ایک حصہ فوج کو قلعہ ناظر پہنچانے پر مامور
فرماے اور باقی ماندگان کو قلعہ کے ایک گوشہ مین نظر بند ومحبوس رکھے
جب یہ حصہ قلعہ ناظر مین پہونچ جائے تو دوسرے حصہ کو جو قلعہ مین محبوس
ہے حسن بن صباح کے پاس قلعہ موت مین بھیجدے - سلطان محمد نے
انکی یہ درخواست بھی منظور فرمالی چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا بسمراہی سلطانی

فوج قلعہ ناظر وطبس کو روانہ ہوا سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جسکی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کرنے لگی۔ احمد بن عطاش قلعہ کے ایک برج مین چھپ رہا۔ سپاہیون نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑکر سلطان کے پاس آئے اور اس مکان محفوظ کا جہانکہ احمد بن عطاش روپوش ومتمکن ہوگیا تھا پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کردیا ایک امیر چند سپاہیون کو لیکے اس برج پر چڑھ گیا اور جس قدر فرقہ باطنیہ وہان پائے گئے سبھون کو قتل کرڈالا۔ ان مقتولون کی تعداد انتی بیان کیجاتی ہے۔ احمد بن عطاش زندہ گرفتار کرلیا گیا۔ کمال کینچکے ہوسے بھرا گیا۔ اسکے ساتھہ اسکا لڑکا بھی مارا گیا دونون کے سر اوتار کے بغداد بھیجے گئے اسکی بیوی نے یہ عنوان دیکھہ کے اپنے کو ایک بلند مقام سے نیچے گرادیا۔ ہلاک ہوگئی۔

**اسماعیلیہ شام** جس وقت ابوابراہیم استرآبادی بغداد مین حسب تحریر سلطان برکیاروق قتل کردیا گیا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا تو اسکا برادرزادہ بہرام دارالخلافت بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہین درپردہ اپنے مذہب کی تعلیم وتلقین کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کرلیا۔ زیادہ تر لوگون کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ براہ مکروفریب قتل کرنے مین خوب مشہور ہوچکا تھا۔

ابوالغازی بن ارتق والی حلب اپنے دشمنون کے مقابلہ مین کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے بسا اوقات فرقہ باطنیہ سے رسم اتحاد رکھتا تھا۔ اسی نے علی بن طغتکین اتابک والی دمشق کو بھی اس فرقہ سے مراسم اتحاد

قایم کرنے کی ہدایت و تحریک کی تھی چنانچہ علی نے اس رائے کو قبول کر لیا اور بہرام اسکے پاس چلا گیا اسی زمانہ سے اسکی شہرت ہو چلی اور علانیہ اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کر دی اور ابو علی طاہر بن سعد مزدعانی وزیر مصلحت وقت کیوجہ سے بہرام کی اعانت کرنے لگا تھوڑے ہی دنوں میں بہرام کی حکومت میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی اور اسکے مقلدوں اور متبعین کی جماعت بڑھ گئی مگر باین ہمہ دمشق کے عوام الناس کی مخالفت سے بہرام کو خطرہ تھا۔ علی والی دمشق اور اسکے وزیر ابو علی سے درخواست کی کہ ہم لوگوں کے رہنے اور بوقت ضرورت وہاں پناہ گزین ہونے کے لئے ایک قلعہ عنایت کیا جاے۔ علی نے ۵۲۰ھ میں قلعہ بانیاس دے دیا۔ پس بہرام نے دمشق میں اپنا ایک نائب مذہبی تعلیم اور تلقین کی غرض سے چھوڑ کر قلعہ بانیاس کا راستہ لیا۔

قلعہ بانیاس میں بہرام کے متمکن ہونے سے اسکے مذہب نے بہت بڑی ترقی کی تمام اطراف و جوانب میں یہ مذہب پھیل گیا اور متعدد قلعات پر جو کہ اس طرف کے پہاڑوں میں تھے قابض و متصرف ہو گیا ازانجملہ قلعہ قدموس وغیرہ تھے۔

وادی تیم صوبہ بعلبک میں بہت بڑا گروہ مجوس، نصرانی اور درزیہ کا رہتا تھا ضحاک نامی ایک امیر ان سب کا سردار تھا ۵۲۲ھ میں بہرام نے ان پر فوجکشی کی اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسماعیل کو بطور نائب کے مقرر کیا ضحاک نے ایک ہزار کی جمعیت سے بہرام کا مقابلہ کیا گھمسان لڑائی ہوئی ضحاک نے بہرام کو ہزیمت دیکے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا بہرام کے سیکڑوں ہمراہی کمیت رہے اور خود بھی اثنا راہ میں

(۳) ۱۹۰۷ء

میں مارا گیا - بقیۃ السیف بحال پریشان قلعہ بانیاس پہنچے اسماعیل نے ان سبھوں کی اشک شوئی کی اور ان پر حکومت کرنے لگا -

اسماعیل نے اپنے مذہب والوں کے منتشر شیرازہ کو ایکجا کیا اور اپنے ایلچیوں کو اشاعت و تعلیم مذہب کی غرض سے دور و دراز ملکوں میں بھیجا - ابو علی وزیر نے اس معاملہ میں اسکا ہاتھ بٹایا اور اس گروہ کی مالی و فوجی امداد کی دمشق میں بہرام کا خلیفہ ابو الوفا تعلیم و تلقین کر رہا تھا - ان وجوہات و اسباب سے ادھر فرقہ باطنیہ کی قوت و شوکت بڑھ گئی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی متبعین کی تعداد میں معقول اضافہ ہو گیا اُدھر تاج الملوک بن طغتکین والی دمشق کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چلی - تب ابو علی وزیر نے عیسائیوں کو یہ پیام دیا کہ ہم تمکو دمشق پر قبضہ اس شرط سے دے دینگے کہ تم ہمکو صور پر قابض کر دو عیسائیوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس امر کے تکمیل کو ایک خاص دن مقرر کیا بعد اسکے ابو علی وزیر نے اسماعیلیہ سے سازش کر لی اور ان کو عیسائیوں کے مقابلہ پر آمادہ و طیار کر دیا - کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اسکی خبر لگ گئی اس خوف سے کہ مبادا اعوام الناس ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں قلعہ بانیاس عیسائیوں کے سپرد کر کے انہیں کے ہاں چلا گیا - اور وہیں ۵۲۴ھ میں مر گیا -

اس اطراف میں فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعات تھے جو ایک دوسرے سے متصل تھے - سب سے بڑا قلعہ مصیات تھا جس وقت سلطان صلاح الدین نے ۵۷۲ھ میں ملک شام پر قبضہ حاصل کیا اس وقت اس قلعہ پر بھی محاصرہ ڈالا اور نہایت سختی سے جنگ شروع کی - سنان سردار فرقہ اسماعیلیہ نے صلاح الدین کے مامون شہاب الدین حارمی کو

حماۃ مین لکھا کہ صلاح الدین سے مصالحت کراوو اور بصورت مصالحت نکرنے کے قتل کراڈالنے کی دھمکی دی - پس شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور انکی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کی اصلاح کردی صلاح الدین نے محاصرہ اٹھالیا -

**بقیہ حالات قلاع اسماعیلیہ کے یہہ قلعات جو عراق مین تھے جس زمانہ سے عراق مقبوضہ اسماعیلیہ** احمد بن عطاش اور حسن بن صباح نے زبردست حکمت عملی قبضہ حاصل کیا تھا برابر انمین گمراہیون کے معدن اور انمین خباثت کے مخزن بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے بہت سے مقالات مذہبی ہین جو از سرتاپا خیالات رافضہ مین ڈوبے ہوے، حد اعتدال سے بڑھے ہوئے اور حد کفر تک پہونچے ہوے ہین روافض ان کو مقالات جدیدہ سے موسوم کرتے ہین اور سوائے ان روافض کے جو جادہ اعتدال سے بڑھے ہوئے اور تعصب مین ڈوبے ہوے ہین اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب ودین نہین قرار دیتا - ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل والنحل مین ذکر کیا ہے - اگر تم اس سے واقف ہونا چاہتا ہو تو کتاب مذکور کا مطالعہ کرو -

چونکہ اس فرقہ کی مضرت اور بیحد خونریزیان مشہور ہوگئی تھین اس وجہ سے ملوک اسلام ہر چہار طرف سے ان پر بہ نیت جہاد فوجکشی کرنے لگے اس اثنار مین ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت مین خلل پیدا ہوگیا اور انیمش نے رے اور ہمدان کو دبالیا - پس اسنے ۶۰۳ھ مین فرقہ باطنیہ کے ان قلاع پر جو قزوین کے قرب ومجاورت مین تھے فوجکشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا - چنانچہ انمین سے پانچ قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرکے قلعہ موت کا قصد کیا - مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آگیا اور چند موانع

ایسے حائل ہوگئے کہ جنکی وجہ سے قلعہ مذکور آتشش کے دستبرد سے بچ رہا۔
بعد اسکے جلال الدین منکبرتی بن علاء الدین خوارزم شاہ جس وقت ہندوستان
سے واپس آرہا تھا اور بلاد آذربیجان اور ارمینہ پر قبضہ و تصرف حاصل کیا تھا فرقہ
اسماعیلیہ باطنیہ پر فوجکشی کی اور جیسا کہ اس فرقہ والوں نے امرار اسلام کو
قتل کیا تھا اسی طرح اسنے بھی اس فرقہ کے سرداروں کو تہ تیغ اور انکے
آباد شہروں اور قلعوں کو تخت و تاراج کیا قلعہ موت کے قرب
وجوار اور نیز وہ قلاع جو خراسان میں تھے جلال الدین کے حملون
سے ویران اور خراب ہوگئے۔ اس فرقہ نے جس وقت سے تاتاریون
نے خروج کیا تھا بلاد اسلامیہ کی طرف پاؤن بڑہائے تھے۔ پردہ
غیب سے جلال الدین انکی سرکوبی کو اٹھ کھڑا ہوا اور ۶۲۴ھ میں
ان پر فوجکشی کردی جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس واقعہ سے فرقہ
باطنیہ کی کماحقہ گوشمالی ہوگئی اور انکی بیماری کا معقول علاج کردیا گیا
بعد ازاں جب تاتاریون کے قبضہ اقتدار میں عنان حکومت آگئی تو ہلاکو
نے ۶۵۰ھ میں بغداد سے انکے قلاع پر چڑہائی کی بعد اس کے
ظاہر نے اُن قلعات پر حملہ کیا جو شام میں تھے۔ اکثر قلعات ان حملون کے
مذر ہوگئے باقی ماندگان نے اطاعت قبول کرلی۔ قلعہ مصیات وغیرہا
علم حکومت کے مطیع ہوگئے اور انکا زمانہ حکومت اس طرح سے منقضی
ہوگیا کہ گویا صفحہ ہستی پر نہ تھا۔ خلل خال جو باقی رہ گئے انکے ذریعہ سے
ملوک باطنیہ اپنے دشمنون کو دھوکہا و فریب دے کر قتل کراتے
تھے۔ یہ لوگ اپنے کو فداویہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے
یعنے اپنی نفس کو موت کے بدلہ میں دے کر اپنا مقصد حاصل کرتے

تھے واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

## اخبار حکومت بنی حیفر حسنی حکمرانان یمامہ

جسوقت موسے جون بن عبداللہ بن حسن سبط کے دونون بھائی محمد و ابراہیم روپوش ہوگئے اسوقت خلیفہ ابوجعفر منصور نے ان دونونکے حاضر لانے پر موسیٰ جون کو مجبور کیا چنانچہ موسیٰ جون نے انکے حاضر لانیکی ذمہ داری کرلی بعدازان خود بھی روپوش ہوگیا مگر اتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگاکر موسیٰ جون کو گرفتار کرلیا اور ایک ہزار درے پٹوائے پھر جب اسکا بھائی محمد المہدی مدینہ مین قتل کیا گیا تو بخوف جان موسیٰ جون دوبارہ چھپ رہے تا آنکہ جان بحق تسلیم کردی اسی کی نسل سے اسماعیل اور اسکا بھائی محمد احیضر پسران یوسف بن ابراہیم بن موسے تھا۔ ۲۵۱ھ مین اس اسماعیل موسوم بہ سفاک نے سرزمین حجاز مین خروج کیا بعدازان مکہ کی طرف بڑھا جعفر والی مکہ سباسات بھاگ گیا اسماعیل نے اسکے اور شاہی امرار کے مکانات کو لوٹ لیا اہل مکہ اور شاہی لشکر کے جماعت کثیر کو تہ تیغ کیا جس قدر اٹھالے جانے کے قابل تھا کعبہ اور اسکے خزانہ سے سونے چاندی کا مال اٹھالیگیا خانہ کعبہ کا غلاف اوتار لیا دو لاکھ دینار اہل مکہ کے لوٹ لیے۔ مکانات مین آگ لگادی۔ پچاس دنون تک ٹھیرا رہا بعدازان مدینہ منورہ کیجانب کوچ کیا۔ والی مدینہ یہہ خبر پاکے روپوش ہوگیا اسماعیل نے پہونچتے ہی مدینہ منورہ پر محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ اہل مدینہ رسد و غلہ کے بند ہوجانے سے بہوکون مرگئے مسجد نبوی مین کئی روز تک نماز نہ پڑہی گئی۔ دارالخلافت مین اسکی خبر لگی تو شاہی لشکر طیار ہوکر مدافعت کی غرض سے آپہونچا۔ اسماعیل محاصرہ اٹھاکے

مکہ معظمہ لوٹ آیا اور مکہ معظمہ کا دوبارہ محاصرہ کرلیا۔ دو مہینے تک محاصرہ کئے
رہا بعد ازان جدہ کا رخ کیا۔ سوداگروں کے مال لوٹ لئے کشتیوں میں
جسقدر تجارتی اسباب لدا تھا سب کا سب لوٹ کے مکہ معظمہ کے
جانب مراجعت کی مگر اسکے پہنچنے سے پہلے محمد بن عیسیٰ ابن منصور
اور عیسےٰ بن محمد مخزومی مکہ معظمہ پہونچگئے تھے۔ خلافت مآب نے ان لوگونکو
دربار خلافت سے اسماعیل سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا۔ مقام عرفات
میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی تقریباً ایک ہزار حاجی
شہید کئے گئے سیکڑوں کی کمالیں کچھوالی گئیں باقی ماندگان نے مکہ معظمہ
میں جاکے پناہ لی۔ موقف میں سوائے اسماعیل اور اسکے ہمراہیوں
کے اور کوئی متنفس نہ تھا چنانچہ اسماعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر لوٹ
کر جدہ آیا اور دوبارہ اسکو تخت و تاراج کیا بالآخر اپنے خروج کے
ایک سال بعد بعارضہ چیچک آخری ۲۵۲ھ میں زمانہ جنگ مستعین و
معتز میں مرگیا۔ اسماعیل سرزمین حجاز میں عرصہ بیس سال سے دوڑ
دھوپ کر رہا تھا۔ بوقت وفات اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی بجائے
اسکے اسکا بھائی محمد اخیضر متمکن ہوا۔ یہ اُس سے بیس برس بڑا تھا۔ اسنے
یمامہ کی طرف خروج کیا اور بزور تیغ اسپر قابض ہوگیا اور قلعہ خضر کو
لے لیا۔ اسکے چار لڑکے تھے محمد ابراہیم، عبداللہ اور یوسف۔ بعد
وفات محمد اخیضر اسکا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسماعیل
کو حکومت و ریاست میں شریک کرلیا۔ پھر جب یوسف مرگیا تو اسماعیل
تنہا زمام حکومت کا مالک ہوا۔ اسکے تین بھائی اور تھے حسن، صالح اور
محمد (پسران یوسف) اسکے بعد اسکا بھائی حسن بعدہ اسکا بیٹا احمد بن حسن بنے

بعد دیگرے حکمران ہوئے اور اس وقت سے برابر یہاں کی حکومت انہین کے خاندان مین رہی تا آنکہ ان پر قراسطہ غالب آگئے اور انکی حکومت و سلطنت جاتی رہی والبقاء للہ وحدہ

ملک مغرب بلاد سودان کے شہر غانہ مین جہانپر بحر محیط ہے بنی صالح کی حکومت تھی مولف کتاب ہذا نے جغرافیہ مین بنی صالح کا ذکر تحریر کیا ہے مگر ہمکو صالح کی نسب سے ایسی واقفیت نہین ہوئی جس پر کہ ہمکو اعتماد ہوتا بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہہ صالح عبداللہ بن موسے بن عبداللہ ملقب بہ ابوالکرام بن موسے جون کا بیٹا ہے اور اس نے خلافت مامون مین خراسان مین خروج کیا تھا مگر ارکین خلافت کی حسن تدبیر سے پہلے صالح بعد ازان اسکا بیٹا محمد گرفتار کر لیا گیا تھا - باقی ماندہ اسکی اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر غانہ مین اپنی حکومت و ریاست کی بنا قایم کی ابن خرم نے صالح کو اس نسب سے موسی جون کے اعقاب مین بیان ذکر کیا شاید یہ وہی صالح ہو جسکو ہم نے ابھی یوسف بن محمد الخیضر کی اولاد مین ذکر کیا ہے واللہ اعلم -

## اخبار دولت سلیمانیین از بنی حسن حکمرانان مکہ و یمن

مکہ معظمہ اس سے کہین زیادہ مشہور و معروف ہے کہ جن الفاظ سے ہم اسکی صفت لکھینگے یا اسکو ہم متعارف کرینگے بہرکیف دوسری صدی کے بعد اسکے اصلی باشندے قریش علویون کے پے در پے فتنے

وفسادات سے جو آئے دن سرزمین حجاز مین واقع ہوتے تھے زاویہ
عدم وگمنامی مین روپوش ہوگئے اور یہہ سرزمین مبارک ان کے نام و
نشان سے خالی ہوگئی - سوائے معدودے چند متبعین بنی حسن کے کہ جسکے
نامی امراء حبشہ اور دیلم کے آزاد غلام تھے اور کوئی باقی نرہا

اس متبرک شہر کا حاکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہوکر آیا کرتا تھا
اور یہان پر برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جاتا تھا تا آنکہ عہد حکومت
مستعین اور معتزبین اور بعد انکے بھی آتش فساد مشتعل ہوی جس سے
ایک جدید ریاست اس شہر مین سلیمان بن داود بن حسن مثنی بن حسن سبط کی
اولاد کی قایم ہوگئی - دوسری صدی کے آخر مین اس خاندان کا بزرگ
اور قابل فخر ممبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تھا - یہ سلیمان سلیمان ابن داود
نہین ہے کیونکہ اسکو ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ مدینہ منورہ مین زمانہ خلافت
مامون مین دعوے دار حکومت وریاست ہوا تھا اور ان دونون زمانون مین
تقریبا ایک سو برس کا فرق ہے -

غرض ۳۰۱ھ عہد خلافت مقتدر مین محمد بن سلیمان نے علم خلافت عباسیہ
کی اطاعت سے انحراف کیا اور موسم حج مین یہ خطبہ دیا -

"الحمد للہ الذی اعاد الحق الی نظامہ وابز زھر الایمان من اکمامہ و"

"کمل دعوۃ خیر الرسل باسباطہ لابنی اعمامہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ الطاہرین"

"وکف عنا ببرکتہ اسباب المعتدین وجعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ الی یوم الدین"

---

ترجمہ جمیع ستایش اللہ کیلئے ہے جسنے حق کو اسکے نظام پر لوٹایا اور شگوفہ ایمان کو اسکی آستینون سے ظاہر کیا اور دعوت خیر الرسل
کو اسکے سباط سے کامل کیا جو کہ اسکے بنی اعمام سے ہین رحمت اللہ کی اپنے ہو اور انکے آل پاک پر - اور انکی برکت سے دشمنونکی عداوت
ہم سے روک دیگئی اور اسکو انکے آئندہ نسلون مین کلمہ باقیہ روز قیامت تک کے لئے بنایا -

بعد خطبہ کے یہ اشعار پڑھے

لاطلبن بسیفی ما کان للحق دینا — ہم بزور تیغ راہ حق طلب کرینگے۔

واسطون بقوم بغوا وجار وعلینا — اور جس قوم نے ہم سے عداوت ومخالفت کی سکو اپنی عداوت کا مزا چکھنا پڑیگا

یفدون کل بلاد من العراق علینا — یہ لوگ عراق کے شہر وشکر ہمارے مخالفت پر اوہار ہے تھے۔

یہ اپنے کو زیدی کے لقب سے بہ لحاظ اپنے مذہب کے کہ وہ مذہب امامیہ کا ایک شعبہ ہے ملقب کرتا تھا۔

اس زمانہ مین عراق کے قافلے برابر مکہ معظمہ آیا کرتے تھے تاآنکہ ابوطاہر قرمطی نے ۳۱۲ھ مین جہیز وتجہیز کی اور ابوالہیجا بن حمدان والد سیف الدولہ کو معہ ایک گروہ کے قید کرلیا۔ حاجیون کو تہ تیغ کرکے عورتون اور بچون کو کف دست میدان مین چھوڑ دیا جو بغیر مارے ہوے مرگئے۔ قرامطہ کی اس حرکت سے حاجیون کی آمد عراق سے منقطع ہوگئی بعد اسکے خلیفہ مقتدر نے ۳۱۷ھ مین اپنے خدام مین سے منصور دیلمی کو قرامطہ کی سرکوبی پر مامور کیا۔ چنانچہ یوم الترویہ کو مکہ مین ابو طاہر قرمطی سے مڈبھیڑ ہوئی ابوطاہر نے حاجیون کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور ان کو کعبہ و حرم مین بھی قتل کیا۔ چاہ زمزم مقتولون کی نعش سے پُر ہوگئی۔ غریب حجاج چلا رہے تھے کیف یقتل جیران اللہ (اللہ کے ہمسایہ کیون قتل کئے جاتے ہین) ابوطاہر قرمطی جواب دے رہا تھا لیس بجار من خالف اوامر اللہ و نواھیہ (جو شخص اللہ کے اوامر اور ممنوعات کی مخالفت کرتا ہو وہ اللہ کا ہمسایہ نہین ہے) اور آیہ کریمہ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض[1]

[1] یہی سزا ہے انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ انکو قتل کیجئے یا سولی چڑھائی یا کاٹے انکے ہاتھ پاؤن تقابل کے یا دور کیجئے اس ملک سے یہ انکی رسوائی ہے دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی سزا ہے مگر جو لوگ توبہ کرلین تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض
ذالك لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل
ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور الرحیم ۵

ابوطاہر قرمطی عبید اللہ المہدی والی افریقیہ کے نام کا خطبہ پڑہا کرتا تہا۔
اس قتل وخونریزی عام سے فارغ ہوکر ابوطاہر قرمطی حجر اسود کو اکہاڑ کر احساء
اوٹہا لے گیا۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کہود کر پہینک دیا۔ ایک شخص میزاب کے
اوکہاڑنے کو خانہ کعبہ کی چہت پر چڑہا گرامر گیا۔ ابوطاہر نے کہا "جانے دو یہ
ابہی محفوظ رہے گا تا آنکہ اسکا مالک یعنے مہدی آئے" عبید اللہ مہدی کو ان
واقعات کی خبر لگی تو اس نے تہدید کا خط لکہا جسکا ترجمہ یہ ہے

مجہے تیرے خط کے دیکہنے سے تعجب پیدا ہوا کہ تو نے ایسے حرکات ناشایستہ
کا ارتکاب کیون کیا اور کیون تجہے ایسے افعال شنیعہ کے کرنے پر جرات ہوئی
تو نے اس مکان کی بے توقیری کی جہانکہ زمانہ جاہلیت مین خونریزی اور اسکے
اہل کی اہانت حرام وممنوع سمجہی جاتی تہی ۔ تو نے بہت بڑی یہ زیادتی کی
کہ حجر اسود کو کہود لایا جو اللہ تعالے کا یمین سمجہا جاتا تہا اور جس سے اللہ تعالی کے
بندے مصافحہ کرتے تہے تجکو اس ناشایستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا
کہ مین تیرا شکر گذار ہونگا۔ لعنت اللہ تعالی کی تجہپر اور تیرے اس فعل شنیع پر
سلام اسپر جسکے ہاتہہ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہین اور جس نے آج کے دن
وہ کام کیا جسکا حساب کل اللہ تعالی کو دے سکیگا۔

اس خط کے پہونچنے سے قرامطہ علم حکومت عبیدین سے منحرف ہوگئے
بعد اسکے ۳۲۰ھ مین خلیفہ مقتدر مونس کی سازش سے قتل کیا گیا اور
بجاے اسکے اسکے بہائی قاہر نے سریر حکومت پر قدم رکہا اس سال

جدید خلیفہ کا امیر حج کرنے کو مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ سال سے حجاج
کی آمد عراق سے بند اور منقطع ہوگئی تا آنکہ ابو علی یحیی فاطمی نے ۳۲۶ھ مین عراق
سے ابوطاہر قرمطی کو اس بابت تحریر کیا کہ حاجیون کو حج و زیارت سے مانع
نہو زیادہ برین نیست ان لوگون سے کچھ بطور ٹیکس لے لیا کرو - ابوطاہر چونکہ
ابو علی کی بوجہ دین داری کے عزت زیادہ کرتا تھا اسوجہ سے بموجب اس تحریک
کے حاجیون پر ٹکس لینے لگا اور حج کرنے کی اجازت عام دیدی یہ ایک
ایسا واقعہ گذرا ہے جسکی نظیر اسلام مین ڈھونڈھنے سے نہ ملیگی - اس
سال مکہ معظمہ مین خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا - بعد ازان
۳۲۹ھ مین اسکے بھائی متقفی کا نام خطبہ مین پڑھا گیا - ان سنین مین حاجیون
کا قافلہ عراق سے نہین آیا بعدہ ۳۳۳ھ مین بوزور امیر الامرا کی عاملانہ تدابیر
سے متکفی بن مکتفی دار الخلافت بغداد مین سریر خلافت پر متمکن ہوا پس
اس سال بوجہ مصالحت حاجیون کا قافلہ حج کرنے کو بعد ابوطاہر کے مکہ معظمہ
مین آیا - پھر ۳۳۴ھ مین جبکہ معز الدولہ دار الخلافت بغداد مین مستولی اور
متصرف ہوگیا اور خلیفہ متکفی کی آنکھین نکلوا کے جیل مین ڈالدیا تھا خلیفہ مطیع
بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑھا گیا اس خطبہ مین خلیفہ مطیع کے نام
کے ساتھہ معز الدولہ کا نام بھی خطبہ مین داخل و شامل تھا - بعد اسکے بوجہ
قرامطہ کے حاجیون کی آمد پھر بند ہوگئی اور ۳۳۹ھ مین خلیفہ منصور علوی والی
افریقیہ کے حکم و تحریک سے احمد بن ابو سعید سردار قرامطہ نے حجر اسود
کو مکہ معظمہ مین واپس کردیا ۳۴۲ھ سے پھر حج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ
عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیرون کے ساتھہ حجاج کا ایک
جم غفیر حج کرنے کو آیا - اتفاق سے دونون گروہون مین چل گئی نزاع یہ تھی کہ

عراق کے حجاج اور اسکے امیر کا منشا یہ تھا کہ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا جاے اور امیر حجاج مصر یہ چاہتا تھا کہ ابن اخشید والی مصر کا نام خطبہ مین داخل کیا جاے - اس واقعہ مین مصریون کو ہزیمت ہوئی خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا گیا - اس زمانہ سے حاجیون کی آمد و رفت پھر شروع ہوئی تا آنکہ ۳۴۸ھ مین بغداد اور مصر سے حاجیون کا بہت بڑا قافلہ آیا - عراقی قافلہ کا امیر محمد بن عبید اللہ تھا[1] . . . . . پس امیر قافلہ مصری نے اس درخواست کو منظور کر لیا چنانچہ محمد بن عبید اللہ بسر کے پاس آیا اور ابن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا - مصریون کو یہ امر ناگوار گذرا مگر اپنے امیر کے خلاف کوئی کارروائی نکر سکتے تھے مجبوراً خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور اخشیدی نے جو اسکا سردار تھا زجر و توبیخ کی اور گرفتار کر کے جیل مین ڈال دیا کہا جاتا ہے کہ کافور نے اسکو قتل کر ڈالا - اُدھر ابن بویہ نے محمد بن عبید اللہ سے اس مصالحت پر مواخذہ کیا - ۳۵۶ھ مین عراق کا قافلہ پھر حج کرنے کو آیا اس قافلہ کا سردار ابو احمد موسوی پدر شریف رضی تھا جو طالبیون کا نقیب تھا - اس سال بنو سلیم نے مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اسکے امیر کو مار ڈالا - ۳۵۷ھ مین سردار ابو احمد مذکور امیر حجاج ہو کر مکہ معظمہ آیا اور مکہ معظمہ مین بختیار بن معز الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا ان دنون سریر خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا - پھر ۳۶۳ھ مین قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑھا گیا پس جب احمد قرمطی مر گیا ابو الحسن قرمطی اور تاجدار دولت عبیدیہ سے باہم جھگڑا ہو گیا - ابو الحسن علم حکومت عبیدیہ کی مخالفت کا اعلان کر کے خلیفہ مطیع عباسی کا مطیع ہو گیا

[1] اصل کتاب مین یہ جگہ خالی ہے - مترجم

اور اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مطیع نے یہہ خبر پاکے سیاہ
پہ پہ سے روانہ کئے اور خوشنودی کا اظہار کیا بعد اسکے ابوالحسن نے
فوجین آراستہ کرکے دمشق پر چڑھائی کی جعفر بن فلاح سپہ سالار عبیدیین
اور ابوالحسن سے معرکہ ہوئی آخرکار ابوالحسن نے جعفر کو قتل کرکے دمشق پر
قبضہ کرلیا اور خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا بعد ازان مابین ابوالحسن اور
جعفر خالفت پیدا ہوئی خونریزی اور قتل و غارت سے دروازے کھل گئے
معزعلوی نے ایک شخص کو صلح کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولون
کی دیت (جیہا) اپنے خزانہ سے ادا کئے جانے کا حکم دیا۔ بعدان واقعات
کے ابوالحسن نے مصر مین وفات پائی اسکا بھائی عیسے بجاے اس کے
متمکن ہوا بعدہ ابوالفتوح حسن بن جعفر ۳۸۴ھ مین اسکا جانشین ہوا پھر جب
عضدالدولہ کی فوجین آئین تو حسن بن جعفر مدینہ منورہ بھاگ گیا اور جب عزیز کا رملہ
مین انتقال ہوا اور بنوابی طاہر اور بنو احمد بن ابی سعید مین مخالفت کی پھر گرم
بازاری ہوئی تو خلیفہ طایع کی جانب سے ایک امیر علوی مکہ معظمہ مین آیا
اور وہان پر اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ۳۸۶ھ مین عزیز نے مصر سے
بادیس بن زیری صنہاجی برادر بلکین والی افریقیہ کو امیر حجاج مقرر
کرکے روانہ کیا اس نے حرمین پر قبضہ کرلیا اور خطبہ و سکہ اسکے نام کا جاری
وقایم کیا۔ ان دنون عضدالدولہ عراق مین اپنے ابن عم بختیار کے جھگڑون
مین مصروف تھا اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہین آیا۔ بعد اسکے سال آیندہ
آیا اور ابواحمد موسوی نے عضدالدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا بعد ازان علم خلافت
عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے منقطع ہوگیا اور خلفاء مصر عبیدیہ کا ایک زمانہ
تک خطبہ قایم رہا ابوالفتوح کی شان و شوکت یوما فیوما بڑھتی گئی اور اسکی امارت

وحکومت کو مکہ معظمہ مین استحکام ہوتا گیا۔ ۳۹۶ھ مین خلیفہ قادر نے عراق کے حاجیون کو حج کرنے کی اجازت دینے کی تحریک کی ابوالفتوح نے اس تحریک کو باین شرط منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑہا جاے۔ حاکم نے یہ سنکے ابن جراح امیر طی کو حاجیون سے چھیڑ چھاڑ کرنے کو لکھہ بھیجا اس مرتبہ قافلہ حجاج کا امیر شریف رضی اور اسکا بھائی مرتضی تہا پس ابن جراح ان لوگون سے بملاطفت پیش آیا کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اس شرط سے کہ پھر دوبارہ نہ آئین۔ بعد اسکے ۳۹۷ھ مین حجاج عراق سے اصیغر ثعلبی نے جبوقت کہ جزیرہ پر قبضہ حاصل کیا تعرض کیا۔ اتفاق سے اس قافلہ مین دو قاری تہے انہون نے اسکو سمجہایا بوجہایا۔ پھر آئندہ سال خفاجہ کے دیہاتیون نے حجاج کے قافلہ پر تخت وتاراج کا ہاتہہ بڑہایا اور اُن غریبون کو لُوٹ لیا علی بن یزید امیر بنی اسد انکی تعاقب مین روانہ ہوا چنانچہ ۴۰۲ھ مین ان لوگون سے مڈبھیڑ ہوئی پھر سال آئندہ ان لوگون نے بھی حرکت کی۔ علی بن یزید نے دوبارہ انکا تعاقب کیا اور انکی اس جرات کی گوشمالی دی جس سے علی بن یزید کی بہت بڑی شہرت ہوئی اور اسکی قوم پر اسکی سرداری کا یہی قوی سبب ہوا۔ ۴۰۸ھ مین حاکم نے اپنے عمال کو ابوبکر و عمر سے تبرا کرنے کو لکہا۔ ابوالفتوح امیر مکہ نے اس سے انکار کیا اور اسیوجہ سے حاکم سے باغی ہوگیا اسکے وزیر ابوالقاسم مغربی نے خودمختاری حکومت کی ترغیب دی حاکم نے انکے باپ اور اعمام (چچاون) کو قتل کرڈالا چنانچہ ابوالفتوح نے اپنے نام کا خطبہ دیا الراشد باللہ کا لقب اختیار کیا اور سامان سفر درست کرکے شہر رملہ کی طرف بہ استدعا ابن جراح امیر طی بوجہ اس رنجش کے کہ مابین اسکے اور حاکم کے تہی کوچ کردیا۔ حاکم

حاکم نے یہہ خبر پاکے بنی جراح کو بہت سا مال
دے کے مالامال کردیا ان لوگون نے ابوالفتوح کے ساتھہ بدعہدی
کی اور اسکو حاکم کے حوالہ کردیا اسکا وزیر مغربی معہ ابن سباہ کے
دیار بکر سرزمین موصل بھاگ گیا اور تہامی رسے چلا گیا حاکم نے حرمین شریفین
کی رسد بند کردی - بعد چندے ابوالفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول
کرلی حاکم نے اسکی تقصیر معاف کردی اور امارت مکہ پھر بھیجدیا ان سنین
مین عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہین آیا تھا - ۴۱۲ھ مین اہل عراق
کے ساتھہ ابوالحسن محمد بن حسن افناسی فقیہ طالبین حج کرنے کو آیا - قبیلہ طی سے
بنو نبہان نے جنکا امیر حسان بن عدی تہا حاجیون کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ
کی - اہل قافلہ نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے بنو نبہان کو
ہزیمت دے کے اسکے امیر حسان کو مار ڈالا - اس سال مکہ مین ظاہر
بن حاکم کا خطبہ پڑہا گیا - ۴۱۳ھ کے موسم حج مین اہل مصر مین سے ایک شخص نے
حجر اسود پر ایک پتھر کا ٹکڑا کھینچ مارا جس سے حجر اسود مین گڑہا پڑ گیا یہ شخص اس
وقت کہتا جاتا تہا تو کب تک معبود بنا رہے گا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جائیگا
لوگ اسپر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا
اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور انکی خوب مرمت
کی - بعد ازان ۴۱۴ھ مین عراقی قافلہ کے ساتھہ نقیب بن افناسی امیر حج ہوکر
آیا - لیکن عرب کی لوٹ مار سے ڈر کر دمشق شام واپس گیا پھر آئندہ سال حج
کو آیا بعد ازان عراق کے حاجیون کا قافلہ حج کو نہ آیا تا آنکہ خلیفہ قایم عباسی نے
۴۲۲ھ مین بیعت خلافت لی اور یہ قصد کیا کہ حاجیون کا قافلہ روانہ کرنا چاہیئے
مگر بوجہ غلبہ عرب و انقراض حکومت بنی بویہ اسپر قادر نہوا - بعد اسکے مستنصر

بن ظاہر کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا بعدہ امیر ابوالفتوح حسن بن جعفر بن محمد بن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان سنہ ۴۳۰ھ مین اپنی حکومت کے چالیسوین برس انتقال کر گیا بعد اسکے امارت مکہ پر اسکا بیٹا شکر متمکن ہوا - اس سے اور اہل مدینہ سے چند وقائع پیش آے جسکے اثنا مین اس نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کر لیا اور حرمین شریفین کی زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لے لی اسکے عہد حکومت پر بنی سلیمان کی امارت سنہ ۴۳۰ھ مین مکہ معظمہ سے جاتی رہتی ہے اور ہواشم کا دور حکومت آجاتا ہے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائیگا -

اسی شکر کے نسبت بنو ہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاریہ بنت سرجان جو امرا راشیح سے تہا نکاح کیا تہا - یہ جنہان کو گون مین دور دور تک مشہور ہے اور چند حکایتین بہی نقل کی جاتی ہین جنکو وہ لوگ اپنے زمان کے اشعار سے مرصع کرتے ہین یہ لوگ اسکو شریف ابن ہاشم کے نام سے موسوم کرتے ہین -

ابن حزم کہتا ہے - کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ اخشیدیہ مین مکہ پر قبضہ کیا تہا بعد اسکے اسکے بیٹے عیسے بن جعفر اور ابوالفتوح اسکے بیٹے شکر بن ابوالفتوح نے حکمرانی کی بعد اسکی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا کیونکہ شکر کی کوئی اولاد نہ تہی اسوجہ سے حکومت مکہ پر اسکا ایک غلام مستولی ہو گیا تہا - انتہے کلام ابن حزم -

یہ ابوہاشم جسکی طرف جعفر منسوب کیا گیا وہ ابوالہواشم نہین ہے جسکا ذکر آیندہ آنے والا ہے کیونکہ یہ زمانہ اخشیدیہ مین تہا اور وہ عہد خلافت مستنصر مین اور ان دونون زمانون مین تقریبًا ایک سو سال کا فرق ہے -

# اخبار دولت ہواشم بنی حسن امرار مکہ تا زمانہ انقراض

یہ ہواشم اولاد سے ابوہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ ابی الکرام بن موسیٰ جون کے ہین - انکا نسب مشہور و معروف ہے جسکا ذکر اوپر بیان کیا گیا - ان ہواشم اور سلیمانیون مین بیحد نزاعات اور فتنہ ہوئے جس وقت شکر نے وفات پائی اس وقت بنی سلیمان کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا اس وجہ سے کہ اس نے کوئی یادگار سلسلہ نسل نہین چھوڑا تھا اسکے مرنے پر طبرا دبن احمد پیش پیش ہوگیا حالانکہ یہ خاندان امارت سے نہ تھا اسکی شجاعت و مردانگی کیوجہ سے لوگون نے اسکو اپنا سردار بنالیا ان دنون ہواشم کا سردار محمد بن جعفر بن ابوہاشم محمد تھا - اس نے ہواشم پر نہایت نیک نامی کے ساتھہ حکومت کی اسکی ذاتی خوبیون کے وجہ سے اسکا ہبت بڑا شہرہ ہوا - ۴۵۴ھ مین بعد انتقال شکر ہواشم اور بنی سلیمان مین لڑائی ہوئی ہواشم نے بنی سلیمان کو ہزیمت دیکے سرزمین حجاز سے نکال باہر کیا پس یہ لوگ یمن چلے گئے وہان پر انکی حکومت و ریاست تھی جیسا کہ آیندہ ذکر کیا جائے گا - اس واقعہ کے بعد محمد بن جعفر استقلال و استحکام کے ساتھہ مکہ معظمہ کی امارت کرنے لگا اور مستنصر عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا -

بعد ان واقعات کے ۴۵۶ھ سے پہر حاجیون کی آمد عراق سے بوجہ سلطان الپ ارسلان بن داؤد تاجدار سلجوقیہ شروع ہوگئی جس وقت کہ سلطان الپ ارسلان بغداد اور خلافت پر مستولی ہوگیا اور خلیفہ قایم نے سلطان الپ ارسلان سے اسکی درخواست کی پس اس نے نہایت سامان

(۱) ۴۵۶ھ

وزراس معاملہ مین صرف کیا اور عرب سے ضمانت لی چنانچہ ابوالغنایم نورالدین
صدی زینبی نقیب الطالبین لوگون کے ساتھہ حج کرنے مکہ معظمہ آیا۔ اور اگلے
سال بیت اللہ الحرام سے واپس ہوکر گیا۔

۴۵۸ھ مین امیر محمد بن جعفر نے عبیدیون کی اطاعت سے منحرف ہوکر علم
خلافت عباسیہ کا خطبہ پہنا شروع کیا اس وجہ سے مکہ معظمہ کی رسد جو مصر
سے آیا کرتی تھی بند ہوگئی اسپر اہل مکہ نے امیر محمد کو ملامت و نصیحت
کی تب امیر محمد پھر خلفاء عبیدیین کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا خلیفہ قایم نے
اس تبدیلی پر عتاب آمود خط تحریر کیا اور بہت سا مال وزر بنظر تالیف قلوب
بھیجا چنانچہ امیر محمد نے ۴۶۲ھ کے موسم حج مین دوبارہ خلیفہ قایم
کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ مستنصر علوی کو مصر مین معذرت کا خط روانہ کیا
بعد اسکے خلیفہ قایم نے ابوالغنایم زینبی کو ۴۶۳ھ مین عراقی قافلہ کا امیر
مقرر کرکے حج کرنے کو بھیجا۔ اس مرتبہ اسکے ساتھہ بہت بڑا لشکر تھا اور نیز
سلطان الپ ارسلان کیطرف سے امیر مکہ کے لئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی
خلعت بھی تھی۔ ابوالغنائم اور امیر محمد بن جعفر والی مکہ موسم مین مجتمع
ہوے اور حسب تحریک دربار خلافت امیر محمد نے یہ خطبہ دیا اور یہ کہا۔

"الحمد للہ الذی ھدانا الی اھل بیتہ بالرای المصیب وعوض"
"بیتہ بلبسۃ الشباب بعد لبسۃ المشیب واصال قلوبنا الی"
"الطاعۃ ومتابعۃ امام الجماعۃ۔"

خلیفہ مستنصر یہ خبر پاکے ہواشم سے بگڑ گیا اور سلیمانیون کیجانب
مائل ہوگیا۔ علی بن محمد صیمری کو جو اسکی دعوت خلافت کا یمن مین افسر اعلی تھا لکھہ
بھیجا کہ سلیمانیون کو جس طرح ہو پھر حکومت دیجائے۔ اور اس کام کے انجام

دینے کو اسکے ہمراہ مکہ روانہ ہوا چنانچہ صبیحی فوجین مرتب و طیار کرکے سلیمانیون کو
حکومت مکہ دلانے کو روانہ ہوا سفر و قیام کرتا ہوا ابہم پہنچا - سعید بن نجاح اول
جو بنی صبیح سے کسی زمانہ مین مغلوب ہوگیا تھا ہند سے آگیا اور صعار مین داخل
ہوکر لوٹ مار شروع کردی - صبیحی نے یہ خبر پاکے ستر آدمیون
سے اسکا پیچھا کیا اس وقت سعید کے ہمراہ پانچہزار سپاہی تھے مین سعید نے
اس سے مطلع ہوکر صبیحی پر حملہ کردیا اور مار ڈالا - اس واقعہ کے بعد امیر
محمد بن جعفر نے ترکی فوجون کو فراہم کرکے مدینہ منورہ پر دھاوا کیا اور نبی حسن
کو وہان سے نکالکے خود قابض اور متصرف ہوگیا - مدینہ منورہ پر قبضہ کرلینے
سے امیر محمد حرمین شریفین کا والی بن بیٹھا - اس اثنار مین خلیفہ قایم
عباسی نے انتقال کیا اسکے مرنے سے جو کچھہ دربار خلافت بغداد سے
مکہ معظمہ آتا تھا بند ہوگیا پس امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا
خطبہ پڑہنا بند کردیا - اگلے سال ابو لغنائم زینبی پہر حج کرنے کو آیا اور جسقدر
مال و زر دربار خلافت کی جانب سے امیر محمد کو دیا جاتا تھا کل کا کل ادا بیباق
کیا تب امیر محمد نے پہر عباسیہ کا خطبہ پڑہنا شروع کیا - بعد ازان
۴۷۰ھ مین خلیفہ مقتدی نے ایک ممبر بطرز جدید مکہ معظمہ روانہ کیا یہ ممبر لکڑی
کا تھا نقش و نگارون کا بنایا تھا اور سونے ہی سے اسپر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا
ہوا تھا - اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج خلع ترکی تھا یہ پہلا شخص ہے جو ترکون سے
امیر حج ہوکر مکہ معظمہ آیا تھا یہ کوفہ کا والی تھا - اس نے عرب کو بہت ستایا اور
اپنر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے - اتفاق سے مابین شیعہ اور اہل سنت
و جماعت کے جھگڑا ہوگیا - ممبر توڑکر جلادیا گیا مگر جون توں حج کے مناسک پورے
کئے گئے - پہر ۴۷۳ھ مین مابین شیعہ اور اہل سنت و جماعت آتش فتنہ و

فساد دوبارہ مشتعل ہوئی اور خلیفہ مستنصر کے نام کا خطبہ موقوف ہوکر خلیفہ مقتدی
کے نام کا خطبہ پڑہا جانے لگا - اس وقت سے حجاج کی امارت پر برابر خلع مامور
رہا بعد اسکے خمارتکین مقرر کیا گیا تا آنکہ سلطان ملک شاہ اور اس کے وزیر
نظام الملک نے وفات پائی پس خلفاء عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے منقطع
ہوگیا اور بوجہ اختلاف و نزاعات سلجوقیہ و غلبۂ عرب حجاج بھی عراق سے
نہ آنے لگے اتنے مین خلیفہ مقتدی تاجدار عباسیہ نے بغداد مین وفات
پائی بجاے اسکے اسکا بیٹا مستظہر سریر خلافت پر متمکن ہوا اور خلیفہ مستنصر علوی
والی مصر کا مصر مین بہ پیام اجل پہونچا بجاے اسکے اسکے بیٹے مستعلی کی
خلافت کی بیعت لی گئی[1] . . . . . اپنی امارت سے - اور یہہ وہی
شخص ہے جس نے مکہ معظمہ مین علم خلافت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کیا
تہا اور اسکا خطبہ پڑہا تہا اور اسی وجہ سے اسکی حکومت کی بنا پڑی تہی - گاہے
گاہے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہنا موقوف بہی کر دیتا تہا - بعد اسکے اسکا
بیٹا قاسم والی مکہ ہوا - اسکے زمانہ حکومت مین جید اضطرار پیدا ہوا مگر ہوزید
والی حلہ نے عراق سے حاجیون کا راستہ درست کر دیا جس سے اہل عراق ہر
سال حج کو آنے لگے ۵۱۲ھ مین نظر خادم منجانب خلیفہ مسترشد عراق کے
قافلہ کے ساتہہ حج کرنے کو آیا اور خلعت و مال و زر مرسلہ خلیفہ امیر مکہ تک
پہونچایا بعدہ قاسم بن محمد اپنی امارت کے تیس برس بعد ۵۱۹ھ مین انتقال
کر گیا اسکا زمانہ حکومت نہایت اضطراب اور مغلوبیت مین منقضی ہوا - اسکے
مرنے پر اسکا بیٹا ابو قلیبہ امارت مکہ پر متمکن ہوا - اس نے زمام حکومت اپنے
قبضہ اقتدار مین لیتے ہی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہنا شروع کر دیا

[1] اصل کتاب مین جگہ خالی ہے - مترجم

اور اسکے محاسن اور معدلت کی تعریف کرنے لگا۔ نظر خادم امیر حجاج قافلہ عراق کے ساتھ حج کو آیا خلعت اور مال وزر امیر مکہ کے دینے کو ہمراہ لایا بعد ازان ۵۲۶ھ مین ابو قلیبہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کرکے وفات پائی اس وقت تک خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا جاتا تہا اور قافلہ حجاج کی امارت پر نظر خادم تہا۔

بعد چندے خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے جھگڑے پیش آئے اور اسکا واقعہ قتل وقوع پذیر ہوا جس سے حاجیون کے قافلہ کی آمد بند ہوگئی۔ اسکے اگلے سال نظر خادم پھر امیر حجاج ہوکر قافلہ کے ساتھ آیا اسمار صبیحہ والیہ یمن نے قاسم بن ابو قلیبہ کے پاس سفارت بہیجی اور اس سے خلیفہ حافظ کے خطبہ موقوف کرنے کا وعدہ کیا اتفاق یہ کہ اسکی موت آگئی جس سے اللہ تعالے نے اسکے شر سے اسکو بچالیا۔ چونکہ ان سنین مین فتنہ اور فسادات آئے دن وقوع مین آتے رہے اور گرانی بہی بیحد تہی اس وجہ سے حاجیون کی عراق سے آمد بند ہوگئی۔ پھر ۵۴۴ھ مین نظر خادم امیر حج ہوکر عراق سے مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔ اثنار راہ مین راہی ملک عدم ہوگیا بجاے اسکے اسکا آزاد غلام قیماز امیر قافلہ ہوا۔ بادنشینان عرب نے یہ خبر سنکے قافلہ کو لوٹ لیا مگر سال آئندہ سے قیماز ہی امیر حج ہوکر قافلہ کے ساتھ آیا کیا اور مکہ معظمہ مین ۵۵۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جاتا رہا بعد اسکے خلیفہ مستنجد کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اسکے نام کا بہی خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا جیسا کہ اس کے باپ مقتفی کا خطبہ پڑہا جاتا تہا ۵۶۶ھ مین قاسم بن ابو قلیبہ مارڈالا گیا خلیفہ مستضی نے قافلہ حجاج عراق کے ساتھ طاشتکین ترکی کو امیر مقرر کرکے روانہ کیا۔ اس اثنار مین دولت عبیدیہ دور

حکومت مصر مین منقضی ہوگیا اور سلطان صلاح الدین بن نجم الدین ایوب مصر کی
حکومت پر مستولی ہوگیا پس اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دایرہ حکومت
مین داخل کرلیا اور حرمین مین خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑہا جانے لگا ۵۶۵ھ
مین خلیفہ مستضی نے وفات پائی اسکا بیٹا ناصر سریر خلافت پر متمکن ہوا اسکے
نام کا بھی خطبہ حرمین مین پڑہا گیا اسکی مان ۵۸۵ھ مین حج کرنے کو آئی۔ جب واپس
ہوکر دار الخلافت بغداد پہونچی تو خلیفہ ناصر سے وہ سب حالات بتلائے جو اسکو
زمانہ حج مین عیسے بن قاسم والی مکہ کے معلوم ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے
اسکو امارت مکہ سے معزول کرکے اسکے بھائی مکثر بن قاسم کو سند
امارت عطا کی یہ جلیل القدر شخص تھا۔ اس نے ۵۸۹ھ مین وفات پائی جس
سنہ مین کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تھا۔ اسکے بعد سے ہواشم
کی حکومت مین ضعف پیدا ہوگیا۔ ابو عزیز بن قتادہ عورتون کیطرف سے اس سے
نسبًا منسوب ہوتا تھا ان کے بعد انکا جانشین ہوا اور انکے ہاتھون سے
حکومت مکہ کو نکال لیا اور انکا دور حکومت منقضی ہوگیا والبقاء للہ۔

## اخبار حکومت بنی قتادہ

بنو قتادہ نے ہواشم کے بعد جنکا تذکرہ اوپر لکھا گیا ہے مکہ معظمہ پر حکومت
کی موسے جون کی اولاد سے جسکا ذکر بنی حسن کے ضمن مین ہوچکا ہے عبد اللہ
ابو الکرام نامی ایک شخص تھا جیسا کہ علماء نسب بیان کرتے ہین اسکے تین بیٹے
تھے سلیمان، زید اور احمد۔ انہین سے اسکی اولاد کا سلسلہ چلا۔ زید کی
اولاد آج کل صحرا مین نہر حسنہ پر ہین اور احمد کی اولاد ہنا مین۔ باقی رہا سلیمان
اسکے نسل سے مطاعن بن عبد الکریم بن یوسف بن عیسے بن سلیمان تھا۔

مطاعن کے دو بیٹے ادریس اور ثعلب ثعالبہ حجاز مین تھے - ادریس سے
دو لڑکے پیدا ہوئے ایک قتادہ نابغہ دوسرا صرخہ صرخہ سے ایک گروہ کا سلسلہ
چلا جو شکرہ کے نام سے معروف و مشہور ہین - قتادہ نابغہ کی کنیت
ابو عزیز تھی اسکے لڑکون سے علی اکبر اور اسکا حقیقی بھائی حسن تھا - حسن کے
چار لڑکے تھے ادریس، احمد، محمد اور جمان - امارت ینبع کی اسکے اعقاب مین
تھی - انمین مین سے اس وقت دو امیر اسکی امارت کرتے ہین جو ادریس
بن حسن بن ادریس کی اولاد سے ہین - اور ابو عزیز قتادہ نابغہ کی اولاد ان دنون
امرار مکہ معظمہ ہین بنو حسن اُن دنون جبکہ مکہ مین بنو ہاشم کی حکومت کا دور
تھا نہر علقمیہ وادی ینبع مین سکونت پذیر تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش
بادیہ نشین تھے پس جسوقت قتادہ اپنے خاندان مین نشو و نما پاکر سن شعور
کو پہونچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور ان مرتب و مسلح
کر کے حملہ کر دیا - وادی ینبع مین اس وقت بنو خراب جو کہ عبداللہ بن حسن بن
حسن کی اولاد سے تھے اور بنو عیسے ابن سلیمان بن موسی جون حکومت
کر رہے تھے پس ان سے اور بنو مطاعن مذکور سے معرکہ آرائی ہوئی اس
وقت بنو مطاعن کا امیر ابو عزیز قتادہ تھا چنانچہ ابو عزیز قتادہ نے امرار ینبع
کو ینبع سے نکال باہر کر کے ینبع اور صفرار پر قبضہ کر لیا - اور آہستہ آہستہ
اپنی فوج اور غلامون کو ضرورت کے موافق بڑہا لیا -

ابو عزیز قتادہ عہد خلافت خلیفہ مستنصر عباسی چھٹی صدی ہجری کے
وسط مین تھا اس وقت مکہ معظمہ کی زمام حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن
محمد بن موسی بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد کے قبضہ مین تھی جو کہ ہواشم
سے تھا اور مکثر بن عیسے بن قاسم انکا جانشین ہو گیا تھا جس نے کہ

کوہ ابوقبیس پر قلعہ تعمیر کرایا تھا اس نے ۵۸۵ھ مین وفات پائی۔ پس قتادہ نے فوجین آراستہ کرکے مکہ معظمہ پر چڑہائی کی اور اسکو اُنکے قبضہ سے نکال لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا اور تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا۔ اسکی حکومت کو حد درجہ کا استحکام و استقلال حاصل ہوا تمام اطراف یمن مین اسکی حکومت پھیل گئی

۶۰۳ھ مین وجہ السبع ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہوکر حج کرنے کو آیا مگر سنجوف عرب اثنا راہ سے بھاگ گیا قافلہ کو عرب نے لوٹ لیا ۶۰۸ھ مین ایک شخص حاجیان عراق سے شریف مکہ پر جو کہ قتادہ کے اعزہ سے تھا حملہ کرکے قتل کرڈالا شرفا مکہ نے امرا قافلہ پر اسکا الزام لگایا اور سبھون نے مجتمع ہوکر قافلہ پر حملہ کردیا اور انمین سے ایک گروہ کثیر کو قتل کرڈالا۔ بعد اسکے شرفا مکہ کے تالیف قلوب کی نظر سے دار الخلافت بغداد سے بہت سا مال و زر مکہ معظمہ روانہ کیا گیا قتادہ نے بھی اپنے لڑکون مین سے ایک لڑکے کو خلافت مآب کے راضی کرنے کو بغداد بھیجا چنانچہ فریقین کے قلوب صاف ہوگئے۔

۶۱۵ھ مین بعد خلیفہ ناصر تاجدار دولت عباسیہ عادل بن ایوب اور بعد ان دونون کے کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ مین پڑہا گیا تھا اور ۶۱۶ھ مین تاتاریون نے خروج کیا۔

قتادہ عادل تھا اسکے زمانہ مین نہایت امن و امان رہا اس نے خلفا اور ملوک مین سے کسی کے ساتھہ زیادتی اور سرکشی نہین کی۔ یہ کہا کرتا تھا کہ مین خلافت و امارت کا مستحق ہون۔ دار الخلافت بغداد سے مال و زر اور خلعت ہمیشہ اسکے لئے آیا کرتی تھی ایک بار خلیفہ ناصر نے اسکو بلا بھیجا

تھا۔ اس نے جواباً یہ چند اشعار لکھہ بھیجے۔

| | |
|---|---|
| ولی کف مفر غام اول ببسطها | واشری بها عزالوری رابیع |
| تظل ملوك الارض تلثم ظهرها | وفی بطنها المجد بین ربیع |
| اجعلها تحت الرحائم تبغی | خلاصالها انی اذا لو ضیع |
| وما انا الا المسك فی کل بقعة | یضوع واما عندکم فیضیع |

اسکا دائرہ حکومت بہت وسیع ہوا مکہ معظمہ، ینبع، اطراف یمن۔ بلاد نجد اور بعض اعمال مدینہ منورہ پر اسکی حکومت کا پہرہ کامیابی کی ہوا میں لہلہا رہا تھا۔ ۶۱۷ھ میں اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اسکے بیٹے حسن نے اسکو زہر دے دیا تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ حسن نے زہر نہیں دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو روپیہ دے کے ملا لیا تھا پس اسنے حسن کو رات کے وقت جبکہ قتادہ سو گیا تھا محلسرا میں بلا لیا حسن نے پہونچکے اپنے باپ قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور بجاے اسکے خود مکہ معظمہ پر حکمرانی کرنے لگا راجح بن ابو عزیز قتادہ کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ امیر حاج اقباش ترکی سے اس واقعہ کی شکایت کی اقباش ترکی نے انصاف اور تفتیش واقعہ کا وعدہ کیا حسن نے اس سے مطلع ہوکے مکہ معظمہ کے دروازے بند کرلئے اور اسکے چند امرا نے شہر سے نکلکے باب معلے کے قریب امیر اقباش سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی۔ ایک دوسرے سے گتھہ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ

---

لہ ترجمہ۔ میرا پنجہ شیر کا ہے کہ اسکے کھولنے سے میں لوگوں کو نوازتا ہوں اور اسکے عوض عزت دنیا کو خریدتا اور بیچتا ہوں۔

لہ بادشاہان جہان اسکے پنجہ کے پشت پر بوسہ دیتے ہیں اور اسکا پنجہ کا باطن قطار دہن کیلئے ربیع ہے

لہ کیا میں اسکو چکی کے نیچے دبا دوں پھر اسکی خلاصی کی کوشش کروں اگر ایسا کروں تو میں کیسا نہ ہوں۔

لہ میں وہ جگہ پر مشک کی طرح خوشبو کرتا ہوں مگر تمہارے نزدیک ذلیل ہوں۔

امیر اقیاش مارا گیا ان لوگون نے اسکے نعش کو مابین صفا و مروہ لے جاکے آویزان کر دیا۔ بعد اسکے ۶۲۰ھ مین مسعود بن کامل یمن سے مکہ آیا اور حج کیا بعد فراغ حج حسن سے صفا و مروہ کے میدان مین معرکہ آرائی کی اس واقعہ مین حسن کو ہزیمت ہوئی مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ دربار خلافت تک یہہ خبر پہونچی تو خلافت مآب نے مسعود سے اس پر بہت نیز ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ مین کئے تھے ناراضگی ظاہر فرمائی اور بیحد غصہ کیا۔ مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفرین خط لکھہ بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔

"مین تجھہ سے بری الذمہ ہون اے سخت دل تو نے بڑا غضب ڈھایا مجھے"

"قسم ہے کہ مجھے موقع ملگیا تو مین تیرا سیدھا ہاتھہ کاٹونگا تو نے بیشک"

"دین اور دنیا دونون کو پس پشت ڈال دیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

اس سے مسعود کی گرمی دماغ ذرا فرو ہوئی شرفاء مکہ کے خون بہا دیت ادا کئے۔ اس معرکہ مین اسکا ایک ہاتھہ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قتادہ بغرض داد خواہی بغداد کی طرف روانہ ہوا تن تنہا شام جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دار الخلافت بغداد مین داخل ہوا ترکون نے اسکی آمد کی خبر پاکے بعوض امیر اقیاش اسکے قتل کی فکر کی لیکن اہل بغداد نے ترکون کو اس فعل سے روکدیا۔ تا آنکہ ۶۲۲ھ مین اس نے بغداد ہی مین وفات پائی اور مشہد کاظم مین مدفون ہوا بعد ازان ۶۲۶ھ مین مسعود بن کامل مکہ معظمہ مین مر گیا اور معلی مین دفن کیا گیا۔ مکہ کی زمام حکومت اسکے سپہ سالار فخر الدین بن شیخ کے قبضہ مین رہی اور یمن کی امارت پر امیر الجیوش عمر بن علی بن رسول رہا۔

سنہ ۶۲۹ھ مین راجح بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجین لے کے مکہ معظمہ کا قصد کیا چنانچہ سنہ ۶۳۰ھ مین اس مقدس شہر کو فخر الدین بن شیخ کے قبضہ سے نکال لیا فخر الدین نے مصر مین جا کے دم لیا - بعدہ سنہ ۶۳۲ھ مین مصری فوجین بسرکردگی امیر جبریل مکہ معظمہ کی طرف بڑھین اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا - راجح یمن بھاگ گیا پھر عمر بن علی معہ اپنی فوج کے راجح کے ہمراہ اسکی کمک کو آیا - مصری فوجین مکہ معظمہ خالی کر کے بھاگ گین راجح نے مکہ معظمہ پہ کامیابی کے ساتھہ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ مین بعد خلیفہ مستنصر عباسی کے عمر بن علی کا نام پڑھا - اور جب تاتاریون نے عراق کو سنہ ۶۳۴ھ مین دبا لیا اور ان لوگون کی حکومت مستحکم ہو گئی اور یہ رفتہ رفتہ اربل تک پہونچ گئے تو خلیفہ مستنصر نے بوجہ جہاد حج بند کر دیا - اس بابت مستنصر نے علمار سے استفسار کیا تھا بعد اسکے سنہ ۶۴۳ھ مین خلیفہ مستعصم نے حاجیون کا قافلہ اپنی مان کے ساتھہ روانہ کیا اور کوفہ تک اسکی مشایعت کی - اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی نے شریف مکہ کو مارا راجح نے خلافت مآب کی خدمت مین اسکی شکایت کی - اس جرم کے پاداش مین اس ترکی کے ہاتھہ کاٹ ڈالے گئے اسکے بعد پھر حاجیونکی آمد بند گئی اور ایک زمانہ تک حج موقوف رہا - پھر موطی امام زیدیہ کی حکومت کا سکہ یمن مین چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ کے خطبہ موقوف کر دینے کا ارادہ کیا یہ امر مظفر بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار گزرا خلیفہ مستعصم نے اس سے مطلع کر کے حاجیون کے قافلہ روانہ کرنے کی ترغیب دی لیکن کچھہ کارگر نہوی اور موطی امام زیدیہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہو گیا

سنہ ۶۵۱ھ مین جمان بن حسین بن قتادہ دمشق مین ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ایوب کی خدمت مین ابو سعید کے خلاف فوجی امداد حاصل کرنے کو اس بنا پر گیا

کہ والی یمن کا ذکر مکہ معظمہ سے موقوف کر دیا جاے چنانچہ ناصر نے جمان کو فوجی مدد دی اور جمان مکہ معظمہ آیا ابو سعید نے مقابلہ کیا بالآخر ابو سعید حرم مین مارا گیا ساتھہ ہی اسکے جمان نے ناصر کے ساتھہ یہ عہد شکنی کی کہ بعد کامیابی والی یمن ہی کے نام کا خطبہ پڑہا۔

ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۶۵۳ھ مین مجھے جس وقت کہ مین سرزمین مغرب مین تہا یہ خبر پہونچی کہ راجح بن قتادہ مکہ آیا ہوا تہا یہ ایک معمر اور مسن شخص تہا اطراف یمن مقام سدین مین رہتا تہا پس اس نے مکہ مین پہنچکے جمان بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا جمان ینبع چلا گیا۔ پہر ابن سعید نے لکہا ہے کہ ۶۶۲ھ مین یہ خبر ملک مغرب مین پہونچی کہ حکومت مکہ کی مابین ابو نمی بن ابو سعید جسکو جمان نے امارت مکہ حاصل کرنے کی غرض سے مار ڈالا تہا اور غالب بن راجح جس نے جمان کو ینبع کی طرف نکال دیا تہا دائر و سایر ہے بعد ازان ابو نمی کے قدم حکومت مکہ پر جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابو سعید کے قاتلون کو ینبع کی جانب شہر بدر کر دیا جنکے نام ادریس، جمان اور محمد تہا۔ انمین سے ادریس نے تہوڑے دنون تک مکہ کی امارت کی تہی ان لوگون نے ینبع مین پہونچکے پہر اپنی حکومت کی بنا ڈالی چنانچہ اس وقت تک انکی پچہلی نسلین ینبع کی حکمران ہین۔

ابو نمی نے تقریباً پچاس برس تک مکہ معظمہ مین امارت کی آخری ساتوین صدی ہجری یا اسکے بعد مرگیا اور بوقت وفات تیس لڑکے چہوڑ گیا۔

## امارت بنی نمی

ابو نمی کے مرنے پر مکہ معظمہ کی زمام حکومت اسکے بیٹون رمیثہ اور

حمیضہ کے قبضہ اقتدار مین گئی اور یہ دونون بالاشتراک حکومت کرنے لگے۔ عطیفہ اور ابوالغیث نے رمثیہ اور حمیضہ سے دربارہ امارت مکہ معظمہ جھگڑا کیا۔ رمثیہ اور حمیضہ نے ان دونون عطیفہ اور ابوالغیث کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا اتفاق سے انھین دنون بیبرس جاشنگیر جو الملک الناصر کے ممالک محروسہ کا مصر مین شروع زمانہ حکومت سے منتظم و مدبر تھا مکہ آپہونچا اور اسنے عطیفہ اور ابوالغیث کو قید سے رہا کرکے کرسی حکومت پر بٹھادیا اور رمثیہ اور حمیضہ کو مصر بھیجدیا۔ سلطان نے ان دونون کو بھراہی اپنی فوج کے پھر امارت مکہ پر واپس کیا۔ عطیفہ اور ابوالغیث تو مکہ ہی مین تھے بعد چند کے آپسمین پھر لڑنے لگے۔ یہ لڑائیان جو غرض حصول امارت مکہ کا بین ان لوگون کے ہونا شروع ہوئی تھین ایک مدت تک ہوتی رہین اور کبھی بعد دیگرے برابر ہوتی گئین انھین لڑائیون کے اثنا مین ابوالغیث میدان مین مرگیا۔

بعد اسکے حمیضہ اور رمثیہ مین دربارہ امارت منازعت و مخالفت پیدا ہوئی رمثیہ ۷۱۵ھ مین الملک الناصر کی خدمت مین امرار شاہی اور عساکر سلطانی سے امداد طلب کرنے کو گیا حمیضہ یہ خبر پاکے کہ میری مخالفت پر شاہی امرار اور سلطانی فوجین آرہی ہین اہل مکہ کے مال و اسباب کو لوٹ کر بھاگ گیا مگر بعد واپسی عساکر سلطانی پھر مکہ آیا۔ دونون بھائیون نے باہم مصالحت کرلی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے۔ پھر عطیفہ نے ۷۱۸ھ مین رمثیہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور بغرض استمداد سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا چنانچہ شاہی امداد حاصل کرکے مکہ معظمہ پہونچا اور قبضہ کرلیا رمثیہ کو گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا مگر بعد چندے ۷۲۰ھ مین جس وقت کہ سلطان حج سے آرہا تھا رہا کردیا۔ رمثیہ تو سلطان کے ساتھہ مصر چلا آیا اور حمیضہ قرار کرگیا۔ تاآنکہ سلطان سے امن کی درخواست

کی سلطان نے امن دے دی۔ سلطان کے ساتھہ ایک گروہ حمیضہ کے خدام کا تھا وہ لوگ اسکے زمانہ بغاوت و مخالفت مین مصر سے اس کے پاس بھاگ آئے تھے۔ حمیضہ کے پاس پہونچے تو یہ معلوم ہوا کہ حمیضہ نے سلطان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ کے ہمراہ سلطانی دربار مین ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم لوگون کو سزائے موت دے دیگا۔ سبھون نے متفق ہوکے حمیضہ کو مار ڈالا اور سر اوتار کر سلطان کی خدمت مین لاے یہ خیال کرکے کہ سلطان ہم سے خوش ہوجاے گا۔ رمیثہ کو اس سے تنبہ ہوا۔ اپنے بھائیون کے قاتلون کو قتل کیا اور باقی جو شریک تھے ان سے درگزر کیا۔ بعدازان سلطان نے رمیثہ کو آزادی عنایت فرماکے اسکے بھائی عطیفہ کے ساتھہ امارت و حکومت مکہ معظمہ مین شریک کردیا۔ تھوڑے دنون بعد مین عطیفہ مرگیا اور رمیثہ استقلال کے ساتھہ مکہ معظمہ پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ بڑا ہوا بڈھا ہوا اور مرگیا

رمیثہ کے حالت حیات مین اسکے دو بیٹون ثقبہ اور عجلان نے برضامندی اس کے امارت مکہ باہم تقسیم کرلی تھی مگر پھر رمیثہ نے اس تقسیم کو الٹ پھیر کرنا چاہا ان دونون بھائیون نے اسکو منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتون پر اسکے ساتھہ قایم رہے۔ بعد چندے دونون بھائیون مین جھگڑا شروع ہوا ثقبہ مکہ چھوڑکر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ مین حکومت کرتا رہا پھر ثقبہ نے اپنی گزری ہوئی حالت درست کرکے عجلان کو مکہ معظمہ مین مغلوب کردیا۔ عجلان باوجود مغلوب ہونے کے ثقبہ کی مقاومت اور مقابلہ کرتا رہا تا آنکہ دونون بھائی ۷۵۶ھ مین لڑتے جھگڑتے مصر پہونچے حکمران مصر نے ان

سے عجلان کو مکہ کی سند حکومت عطا کی۔ ثقبہ ناراض ہو کر سرزمین حجاز چلا گیا اور وہین قیام کر دیا۔ زمانہ قیام حجاز مین کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا۔ عجلان آسے دن لڑائیون سے تنگ ہو کر ۶۶۲ھ مین بغرض استمداد مصر گیا اور وہان سے شاہی فوج لے کر ثقبہ کے مقابلہ پر آیا دونون بھائیون مین گھمسان لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ثقبہ مارا گیا اور اسکی فوج کا کچھ حصہ بھی اس معرکہ مین کام آگیا۔

عجلان اپنے زمانہ امارت مین عدل و انصاف کے راستہ پر نہایت سلامت روی سے چلا جا رہا تھا اُس ظلم اور زیادتی سے منزلون دور تھا جو اس کی قوم تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت اللہ الحرام کے ساتھ کیا کرتی تھی اس نے اپنے زمانہ امارت مین غلامون کا ٹکس جو حجاج پر تھا موقوف کر کے شاہی خزانہ سے انکی تنخواہین اور وظائف مقرر کرائے جو ایام حج مین ان کو ادا کئے جاتے تھے یہ امر سلطان مصر کی زندہ یادگارون اور حسنات سے تھا جسکی کوشش امیر عجلان نے کی تھی جزاہ اللہ خیراً اسی عدل وداد اور رفاہ مسلمین پر عجلان قایم رہا یہانتک کہ ۶۶۶ھ مین انتقال کیا۔

عجلان کی وفات پر اسکا بیٹا احمد بجاے اسکے متمکن ہوا۔ احمد اپنے باپ عجلان ہی کے حالت حیات سے امور سیاست کا انصرام و انتظام کر رہا تھا اور حکومت مین اسکا شریک تھا عجلان کے مرنے پر وہی مراسم عدل و انصاف احمد نے قایم و جاری رکھے جو اسکے باپ کے عہد حکومت مین تھے تمام عالم مین اسکے عدل و داد اور حق پسندی کا شہرہ ہو گیا حجاج اور مجاورین بیت اللہ الحرام اس کی تعریف و توصیف کرنے لگے الملک الظاہر ابو سعید برقوق والی مصر نے اسکے محاسن کے تذکرہ سنکے اپنی طرف

سے اسکو سند حکومت عطا کی جیسا کہ اسکے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور حسب دستور قدیم خلعت بھی بھیجی۔

امیر احمد کے قید خانہ مین اسکے اعزہ و اقارب کا ایک گروہ مقید تہا از انجملہ اسکا بہائی محمد اور محمد بن تقبہ اور عنان بن مغامس (یہ احمد کا چچا تہا) وغیرہم تہے احمد کے انتقال ہو جانے پر یہ لوگ قید خانہ سے نکل بہاگے محمد بن عجلان نے اس تغیر کا احساس کر کے اسیوقت زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی اور بحکمت عملی ان سبہون کو واپس بلا لیا صرف عنان بن مغامس سرگردان و حیران مصر پہنچا اور سلطان مصر سے بمقابلہ محمد و کبیش امداد طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے اس کی کمک پر ایک فوج متعین کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتھہ حالات اصلی اور واقعات حقیقی دریافت کرنے کو اسکو روانہ کیا اتفاق یہ کہ فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ انکے ساتھہ ہو لیا تہا۔ پس جس وقت محل جس پر غلاف کعبہ تہا مکہ معظمہ کے قریب پہونچا اور محمد اسکے لیے کو مکہ معظمہ سے باہر آیا اور حسب عادت قدیمہ اسکے بوسہ دینے کو محمد بڑہا باطنیون نے دفعۃ وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر آرہا اور محمل معہ قافلہ حجاج مکہ معظمہ مین داخل ہوا امیر حج نے عنان بن مغامس کو امارت مکہ پر مامور کیا۔ کبیش اور اسکے ہواخواہ بہاگ کر جدہ پہونچے۔ پہر جب زمانہ حج منقضی ہو گیا اور قافلہ حاجیون کا واپس ہو کر چلا تو کبیش نے لشکر آراستہ کر کے معہ اپنے ہمراہیون کے مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا اور چارون طرف سے اسپر محاصرہ ڈالدیا۔ عنان بن مغامس اور کبیش مین متعدد لڑائیان ہوئین۔ انہین لڑائیون مین سے کسی لڑائی مین کبیش مارا گیا علی بن عجلان اور اسکا بہائی حسن فریادی صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر

والی مصر کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ الملک الظاہر نے یہ خیال کرکے کہ مادہ
فتنہ و فساد اس وقت تک منقطع نہوگا جب تک ان کو بھی حکومت مکہ مین حصہ نہ دیا
جاے ۷۹۷ھ مین ان کو بھی سند حکومت عطا کی اور عنان بن مغامس کے
ساتھہ امارت مین شریک رہنے کا حکم دیا چنانچہ علی وحسن امیر قافلہ حج
کے ساتھہ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جس وقت مکہ معظمہ کے قریب
قافلہ پہونچا عنان حسب دستور امیر حج کے استقبال کو آیا لیکن یہہ خبر
پاکے کہ اسی قافلہ مین علی وحسن بھی ہین اثناء راہ سے بھاگ گیا علی نے
مکہ مین داخل ہوکر زمام حکومت مکہ اپنے قبضہ اقتدار مین لے لی اور استقلال
واستحکام کے ساتھہ حکومت کرنے لگا۔ پھر جب ایام حج منقضی ہوگئے اور حاجیون
کا قافلہ لوٹ کھڑا ہوا تو عنان معہ اپنے بنو عم مبارک اور ایک گروہ شرفاء
عرب کے مکہ پر حملہ آور ہوا اور پہونچتے ہی علی کا مکہ معظمہ مین محاصرہ کرلیا
امارت وریاست کی بابت جھگڑے ہونے لگے پھر خود بخود یہہ جھگڑے
موقوف ہوگئے بعد چندے پھر وہی لیل ونہار آگئے اور لڑائی کی چھیڑ چھاڑ
شروع ہوگئی۔ اسی حالت سے اس وقت تک یہہ لوگ چلے آئے
۷۹۴ھ مین ان لوگون کا ایک وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان کی خدمت مین مصر
پہونچا۔ سلطان نے علی کو بالانفراد سند حکومت عطا کی خلعت اور جایزے
دئے۔ فوجین اور خدام عنایت فرماے اور عنان بن مغامس کو اپنے
دربار مین رکھہ لیا۔ حسب رتبہ اسکی تنخواہ مقرر کی اور اپنے ارکین دولت
مین شامل کرلیا اسکے چند دنون بعد سلطان تک یہہ خبر پہنچی کہ
عنان بن مغامس کے دماغ مین پھر امارت مکہ کی ہوا سمائی ہے اور امیر
مکہ علی بن عجلان سے دربارہ امارت لڑنے کی غرض سے حجاز کی طرف

(جون ۷۰ء ۱۹ء ۳)

چھپکر چلے جانے کا ارادہ رکھتا ہے سلطان نے اسکو گرفتار کر کے
جیل مین ڈالدیا - علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی اُن
شرفاء مکہ کو جو عنان کے ہوا خواہ اور ہمدرد تھے گرفتار کر لیا پھر انکو
براہ احسان رہا کر دیا - اُن احسان فراموشون اور محسن کشون نے امارت
کی بابت پھر جھگڑا شروع کر دیا اور علی بن عجلان کے ساتھہ اسوقت
تک لڑ جھگڑ رہے ہین واللہ متولی الامور الاب علیہ

## اخبار حکومت بنی مہنی امراء مدینہ منورہ از بنی حسین

مدینہ منورہ مین انصار اوس و خزرج کا شہر ہے جیسا کہ مشہور و معروف
بعد ازان تمام عالم مین جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجین بڑے
بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتون کو ٹکرا رہی تھین پھیل گئے اور مدینہ منورہ
سے انکی حکومت و سرداری جاتی رہی کوئی شخص انمین کا باقی نرہا
سوائے معدودے چند طالبیون کے -

ابن حصین نے اپنے ذیل مین جو اس نے طبری پر لکھا ہے تحریر کیا ہے
کہ مین چوتھی صدی مین مدینہ منورہ گیا تھا اس وقت مدینہ منورہ مین خلیفہ مقتدر
عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پھر لکھتا ہے کہ اس شہر پر خلفاء
عباسیہ کے گورنر برابر حکمرانی کرنے کو آتے جاتے رہے اور
اور اصل مین زمام حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ اقتدار مین
تھی تا آنکہ بنی جعفر کو بنی حسین سے نکال دیا پس ان لوگون نے مابین
مکہ و مدینہ منورہ سکونت اختیار کی پھر ان کو بنو حرب نے زبید سے
قرمی اور حصون کی جانب جلاء وطن کر کے صعید تک پہنچا دیا چنانچہ

اس وقت تک یہ وہان پر موجود ہین بنی حسین مدینہ ہی مین رہ گئے یہان تک کہ ظاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے قبضہ سے مدینہ منورہ کو نکال لیا۔

کتب تواریخ مین ہے کہ ظاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبداللہ بن ظاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا شیعہ کے نزدیک یہہ حجۃ اللہ بن عبیداللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے موسوم تھا اور یہہ مسلم جسکا ذکر اوپر ہوچکا کافور کا دوست تھا جو اخشیدیہ مصر پر متغلب تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام و انصرام کرتا تھا اس زمانہ مین اس سے زیادہ جیہ کوئی شخص نہتھا پس جس وقت عبیدیونکا پرچم اقبال مصر پر لہرانے لگا اور معز لدین اللہ علوی نے افریقیہ سے مصر مین آکر قاہرہ مین قیام کیا یہہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے اور معز نے اس مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے عقد کرنے کی درخواست کی مسلم نے انکاری جواب دیا اسپر معز نے ناراض ہوکر مسلم کا مال و اسباب ضبط کرلیا اور گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا تا آنکہ مسلم بحالت قید مرگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلم قید خانہ سے بھاگ گیا تھا اور زمانہ فراری مین اس نے وفات پائی بعد اسکے اسکا بیٹا ظاہر مدینہ منورہ گیا۔ بنو حسین نے اسکو اپنا سردار بنالیا چنانچہ دو برس تک استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرکے ۳۸۱ھ مین مرگیا بجاے اسکے اسکا بیٹا حسن حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔

عتبی مورخ دولت بنی سبکتگین کی کتاب مین ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص مدینہ منورہ کا حکمران ہوا تھا وہ اسکا داماد اور اسکے چچا کا بیٹا داود بن قاسم

بن عبید اللہ بن ظاہر تھا۔ اسکی کنیت ابو علی تھی۔ اس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ بعد ظاہر کے حکمرانی کی تھی نہ کہ ظاہر کے بیٹے حسن نے۔ تا آنکہ ابو علی نے وفات پائی تب بجاے اسکے ہانی اسکا بیٹا پھر اسکا بیٹا مہنی یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے حسن بن ظاہر سلطان محمود بن سبکتگین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہین ٹھیرا رہا۔

میرے نزدیک یہہ روایت غلط ہے کیونکہ میسمی مورخ دولت عبیدیین نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اسکے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سنہ مین تحریر کیا ہے جس سنہ مین کہ ابھی ہم سے بیان کیا میسمی نے لکھا ہے کہ ۳۸۳ھ مین مدینہ منورہ کا حکمران حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا

میسمی بہ نسبت مصنف کے حالات مدینہ منورہ اور مصر سے زیادہ واقف تھا اس وقت امراء مدینہ منورہ اپنے کو داؤد کی طرف غلطی منسوب کرتے ہین کہتے ہین کہ داؤد عراق سے آیا تھا غالبًا اسکی تعلیم ان کو اس شخص سے ہوئی ہوگی جسکو تاریخ سے معلوم ہوگا۔ مورخ حماۃ جمانپرانی کے مورثون کو منسوب کرتا ہے تو ان کو ابو داؤد کی طرف غلطی منسوب کرتا ہے واللہ اعلم

ابو سعید نے لکھا ہے کہ ۳۹۰ھ مین ابو الفتوح حسن بن جعفر ابن حمکر نے جو بنی سلیمان سے تھا بحکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور امارت بنی مہنی کی جو کہ بنی حسین سے تھے مدینہ منورہ سے زائل اور معدوم کر دی اس نے جسد نبوی کو مدینہ منورہ سے رات کیوقت مصر لے جانے کا قصد کیا تھا۔ اس رات کو اس قدر تیز ہوا چلی کہ جس سے فضاء آسمان تاریک ہوگیا قریب تھا کہ بڑے بڑے مکانات اور تناور درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ابو الفتوح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور بعجلت تمام مکہ معظمہ کیجانب

مراجعت کردی۔ بنو مہنی بھی مدینہ منورہ واپس آئے۔

مورخ حماۃ نے ان کے امرا مین سے منصور بن عمار کو ذکر کیا ہے مگر کسیکی جانب نسبًا منسوب نہین کیا۔ لکھتا ہے کہ ۴۹۷ھ مین اس نے وفات پائی تھی بعد اس کے اسکا بیٹا حکمران ہوا اور یہہ سب مہنی کی اولاد سے تھے۔ نیز امہنین مین سے قاسم بن مہنی بن حسین بن مہنی بن داود کا تذکرہ لکھا ہے اسکی کنیت ابو فلیتہ تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ہمراہ جہاد انطاکیہ مین گیا تھا اور ۵۸۵ھ مین اسکو مفتوح کیا تھا۔

زنجاری مورخ حجاز نے لکھا ہے جیسا کہ اس سے ابن سعید نے بوقت تذکرہ ملوک مدینہ جو اولاد سے حسین ابن علی کے تھے روایت کی ہے لکھتا ہے کہ بوجہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے ان لوگون مین سے قابل ذکر قاسم بن جماز بن قاسم بن مہنی ہے اسکو خلیفہ مستضی نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی پچیس برس تک حکمرانی کرتا رہا ۵۸۳ھ مین وفات پائی بجاے اسکے سالم ابن قاسم اسکا بیٹا حکمران ہوا یہہ شاعر تھا اس سے اور ابو عزیز قتادہ والی مکہ سے ۶۰۱ھ مقام بدر مین لڑائی ہوئی تھی۔ ابو عزیز نے مکہ سے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی تھی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا ایک مدت تک نہایت سختی سے حصار کئے رہا پھر محاصرہ اٹھا کے چلا آیا اس اثنار مین سالم کی کمک پر بنی لام جو کہ بطون ہمدان سے ہین آگئے پھر کیا تھا سالم نے ابو عزیز کا تعاقب کیا اور مقام بدر مین جا کے ابو عزیز کو گھیر لیا۔ فریقین مین گھمسان لڑائی ہوئی جانبین کے ہزارہا آدمی کام آگئے ابو عزیز شکست کھا کے مکہ کیجانب بھاگا۔ پھر اسی سنہ ۶۰۱ھ مین معظم عیسے بن عادل آگیا اس نے پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچہ قایم کئے

دمدمے اور دُھس بند ہوائے سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اسکے ہمراہ تھا
کسی وجہ سے ان لوگون نے مراجعت کی اثنار راہ مین مدینہ منورہ پہنچنے سے
پہلے سالم انتقال کرگیا - تب اسکا بیٹا شیخہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا - سالم نے
اپنے زمانہ حکمرانی مین ترکمانون کی ایک فوج تیار کی تھی - جماز بن شیخہ نے اسکو
مرتب کرکے قتادہ پر چڑھائی کردی اور بزور تیغ مکہ پر قبضہ کرلیا - ابوعزیز قتادہ
ینبع بھاگ گیا اور وہان پر جاکے قلعہ نشین ہوگیا - ۶۴۷ھ مین شیخہ والی مدینہ مارا
گیا بجاے اسکے اسکا بیٹا عیسے متمکن ہوا بعدازان اسکے بھائی جماز نے
اسکو ۶۴۹ھ مین گرفتار کرکے جیل مین ڈالدیا اور بجاے اسکے خود حکمرانی کرنے
لگا - ابن سعید لکھتا ہے کہ ۶۵۰ھ مین ابوالحسن بن شیخہ بن سالم مدینہ منورہ
کا حکمران تھا - علاوہ اسکے اور مورخین لکھتے ہین کہ ۶۵۳ھ مین ابومالک علیف
بن شیخہ مدینہ منورہ کی حکومت پر تھا - ۶۵۵ھ مین اس نے وفات پائی بجاے
اسکے جماز اسکا بھائی حکمران ہوا - اس نے بہت بڑی عمر پائی - ۷۰۴ھ مین
اسکا انتقال ہوا - بعد اسکے منصور اسکا بیٹا حکمرانی کرنے لگا اسکا دوسرا
بیٹا مقبل نامی شام چلاگیا اور بطور وفد مصر مین بیبرس کی خدمت مین حاضر ہوا بیبرس
نے منصور کے نصف مقبوضہ بلاد کی حکومت مقبل کو عطا کی پس مقبل بحالت غفلت
مدینہ منورہ مین داخل ہوا اس وقت مدینہ منورہ مین منصور کا بیٹا ابوکبیشہ تھا ابوکبیشہ
اور منصور سے کچھ بن پڑی شہر چھوڑکر بھاگ کھڑے ہوے مقبل نے کامیابی
کے ساتھہ شہر پر قبضہ کرلیا - ابوکبیشہ بحال پریشان قبائل عرب مین چلاگیا اور
ان لوگون سے ایک فوج مرتب کرکے ۷۰۹ھ مین مدینہ منورہ کیجانب مراجعت
کی مقبل سے اور ابوکبیشہ سے لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ مقبل مارا گیا اور منصور مظفر
ومنصور اپنے دارالامارت مین داخل ہوا - مقبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تھا اسکو بعض

مقبوضات جو اسکے باپ کے تھے مرحمت کئے گئے پس یہ عرب کے
ساتھ وہان جاکے قیام پذیر ہوا اور درپردہ اپنے چچا منصور کی مخالفت کرتا
رہا - اتنے مین ماجد بن منصور اور ابوعزیز قتادہ والی ینبع ۱۱۷۱ھ مین اسی ماجد
کی وجہ سے لڑائی ہوئی بعد ازان ماجد بن مقبل ۱۱۷۲ھ مین اپنے چچا منصور سے
جنگ کرنے کو مدینہ منورہ آیا منصور نے سلطان سے امداد طلب کی چنانچہ
شاہی لشکر اسکی کمک پر آیا اس وقت ماجد بن مقبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے
تھا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی آخرکار ماجد شکست کھاکے بھاگ کھڑا ہوا
اور منصور مدستور اپنی امارت پر قایم رہا تا آنکہ ۱۱۷۵ھ مین مرگیا اور اسکا بیٹا
لبیش بن منصور امارت کرنے لگا - اسکا زمانہ حکومت بھی طول طویل ہوا -
ودی بن حمازسے اور اس سے دربارہ امارت جھگڑا ہوا ودی ایک مدت
تک اسکا محاصرہ کئے رہا بعد ازان طفیل حکمران ہوا - ۱۲۵۱ھ مین طاہر نے
گرفتار کرلیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی ۱۲۸۳ھ مین عطیہ مرگیا تو طفیل کو سند
حکومت مرحمت ہوئی بعد چندے قید کرلیا گیا اور حمازبن ہبۃ اللہ بن حمازبن منصور
کو امارت دی گئی غرض سلاطین ترک جو مصر مین حکمرانی کررہے تھے مدینہ
منورہ کی حکومت کو انہین دو خاندانون مین سے کسی کو منتخب کرکے تھے
بجزان دو خاندانون کے مدینہ منورہ کی امارت کے لئے کسی دوسرے
خاندان سے کسی کو منتخب نہین کرتے تھے - اندنون مدینہ منورہ کی زمام
حکومت حمازبن ہبۃ اللہ بن حماز کے ہاتھ مین تھی اور اسکا ابن عم ..... [1]
ابن محمد بن عطیہ امارت کی بابت جھگڑ رہا تھا کیونکہ ان دونون مین ایک مدت
دراز سے جھگڑا چلا آرہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو ایک

[1] اصل کتاب مین اس مقام پر کچھ نہین لکھا - مترجم

شاخ رافضیونکی ہے یہ لوگ ایمہ اثنا عشر کے قایل تھے اور اُن کل اعتقادات کے معتقد تھے جو امامیہ کے ہین واللہ یخلق مایشاء ویختار۔

یہہ آخری حالات امراء مدینہ کے ہین اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہین الا واللہ المقدر لجمیع الامور سبحانہ لا الہ الا ھو

## اخبار دولت بنی رسی ایمہ زیدیہ حکمرانان صعدہ

محمد بن ابراہیم ملقب بہ طباطبا بن اسمعیل بن ابراہیم بن حسن داعی کے حالات اور زمانہ خلافت مامون مین اسکے ظہور کے واقعات اور ابوالسرایا کا اسکی بیعت کرنی اور تبلیغ کی کیفیات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ پس جب یہہ اور نیز ابوالسرایا مرگیا تو انکا کارخانہ درہم برہم ہوگیا۔ خلیفہ مامون نے اسکے بھائی قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبا کو گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم بخوف جان سندہ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی مین ۲۴۵ھ مین مرگیا۔ اس کے مرنے پر اسکا بیٹا حسن یمن واپس آیا۔ مقام صعدہ بلاد یمن کے ایمہ اسی کے نسل سے تھے اسی کی آئندہ نسلون نے زیدیہ کی ایک حکومت مقام مذکور مین قایم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔

صعدہ ایک پہاڑ ہے جو صنعاء کے شرق مین واقع ہے اس مین متعدد قلعات تھے جسمین صعدہ، قلعہ تلا اور جبل مطا بہ زیادہ مشہور و معروف تھے یہ سب بنی رسی کے مقبوضات سے شمار کیے جاتے تھے۔

سب کے پہلے جس نے انمین سے صعدہ مین خروج کیا تھا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی تھا اس نے صعدہ مین اپنی خود مختاری حکومت کا اعلان کیا اور "ہادی" کے لقب سے مخاطب ہوا ۲۸۸ھ زمانہ حیات اسکے باپ حسین

مین اسکی حکومت وسلطنت کی بیعت لیگئی تھی - بعد بیعت لینے کے اس نے
اپنے ہوا خواہون کی فوجین فراہم کین اور ابراہیم بن یعفر سے معرکہ آرا ہوا
چنانچہ صنعا اور بحرین کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اپنے نام کا سکہ مشتہر کرایا
پھر بعد چندے بنو یعفر نے صنعا وغیرہ کو یحیے سے چھین لیا یحیے شکست کھا
کے صعدہ واپس آیا اور ۲۹۳ھ مین اپنی حکومت کے دس سال پورے کرکے
رہگرائے ملک جاودانی ہوا - ایسا ہی ابن جارے نے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے
کہ دربارہ حلال وحرام اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اسکے سوا اور مورخین
لکھتے ہین کہ یہہ بہت بڑا مجتہد احکام شرعیہ کا تھا - علم فقہ مین اسکی عجیب
وغریب ابحاث ہین اسکی تصانیف شیعہ مین معروف ہے -

صولی کہتا ہے کہ بعد اسکے اسکا بیٹا مرتضے احکمرانی کرنے لگا - اس کا زمانہ
نہایت پرآشوب گزرا باین ہمہ چھبیس برس حکومت کی - ۳۳۳ھ مین وفات پائی
بجائے اسکے اسکا بھائی الناصر احمد حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا - فتنہ وبغاوت
کا بازار سرد ہوگیا - ملک مین امن وامان کی منادی پھر گئی - اسکے بعد
اسکے بیٹے حسین منتخب نے عباسے حکمرانی کو زیب تن کیا ۳۴۶ھ مین اسنے
انتقال کیا تب بجائے اسکے قاسم مختار اسکا بھائی حکمران ہوا تا آنکہ
ابوالقاسم ضحاک ہمدانی نے ۳۴۷ھ مین اسکی زندگانی کا اپنے تیغ آبدار
سے خاتمہ کردیا -

صولی کہتا ہے کہ بنی ناصر سے رشید اور منتخب تھا اس نے ۳۲۴ھ
مین وفات پائی ابن حزم جہان پہ ابوالقاسم رسی کی اولاد کا تذکرہ لکھتا ہے
تحریر کرتا ہے کہ انمین سے وہ لوگ ہین جو صعدہ سرزمین یمن مین حکمرانی
کر رہے تھے - انکا پہلا حکمران یحیے ہادی گزرا ہے علم فقہ مین اسکو

جون ۱۹۰۷ء (۱۳)

بیطرفی حاصل تھا میں نے دیکھا ہے کہ اہل سنت وجماعت سے یہ بہت دور نہیں گیا۔ اسکے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے۔ انہیں میں سے بعد اسکے جعفر رشید بعدہ اسکا بھائی قاسم مختار پھر حسن منتخب اور محمد مہدی حسب ترتیب مذکور حکمران ہوئے پھر لکھتا ہے کہ یمامی جس نے ۳۴۳ھ میں ماردہ کی حکومت کی بنا ڈالی تھی وہ عبداللہ بن احمد نامہ برادر رشید و مختار و منتخب اور مہدی تھا۔ ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگوں کی امامت اور حکومت کا سلسلہ برابر صعدہ میں ایک مدت تک جاری و قایم رہا تا آنکہ ان لوگوں میں باہم مخالفت پیدا ہوئی اور سلیمانیوں نے جبکہ ان کو ہواشم نے مکہ سے نکال باہر کیا صعدہ میں پہونچکر ان لوگوں کو مغلوب کیا اور ان کی حکومت و دولت کے سلسلہ کو چھٹی صدی ہجری میں ختم کر دیا۔

ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان میں سے جس وقت کہ یہ لکھ معظمہ سے اپنی کامیاب نکالے گئے تھے۔ حمد بن حمزہ بن سلیمان ایک سر برآوردہ شخص تھا اسکو اہل زبید نے جس زمانہ میں علی بن مہدی حسار جی انکا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی امداد کو بلایا۔ ان دنوں زبید میں فاتک بن محمد نجاحی حکمرانی کر رہا تھا احمد بن حمزہ نے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو موجود ہوں بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو۔ چنانچہ اہل زبید نے غریب فاتک کو ۵۰۳ھ میں مار کر اپنی حکومت کی زمام احمد بن حمزہ کے قبضہ میں دے دی لیکن احمد بن حمزہ سے کچھ بن نہ پڑی علی بن مہدی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ زبید سے بھاگ کھڑا ہوا۔ علی بن مہدی نے زبید پر قبضہ کر لیا ابن سعید ہی کا بیان ہے کہ عیسے بن حمزہ برادر احمد بن حمزہ معہ اپنے خاندان کے یمن میں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔[1]

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

اور انہین مین سے غانم بن یحیےٰ تھا۔ بعد اسکے بنی سلیمان کی حکومت تہامہ، جبال اور یمن سے بنی مہدی کی بدولت جاتی رہی بعدہ بنی ایوب نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کر کے بنی مہدی کو مغلوب کر دیا۔ مگر آخر کار اسکی حکومت پر منصور عبداللہ ابن احمد بن حمزہ متمکن ہوا۔ ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے صعدہ کی حکومت اپنے باپ سے حاصل کی تھی خلیفہ ناصر عباسی تاجدار خلافت بغداد کے ساتھ یہ اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا اور اپنے ایلچیون کو دیلم اور جیلان (گیلان) کیجانب بھیجتا تھا یہانتک کہ ان بلاد کے رہنے والون نے اسکی امامت و ریاست کو تسلیم کیا اور اسکے نام کا خطبہ پڑہنے لگے اور اسیکے طرف سے ان بلاد پر عمال مقرر کئے جانے لگے۔ خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو بیحد روپے دیئے اور ان کے ملانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہوا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۵۹۱ھ مین منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ نے جن دنون صعدہ مین زیدیہ کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا ایک عظیم فوج مرتب کی اور یمن پر حملہ آور ہوا معز بن سیف الاسلام طغتکین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا مگر سوائے مقابلہ کے چارہ کار ہی کیا تھا فوجین آراستہ کر کے منصور عبداللہ کے مقابلہ کرنے کو بڑہا۔ دونون فریق مین گھمسان لڑائی ہوئی۔ کبیت معز کے ہاتھ رہا منصور عبداللہ شکست کہا کے بھاگا بعد ازان دوبارہ ۶۱۲ھ مین ہمدان اور خولان کی فوجین مجتمع کر کے یمن کی طرف بڑہا۔ تمام ملک یمن مین زلزلہ سا پڑ گیا مسعود بن کامل جو اسوقت والی یمن تھا بیحد خائف ہوا کردون اور ترکون کی فوج اسکے رکاب مین تھی امیر الجیوش عمر بن رسول نے رائے دی کہ قبل اسکے منصور عبداللہ کسی قلعہ پر قابض ہو جائے جنگ چھیڑ دینا چاہیئے مسعود نے اس رائے کے مطابق لڑائی چھیڑ دی۔ چونکہ لڑائی شروع

ہونے سے پیشتر منصور کے بھائیوں میں باہم نزاع شروع ہوگئی تھی منصور کو ہزیمت ہوئی۔

منصور نے بہت بڑی عمر پاکے ۶۳۰ھ میں وفات پائی۔ ایک بیٹا احمد تاجی یادگار چھوڑا۔ زیدیہ نے اسکو اپنا امیر بنایا مگر اسکی امامت کا خطبہ مسن ہونے اور شرائط امامت پورے ہونے کے انتظار میں نہ پڑھا ۶۴۵ھ میں زیدیہ کے ایک گروہ نے احمد موطی (جو یادگار اسلاف رسی تھا) کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ احمد بیٹا تھا حسین کا نسل سے تھا ہادی کے جسوقت بنو سلیمان نے بنو ہادی کو صعدہ کی کرسی امامت سے اوتار کر نکال باہر کیا اس وقت یہ لوگ کوہ قطابہ میں جاکر پناہ گزین ہوئے جو صعدہ کے شرق میں واقع ہے۔ اس زمانہ سے یہہ برابر اسی پہاڑ میں مقیم رہے اور ہر زمانہ میں انکا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل میں حکومت ہماری ہی ہے یہاں تک کہ زیدیہ نے احمد موطی کے ہاتھ پر امامت و امارت کی بیعت کی۔ یہہ فقیہ ادیب، اپنے مذہب کا عالم اور پابند صوم وصلواۃ تھا۔ ۶۴۵ھ میں اسکی امامت کی بیعت کیگئی۔ نور الدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کرکے احمد موطی پر چڑھائی کردی اور ۶۴۷ھ میں اسپر محاصرہ ڈالدیا۔ احمد موطی نے قلعہ بندی کرلی عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھالیا اور دوبارہ محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کے گرد و نواح کے قلعات سے فوجیں طلب کیں لیکن ان فوجوں کے پہونچنے سے پہلے عمر بن رسول مارڈالا گیا اسکا بیٹا مظفر قلعہ دملوہ کے سر کرنے میں مصروف تھا اسکو وقت نے اس قدر موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطی کے مقابلہ پر آتا احمد موطی نے نہایت اطمینان کے ساتھ قلعات کو سر کرنا شروع کردیا پس قلعے بزور تیغ

مفتوح کرلے صعدہ پر فوجکشی کی اور سلیمانیون کو شکست فاش دیکے
صعدہ مین اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑدیا سلیمانیون نے اپنے امام منصور
عبداللہ کے بیٹے احمد کی ریاست کی بیعت اسی زمانہ مین کرلی تھی اور متوکل
کا خطاب دیا تھا جبکہ موطی کی امامت کی بیعت کیگئی تھی کیونکہ سلیمانی اسکی
کبر سنی اور استکمال شرائط امامت کا انتظار کر رہے تھے پس جب احمد موطی
کی بیعت کی خبر مشہور ہوئی تو ان لوگون نے بھی بیعت کرلی پھر جسوقت احمد
موطی نے صعدہ کو مفتوح کرلیا تو سلیمانیون کے امام احمد متوکل نے امن حاصل
کرکے اپنے کو احمد موطی کے حوالہ کردیا اور اسکی امارت و امامت کی
بیعت کرلی یہہ واقعہ ۶۴۹ھ کا ہے ۶۵۰ھ مین احمد موطی نے حج کا فرض
ادا کیا - اس زمانہ سے زیدیہ صعدہ کی حکومت اسی احمد موطی کے آئندہ
نسلون مین رہی -

مین نے صعدہ مین سنا ہے کہ امام صعدہ قبل ۸۰۰ھ کے علی بن
محمد تھا جو کہ احمد موطی کے اعقاب سے تھا اور اس نے قبل ۸۰۰ھ
کے وفات پائی - بعدازان انکا بیٹا صلاح حکمران ہوا زیدیہ نے اس کی
بیعت کی - بعض زیدیہ کہتے ہین کہ وہ بوجہ عدم شرائط امامت امام
نہین ہے بہرکیف صلاح نے آخری ۸۹۳ھ مین انتقال کیا بجاے اسکے اسکا
بیٹا نجاح حکمران ہوا زیدیہ نے اسکی بیعت سے انکار کیا نجاح نے
کہا کچھہ مضایقہ نہین ہے مین اللہ تعالی کا محتسب ہون -

یہہ وہ واقعات ہین جو مجھکو زمانہ قیام مصر مین ان لوگون کے معلوم
ہوے اللہ تعالی زمین اور کل اُن چیزون کا جو اسپر ہین وارث
و مالک ہے -

# طالبیون کے انساب اور انکے مشاہیر کے تذکرے

اکثر ان طالبیون کا سلسلہ نسب حسن و حسین پسران علی بن ابی طالب تک منتہی ہوتا ہے جو بطن سے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے تھے اور یہ دونون نواسے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے - اور ان دونون کے بھائی محمد بن حنفیہ تک بھی بعض طالبیون کا سلسلہ نسب جا ملتا ہے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ کی اور اولاد بھی سوائے ان لوگون کی تھی مگر جن لوگون نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کرکے طلب کیا اور شیعون نے ان کی جنبہ داری کی اور اطراف بلاد مین انکی امارت و حکومت کی ترغیب دی وہ یہی تین (حسن اور حسین اور محمد) تھے نہ کہ اور اولاد

حسن کی اولاد سے حسن مثنی اور زید ہین انہین دونون سے حسن سبط کی نسل مدعی امامت و حکومت ہوئی - حسن مثنی کے لڑکون سے عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر، عباس اور داود ہین عبداللہ کامل اور اسکے لڑکون کے حالات اور انساب اوپر بیان کئے گئے جہانپر کہ اسکے بیٹے محمد مہدی کے تذکرہ اور حالات جو ابوجعفر منصور کے ساتھہ پیش آئے تھے احاطہ تحریر مین لائے گئے - انہین مین سے ملوک ادارسہ مغرب اقصے بنو ادریس بن ادریس ابن عبداللہ کامل تھے اور ان کے اعقاب سے بنو حمود ملوک اندلس تھے جو بنو امیہ کے آخری عہد حکومت مین بنو امیہ کی جانب سے حکمران تھے - انہین مین سے بنو حمود بن احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن ادریس گزرے ہین جنکا ذکر ہم آیندہ تحریر کرینگے - انہین مین سے بنو سلیمان بن عبداللہ کامل تھے جنکی نسل

سے ملوک یمامہ بنو محمد احیضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسے جون گزرے ہین۔ انہین مین سے بنو صالح بن موسے بن عبداللہ ساقی ملقب بہ ابوالکرام بن موسے جون تھے یہ وہی لوگ ہین جنہون نے بغانہ مضافات سودان ملک مغرب اقصے مین حکمرانی کی تھی اور ان کی پچیلی نسلین اس وقت تک وہان پر معروف و موجود ہین۔ اسیکی نسل سے ہواشم بنو ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسی ثانی بن عبداللہ ابوالکرام تھے جو عہد حکومت عبیدیین مین امرار مکہ تھے ان کے تذکرے ہم اوپر تحریر کرآئے ہین اور انہین کے اعقاب سے بنو قتادہ بن ادریس ابن مطاعن بن عبدالکریم بن موسے بن عیسے بن سلیمان بن موسے جون بھی تھے جو بعد ہواشم کے حکمران مکہ معظمہ ہوئے یہ لوگ اپنے باپ قتادہ کی بدولت حکومت کی کرسی پر رونق افزا ہوئے تھے۔ انہین مین سے بنو حمی بن سعد بن علی بن قتادہ ہین جو اس وقت امرار مکہ ہین۔

داود بن حسن مثنی سے سلیمانیون کا سلسلہ نسب ملتا ہے جو حکمران مکہ معظمہ تھے یہ لوگ سلیمان بن داود کی نسل سے تھے ان پر آخر زمانہ مین ہواشم غالب آگئے تھے اور یہ لوگ مکہ معظمہ سے یمن کیجانب چلے گئے تھے پس زیدیہ نے انکی امامت و امارت تسلیم کی جیسا کہ انکے حالات کے ضمن مین بیان کیا گیا۔

حسن مثلث بن حسن مثنی سے حسین بن علی بن حسن مثلث تھے جس نے ہادی پر خروج کیا تھا اسکا ذکر بھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

ابراہیم عمر بن حسن مثنی کے اعقاب سے ابن طباطبا ہے اسکا نام ابراہیم

بن اسماعیل بن ابراہیم تھا انہین مین سے محمد بن طباطبا ابوالایمہ صعدہ تھا
جنپر بنو سلیمان بن داود بن حسن مثنی غالب آئے تھے جبکہ مکہ سے صعدہ
مین آئے تھے پھر ان پر بنو رسی مسلط ہوئے چنانچہ یہہ لوگ اپنے
امام کے پاس صعدہ چلے گئے اور اس وقت تک وہان پر موجود ہین۔
انہین مین سے بنو سلیمان بن داود بن حسن مثنی اور اسکا بیٹا محمد بن سلیمان
حکمران مدینہ عہد حکومت مامون مین تھا۔ اسیکے عقب سے محمد بن حسن بن محمد بن
ابراہیم بن حسن بن زید تھا جو زمانہ معتمد مین مدینہ منورہ کا والی اور حاکم گزرا ہے
اس نے منہیات شرعیہ اور خونریزی کو مباح کر رکھا تھا فتنہ اور فساد کی اس
درجہ گرم بازاری ہوگئی تھی کہ جماعت کے ساتھہ نماز کا ہونا موقوف ہوگیا تھا
اور انہین کی پچھلی نسل سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید اور اسکا
بھائی محمد تھا جنہون نے یکے بعد دیگرے طبرستان مین حکومت و امارت
کی بنا قائم کی تھی۔ ان دونون کے حالات اوپر بیان کئے گئے
انہین مین سے رے اور طبرستان کا داعی صغیر یعنی حسین بن قاسم
بن علی بن عبدالرحمن بن قاسم بن محمد طحانی بن قاسم بن حسین بن زید تھا۔
اس داعی صغیر اور اطروش مین لڑائیان بھی ہوئی تھین۔ چنانچہ
سنہ ۳۱۹ھ مین یہہ داعی صغیر مارا گیا۔ اسکی پچھلی نسل سے قاسم بن علی بن
بن اسماعیل تھا جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تھا۔

ان لوگون نے اس اطراف کے رہنے والون کے ساتھہ محبت اور
اخلاق کے برتاؤ کئے تھے جس سے اس اطراف کے رہنے والونکے
دلون مین انکی محبت جانشین اور متمکن ہوگئی اور یہی سبب تھا کہ دیلم آئے
دن بلاد اسلام پر حملہ آور ہوتے تھے کیونکہ ان حسینون کی فوج انہین

دیلمیون سے مرتب کیجاتی تھی - جو ان لوگون کے ساتھہ خروج کیا کرتی تھی
اطروش حسنی کے ساتھہ ماکان بن کالی بادشاہ دیلم نے خروج کیا
تھا - مرداویج اور بنو بویہ اسی کے ہوا خواہون سے تھے - انہین دیلمیون
کے اعزہ واقارب انکی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے
جو بلحاظ اپنے قوم کی دیلم کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے واللہ
یخلق مایشاء

حسین بن علی جو زمانہ حکومت یزید بن معاویہ مین (مقام کربلا مین) شہید
کئے گئے - انکے بیٹے علی زین العابدین تھے علی زین العابدین سے
محمد ملقب بہ باقر عبداللہ ارقط، عمر، اور حسین اعرج تھے -

عبداللہ ارقط کی نسل سے حسین کو یحیی بن احمد بن محمد بن اسمعیل بن احمد
بن عبداللہ ارقط تھا حسین کو یحیی حسن اطروش بن علی قایم بن حسن بن علی
بن عمر کے سپہ سالارون سے تھا اس نے سرزمین طالقان
مین عہد خلافت معتصم بن حکومت وسلطنت کی بنا ڈالی تھی پھر خونریزی
کے خوف سے روپوش ہوگیا تا آنکہ اسی حالت روپوشی مین وفات
پائی یہہ معتزلی مذہب رکھتا تھا - اور انہین مین سے اطروش تھا جسکے
ہاتھہ پر دیلم اسلام لائے تھے اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن
بن علی بن عمر کا بیٹا تھا - یہہ ادیب اور فاضل تھا اس نے اپنے
مذہب کو خوب سنوارا - طبرستان پر حکمرانی کی - سنہ ۳۰۱ھ مین رکنہ الدولہ
ملک بقا ہوا اسکے بعد اسکا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا جب یہہ بھی مرگیا
تو حسین بن محمد بن علی جو اسکے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر جلوہ افروز
ہوا اور سنہ ۳۱۶ھ مین نصر بن احمد بن اسماعیل بن احمد بن نوح بن اسد سامانی

(۱) ۷ جولائی ۹۰۷ء

والی خراسان کی فوج سے ہاتھ مارا گیا۔

حسین اعرج کی اولاد سے حسین اہمرج بن زین العابدین بن عبد اللہ عقیقی بن حسین اعرج تھا اور عبد اللہ عقیقی کی نسل سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ عقیقی گذرا ہے جسکی زندگانی کا خاتمہ حسن بن زید والی طبرستان کے ہاتھون ہوا۔ اسی خاندان سے جعفر بن عبید اللہ بن حسین اعرج تھا جسکو اسکے گروہ والے "حجتہ اللہ" سے موسوم کرتے تھے اسکی آئندہ نسل سے ملقب بہ مسلم ایک شخص تھا جو زمانہ حکومت کا فوز مین مصر کے امور سیاسی کا ناظم و منصرم گزرا ہے۔ مسلم کا نام محمد بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجتہ اللہ تھا مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے امرار مدینہ منورہ بنو جماز بن ہبتہ اللہ بن جماز بن منصور بن جماز بن شیحہ بن ہاشم بن قاسم بن مہنی اور مہنی بن مہنی بن داود بن قاسم برادر مسلم اور عمر و طاہر تھے۔

ابن سعید کا یہہ خیال ہے کہ بنی جماز بن شیحہ امرار مدینہ منورہ عیسےٰ بن زید شہید کی اولاد سے ہین اور اسمین اعتراض ہے۔

حسین اعرج کی اولاد سے زید بھی تھے جنہون نے کوفہ مین ہشام بن عبد الملک کے خلاف ۱۲۱ھ مین خروج کیا تھا اور وہین مارے گئے تھے بعد ازان ۱۲۵ھ مین انکے بیٹے یحییٰ نے خراسان مین علم مخالفت بلند کیا اور انکی بھی زندگانی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بعض اوقات صاحب الزیخ اپنے کو نسبًا اسکی طرف منسوب کرتا ہے اور اوسکا بھائی عیسے بن زید جس نے اول زمانہ خلافت منصور مین منصور سے معرکہ آرائی کی حسین ہی کی اولاد سے ہے جسکی پچھلی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تھا جس نے عہد حکومت

مستعین مین کوفہ مین امارت کی بنا رقایم کی تھی اسکے خیالات صحابہ کے
بابت اچھے اور قابل تحسین تھے - اسکی طرف وہ عمری منسوب کیے جاتے
ہین جو کہ بغداد مین سلطان کیجانب سے دیلم کے مستولی ہونے کے زمانہ
مین کوفہ پر متغلب و متصرف ہوے تھے - اور علی بن زید بن حسین بن زید نے
کوفہ مین بنا رحکومت قایم کی تھی پھر صاحب الزنج کے پاس بصرہ بھاگ گئے
پس اس نے اُسکو قتل کرکے اس لونڈی کو گھر مین ڈال لیا جسکو
اس نے بصرہ سے قید کیا تھا -

محمد ملقب بہ باقر بن زین العابدین کی اولاد سے عبداللہ افطح اور جعفر
صادق تھے عبداللہ افطح کے گروہ نے عبداللہ افطح کی امامت کے قایل ہوکر اسکی گروہ سے زرارہ
بن اعین کوفی تھا - کوفہ سے نکلکر اس نے مدینہ منورہ مین جاکے قیام کیا تھا
اہل مدینہ نے اس سے چند مسائل فقہیہ کا سوال کیا جسکا جواب اس سے
نہ بن پڑا مجبوراً عبداللہ افطح کی امامت کے اعتقاد سے رجوع کرلیا اس
وجہ سے افطحیہ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہوگیا -

ابن حزم کا خیال ہے کہ عبیدیین ملوک مصر اسکی طرف نسباً منسوب کیے
جاتے ہین حالانکہ یہ صحیح نہین ہے -

جعفر صادق کے لڑکون سے اسماعیل امام،
موسے کاظم اور محمد دیباجہ تھا محمد دیباجہ نے زمانہ خلافت
مامون مین مکہ معظمہ مین خروج کیا اہل حجاز نے اسکی خلافت و امارت
کی بیعت کی - پھر جبوقت معتصم حج کو آیا تو اسکو گرفتار کرکے مامون کی خدمت
مین بغداد لایا تھا - مامون نے اسکی خطا معاف کردی تھی - اس نے ۲۰۴ھ مین
وفات پائی - باقی رہے اسماعیل اور موسے کاظم - انہین پر اور انہین سے شیعہ

مین اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ موسے کاظم کا حلیہ بدویون سے زیادہ ملتا جلتا اور رنگ مائل بہ سیاہی تھا۔ رشید انکی بہت عزت کرتا تھا اور ان کے حالات مین لوگون کے کہنے سننے پر کان نہ کرتا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو انہین کی آئندہ نسل سے بقیہ ایمہ اثنا عشریہ جنکی امامت کے فرقہ امامیہ زمانہ علی ابن ابی طالب وصی سے قائل ہے۔ ان کی زندگانی کا زمانہ ۳۵ سنہ ھ مین پورا ہوا۔ انکے بیٹے حسن امامت کی مسند پر متمکن ہوئے انکی وفات ۱۷۴ھ مین ہوئی پھر انکے بھائی حسین امام ہوئے انکی شہادت ۱۷۹ھ مین ہوئی بعدہ انکے بیٹے علی زین العابدین امامت کے عہدہ سے سرفراز کیے گئے انہون نے ۱۸۳ھ مین وفات پائی پھر انکے بیٹے محمد ملقب بہ باقر امام ہوئے انہون نے ۱۱۴ھ مین انتقال کیا بعدہ انکے بیٹے جعفر صادق نے امامت کی۔ ۱۴۸ھ مین یہ بھی فوت ہوئے پھر ان کے بیٹے موسے کاظم نے امامت پائی۔ انکی وفات ۱۸۳ھ مین ہوئی۔ شیعون کے نزدیک یہ ساتوین امام ہین۔ بعد ان کے انکے بیٹے علی رضا منصب امامت سے ممتاز ہوئے اور ۲۰۳ھ مین وفات پائی پھر ان کے بیٹے محمد ملقب بہ جواد امام ہوئے انہون نے ۲۲۰ھ مین انتقال کیا پھر ان کے بیٹے علی معروف بہ ہادی نے امامت کی انکا انتقال ۲۵۴ھ مین ہوا پھر انکے

---

لہ مورخ ابن خلکان جسکی سی تحقیق پر شیعون کے ائمہ اثنا عشر کی ترتیب اور انکے زمانہ وفات کو تحریر کیا ہے علاوہ اسکے زمانے کے پتہ لگانے مین یہ بھی بڑی مدد ملتی ہے کہ کس امام نے کتنی عمر پائی۔ مین اس کمی کو اور کتب تواریخ سے پورا کرتا ہون وہ یہ ہے حسن کی ولادت مدینہ منورہ مین نصف رمضان ۳ھ کو ہوئی تقریباً بیالیس برس کی عمر پائی۔ حسین بھی مدینہ منورہ مین ہجرت کے۔ باقی نوٹ صفحہ ۱۹۷ مین دیکھو

ان کے بیٹے حسن عسکری کو امامت ملی انہون نے ۲۶۰ھ مین وفات پائی۔ پھر ان کے بیٹے محمد ملقب بہ مہدی عہدہ امامت سے سرفراز کئے گئے۔ یہ شیعون کے بارہوین امام ہین۔ یہ اُنکے نزدیک زندہ ہین اور یہ لوگ انکی آمد کا انتظار کر رہے ہین۔ انکے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

موسےٰ کاظم کی اولاد سے سوائے ایک کے ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گذرا ہے جسکو محمد بن طباطبا اور ابوالسرایا نے یمن کی سند حکومت دی تھی پس ابراہیم یمن گیا اور وہین پر زمانہ خلافت مامون مین ٹھیرا ہوا خونریزی کرتا رہا تا آنکہ کثرت خونریزی سے لوگون نے اسکو خرّار کا لقب دیا

---

چوتھے سال شعبان کی پانچوین تاریخ کو پیدا ہوئے تقریباً ساتوان حملے عمر کے طے کئے۔ علی زین العابدین بھی مدینہ منورہ مین علی ابن ابی طالب کے زمانہ حیات مین شہادت کے دو برس پہلے ۳۸ھ مین پیدا ہوئے تقریباً ساتوان برس کی عمر پائی۔ محمد باقر تین برس قبل شہادت حسین ابن علی مدینہ منورہ مین ۵۸ھ مین پیدا ہوئے تقریباً اٹھاوین سال کی عمر پائی جعفر صادق کی ولادت ۸۰ھ مدینہ منورہ مین ہوئی انکی ماں کا نام ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن ابی بکر صدیق تھا تریسٹھ مرحلے عمر کے طے کئے۔ موسیٰ کاظم مقام ابواء ۱۲۸ھ مین پیدا ہوئے انکی ماں کا نام حمیدہ بربریہ تھا۔ انہون نے پچپن برس کی عمر پائی۔ انکے سینتیس لڑکے اور لڑکیان تھین۔ علی رضا کی ۱۵۳ھ مین ولادت مقام مدینہ منورہ مین ہوئی پچپن برس کی عمر پائی طوس مین مدفون ہوئے محمد ملقب بہ جواد مدینہ منورہ مین ماہ رمضان ۱۹۵ھ مین پیدا ہوئے پچیس برس زندہ رہے بغداد مین مدفون ہوئے۔ علی ہادی ۲۱۴ھ مین مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے چالیس مرحلے عمر کے طے کئے حسن عسکری ۲۳۲ھ مقام مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے اٹھائیس برس کی عمر پائی اور سرّ من رای مین مدفون ہوئے بارہوین امام محمد ملقب بہ مہدی ہین کہا جاتا ہے کہ انکی عمر بوقت وفات انکے باپ حسن عسکری کے پانچ برس کی تھی پانچ مان کے ساتھ سرداب مین داخل ہوئے اور غائب ہو گئے ہذا عند الشیعۃ انتہی ملخصاً من تاریخ ابن الفرات و سیاتی المذہب و المعارف لابن قتیبۃ ۱۲

اس نے اپنی امامت کا اظہار اور حکومت وسلطنت کا دعوے کیا تھا جب کہ خلیفہ مامون نے اسکے بھائی علی رضا کی ولیعہدی کا اعلان کیا تھا بعدازان خلیفہ مامون ان کے قتل سے متہم کیا گیا جزار نے علم مخالفت بلند کیا اور حکومت وسلطنت کا دعوے دار ہوا پس مامون نے جنگ فاطمیین پر یمن مین محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا چونکہ ان لوگون مین باہم عداوت وبغض تھا اسوجہ سے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس مہم کو سر کیا فاطمیون پر متعدد حملے کئے انکے ہواخواہون اور گروہ والون کو قتل کیا اور انکی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔

ابراہیم مرتضے کی اولاد سے موسے ابن ابراہیم شریف رضی اور مرتضے کا دادا تھا اسمین سے ہر واحد کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسے ابن ابراہیم تھا۔

نیز موسے کاظم کی اولاد سے انکا بیٹا زید تھا اسکو ابو السرایا نے اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا پس یہ بصرہ گیا اور اسپر حکمرانی کرتا رہا۔ عباسیون کے مکانات کو جو وہان تھے جلوا کے خاک وسیاہ کر دیا اسی مناسبت سے یہ "زید النار" کے نام سے موسوم ہوا۔ اسکی نسل سے زید الخجتہ بن محمد بن زید بن حسن بن زید النار تھا یہ اس خاندان کا نامور فاضل اور صالح تر شخص تھا یہ زمانہ حکومت متوکل مین بغداد بھیجا گیا متوکل نے اسکو ابن ابی داود کے سپرد کر دیا۔ ابن ابی داود نے اسکی آزمایش کی امتحان مین کامل نکلا تب ابن ابی داود کی شہادت پر متوکل نے اسکو رہا کر دیا۔ موسے کاظم ہی کی اولاد سے اسکا بیٹا اسماعیل بھی تھا اسکو بھی ابو السرایا نے فارس کی حکومت دی تھی۔

جعفر صادق کی نسل سے علاوہ ایمہ کے محمد و علی پسران حسین بن جعفر تھے جنھوں نے ۲۷۱ھ مین حکومت و سلطنت کی بنا مدینہ منورہ مین ڈالی بہت بڑی خونریزی کی لوگون کے مال و اسباب لوٹ لئے جعفر بن بن ابی طالب کی اولاد کو جی کھولکر پامال کیا مہینون مدینہ منورہ مین نہ جمعہ ہوا نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

اسماعیل امام کی نسل سے عبید مین خلفا رقیروان و مصر یعنے بنو عبید اللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسمعیل تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور جو لوگ ان کی نسب مین رد و قدح یا اختلاف کرتے ہین وہ از سر تا پا قابل التفات نہین ہے یہہ نہایت صحیح ہے جو ہمنے تحریر کیا ہے۔

ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہہ لوگ حسن بن فیض عم عبید اللہ مہدی کی اولاد سے ہین ابن حزم کے نزدیک یہہ ہے کہ یہ عبیدیون کا دعوے ہے۔

محمد بن حنفیہ کے لڑکون سے عبد اللہ بن عباس اور اسکا بھائی علی بن محمد اور اسکا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔ شیعہ نے انکی امامت کا بھی دعوی کیا ہے۔ خلیفہ مامون کے عہد خلافت مین اولاد علی بن محمد کے سوا عبد الرحمن بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی خروج کیا تھا۔

جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جسکی فارس مین حکومت تھی اور کوفہ مین اسکی خلافت و امارت کی بیعت لیگئی بعض ہوا خواہان عباسیہ نے یہہ چاہا تھا کہ زمام حکومت و سلطنت اسکے قبضہ مین دے دی جائے لیکن ابو مسلم نے اس سے مخالفت کی۔ انکے گروہ والے انکے آنے کا انتظار کرتے ہین

اور بذریعہ وصیت ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ اسکو خلافت و امارت کا مستحق سمجھتے ہین۔ یہہ فاسق تھا اور معاویہ اسکا بیٹا شر و فسق مین اپنے باپ کا نظیر تھا طالبیون کے انساب اور حالات تمام ہوئے اب ہم بنی امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہین جو اندلس مین علم خلافت عباسیہ سے منازعت کر رہے تھے بعد ازان ہم ان دولتون عرب ترک یمن جزیرہ شام عراق مغرب کے حالات کے لکھنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کرینگے جو علم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور نام لیوا تھین مگر اس سے علحدہ اور جدا تھین واللہ المستعان۔

(مترجم) ایک زمانہ دراز سے تم ان اوراق کو نہایت صبر و استقلال سے پڑھتے چلے آتے ہو اور بظاہر وہ کسی سوکھے مضامین کے سوا چٹپٹے بھڑکتے ہوئے جملے تم نے نہ دیکھے اور نہ سنے ہونگے تم نے انہین اوراق مین اسلام اور اسلامیون کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویرین دیکھی ہین اور پھر انہین صفحات مین تم نے انکی انحطاط کی صورتون کو بھی تنزلی کے گوشہ مین سر بگریبان بیٹھی ہوئی یا حیران و سرگردان ملاحظہ کیا ہوگا۔ اس سے تمہارے دماغ مین یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ کیون ہوا؟ مگر ذرا تم سوچوگے تو تمہارا ذہن تمہارا دل خود یہہ جواب فوراً دے دیگا کہ اسلامیون کی بربادی اسوجہ سے ہوئی کہ ان لوگون نے احکام قرآنی پر نظر نہ رکھا اور آپس کی خانہ جنگیان باہمی نزاعات بیجا خواہشات حکمرانی اور تکبر و بیجا فخر انساب و ہجو من دیگرے نیست مبتلا ہو گئے رہتے۔

خلافت راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخر مین امیر المومنین عثمان بن عفان کی شہادت کا واقعہ اگرچہ سوائے بلوائیان مصر کبار صحابہ سے کوئی اس مین شریک نہین ہوا تھا تاہم اسلام اور اسلامیون کے نقصان عظیم پہونچانے کے لئے کم نہ تھا مگر اس زخم کا خوری علاج یون ہوگیا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب بمشورہ ارباب حل وعقد وکبار صحابہ سریر خلافت پر جلوہ آرا ہوگئے۔ نظام حکومت درست ہونے پایا تھا کہ اسی غیر متوقع واقعہ شہادت خلیفہ مظلوم نے اپنے کو جنگ جمل کے سانچے مین ڈھال لیا۔ طلحہ، زبیر اور ام المومنین عایشہ ایک فریق ہوئین اور امیر المومنین علی ایک فریق ہوئے۔ لگانے بجھانے والون اور قاتلین عثمان نے دونون فریق کو لڑا کے اپنے کو قصاص خون خلیفہ مقتول سے بچا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فریق اول کی شکست ہوئی اور امیر المومنین علی نے ام المومنین عایشہ کو بعزت واحترام میدان جنگ سے واپس کیا اور خود کوفہ مین پہونچکے نظم ونسق مین مصروف ہوئے۔ خواہان قصاص خون عثمان کے دل واقعہ شہادت متذکرہ بالا سے بھرائے ہوئے تو پہلے سے تھے امیر المومنین علی کے عزل ونصب نے ان کے حق مین سونے مین سہاگہ کا کام دے دیا اور جنگ صفین کی بنیاد پڑگئی۔ اسمین ایک فریق امیر معاویہ والی شام تھے اور دوسرے فریق وہی امیر المومنین علی فریقین کی قوتین اس لڑائی کی نذر ہوگئین آخر کار قدرتی طور پر یہ طے پایا کہ عرب اور عراق کی زمام حکومت امیر المومنین علی کے قبضہ اقتدار مین رہی اور شام پر امیر معاویہ حکمران رہے۔

جولائی ۱۹۰۷ء (۲)

اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ آخری دور چار مین خلافت مین
متحدہ قوت اسلام کی دو قوتون مین منقسم ہو جانے سے
مسلمانون کی قوت کو کسقدر نقصان پہونچا ہوگا اور وہ باتین جو ان کو
خلافت کے دور سابقہ مین حاصل تہین کہان تک زائل ہوگئی ہونگی
اسی جنگ کے اختتام ہوتے ہوتے جنگ نہروان کی بنا پڑتی
ہے اور امیر المومنین علی کو اسمین مصروف و مشغول ہونا پڑتا ہے
اس سے خلافت کی رہی سہی قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ یہی واقعات
تھے جنکی وجہ سے آخری دور خلافت چار مین مین اسلامی فتوحات
کے دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہین ملا اور ساری قوت اپسکے
جھگڑون، باہمی نزاعات اور رافع بغاوت مین صرف ہوگئی۔ تا آنکہ امیر
المومنین علی کا زمانہ شہادت قریب آگیا اور بعد شہادت جناب موصوف
لوگون نے آپ کے بیٹے حسن کے ہاتھہ پر خلافت و امارت کی
بیعت کی یہہ بھی ایک صورت اجماع اور شورے کی تھی۔ حسن نے
سریر خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس امر کا احساس کر کے کہ ممالک
اسلامیہ مین دو حکومتون کے قایم ہونے یا رہنے سے اسلام
کو بجائے فائدہ کے نقصان اور بعوض ترقی کے تنزلی ہوتی
رہے گی نہایت نکتہ سنجی اور انجام بینی سے
حکومت و امارت امیر معاویہ والی شام کے
سپرد کر دی اور آپ ریاست منورہ مین جا کے
عزلت گزین ہو گئے کسی ہوا پرست کا یہہ خیال کرنا
کہ انہون نے بزدلی یا سستی و کاہلی سے امارت چھوڑ دی نہایت

حماقت وبے دینی ہے اس امر نے ادھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو کہ آپ نے حق حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں کی تھی سچ کر دکھایا اُدھر شیعان علی نے ہمیشہ کے لئے اسی وجہ سے ان کے خاندان کو منصب امامت سے محروم کر دیا ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عام الجماعت سے پہلے کل ممالک اسلامیہ بالاشتراک غیرے ومساہمت احدے حکمران کرتے تھے یہ وہ نفاذ لوگوں نے نبوت اور فیوض وبرکات صحبت رسالت مآب کو بھلا دیا تھا قومی حمیت، عصبیت اور عنبہ داری میں مبتلا ہوئے تھے۔ ایک مدت دراز حکومت کر کے انتقال کر گئے۔ انہوں نے انتقال سے چند دن پیشتر اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد بنایا اسلام میں یہ پہلی نظیر تھی جس سے انتخابی اور جمہوری حکومت کی بنا رقابیم ہوتی ہے اور شخصی حکومت کی بنا رقابیم ہوتی ہے ورنہ اس سے پیشتر انتخاب اور اجماع اہل شورے سے منصب امارت ونظامت دیا جاتا تھا۔ اگرچہ امیر معاویہ خود بھی انتخاباً واجماعاً خلیفہ وامیر نہیں بنائے گئے تھے مگر انہوں نے بہ تقاضائے فطرت وجبلت

---

سا عن ابی بکرۃ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منبرہ والحسن بن علی الی جنبہ وھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین رواہ البخاری ترجمہ ابی بکرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حسن بن علی آپکے پہلو میں تھے آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے کبھی ادھر کبھی ادھر اور یہ فرماتے جاتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہ عظیم میں مصالحت کرا دے گا۔ روایت کی اسکی بخاری نے۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۱ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ۔

جبکہ مسلمانونمین تفرقہ پیدا ہو چلا تھا بوجہ عصبیت اپنی قوم اور نیز کل عرب اور کل مسلمانون کو اپنی طرف مائل کرلیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو بوجہ عصبیت اپنی جانب مائل کرلیتا ہے

اس وقت تک جسقدر لڑائیان ہوئین وہ محدود اور شخصی تھین اسکا اثر اسی وقت تک رہا جب تک کہ وہ قایم رہین یزید کے زمانہ حکومت مین ایک ایسا واقعہ پیش آجاتا ہے کہ جس سے اسلام مین گروہ بندیان شروع ہو جاتی ہین اگرچہ گروہ بندیون کا سلسلہ آخری دور خلافت خلیفہ ثالث سے شروع ہو جاتا ہے لیکن وہ ایسا وقیع نہین ہے کہ جسکی طرف توجہ کیجاے۔

یزید کے زمانہ حکومت مین کوفیون کی تحریک و اصرار پر جو اپنے کو شیعان علی سے تعبیر کرتے تھے حسین بن علی نے پہلے مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا اور جب اہل کوفہ شیعان علی نے ان کے ہاتھہ پر حسین بن علی کی بیعت کرلی تو آپ نے بھی یہہ خبر پاکے کوفہ کی طرف کوچ کیا یزید نے ملکی مصلحت کے خیال سے اپنے امرا لشکر اور نیز گورنر کوفہ کو اس امر کے روک تھام پر مامور کیا۔ اس جد و جہد مین لشکر شام کو کامیابی حاصل ہوئی اور کوفہ والے جنہون نے خطوط لکھہ کر بیعت کرنے کو بلوایا تھا اور مسلم کے ہاتھہ پر اپ کی بیعت بھی کرلی تھی اپنے مطلوب امام کو لشکر شام کے حوالہ کرکے تماشائے جنگ دیکھتے رہگئے اس موقع پر مین اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہون کہ کل اہل کوفہ جنہون نے خطوط لکھے تھے شیعان علی سے تھے اور ان کے متبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم تھے اور انکا

مذہب میرے نزدیک شیعہ تھا نہ سنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکھتے تھے۔ حکومت کا مذہب کیا تھا؟ مصالح ملکی انتظام سلطنت و اور حکمرانی۔ اس واقعہ کے ختم ہونے پر واقعہ حرہ پیش آیا۔ یہ بھی منجملہ اور واقعات جانکراش کے ایک واقعہ تھا بعد اس کے یزید مرگیا۔ اسکا بیٹا معاویہ بن یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا چالیس روز یا کچھ کم وزیادہ حکومت کرکے امارت سے دستکش ہوگیا۔ اہل حجاز یمن، عراق اور خراسان نے بلا جدوجہد عبداللہ بن زبیر کی امارت کی بیعت کرلی۔ ملک شام اور مصر والے تقرر امیر میں پس وپیش کررہے تھے کہ مروان بن الحکم جو ایک مدت سے ایسے موقع کا منتظر اور حکومت وسلطنت کا خواہش مند تھا بحکمت عملی ان لوگوں کو اپنی طرف مائل اور حریفانہ کوشش امارت حاصل کرنے کی کرنے لگا اسکو اور اسکے آئندہ نسلوں کو اپنی کوششوں میں کامیابی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر کی زندگانی کا ناکامی کے ساتھ خاتمہ ہوگیا۔ عبداللہ بن زبیر کی بیعت امارت اگر بغور دیکھا جائے تو باجماع وشورے ہوسکتی نہ کہ مروان بن الحکم کی۔

بہرکیف اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ مروانیوں کی جوش اقبالی کا پھریرہ کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تھا۔ ادھر دعوے داران امارت وحکومت درپردہ ریشہ دوانیاں کررہے تھے اُدھر گاہے گاہے خوارج خروج کرتے نظر آتے تھے اور گاہے[1] گاہے شیعان وتبعان علی خون حسین کے

---

[1] بعد وفات یزید وبیعت مروان بن الحکم سلیمان بن عرد مختار بن ابی عبید وغیرہم نے بطلب خون حسین خروج کیا تھا دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد ۴ صفحہ ۱

قصاص لینے کو اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے تاہم کچھہ نہ کچھہ جہاد کا سلسلہ قایم وجاری رہا۔ سندھ، کاشغر، چین اور اندلوسیہ عظمیٰ وغیرہا ممالک مفتوح ہوئے۔

۱۰۰ھ سے دعوے داران سلطنت اور خواہشمندان حکومت کا ایک جدید گروہ پیدا ہوجاتا ہے جسمین عباسی اور علوی حکومت وسرداری کا جھنڈا لیے ہوئے نظر آتے ہین اور ان لوگون کو جنہون نے بزور وغلبہ یا بہ حکمت عملی حکومت حاصل کرلی تھی حکومت کی کرسی سے اوتارا چاہتے ہین۔ عباسیون کو اس رشتہ ودائی مین رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ مین کامیابی حاصل ہوجاتی ہے اور علویہ جو قافلہ سالار تھے پیچھے رہجاتے ہین۔ مروان بن محمد آخری تاجدار بنو امیہ مارا جاتا ہے اور ابوالعباس سفاح حکومت وسلطنت کی عبا پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن نظر آتا ہے کاش یہ دعوے داران سلطنت وخواہشمندان حکومت اپنی ذاتی منفعت یا حصول ثروت ودولت کی قوت کو ممالک اجنبیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کرنے مین صرف کرتے اور ان ممالک مین آتش جنگ مشتعل کرنے سے محفوظ رکھتے جہانکہ اسلام کے نام لیوا حکومت کررہے تھے تو آج دنیا مین اسلام ہی اسلام نظر آتا۔

اس وقت سے دوبارہ اسلام کی زمام حکومت دو مختلف خاندانون کے قبضہ اقتدار مین چلے جاتے ہے ایک عباسیہ جو بنو امیہ کو کرسی حکومت سے اوتارکے خود متمکن ہو

جاتے ہین دوسرے بنوامیہ کے وہ پچھلی نسلین جو عباسیہ کے ظلم کے ہاتھون سے بچکر اندلس بھاگ جاتی ہین اور وہان پہنچکر اپنی حکومت وامارت کی جدید بناء قایم کرتی ہے۔

بنوامیہ کی حکومت ان ممالک سے مقرض ہونے پر ان کے گورنران صوبجات بغاوت وسرکشی سر اوٹھاتے ہین مگر حکومت و سلطنت انکا سر کچل دیتی ہے۔ غرض اسطرح سے آہستہ آہستہ بنوعباس کی حکومت کا اسلامی ممالک مین چلنے لگتا ہے اسکے تھوڑے دنون بعد ان بعیت علویہ نے خلفاء عباسیہ سے مبارزت ومخاصمت پیدا کی۔ اور یہ خیال جما کر کہ ہم مستحق خلافت وامارت ہین اپنی امارت وحکومت کی بنیاد قایم کرنے لگے۔ گھر کی بلا کو کون ٹال سکتا ہے انہون نے بھی چند دنون مین بسعی وکوشش ممالک بعیدہ اسلامیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کرلیا اور المغرب الاقصے۔ قیروان مصر وغیرہ وغیرہ ملکون مین اپنی اپنی حکومتین قایم کرلی۔ یہ ممالک کس کے تھے؟ مسلمانون کے تھے! کس نے قبضہ کیا؟ وہی اسلام کے دعوے دارون نے یہ کیون؟ محض اس دعوے سے کہ ہم امارت وخلافت کے مستحق ہین ہم ہاشمی ہین ہم علوی ہین۔ ہمارے جدامجد کے حق مین امامت وامارت کی وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماگئے تھے حالانکہ ارباب نقل وروایات اس سے انکار کرتے ہین۔

افسوس ہے کہ ان کوگون نے احکام وارشادات قرآنی کو
بالائے طاق رکھہ دیا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
ارشادات کو نسیاً منسیاً کر رکھا تھا۔ مسلمانون کی خونریزی
کو بائین ہاتھہ کا کھیل سمجھہ لیا تھا۔ مذہب وملت کو حکومت وسلطنت
سے جدا کر دیا تھا۔ بیجا خواہشات حکمرانی اور تفاخر بالانساب
سے اسلام اور اسلامیون کی بیکسی اور اپنے ہوا وہوس کے
پودھون کے نشو ونما مین اپنی قوتون کو صرف کر رہے تھے یہی
اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار
سرنگون ہوگیا اور اسکا نام ونشان صفحہ ہستی سے
مٹ گیا۔

حکومت اسلامیہ کے تنزلی کے اسباب مین سے ایک
بڑا اور قوی سبب کی یہی ہوا کہ جدا رخلافت کی سستی وکاہلی یا
عدم خبرت کی وجہ سے حکومت وسلطنت کے بہت سے
ٹکڑے ہوگئے تھے اور چھوٹی چھوٹی متعدد سلطنتین قایم ہوگئین
تہین آئے دن دعوے داران حکومت وسلطنت علم حکومت
کے خلاف اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے۔ بسا اوقات وزراء اور
امراء اور کبھی کبھی محلسرا کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلافت
مآب پر مستولی ہوجاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے سیاہ
وسفید کرنے کے مالک ہوتے تھے اجنبیون اور عجمیون کا
دخل اسدرجہ بڑھگیا تھا کہ ہر صیغہ کے مالک یہی تھے سرزمین عرب
کے پرزے بالکل نکمے اور ناکارہ تسلیم کر لئے گئے تھے

ہمارے اس دعوے کی علاوہ اور ماسبق واقعات کے ابن علقمی وزیر السلطنت اور خلیفہ مستعصم کا واقعہ کافی طور سے شہادت دے رہا ہے - اگر مسلمانوں کا ہر فرد اپنے کو اسلام کا جان باز سپاہی اور ہر جان باز سپاہی اپنے کو امیر و خلیفہ سمجھتا اور اُن اصول کے مسلمان پابند رہتے جنکو شارع اور ان کے متبعین خلفا نے جاری و قایم کیا تھا یعنے مجلس شوریٰ - انتخابی امارت جیساکہ دور خلافت راشدہ مین عمل مد آمد تھا اور لوگون کے خیالات تھے تو اسلام کو اس روز بد کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی - اور نہ اسلامیون کی حکومت زوال پذیر ہوتی یہی اصول تھے جنکے ترک کرنے سے اسلام اور اسلامیون کو ضعف اور کمزوری طاری ہوئی اور غیر اقوام نے انکی پابندی سے کامیابی حاصل کی - اسقدر تحریر کرنے کے بعد ہم اُن لوگون کی اجمالی فہرست درج ذیل کرتے ہین جنہون نے عہد خلافت عباسیہ مین بدعویداری امارت فی الریاست علم مخالفت بلند کیا تھا اور حکومت و سلطنت اسلامیہ کی بربادی کے باعث ہوئے -

| زمانہ خروج | مقام خروج | نام | کیفیت |
|---|---|---|---|
| ۱۳۵ھ عہد خلافت منصور | جران | عبداللہ بن علی عباسی | نوبت امارت نہین آئی ۱۴۹ھ مین مارے گئے |
| ۱۴۵ھ عہد خلافت منصور عباسی ایضاً | مدینہ منورہ<br>بصرہ | محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی ابن ابیطالب المقلب بہ مہدی و نفس زکیہ<br>ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسین بن علی ابن ابیطالب | ۱۴۵ھ مین مارے گئے<br>بصرہ و اہواز مین چند حکومت کی |

ماہ جولائی ۱۹۰۷ء (۳)

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۶۹ھ عہد خلافت ہادی | مدینہ منورہ | حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنی بن حسن سبط | قتل کئے گئے نوبت امارت نہیں آئی |
| ۱۷۰ھ عہد خلافت ہارون الرشید | دیلم | یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسین سبط | فضل برمکی کی عاملانہ تدبیر سے مصالحت ہوگئی تھی |
| ۱۹۵ھ عہد خلافت مامون | دمشق | علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ سفیانی اموی | |
| ۱۹۹ھ عہد خلافت مامون | کوفہ | محمد بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسین علوی معروف بہ طباطبا۔ | اسکے مرجانے پر اسکا غلام ابوالسرایا شاہی لشکر سے لڑتا رہا متعدد لڑائیاں ہوئیں |
| ۲۰۰ھ | مکہ | محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین | |
| ۲۱۹ھ یا اس سے کچھ پہلے عہد خلافت معتصم | طالقان | محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین | گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر جیل سے نکل بھاگے تھے |
| عہد خلافت معتصم | بغداد | عباس بن مامون | نوبت خروج نہیں آئی صرف بیعت کی گئی تھی۔ |
| ۲۲۷ھ عہد خلافت واثق | اطراف فلسطین | ابوحرب یمانی ملقب بہ مبرقع اموی ہونیکا مدعی تھا | |
| ۲۵۰ھ عہد خلافت مستعین | کوفہ | یحییٰ ابن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید علوی | ۲۵۰ھ میں مارے گئے |
| ۲۵۲ھ عہد خلافت معتمد | مصر | ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ علوی معروف بہ ابن صوفی | بلاد صعید کے چند قصبات پر قبضہ حاصل کر لیا تھا |
| ایضاً | کوفہ | علی بن زید علوی | کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ایضاً | رے | حسین بن زید علوی | ۳۱۳ھ مین ماکیارے یہ قابض ہوگیا تھا موسیٰ بن بغا سے اور اس سے لڑائی ہوئی |
| ۳۱۳ھ یا اس سے کچھ دنون پیشتر عہد خلافت مقتدر | طبرستان و دیلم | حسن بن علی بن حسین بن علی عمر بن زین العابدین معروف بہ اطروش | صوبہ طبرستان وغیرہ پر قابض ہوگیا تھا۔ |

یہ اجمالی فہرست ان لوگون کی تھی جنہون نے وقتاً فوقتاً امارت وحکومت حاصل کرنے کی غرض سے خروج کیا تھا مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے انکا استیصال ہوگیا تھا اگر التقاط و انتخاب مین میری نظر نے غلطی کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست مین شامل کرنے سے باقی رہ گئے ہون تو مجھے امید ہے کہ تم معاف کروگے۔ باقی رہ گئے وہ لوگ جنہون نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قایم کرلی تھی انکو مین نے فہرست مین داخل نہین کیا۔ علامہ مورخ نے ان لوگون کے حالات کو جدا جدا تحریر کیا ہے انتہے کلام (المترجم)

## اخبار حکومت بنو امیہ حکمرانان اندلس

اسی طبقہ سے تھے اور علم حکومت عباسیہ کے معاصر اور اس سے منازعت کررہے تھے

انکی حکومت کی ابتدا اور انکے بعد ملوک الطوائف کے حالات

یہ خطہ جزیرہ روم سے کے شمالی کنارہ پر مغرب کیجانب واقع ہے اسکو

عرب اندلوسیہ عظمیٰ کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ یہان پر فرانسیس کا ایک گروہ رہتا تھا انمین سے زیادہ تر سخت اور کثیر التعداد جلالقہ تھے لیکن قوط (گاتھ) نے اسلام سے دوسو برس پہلے لاطینیون سے متعدد لڑائیان لڑکر اس خطہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا انہین لڑائیون مین قوط (گاتھ) نے رومیون پر محاصرہ ڈالدیا تھا اہل رومہ نے صلح کا پیام دیا اور آخر کار اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ گاتھ اندلس کو واپس چلے جائین چنانچہ ان لوگون نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قابض ہو گئے پھر جب رومیون اور لاطینیون نے لبلبہ نصرانیہ کو لے لیا تو دوسری طرف سے مغرب مین فرانسیسی بہادر بھی گھس پڑے اس وقت گاتھ کے قبضہ اقتدار مین یہانکی زمام حکومت تھی پس گاتھ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

شاہان گاتھ کا دار السلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) مین تھا اور اکثر . . . . مابین اسکے قرطبہ، ماردہ اور اشبیلیہ کے تھا۔ اسی حالت سے گاتھ نے تقریباً چار سو برس حکمرانی کی تا آنکہ آفتاب اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہو گیا اور اسکی فتح کی فوجین بحر ظلمات اور سواحل افرنجیہ مین لہراتی نظر آنے لگین۔ اس وقت یہان کا بادشاہ لزریق (راڈرک) تھا یہ لقب یہان کے بادشاہون کا تھا جیسا کہ جرجیر ملوک صقلیہ کا خطاب تھا۔ گاتھ کا نسب اور انکی حکومت کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہین بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار پر بھی گاتھ ہی کا قبضہ تھا جسکے حدود ادھر طنجہ سے اُدھر بلاد بربر سے ملے ہوئے تھے۔

بربریون کا بادشاہ جو اس صوبہ پر ان دنون حکمرانی کر رہا تھا جسکو عرب جیال غمارہ سے تعبیر کرتا ہے بلیان نامی ایک شخص تھا۔ یہ شخص انہین کے

مذہب سے متمذہب اور انہین کا ماتحت تہا اور موسے ابن نصیر سردار
عرب خلیفہ ولید بن عبد الملک اموی کی جانب سے افریقیہ کی گورنری
پر تہا اور اسکا دار الحکومت قیروان مین تہا۔ عساکر اسلامیہ نے
اس نامور گورنر کی ماتحتی مین المغرب الاقصے کے اکثر بلاد کو مفتوح
کر لیا تہا انکے فتوحات کا سیلاب بڑہتے بڑہتے جبال طنجہ سے
گزر کر بحیرہ زقاق تک پہونچگیا تہا صرف ایک قلعہ جبال غمارہ کا جسپر بلیان
حکمرانی کر رہا تہا مسلمانون کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تہا۔ گورنر افریقیہ
موسے ابن نصیر بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کر لینے
کا نامہ پیام کر رہا تہا اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد لیثی کو طنجہ کی حکومت
پر مامور کر دیا تہا۔ اتفاق سے انہین ایام مین بلیان اور لرزیق بادشاہ
گاتھہ مین چشمک سی پیدا ہو گئی تہی۔ سبب یہ ہوا تہا کہ لرزیق نے بلیان
کی بیٹی (فلورنڈا) کی عصمت پر اپنے محلسرا مین حملہ کر کے اسکی پاکدامنی کو اپنے
ہوا و ہوس اور شہوت پرست و عیش پسند طبیعت کا شکار کر ڈالا
تہا اس وقت اسپین کی چہوٹی چہوٹی ریاستون کا یہ دستور
تہا کہ اپنے بچون کو دربار شاہی مین اداب بزم و تہذیب سیکہنے کی
غرض سے بہیجدیا کرتے تہے چنانچہ بلیان نے اسی دستور
کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیڈو) بہیجدیا تہا۔ بلیان
کو اس شرمناک خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی فوراً
سامان سفر درست کر کے دربار شاہی کی روانہ ہوا اور وہان پہنچکر
لرزیق سے ملاقات کی اور معہ اپنی مظلومہ بیٹی کے اپنے دار الحکومت
واپس آیا واپس ہوتے ہی طارق سے ملاقات کی جسکے ساتھ بارہا

تیغ و سپر ہو چکا تھا۔ اور اسکو گاتھہ کے سرسبز و شاداب ملک
کے راہون سے واقف کر کے اس قدر شوق دلایا کہ عربی جرنیل
کے منہ مین پانی بھر آیا۔ طارق نے فرصت اور موقع پاکر ۹۲ھ
مین اپنے امیر موسےٰ بن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو
عربی سپاہ کی جمعیت سے دریا کو عبور کر کے سواحل اندلس پر حملہ آور
ہوا۔ طارق کے ہمراہ علاوہ تین سو عربی فوج کے تقریباً دس ہزار
بربری بھی تھے طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہنا کر ایک خاصہ لشکر
بنا لیا تھا اور فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے جبل الفتح (لائیبرالک یا قلعۃ الاسد)
موسوم بہ جبل الطارق (جبرالٹر) تک پہونچگیا۔ دوسری طرف سے
طریف بن مالک تنجی ممالک اندلس مین گھسکر تخت و تاراج اور لوٹ مار کرتا
ہوا اس مقام تک پہنچا جسکو اسکے نام کی مناسبت سے شہر طاریفا
کہتے ہین ان مقامات کے مفتوح ہونے کے بعد اندلس کے اندرونی
حصون کی طرف عساکر اسلامیہ نے رخ کیا۔ لزریق کو اسکی خبر
لگی تو اس نے عجم کے مختلف گروہون اور عیسائیون کو مجتمع کر کے چالیس
ہزار کی جمعیت سے عساکر اسلامیہ سے لڑنے کو خروج کیا دونون
فوجون کا ایک وادی مین جسکو عربی مورخ وادی بیکا کہتے ہین مقابلہ ہوا مسلمانون
کو اس معرکہ مین کامیابی ہوئی بہت بڑی غنیمت ہاتھہ آئی بیشمار لونڈی
غلام کے مالک ہوئے۔ طارق نے نامہ بشارت فتح معہ مال غنیمت
اپنے گورنر موسےٰ بن نصیر کی خدمت مین روانہ کیا موسےٰ بن نصیر کو طارق
کی اس غیر متوقع فتحیابی اور ناموری سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھہ بھیجا کہ

وادی بیکا وادی رسٹ کے متصل بہتا ہے اور پھیلا دریا اس طریقہ گذر کے پاس ہو کر سٹرٹ کو جاتا ہے تاریخ ایپین منفوحہ

چونکہ تم بغیر میری اجازت کے ملک غیر مین گھسے جاتے ہو
لہذا جہان تک تم پہونچگئے بھوک جاؤ اور جب تک مین نہ پہونچ لون آگے
نہ بڑھو" اور بجاے اپنے قیروان مین اپنے بیٹے عبد اللہ کو مامور
کرکے ۹۳ھ مین ایک عظیم لشکر کے ساتھہ ممالک ہسپانیہ کے سر
کرنے کو کوچ کیا اس مہم مین حسین بن ابی عبد اللہ المہدی فہری اور عرب
کے نامی نامی دلاور آزاد غلام اور بربر کے مشہور مشہور سردار شریک
تھے - چنانچہ موسے ابن نصیر نے خلیج زقاق کو بابین طنجہ اور جزیرہ
خضرا عبور کرکے اندلوسیہ خطی مین قدم رکھا - طارق نے اپنے
گورنر سے ملاقات کی اور مطیع و منقاد ہوکر اسکی ماتحتی مین ممالک
ہسپانیہ کو سر کرتا رہا تا آنکہ موسے ابن نصیر نے فتح کی تکمیل کی اور اندلس
کو شرقاً برشلونہ تک وسطاً اربونہ تک غرباً صنم قاوس تک فتح کرلیا - تمام
ممالک ہسپانیہ کو زیر و زبر کرکے بہت سا مال غنیمت جمع کیا اور
مشرق کیطرف سے قسطنطنیہ کو سر کرتا ہوا ملک شام مین داخل
ہونے اور ان ممالک کے درمیان مین جسقدر عجمیون اور نصرانیون کے
ممالک تھے ان کو تخت و تاراج اور فتح کرکے دار الخلافت مین حاضری
کا ارادہ کیا تھا - رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہونچی خلیفہ ولید کو
مسلمانون کا دار الاسلام سے اس قدر دور دور از نکل جانا اور
دار الکفر مین جاکر اسدرجہ توغل و انہماک کرنا شاق گزرا موسے
بن نصیر کو تہدید آمود فرمان لکھا اور واپس آنے کی سخت
تاکید کی اس سے موسے ابن نصیر نے غزیمت فسخ کردی
اور ملک ہسپانیہ کا نظم و نسق اور سرحدی مقامات کی حفاظت پر

فوجین مامور کرکے لوٹ کھڑا ہوا۔ روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالعزیز کو بلاد سپانیہ مین دشمنان اسلام سے جہاد کرنے اور اسکی حکومت وانتظام پر مامور ومتعین کیا اور قرطبہ مین قیام کرنے کا حکم دیا پس عبدالعزیز نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا اور ۹۵ھ مین موسےٰ بن نصیر قیروان مین داخل ہوا بعد ازان ۹۶ھ مین معہ مال غنیمت اور خزاین وغیرہ کے دارالخلافت دمشق کیجانب روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ مال غنیمت کے جو ملک اندلس سے ہاتھ آیا تھا تیس ہزار سوار غلامی کے حلقہ مین تھے۔ افریقیہ مین اسنے بجائے اپنے اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔

جس وقت موسےٰ بن نصیر دربار خلافت مین حاضر ہوا خلیفہ سلیمان نے اسکی جرات اور مسلمانون کو خطرہ مین ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اسکی اس کارگزاری کا کچھ برابر پاس نہ کیا۔

اس واقعہ کے دو برس بعد عساکر اسلامیہ اندلس نے سلیمان کی پشت گرمی سے عبدالعزیز بن موسےٰ بن نصیر کو قتل کرڈالا ایوب بن حبیب لخمی ہمشیرہ زادہ موسےٰ بن نصیر حکومت اندلس پر مامور کیا گیا۔ عبدالعزیز نیک منش، فاضل اور جوانمرد تھا اسکے زمانہ حکومت مین بہت سے بلاد مفتوح ہوے۔ ایوب نے چھ ماہ حکومت کی بعد ازان گورنران عرب اندلس مین حکمرانی کرنے کو آتے رہے گاہے دربار خلافت کیجانب سے اور گاہے نظ گورنر قیروان کی جانب سے ان اسلامی گورنرون نے اوقات مختلفہ مین ملک اندلس کو اس سرے سے اُس سرے تک فتح کرلیا اور تمام جزیرہ نما اندلس کو جہان ڈالا

شرق مین برشلونہ اور قلعات بشالہ پر بھی قابض ہو گئے تھے اور وسط مین
بسایط کو دبا لیا تھا۔ غرض رفتہ رفتہ قوم گاتھہ اور جلالقہ کا گروہ معدوم ہو گیا ان کی
حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی۔ کچھ لوگ جو اسلامی تلواروں کے تلواروں
سے بچگئے تھے وہ جبال قشالہ، اربونہ اور سرحدی پہاڑوں کے دروں
مین جا کے پناہ گزین ہو گئے تھے ہر زبان لشکر اسلام برشلونہ کی
پرلی جانب بھی جزیرہ نما اندلس کے سرحد سے نکلکر فرانس کے
مقبوضات مین داخل ہو رہے تھے اور اپنی فتحیابی کی موجون سے کفار
کی دیوارون کو ہلائے ڈالتے تھے انہین واقعات کے اثنا مین کبھی کبھی
عربی سپاہ مقیم اندلس مین اختلاف و جھگڑا بھی پیدا ہو جاتا تھا اس سے
دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا۔ پس اہل فرانس اُن ممالک کو مسلمانون
کے قبضہ سے نکال لیتے تھے جنکو لشکر اسلام بزور تیغ ان سے چھین لیتا تھا
سلیمان بن عبد الملک کے گورنر افرنقیہ محمد بن یزید کو جب عبد العزیز بن موسے
بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس نے حرب بن عبد الرحمن
بن عثمان کو سند حکومت اندلس عنایت کر کے روانہ کیا . . . . . چنانچہ
حرب اندلس مین پہونچکے ایوب بن حبیب کو حکومت سے معزول کر کے خود
حکمرانی کرنے لگا دو برس آٹھ ماہ اس نے حکمرانی کی بعد ازان خلیفہ عمر
بن عبد العزیز نے اندلس کی حکومت یحیم بن مالک خولانی کو سنہ صدی ہجری مین
مامور کیا اور مالیہ اندلس سے پانچوان حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ یحیم نے اسکی
تعمیل کی اور قرطبہ کا پل تعمیر کرایا بعد ازان سنہ ۱۰۱ھ مین ممالک فرانس
پر جہاد کی غرض سے فوجین مرتب کین اور عنایت عزانگی سے روانہ ہوا اتفاق یہ کہ یحیم اس معرکہ مین شہید ہو گیا پس اہل اندلس نے بجائے

(۱۲) ۱۰۱ھ ۷۱۹ء

اسکے عبدالرحمن بن عبداللہ غافقی کو اپنا امیر بنا لیا تا آنکہ عنبسہ بن سحیم کلبی یزید بن مسلم
گورنر افریقیہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا پھر بعد قتل عنبسہ اہل اندلس
کی درخواست پر یحیے بن سلمہ کلبی کو حنظلہ بن صفوان کلبی والی افریقیہ نے
روانہ کیا۔ ۱۰۷ھ مین یحیے ابن سلمہ اندلس مین داخل ہوا ڈھائی برس حکمرانی
کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت مین کوئی جہاد نہین کیا بعد ازان عثمان بن
ابی ..... عبیدہ ابن عبدالرحمن سلمی گورنر افریقیہ کی طرف سے
والی اندلس ہو کر آیا۔ پھر پانچ مہینے بعد اسکو حذیفہ بن احوص عبسی کو بھیجکر معزول
کیا۔ اس نے ۱۱۰ھ کو پورا کیا بعد ازان تھوڑے ہی دنون بعد کہا
جاتا ہے کہ حکومت کے دو برس بعد اسکو بھی معزول کر دیا۔ مورخین اسی
مین اختلاف کرتے ہین کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ یا حذیفہ سے پیشتر عثمان آیا تھا۔ بہرکیف
بعد اسکے ہشیم بن عبید کلابی محرم ۱۱۱ھ مین عبیدہ بن عبدالرحمن گورنر افریقیہ
کی طرف سے والی اندلس ہو کر آیا اس نے سرزمین مقرشہ پر جہاد کیا اور
بزور تیغ اسکو فتح کر کے دس مہینہ تک وہین ٹھہرا رہا۔ اپنی حکومت کے دو برس
بعد ۱۱۳ھ مین اسکی وفات ہائی بعدہ عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقیہ کی طرف سے
والی اندلس مین داخل ہوا ۱۱۳ھ مین فرانس پر جہاد کیا بڑے بڑے
نمایان کام کئے۔ دو برس حکومت کی۔ ذاخری نے لکھا ہے کہ چار برس
حکومت اندلس پر رہا۔ یہ ظالم سخت گیر اور رعب و داب والا شخص تھا
۱۱۵ھ مین سرزمین بشکنس پر جہاد کیا اور کمال مردانگی سے ان پر حملہ
آور ہوا اس لڑائی مین بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۱۶ھ مین یہ معزول
کر دیا گیا بجاے اسکے عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقیہ کی جانب سے
عبدہ بن حجاج سلولی حکومت اندلس پر مامور ہوا۔ پس ۱۱۶ھ مین یہ اندلس

پہونچایا پانچ برس تک نہایت نیک سیرتی، فہمندی اور کافرون پر جہاد کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب اسکے زمانہ حکمرانی مین ارمونہ تک پہونچگیا تھا اور اسلامیون کی بود و باش نہر دودنہ تک پھیلی ہوئی تھی بعد ازان عبدالملک بن قطن فہری نے ۱۲۱ھ مین امارت اندلس کا دعوے کیا اور عتبہ کو کرسی امارت سے اوتار کر مار ڈالا بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالملک نے عتبہ کو اندلس سے نکال کر کے خان حکومت اپنے ہاتھہ مین لیلی تھی تا آنکہ ۱۲۴ھ مین بلج بن بشر معہ لشکر شام سرزمین اندلس مین داخل ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور اس نے عبدالملک کی حکومت کا استیصال کر کے تقریباً ایک برس حکمرانی کی۔ رازی کہتا ہے کہ اہل اندلس نے ماہ صفر ۱۲۳ھ عہد خلافت ہشام بن عبدالملک مین اپنے امیر عتبہ بن حجاج سے بغاوت و سرکشی کی تھی اور بجاے اسکے عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عتبہ کی حکومت کا دورچہ برس چار مہینے رہا۔ بہرکیف مقام سرقوصہ ماہ صفر ۱۲۳ھ مین اس نے وفات پائی۔ اسکے مرنے سے عبدالملک کے قدم استقلال و استحکام کے ساتھہ حکومت اندلس پر جم گئے بعد ازان بلج بن بشر معہ اہل شام کے بعد واقعہ کلثوم بن عیاض دبر بر اندلس پہونچا اور عبدالملک پر دفعۃ حملہ کر کے مار ڈالا۔ اس سے فہریون کا جتھہ دب دبا کر ایک طرف ہو گیا مگر در پردہ اپنی قوتون کو فراہم اور اپنی گزری ہوئی حالتون کو درست کرتے رہے تا آنکہ سب کے سب مجتمع ہو کے بلج بن بشر سے لڑنے کو اٹھہ کھڑے ہوئے اور عبدالملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کو میدان جنگ مین آگئے اس وقت فہریون پر عبدالملک بن قطن کے دونون بیٹے قطن اور

میہ حکمرانی کر رہے تھے - اس معرکہ مین اتفاق سے فہریون کو ہزیمت
ہوئی مگر یوسف بن بشر بھی انہین لڑائیون کے نذر ہوگیا یہہ واقعہ ۱۲۴ھ کا ہے
جبکہ بلخ کی حکومت کو تقریبًا ایک برس گزر چکے تھے - بعد بلخ کے حکومت اندلس
پر ثعلبہ بن سلامہ جذامی متولی و غالب ہوگیا - فہریون نے اس سے
بھی کنارہ کشی کی اور اسکے علم حکومت سے منحرف ہوئے - دو برس
اس نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھہ امارت کی آخر کار یمانی
قبائل والون نے اسکی مخالفت شروع کی جس سے اسکی
حکومت کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے - فتنہ و فساد کی گرم بازاری
ہوگئی - اسی اثنار مین خطلہ مین صفوان گورنر افریقیہ کی طرف سے ابو الخطاب حسام
بن ضرار کلبی والی اندلس ہوکر براہ دریا تونس سے ۱۲۵ھ مین اندلس
آیا - اہل اندلس نے اسکی اطاعت قبول کرلی ثعلبہ، ابن سعد اور پسران
عبد الملک اس سے ملنے کو ابو الخطاب ان لوگون سے بعزت و احترام
پیش آیا - استقلال کے ساتھہ حکمرانی کرنے لگا - یہہ نہایت شجاع، کریم
صائب الرائی اور عالی حوصلہ تھا اسکے عہد حکمرانی مین اہل شام اس کثرت
سے تھے کہ فرطیجیا و سرقسطہ شہران کو کافی نہوا پس ابو الخطاب نے ان لوگون
کو مختلف شہرون مین آباد ہونے کو بھیجدیا اہل دمشق کو بوجہ مشابہت
کے بیرہ (گرے ناڈایا) مین ٹھیرایا اور دمشق کے نام سے اسکو
موسوم کیا، اہل حمص کو اشبیلیہ مین آباد کیا اور آب و ہوا کی مناسبت سے
اسکا نام حمص رکھا اہل قنسرین کو جیان مین قیام کرنے کا حکم دیا اور قنسرین
کے نام سے اسکو موسوم کیا، اہل اردن کو ریہ یعنے مالقہ مین ٹھیرایا
اور اردن کے نام سے پکارنے جانے کا حکم دیا، اہل فلسطین کو شدونہ

(شیڈیجایا شریش) مین فرو کش کرایا اور اسکو فلسطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تدمیر (مرشیا) مین بنوائے بلحاظ سرسبزی وشادابی مصر کے نام سے موسوم کیا۔ بعد اسکے ثعلبہ مشرق چلا آیا اور مروان بن محمد کیخدمت مین حاضر ہوکر اسکے ساتھ لڑائیون مین شریک ہوا۔

ابوالخطاب عرب کے ایک ذیہات کا رہنے والا تھا مزاج مین قومی عصبیت اور جنبہ داری زیادہ تھی اس نے اپنے زمانہ حکمرانی مین اپنی قوم یمانیہ کی خوب خوب طرف داری کی مضریہ کو ہر کام مین دباتا گیا۔ قبیلہ قیس کو بھی برہم کیا۔ ایک روز ضمیل بن حاکم بن ثمر بن ذی الجوشن سردار قیسیہ کو جو کہ بلخ کے ہواخواہون سے تھا کسی کام خاص پر مامور کیا چنانچہ ضمیل منہ پر رومال ڈالے ہوئے اٹھا ایک حاجب نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا تھا بول اٹھا "اے ابوالجوشن اپنے عمامہ کو درست کر لو ضمیل یہہ جواب دیتا ہوا کہ اگر میری قوم چاہیگی تو اسکو درست کریگی۔ چلا گیا بعد چندے اسکی قوم نے ایکا کر کے اسکے کہنے کے مطابق ایک ہنگامہ سا برپا کر دیا اور مخالفین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے۔ پس ابوالخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۸ھ مین اپنی حکومت کے چار برس نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علحدہ کر لیا۔ تب بجاے اسکے ثعلبہ بن سلامہ جذامی والی اندلس ہو کر آیا۔ اسکے زمانہ حکمرانی مین مشہور جنگ کی آگ مشتعل ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ مین عبدالرحمن بن حبیب والی افریقیہ سے خط و کتابت کی

عبدالرحمن نے آخری ماہ رجب ۱۲۹ھ مین ثعلبہ کو سند حکومت اندلس مرحمت فرما کے روانہ کیا ثعلبہ نے اندلس پہونچکر ہی عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لی اور ضمیل اسکی امارت وحکومت کے کام کو انجام دینے لگا۔ اس نے بحکمت عملی دونون فریق مین مصالحت کرادی دو برس حکومت کرکے مرگیا بعد اس کے اہل افریقیہ مین مخالفت پیدا ہوگئی اور مشرق مین بنی امیہ کی حکومت مضمحل اور کمزور ہوچلی تا عہد اران خلافت امویہ آئے دن کے جھگڑون اور بانیان دولت عباسیہ کی ریشہ دوانیون کے وجہ سے اقصائے مغرب کے انتظام سے غافل ہوگئے۔ چنانچہ اہل اندلس ایک خودمختاری وخودسری کیحالت سے اپنا آپ انتظام کرنے لگے اور مصالح ملکی ومذہبی کے انجام دینے کو عبدالرحمن بن کثیر کو امارت کی کرسی بیٹھایا بعد اسکے عساکر اسلامیہ مقیم اندلس نے یہہ راے قایم کی کہ امارت اندلس مضریہ اور یمنیہ مین نصف نصف تقسیم کردی جائے اور ایک ایک برس دونون لشکرون کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جائے۔ مضریہ نے اپنی امارت کے لئے یوسف بن عبدالرحمن فہری کو ۱۲۹ھ مین منتخب کیا۔ ایک برس تک یہہ دارالامارت قرطبہ مین حسب قرار داد شرط حکومت کرتا رہا بعد ازان بہ انقضاے میعاد پر حکمرانی کی عبا پہنکر دارالامارت مین داخل ہوئے یوسف نے یمنیہ پر موضع تشفدہ مضافات قرطبہ پر جہانکہ یمنیہ اتری ہوے تھے شبخون مارا[1] . . . . .

[1] اصل کتاب مین یہہ جگہ خالی ہے (مترجم)

صمیل بن حاکم، قیسیہ اور مضریہ باہم گتھ گئے بہت بڑی خونریزی
ہوئی یوسف کی حکومت سرزمین اندلس سے جاتی رہی اور یمنیہ نے
حکومت و امارت پر قبضہ کرلیا۔ مگر ایک مدت تک فریقین اسی
طریقہ سے رہے کہ کبھی یہ مغلوب ہو جاتے تھے اور کبھی وہ غالب
تا آنکہ عبدالرحمان الملقب بہ داخل سرزمین اندلس میں آیا آخری
دو میں یوسف بن عبدالرحمان نے صمیل بن حاکم کو سرقسطہ کی حکومت پر مامور
کیا تھا۔ پس جب مشرق میں سیاہ پرچم والے (عباسیہ) ظاہر
ہوئے تو حباب بن رواحہ زہری نے اندلس کیجانب کوچ کیا اور انکی
حکومت و امارت کی دعوت دینے لگا۔ صمیل کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا
صمیل نے یوسف سے مدد طلب کی یوسف نے بوجہ عداوت سابقہ
کمک نہ بھیجی قیسیہ نے امدادی فوجیں بھیجیں لیکن وقت گزر گیا تھا
مجبوراً صمیل نے سرقسطہ کو خالی کر دیا پس حباب نے سرقسطہ پر قبضہ
کرلیا اور صمیل طلیطلہ میں پہونچکر حکومت کرنے لگا تا آنکہ عبدالرحمن داخل دارو
اندلس ہوا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرینگے۔

(مترجم) فتح اندلس کی کیفیت علامہ مورخ نے جس پیرایہ اور طرز
سے تحریر کیا ہے اسکو غور سے پڑھ آئے ہو اور میرے نزدیک واقعیت
کے لئے کافی ہے۔ علامہ مورخ نے فتح اندلس کے کسی اہم واقعہ
کو قلم انداز نہیں کیا جسکے لکھنے کی زحمت مترجم کا قلم گوارا کرتا مگر چونکہ
آج کل لوگوں میں تاریخی کا مذاق حد سے زیادہ پیدا ہو گیا
ہے اس وجہ سے جب تک کسی واقعہ کو گھٹا بڑھا کر نہ لکھو ان کو
لطف نہیں آتا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ کو چلبلے جملوں اور پھڑکتے ہوئے

فقروں سے کوئی تعلق نہیں ہے نظر برین میں تمہاری دلچسپی کے
خیال سے انہیں واقعات کو جنکو تم ابھی پڑھ چکے ہو ذرا
تفصیل سے باضافہ والحاق لکھنا چاہتا ہوں سنو! یہہ جزیرہ
نما جسکی سرسبزی و شادابی بے نظیر تھی ایک مدت سے
رومن امپایر کے قبضہ اقتدار میں تھا لیکن اسلام سے
تقریباً دو سو برس پیشتر قوم گاتھ نے روما کی مستنزل گورنمنٹ کو
اس صوبہ سے بیدخل کردیا تھا اور انکی حکومت و سلطنت
کے نام و نشان کو مٹا کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ رکھا تھا
گاتھ ایک وحشی ایشیای قوم تھی اسکی بہت سی شاخیں
ہیں ازانجملہ ایک وزی گاتھ ہے جس نے پانچویں صدی مسیحی
(یعنے اسلام سے تقریباً دو سو برس پیشتر) میں سلطنت
روما کی تہذیب اور شایستگی اپنے وحشیانہ حملوں سے تہ خاک
کرکے صوبہ آئی بیریا (اسپین یا اندلس) پر قبضہ حاصل کرلیا تھا یاد رکھو
کہ جس قوم میں تہذیب اور شایستگی حد سے زیادہ آجاتی ہے اسکی دلاوری
بہادری، مردانگی اور شجاعت میں فوراً فرق آجاتا ہے رومن میں
جس وقت شایستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا انہیں دنوں یہ اپنے
تیغ بیدریغ سے خلائق کو مسخر اور مطیع کررہے تھے جوں ہی
ان لوگوں میں تہذیب اور شایستگی آئی بہادری نے رخصتی
کا سلام کیا۔ اسلام میں بھی اسکی نظیر موجود ہے جب تک اہل
اسلام سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے اور نیزہ اور شمشیر دن
کے سوا دوسری چیزوں سے نہیں کھیلتے تھے اس وقت تک

ان مین مذہبی جوش بھی تھا یہ بہادر بھی تھے فاتح بھی تھے جب سے علوم و فنون کی آمد شروع ہوئی تہذیب اور شائستگی سے مانوس ہوئے دلجمعی کے ساتھ عیش و عشرت مین مصروف اور زمانہ کی حالت سے غافل ہوگئے۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ ملک گیا، دولت گئی مذہبی جوش کا خاتمہ ہوگیا۔ صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گئے۔

جس زمانہ مین اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ حاصل کیا تھا ان دنون اسپین مین راڈرک (رڈریق) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا جس نے شاہ وٹزا کو تخت حکومت سے اوتار کر بزور جبر حکومت حاصل کی تھی۔ اسکا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) مین تھا۔ اسلامی فتوحات کی موجین ان دنون شمالی افریقیہ مین ممالک بربر کی دیوارون سے ٹکرا رہی تھین اور اس نے قریب قریب اسکے کل شہرون کو مفتوح کر لیا تھا صرف ایک قلعہ سبطہ (سیوٹا) اسکے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ یہہ قلعہ درحقیقت شاہ یونان والی قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا مگر بوجہ دور و دراز ہونے کے بلحاظ مذہب وہ رومی ملت اسکی حفاظت اور امداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا۔ قلعہ سبطہ کے والی کا نام جولین تھا جسکو عربی مورخ بالیان سے موسوم کرتے ہین اس سے اور شاہ اسپین راڈرک سے کچھ ان بن ہوگئی تھی چشمک کا یہہ سبب ہوا کہ جولین گورنر سبطہ نے حسب دستور ملک اسپین اپنی بیٹی فلورنڈا کو آداب شاہی تہذیب اور تربیت حاصل کرنے کی غرض سے شاہ اسپین کے دربار مین بھیجدیا تھا شاہ اسپین (راڈرک) نے بجائے اسکے کہ فلورنڈا کی عصمت کو اپنی بیٹیون کی طرح محفوظ رکھتا

اگست ۱۹۰۷ء (۱)

اسکی پاکدامنی کو اپنے ہوا و ہوس، عیش پرستی اور شہوت رانی کے نذر کردیا - یہہ ایک بہت بڑا اثر مناک واقعہ تھا - جولین کو اس خبر کے استماع سے بیحد برہمی پیدا ہوئی اول تو اسکا دل اس وجہ سے پہلے ہی سے صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ وٹزا کو معزول کرکے خود عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار مین لی تھی اور شاہ وٹزا کی بیٹی جولین کی بیوی تھی دوسرے اس واقعہ شرمناک نے بارود خانہ مین چنگاری کا کام دے دیا - سامان سفر درست کرکے طلیطلہ پہنچا راڈرک سے ملاقات کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیض و غضب کو اس طرح چھپائے رہا کہ راڈرک کو اسکی پردلی کا حس تک نہوا - راڈرک سے رخصت ہوکر معہ اپنے بیٹی کے سبطہ واپس آیا - اور یہہ ٹھان لی کہ اب مین مسلمانون سے تیغ و سپر ہرگز نہونگا - چنانچہ واپس آتے ہی موسےٰ بن نصیر گورنر شمالی افریقیہ سے ملاقات کی - یہہ ولید بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ کیجانب سے اس صوبہ کا والی تھا - قیروان مین اسکا دارالامارت تھا - جولین نے موسےٰ بن نصیر سے اسپین کی سرسبزی، زرخیزی اور شادابی کی حکایتین بیان کرکے یہہ ظاہر کیا کہ تمہارے جانے کی دیر ہے - تمہارا لشکر پہنچا نہین کہ یہ ملک فتح ہوا نہین پہلے تو موسےٰ کو اس معاملہ مین پس و پیش ہوا مگر گرانسکے اسپر خزانون اور شاداب زمینون کے حالات سننے سے منہ مین پانی بھر آیا - انگریزی مورخین لکھتے ہین کہ خلیفہ دمشق سے اجازت حاصل کرکے یا اوسکا استخراج لے کے پانچ سو آدمیونکی جمعیت سے ۷۱۰ء مین جولین کے چار جہازون

پر سوار کرکے ساحل اندلس پر لوٹ مار کرنے کو روانہ کیا مگر عربی مورخین کی
تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسےٰ بن نصیر نے بلا استصواب خلیفہ دمشق
اپنی فوج کو بسرداری طارق بلاد ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر
انگریزی مورخین کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ ولید بن عبد الملک کو
ملک اندلس کی فتحیابی کا حال سننے سے بجاے خوشی کے قلق اور
مسلمانوں پر افسوس نہوتا۔ اور موسےٰ کو ڈانٹ کافرمان نہ بھیجتا اور نہ
اسکو گورنری شمالی افریقہ سے معزول کرکے دمشق میں طلب کرتا
بہرکیف عربوں کو یہ پہلا موقع بحر روم میں جہاز رانی کا ملا طارق
نے الجیراس کو تخت وتاراج کرکے اور گاتھ کی سلطنت کے
حالات کو بچشم خود مشاہدہ کرکے تھوڑے دنوں بعد واپسی
کی طارق پہلے جس مقام پر اوترا تھا وہ اب تک اسکے نام سے
منسوب ہے۔ موسےٰ بن نصیر کے خیالات شریف کے بیان سے
بہت زیادہ فتح اندلس کے بابت مستحکم ہوگئے اور جولین کے قول
کی اس سے تصدیق بھی ہوگئی ۹۳ھ میں موسےٰ نے دو فوجیں
تیار کیں ایک کو بسرداری طارق گاتھ کی سلطنت کے سر کرنے
کو روانہ کیا اور دوسرے کو بسرکردگی طریف۔ ان دونوں جرنیلوں
نے ممالک ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی آتش جنگ مشتعل کردی
طارق کے رکاب میں تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے
اور طریف بن مالک نخعی کے ساتھ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار
باشندگان بربر افریک انکے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لیکے
لڑنے کو آیا ہوا تھا۔ طارق اول شعبان ۹۳ھ کو قلعۃ الاسد پر اترا جو

اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے
اس مقام سے قریطہ کو فتح کرکے ممالک ہسپانیہ کے اندرونی حصون
کی طرف قدم بڑھائے - زیادہ مسافت طے نہ کرنے پایا تھا کہ
راڈرک شاہ اسپین چالیس ہزار کی جمعیت سے آپہنچا دونون
فوجون کا ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے مقام وادی
بیکا مین مقابلہ ہوا -

اس موقع پر مغربی اور مشرقی مورخین عجیب وغریب افسانے
تحریر کرتے ہین ازانجملہ طلسمی گنبد ہے جسکو بادشاہ ہرقل نے سمندر
کے کنارہ پر بنوایا تھا اور اسمین ایک طلسم رکھا تھا اور اس کے
قبل از وقت افشا ہونے کی بیحد ممانعت کی تھی چنانچہ ہر بادشاہ جو
سریر آرائے مملکت ہسپانیہ ہوتا تھا اپنے نام کا علیحدہ قفل دروازے
پر لگا دیتا تھا پس جب راڈرک نے عنان حکومت اندلس اپنے ہاتھ
مین لی تو دو بوڑھے دربار شاہی مین حاضر ہوئے اور بعد ادائے مراسم
شاہانہ دروازہ گنبد پر قفل لگانے کی استدعا کی راڈرک کو مخفیات
کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا ایک روز باوجود مشیرون اور
لشیون کی ممانعت کے بہت سے سوار اور پیادون کو
ہمراہ لیکے گنبد کیجانب گیا - قفلون کو توڑ کے اندر داخل ہوا
ایک وسیع کمرہ سے گذرتا ہوا دوسرے کمرہ مین گیا اس کمرہ
کے دروازے کے سامنے پیتل کی ایک مہیب تصویر مرد کی
کھڑی تھی - ہاتھ مین ایک بھاری گرز تھا - دمبدم یہ تصویر گرز کو زمین پر
مارتی تھی - اس تصویر کے سینہ پر لکھا ہوا تھا مین اپنا منصبی فرض ادا

ادا کر رہا ہون" اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھکر راڈرک کا حوصلہ اور بڑہا کسی نہ کسی طرح کمرہ کے اندر داخل ہوا وسط کمرہ مین ایک میز بچھی تھی جس پر صندوقچہ رکھا ہوا تھا اور صندوقچہ پر یہہ عبارت لکھی ہوئی تھی "گنبد کے کل راز اس بکس مین ہین بجز ایک بادشاہ کے اسکے کھولنے کی اور کسی کو جرات نہو گی لیکن اسکو ذرا باخبر رہنا چاہیے کیونکہ مرنے سے پہلے بہت سے عجیب و غریب واقعات دیکھائی دینگے" راڈرک نے صندوقچہ کو کھولا تو اسمین ایک چرمی وصلی پائی جو تانبے کی دو تختیونکے بیچ مین محفوظ تھی وصلی پر گھوڑے سوارون کی تصویرین بنی تھین۔ صفحہ کے پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی "دیکھہ اے بد اندیش اُن لوگون کو جو تجھے سریر سلطنت سے اوتار کر خاک مذلت پر بیٹھا ینگے اور تیرے ملک پر قبضہ کرینگے" وصلی پر نظر پڑتے ہی اُن تصویرون مین یک بیک حرکت پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو پیش نظر ہو گیا جسمین مسیحی اور اسلامی دلاور لڑتے ہوئے نظر آئے اسلامی عساکر نے مسیحیون کو پسپا کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ہزیمت خوردہ گروہ جو ادہر اُدہر بھاگتا نظر آتا تھا اسمین ایک جوانمرد سپاہی نظر آیا جو سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ عین دار و گیر کے وقت گھوڑے سے یہ شخص نیچے گرا اور پھر کہن اسکا پتہ نہ چلا یہ شخص اسلحہ اور لباس سے ہو بہو شاہ راڈرک معلوم ہوتا تھا راڈرک اور اس کے ہمراہی اس حیرت انگیز مین کو دیکھکر گھبرا گئے۔ سراسیمہ حواس باختہ کمرہ سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اسکے محافظ زندہ تھے علاوہ اسکے اور بہت سے بیشمار عجائبات نظر آئے جس سے سلطنت

اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ عربی کے بعض مورخین نے بھی اس عجیب وغریب واقعہ کو تحریر کیا ہے اسپین کے متوسط زمانہ کے مورخین کی تصنیفات مین اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے قلمبند کئے گئے ہین۔

فریقین جو وادی بیکا مین ایک دوسرے کے مقابلہ وجنگ پر تل رہے تھے نہایت مردانگی سے میدان مین آئے اور اپنے حریف مقابل سے ہم نبرد ہوئے۔ شاہ راڈرک کے رکاب مین بڑی دل فوج تھی جسکے مقابلہ مین اسلامی عساکر کو وہی نسبت تھی جو ایک کو دس سے ہوتی ہے تاہم اسلامی نبرد آزمایون نے آٹھ روز مسلسل لڑائی لڑکر اپنے جوش دل اور جانبازیون کو ثابت کردیا اور شاہ راڈرک کی متواتر کوششون کو ہزیمت دے دی۔

اس تائید الٰہی اور غیبی کامیابی سے طارق کے حوصلے بڑھ گئے نہایت اولوالعزمی اور ثابت قدمی سے تمام ملک اسپین کے سر کرنے کو مستعد ہوگیا اور ضرورت کے مطابق سامان جنگ فراہم کرکے آگے بڑھا۔ موسےٰ بن نصیر گورنر افریقہ کو جبکا طارق ماتحت تھا اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیجا طارق کو آگے بڑھنے کی سخت ممانعت کی مگر عالی حوصلہ طارق کو اسکی ممانعت کی ذرا بھی پروا نہوئی اپنے رکاب کے فوج کو تین حصون پر تقسیم کرکے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اُس سرے تک چھان ڈالا اور یکے بعد دیگرے کل صوبون اور قلعہ جات کو مفتوح کرلیا۔

قرطبہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کو مفصل (طارق کا سکریٹری)

سات سو آدمیون کی جمعیت سے گیا ہوا تھا۔ قریب قرطبہ پہنچکر شام تک
ادہر اُدہر اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے چھپا رہا۔ جون ہی رات ہوئی
شہر کیطرف بڑہا۔ اتفاق وقت سے اس وقت بارش اور اولون کا طوفان
شروع ہوگیا اس نے اسلامی دلاورون کے گھوڑون کے
سمون کی آواز دور تک نہ پہونچنے دیا جس سے اہل قرطبہ کو انکی آمد کی
اطلاع تک نہوئی۔ شہر پناہ کے قریب پہونچکے دہاوا کرنے کا موقع
تلاش کرنے لگے۔ فصیل کے ایک مقام مین شگاف نظر آیا مسلمانون
کا ارادہ ہوا کہ اسی مقام سے حملہ کرنا چاہیئے۔ فصیل سے ملا ہوا انجیر کا
درخت تہا ایک مسلمان سپاہی دوڑکر چڑھ گیا اور اس پر سے اچھلکر فصیل
کود گیا جھٹ پٹ اپنا عمامہ اتار کر نیچے لٹکا دیا۔ کئی مسلمان سپاہی اس
عجیب وغریب کمند کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے بعد ازان ان لوگون
نے نہایت ہوشیاری سے دربانون کی مشکین باندہ لین اور شہر پناہ
کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تہا اسلامی رسالہ شہر مین گھس پڑا اور بات
کی بات مین شہر کو مفتوح کرلیا۔ گورنر اور کل باشندگان شہر نے ایک
گرجا مین جاکے پناہ لی۔ تین ماہ تک سواران اسلام انکا محاصرہ کئے
ہوئے لڑتے رہے بالآخران محصورون نے بھی گردن اطاعت
جھکادی۔

فتح قرطبہ نے عیسائیونکی کمر ہمت اور توڑدی طارق فتحمندی کا جھنڈا
لئے ہوئے جسطرف رخ کرتا تہا کامیابی اور نصرت دوڑکر رکاب چوم
لیتی تہی۔ آرکی دونا بلاجد وجہد مفتوح ہوگیا کل باشندے بہاگ کر
پہاڑون مین چلے گئے۔ بالاگا اور الویرہ کو فتح کرکے عیسائیون سے چین

لیا۔ اب صرف مرشیا کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے جو تدمیر
کی واقف کاری اور ہوشیاری کے وجہ سے حملہ آور کے حملون سے
محفوظ تھے۔ آخر کار عساکر اسلامیہ اور تدمیر سے کھلے میدان ہم
نبرد ہونے کی نوبت آئی۔ کہیت مسلمانون کے ہاتھہ رہا تدمیر معہ اپنے
ایک نوعمر غلام کے بھاگ کر شہر اوری ہیولا مین جا کے پناہ گزین ہوا
اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہونچگیا اس وقت
مرشیا مین بجز عورتون اور بوڑھون یا بچون کے کوئی جوان باقی نہ رہا
تھا تدمیر کو اس موقع پر غضب کی سوجھی اس نے کل عورتون کو مردانہ
لباس پہنایا۔ سر پر خود رکھا۔ نیزہ کے بجائے ڈنڈون اور
دیگر ضروری سامانہائے اسلحہ جنگ سے آراستہ کیا۔ سر کے بالون کو بیچ
دے کر زنخدان کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والون
کو داڑھی معلوم ہوتی تھی۔ اس مصنوعی فوج کو تدمیر نے فصیل شہر کے
حفاظت پر مامور کیا۔ اسلامی لشکر کو اس کا شعور نہوا کہ یہ کس قسم
کی فوج ہے حملہ کی تدبیرین سوچنے لگا۔ تدمیر نے یہ احساس کر کے کہ
میری تدبیر کارگر ہوگئی فوراً اپنے نوعمر غلام کو ایلچیون کا لباس پہنایا
اور خود صلح کا جھنڈا لئے ہوئے مصالحت کرنے کو شہر سے باہر آیا
رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہونچا۔ عربی سپہ سالار نے اسکو ایلچی سمجھکر
نہایت تپاک اور احترام سے اسکا استقبال کیا ملاطفت اور نرمی
سے باہم گفتگو ہونے لگی۔ تدمیر بولا مین اپنے حکمران کی طرف سے
آپ سے شرائط صلح طے کرنے کو آیا ہون جنکا قبول و منظور کرنا
آپ کی عالی حوصلگی اور مردانگی سے بعید نہین ہے ہمارے رحم دل

صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہین ہے اگر آپ وعدہ فرمائین کہ اہل شہر کو معہ ان کے مال و اسباب کے نکل جانے دین تو کل صبح شہر آپکے حوالہ کر دیا جائے ورنہ فصیل شہر کی حفاظت اور تاکہ بندیان کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہین اس شہر پناہ کا اس وقت تک قبضہ نہوگا جبتک ہم مین کا ایک بھی زندہ رہے گا" مغیث کو یہ شرط بہت پسند آئی صلح پر راضی ہو گیا۔ عہدنامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کیا بعد ازان تدمیر نے عہدنامہ پر دستخط کر کے مغیث کے حوالہ کر کے کہا لیجئے حضرت یہ عہدنامہ مین ہی اس شہر کا حاکم ہون"۔ بعد اسکے تدمیر معہ اپنے غلام کے شہر واپس گیا اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے تدمیر مع اپنے چند غلامون کے نکلا انکے پیچھے بڈھون اور عورتون اور بچون کا جھنڈ برآمد ہوا۔ مغیث کو بیحد استعجاب ہوا متحیر ہو کر تدمیر سے دریافت کیا آپ کے وہ سپاہی کہان ہین جو تعیل کی حفاظت پر تھے" تدمیر نے جواب دیا میرے پاس سپاہی کہان باقی رہگئے تھے۔ البتہ جنکے ذریعہ سے مین نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتین اور بوڑھے مرد ہین" مغیث کو تدمیر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کارروائی سے بیحد تعجب ہوا اور اسدرجہ اسکو مسرت ہوئی کہ اس نے اپنے مغلوب دشمن کو مرسیا کا گورنر مقرر کر دیا چنانچہ آج تک یہہ صوبہ اسکے نام کی مناسبت سے "تھوڈیمیر لینڈ" کہا جاتا ہے۔

اس وقت طارق سرزمین اندلس کو تخت و تاراج کرتا ہوا سرداران گاتھہ کی تعاقب و جستجو مین ٹولیڈو (طلیطلہ) تک پہونچ گیا تھا

مگر ٹولیڈو مین صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنکو مسلمانون سے تعلق اور ارتباط پیدا ہو گیا تھا مثلاً کونٹ جولین (یا لیان) گورنر سبطہ اور شاہ وٹزا سابق حکمران ہسپانیہ کے رشتہ دار۔ طارق نے ان لوگون کو عہدہاے جلیلہ عنایت کئے سرداران گاتھ جنکی جستجو مین طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ اسٹریا کے پہاڑون مین جاکے پناہ گزین ہو گئے تھے اس وجہ سے ہاتھ نہ آئے۔

طارق نے ممالک ہسپانیہ کے تقریباً کل بلاد کو سر کر لیا تھا اور جو ادھر اودھر دو چار صوبے باقی رہ گئے تھے وہ بھی فتح ہونے کے لئے طیار ہو رہے تھے کہ اس اثنا مین موسےٰ بن نصیر گورنر افریقیہ نے جسکو طارق کی یہ غیر متوقع کامیابی پسند نہ آئی تھین اس ناموری اور فتحیابی مین حصہ لینے کی غرض سے اٹھارہ ہزار عربی سپاہ کی جمعیت سے اسٹریٹ کو ۱۲ھ کے موسم گرما مین عبور کیا اور کارمونا، سیوائل اور میریڈا کے میدانون کو بزور تیغ جنگ کر کے سر کر لیا جس سے اسپین کا سارا ملک اس سرے سے اس سرے تک مسلمانون کے قبضہ مین آگیا اور اس خلیفہ اسلام کی وسیع اور بسیط سلطنت کا یہ ایک صوبہ بن گیا جسکا مرکز حکومت دمشق مین تھا۔

موسےٰ بن نصیر گورنر افریقیہ کے دل مین فتح اسپین کے بعد فتح یورپ کی آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پوری نکر سکا۔ تاہم اسکے چلے جانے پر عساکر اسلامیہ نے یورپ کیطرف قدم بڑھائے۔ چنانچہ ۱۱۹ھ کے

اوایل مین گال کے جنوبی حصے پر جو سپٹی مونیا کے نام سے مشہور
تھا قبضہ کرکے کر کا لون اور تیر بون کو بھی اپنے دایرہ حکومت مین
داخل کرلیا بعد ازان برگنڈی اور ایکوی ٹینا پر حملہ کیا ایو دیز ڈیوک آف
ایکوی ٹینا مقابلہ پر آیا اتفاق سے اس معرکہ مین مسلمانون کو شکست ہوئی
مگر اس ہزیمت سے انکی جوانمردی مین ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامان
جنگ درست اور سپاہ کو مرتب کرکے مسلمانون نے پھر ملک مغرب
پر چڑہائی کی ہیون کو لوٹ لیا قوم سن پر خراج قایم کیا ۷۳۲ء مین
ایوگنن پر قابض ہوئے ناربون کے جدید حکمران عبد الرحمن نے
فوجین فراہم کرکے پھر ایکوی ٹینا پر چڑہائی کی دریاے گارون پر
اس سے اور ایوڈیز سے مقابلہ ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ایوڈیز
کو شکست فاش دے کے ٹوورز کی جانب قدم بڑہایا چارلس پکین
شاہ فرانس بادشاہ لوتھاریہ کی حمایت پر کمربستہ ہوکر میدان مین آیا
دونون فریق کا پواکٹرز اور ٹوورز کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہہ بہت
بڑی لڑائی تھی اس سے بڑے بڑے نتایج پیدا ہونے والے تھے
اگر عساکر اسلامیہ کو اس معرکہ مین کامیابی ہوگئی ہوتی تو تمام یورپ
مین بجاے آواز جرس کے آذان کی آواز گونجتی ہوتی۔ چارلس
اور اسکی فرانسیسی فوج نے مسلمانون کی ترقی کو اسی معرکہ سے
روکدیا چھ دن تک معمولی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین ساتوین
دن چارلس خود حملہ آور ہوا مسلمانون کے پاون میدان جنگ سے ڈگ
گے اور اسلامی فوج کا حصہ کثیر کام آگیا اس واقعہ سے پھر
مسلمانون کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑہانے کا شوق

پیدا نہوا واللہ یفعل ما یشاء۔ اسکے کلام المترجم ملخصاً من الطبری وتاریخ ابو الفداء والکامل لابن الاثیر وکتاب نفح الطیب وغیرھا من کتب تواریخ الانگلشیہ

# عبدالرحمن ملقب بہ داخل کا اندلس جانا اور حکومت کی بناڈالنا

جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق مین وہ مصائب جوان پر نازل ہونے والے تھے نازل ہوئے اور دعوے داران خلافت یعنی بنو عباس نے بہ حکمت عملی ان کو مغلوب کرکے کرسی خلافت سے اوتار دیا اور اس خاندان کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کو ۱۳۲ھ مین قتل کرکے سریر حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے۔ ڈھونڈھ ڈھونڈ کر اس خاندان کے ممبرون کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس عام خونریزی سے بچگئے تھے وہ بخوف جان ادھر ادھر اور دور دور دراز ملکون کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے منجملہ ان لوگون کے جو اس طوفان بے امتیازی سے جانبر ہوکر نکل بھاگے تھے عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نامی ایک شخص اسے معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تھا قبل اس واقعہ کے اسکی قوم ملک مغرب مین اسکی بادشاہت کی منتظر تھی اور امین حکومت کرنے کی ایسی علامات محسوس کرتی تھی جنکو مسلمہ بن عبدالملک نے بیان کیا تھا خود عبدالرحمن نے بھی بالمشافہ مسلمہ بن عبدالملک سے یہ سن رکھا تھا اس سے اسکے دل مین حکومت مغرب کا ولولہ وشوق پیدا ہورہا تھا یہی امور تھے جس سے کہ عبدالرحمن

بن معاویہ نے ملک شام سے بیدخل ہوکر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے
باغیون نفرہ برابرہ طرابلس کے یہان پہونچکے مقیم ہوا کسی ذریعہ سے عبدالرحمن
بن حبیب کو اسکی خبر ہوگئی۔ عبدالرحمن بن حبیب اس سے پیشتر ولید بن
عبدالملک کے دو لڑکون کو جبکہ وہ افریقیہ مین شام سے بھاگ کر پہونچے
تھے قتل کرچکا تھا۔ عبدالرحمن بن معاویہ بخوف جان نفرہ برابرہ سے نکلکر مغیلہ
مین جاکے پناہ گزین ہوا بعضون نے کہا ہے کہ مکناسہ مین اور بعضون نے لکھا
ہے کہ قوم زناتہ مین جاکر دم لیا تھا ان لوگون نے نہایت احترام سے اسکی
آو بھگت کی اور یہ ان مین چندے بہ اطمینان مقیم رہا بعد ازان ملیلہ مین جا
ٹھیرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس مین ان لوگون کے پاس روانہ کیا
جو مروانیون کے خدام اور گروہ والے تھے۔ چنانچہ بدر نے اندلس
مین پہونچکے ان سبھون کو مجتمع کیا اور عبدالرحمن بن معاویہ کی بادشاہت
وحکومت کی دعوت دی۔ ان سب لوگون نے نہایت تپاک اور خوشی
سے اسکو قبول کیا اور باہم اس تذکرہ کو خوب پھیلایا۔ اتفاق سے اسی
زمانہ مین جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین مابین یمنیہ اور مضریہ کے چخ چل گئی
تھی اس وجہ سے یمنیہ نے عبدالرحمن بن معاویہ کی حکومت وبادشاہت پہ اتفاق
واجماع کرلیا۔ بدر نے اندلس سے واپس ہوکر اپنے آقا عبدالرحمن کو
اس سے مطلع کیا۔ عبدالرحمن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابوجعفر المنصور عباسی
مین دریا کو عبور کیا اور ساحل سمندر پہ جا اترا۔ اہل اشبیلیہ کے ایک گروہ
نے حاضر ہوکر امارت وحکومت کی عبدالرحمن کے ہاتھہ پر بیعت کی بعد اسکے
عبدالرحمن نے کورراحب کا رخ کیا۔ اسکے عامل یوسف بن بسور نے بھی
بیعت کرلی تب عبدالرحمن شذونہ کیجانب واپس آیا۔ غناب بن علقمہ لخمی والی

شدونہ نے گردن اطاعت جھکادی اور امارت وحکومت کی اسکے ہاتھہ پر بیعت کرلی۔ بعدہ مورور پہونچا اور ابن صباح اسکے والی سے بیعت لی پھر قرطبہ کیجانب روانہ ہوا۔ یمینیہ نے حاضر ہوکر اسکی امارت کو تسلیم کیا رفتہ رفتہ اسکی خبر والی اندلس یوسف بن عبدالرحمن فہری تک پہونچی یہہ اس وقت جلیقہ پر جہاد کررہا تھا۔ اس خبر کے مشہور ہونے سے اسکے لشکر مین پھوٹ پڑگئی مجبورانہ اسکو قرطبہ کی طرف واپس ہونا پڑا اسکے وزیر صمیل بن حاتم نے رائے دی تھی کہ بنظر مصلحت وقت عبدالرحمن کے ساتھہ نرمی وملاطفت کا برتاؤ کرنا اور مکر وحکمت عملی سے کام لینا لیکن اسکی مراد حاصل نہوئی۔ اس اثنا مین عبدالرحمن منکب سے مالقہ مین چلا آیا اور لشکر مالقہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی بعدازان برندہ پہونچا اور لشکر برندہ سے بھی اپنی امارت کی بیعت لی۔ پھر سریش پہونچا۔ لشکر سریش نے بھی بیعت کرلی بعد اسکے اشبیلیہ مین جاکے قیام کیا۔ ہر چہار طرف سے ہواخواہون اور امدادی فوجون کی آمد شروع ہوگئی آہستہ آہستہ مضریہ بھی اسکے پاس آکر مجتمع ہوگئے حتے کہ یوسف بن عبدالرحمن والی اندلس کے رکاب مین سوائے فہریہ اور قیسیہ کے کوئی عربی نژاد شخص باقی نرہ گیا۔ پس اسوقت عبدالرحمن نے یوسف پر فوجکشی کی۔ قرطبہ کے باہر ایک میدان مین ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ یوسف کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی شکست کہاکے غرناطہ واپس آیا اور قلعہ نشین ہوگیا امیر عبدالرحمن نے اسکا تعاقب کیا اور غرناطہ مین پہونچکے محاصرہ ڈالدیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر مائل ہوا عبدالرحمن نے اس شرط پر مصالحت کی کہ یوسف اسکے ساتھہ غرناطہ سے نکلکے قرطبہ مین جاکے قیام کرے۔

بعد اس مصالحت کے یوسف نے بدعہدی کی ۱۴۱ھ مین بقصد خروج قرطبہ سے نکلکر طلیطلہ چلا گیا۔ تقریباً بیس ہزار بربر اسکے پاس مجتمع ہوگئے۔ امیر عبدالرحمن نے اسکے مقابلہ پر عبدالملک بن عمر مروانی کو مامور کیا۔

عبدالملک بن عمر عبدالرحمن کے پاس مشرق سے آیا تھا اسکا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بھائی عبدالعزیز کی کفالت مین مصر مین رہتا تھا جب ۱۱۵ھ مین اسکا انتقال ہوگیا تو عبدالملک بدستور مصر ہی مین رہا تا آنکہ سیاہ پھریرے والے (عباسیہ) سرزمین مصر مین داخل ہوے تو عبدالملک نے مصر کو خیرآباد کہہ کے اپنے خاندان کے دس نامی نامی دلاورون اور جنگ آورون کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا ۱۴۱ھ مین امیر عبدالرحمن کی خدمت مین حاضر ہوا عبدالرحمن نے اسکو استبلیہ کی سند حکومت عطا کی اور اسکے بیٹے عمر بن عبدالملک کو مورور کی۔

یوسف معزول والی اندلس نے ان دونون کی طرف بقصد جنگ کوچ کیا اور یہ دونون بھی فوجین آراستہ کرکے یوسف کی طرف بڑھے۔ دونون فریق کا ایک میدان مین مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور گھمسان لڑائی ہوئی۔ ہزارہا آدمی کام آگئے آخرکار یوسف کی شکست ہوئی۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اطراف طلیطلہ مین خود اسکے کسی ہمراہی نے اسکو مکر و فریب سے قتل کرڈالا اور سر اوتار کر امیر عبدالرحمن کی خدمت مین لاکے پیش کردیا۔

یوسف کے مارے جانے پر امیر عبدالرحمن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہوگیا۔ تمام ملک اندلس نے اسکی اطاعت قبول کرلی کوئی مخالف نام کو بھی باقی نرہا چنانچہ امیر عبدالرحمن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا

مرکز بنایا۔ محلسرا اور جامع مسجد بنوائی اور صرف اسکی تعمیر مین اسی ہزار دینار صرف کئے۔ منوز تعمیر پوری نہونے پائی تھی کہ مرگیا۔ علاوہ اسکے اور مسجدین بھی بنوائین۔ ایک گروہ اسکے خاندان کا مشرق سے اسکے پاس چلا آیا پہلے یہ خلیفہ ابوجعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑہتا تھا پھر جب اسکی حکومت کا سکہ مملکت ہسپانیہ مین چلنے لگا اور پورے طور سے زمام حکومت اندلس اسکے قبضہ اقتدار مین آگئی اور بنی مروان کی سلطنت کی بنا استحکام کے ساتھ پڑگئی اور جس قدر انکے معالم و مآثر خلافت کو مشرق مین نقصان پہونچا تھا اسکو از سر نو حاصل کرلیا اور اطراف ممالک اندلس کے باغیون اور سرکشون کو زیر و زبر کرچکا تب اس نے خلافت عباسیہ کے تاجدار کا نام خطبہ سے موقوف کیا اور یک قلم اس سے قطع تعلق کرلیا۔

اس نے ۱۹۲ھ مین وفات پائی یہ عبدالرحمن داخل کے لقب سے معروف تھا کیونکہ ملوک مروانیہ مین سے سب کے پہلے یہی اندلس مین داخل ہوا تھا۔ چونکہ اس نے اندلس مین پہونچکے بغیر کسی معاون و مددگار کے بڑے بڑے نمایان کام کئے۔ مشرق سے کیسی بے سروسامانی سے بھاگا نہ تو اسمین قوت تھی اور نہ کوئی شخص اسکا معین و مددگار تھا مگر سرزمین اندلس پہونچکے اندلس جیسے وسیع ملک پر بے غل و غش قبضہ کرلیا اور اسکے والی کو معزول کردیا۔ اوسکی غیرت اور مردانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی اسکو صقر بنی امیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ بعد اسکے اسکی آئندہ نسلین بوراثت اسکے اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہین۔

عبدالرحمن اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ اسی طریقہ پر اسکے

لڑکوں نے بھی اپنا رویہ رکھا انمیں سے کسی شخص نے اپنے کو "امیر المومنین" کے معزز خطاب سے مخاطب نہیں رکھا کیونکہ بیعت خلافت مرکز اسلام اور مدار عرب میں لی جاتی تھی تا آنکہ عبد الرحمن ناصر کا دور حکومت آیا یہ عبد الرحمن داخل کے خاندان کا آٹھواں ممبر تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرینگے پس اس نے اپنے کو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا بعد اسکے اسکی آیندہ نسلوں نے اسکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔

عبد الرحمن داخل کی اس نطفہ اندلس میں بہت بڑی وسیع حکومت اور

---

ملخوظ۔ عبد الرحمن داخل نے کہ بوقت قتام ہشام ابن عبد الملک تقریباً ایک سو برس تک حکومت کرکے کسی حکومت سے اوتار دیئے گئے وہ عوے ہوان ذافت یعنی بنی امیہ کے ہاتھ سے نہ بچنے کے گئے اس وقت عبد الرحمن بھی انمیں چند جانبروں کے ساتھ اپنی جان بچاکے بھاگا اسکے ساتھ بدر نامی اسکا ایک غلام تھا اسکو بھی بڑا اہتمام تھا دریائے فرات تک بہر ازخرابی وقت لب دریا عباسیوں کے ہاتھ سے صحیح وسالم پہنچکر ہو پہنچا اور ایک گانوں میں یہ خیال کرکے کہ یہاں پر میرے رہتے کا دشمنوں کو گمان تک نہ ہوگا بود و باش اختیار کی ایک روز یہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا قدرت کی نیرنگیوں پر غور کر رہا تھا اور اسکا غلام خیمہ کے باہر کھیل کود میں مصروف تھا کہ یکایک یہ غلام چیختا چلاتا حیران و پریشان خیمہ میں آیا۔ عبد الرحمن نے اسکو تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے کو باہر آیا دیکھا کہ گانوں پر سیاہ پرچم والے یعنی عباسیہ محاصرہ کیا چاہتے ہیں۔ پہلے تو سخت پریشان ہوا لیکن پھر اپنے خیالات کو مجتمع کیا اور کچھ سوچ سمجھکر اپنے بچہ کو گود میں لیکر دریا میں کود پڑا۔ بہا گئے وقت بدر کو ہدایت کر گیا کہ اس ہنگامہ کے فرو ہو جانے پر میرے بقیہ اہل وعیال کو میرے پاس لے آنا عباسیوں نے پہونچتے ہی خیمہ کی تلاشی لی۔ بنی امیہ کے خاندان کا ایک متنفس نظر نہ آیا۔ دریا کی طرف نظر اگئی تو دو شخص تیرتے

بیحد زرخیز مملکت تھی جو اسکے بعد کئی صدی تک قایم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔ مسلمانان اندلس عبدالرحمن کی خوش سیرتی اور عاملانہ تدابیر کے گرویدہ ہوکر اسکی حکومت کے دایرہ کے وسیع کرنے مین مصروف و مشغول ہوگئے اس سے اسکو بہت بڑی مدد ملی۔ اسکی حکومت کو استحکام ہوگیا اسکا حکومت تمام مملکت ہسپانیہ مین چلنے لگا۔ عبدالرحمن ایسی وسیع مملکت کے حاصل ہوجانے پر اطمینان کے ساتھہ شاہی شان و شوکت بڑہانے کی طرف متوجہ ہوا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۱۔ نظر آئے۔ چلا چلا کر تشفی دینے لگے اور امان دینے کی قسمین کہانے لگے مگر اسمین سے ایک شخص نے جسکے قسمین نو عم بچہ تھا ایک نہ سنی۔ مگر اسکا دوسرا ساتھی جو اسکے پیچھے پیچھے تیرتا جلتا تھا اور کسیقدر تھک گیا تھا امان دینے کی آواز سن کے لوٹ آیا کنارہ پر پہنچا تاکہ بچہ تن سے جدا کردیا گیا پہلا شخص جو تیر کر دریا عبور کرگیا وہ عبدالرحمن تھا اور بچہ والا شخص جس نے اپنے کمعرض خطر مین ڈالا اور مارا گیا عبدالرحمن کا بھائی اور انیس سفر تھا۔ دریاے فرات عبور کرکے شبانہ روز سفر کرتا اور طرح طرح کی مصیبتین جھیلتا ہوا افریقیہ پہونچا جہان اسکے پہونچنے کے چند روز بعد اسکے باقیماندہ اہل و عیال اور خاندان والے معہ بدر کے آملے۔

عبدالرحمن کی عمر اس وقت بیس برس کی تھی۔ جری، دلاور، معاملہ فہم اور ذہین تھا قدرت نے صورت و سیرت کا حصہ کافی اسکو مرحمت کیا تھا۔ اس وقت شمالی افریقیہ مین عبدالرحمن بن حبیب نامی گورنری کررہا تھا۔ اسکو خاندان امیہ سے دلی عداوت تھا اس نے ولید بن عبدالملک کے دو لڑکون کو اس سے پیشتر قتل کرڈالا تھا عبدالرحمن نے یہ خیال کرکے کہ اسکا استیصال کارے دارد کا مضمون ہے علاوہ براین ایسے مقام پہ قیام کرنا خالی از خطرہ نہین ہے جہان پر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو۔ اندلس

اسی اثنا رمین فرویلہ بن افونش نے سرحدی بلاد اسلامیہ پر فوجکشی کردی اور مسلمانون کو وہان سے نکالدیا چنانچہ انکے قبضہ سے بربقال، سمورہ، ہلمنقہ، فشالہ، اور سقونیہ کو نکال لیا اور یہ ممالک جلالقہ کے قبضہ مین چلے گئے - اور ایک مدت تک انہین کے قبضہ مین رہے یہانتک کہ منصور بن ابی عامر سپہ سالار دولت امویہ نے ان شہرون کو پھر فتح کیا جیسا کہ اسکے حالات کے تذکرہ مین بیان کیا جاے گا - بعدازان پھر ان لوگون نے بلاد اندلس کو ان سے واپس لے لیا اور تمام مملکت پر قابض و متصرف ہوگئے -

عبدالرحمن نے اندلس پر قبضہ حاصل کرنے کے زمانہ مین خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑہا تھا بعد ازان اسکا نام خطبہ سے نکالکر خود سر حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین -

اسی بنا پر ۱۴۶ھ مین علاء بن مغیث یحصبی نے افریقیہ سے فوجین فراہم کرکے بلاد اندلس کا رخ کیا اور باجہ مین پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑدیا - یہ شخص خلیفہ ابوجعفر المنصور عباسی کے ہواخواہون سے تہا ایک گروہ کثیر اسکے پاس

---

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۲ - کا راستہ لیا - پانچ برس تک سواحل بربر پر پریشان خستہ و خراب مارا مارا پھرا آخرکار اپنے غلام بدر کو ہواخواہان خاندان امیہ کے پاس اندلس روانہ کیا - تمام سرداران لشکر جنکو خاندان امیہ سے کچھ بھی تعلق تہا عبدالرحمن کی امداد پر کمربستہ ہوگئے اور یمنی قبائل کو بھی کسیقدر بحث و مباحثہ کے بعد ہر طرح کی امداد و رعایت پر راضی و متعد کرلیا الغرض بدر کل مراحل طے کرکے عبدالرحمن کے پاس واپس آیا عبدالرحمن اسوقت نماز پڑہ رہا تہا - سلام پھیرا تو اندلس کے سب سے پہلے ایلچی کو کامیابی کی خوشخبری لئے ہوے اپنے پاس موجود پایا فرط مسرت سے "ابوغالب" کا خطاب عنایت کیا اور معہ اپنے معدودے چند رفقا اور اہل خاندان کے بلا توقف جہاز پر سوار ہوکر اندلس کیطرف روانہ ہوگیا تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۲۴۴ مطبوعہ مصر -

آکے مجتمع ہوگیا - امیر عبدالرحمن کو اسکی خبر لگی تو اس نے بھی سامان جنگ درست کرکے علاء کو ہوش مین لانے کی غرض سے کوچ کیا اطراف اشبیلیہ مین دونون حریف کا مقابلہ ہوا چند دنون تک لڑائیان ہوا کین آخرکار علاء کو ہزیمت ہوئی سات ہزار آدمی مارے گئے - خود علاء بھی اسی معرکہ مین کام آگیا امیر عبدالرحمن نے مقتولون کے سرون کو جمع کراکے کچھ قرطبہ روانہ کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیجدیئے جو خفیہ طور سے انکے بازارون مین پہنچدیے گئے - ان سرون کے ساتھ سیاہ پھریرے بھی تھے اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے علاء کے پاس اتنا رجنگ مین بھیجے تھے

ہشام بن عبدربہ فہری طلیطلہ مین ایک بااثر شخص تھا اور ان واقعات کے پہلے سے اسکے دلمین عبدالرحمن کی عداوت اور مخالفت پیدا ہوچکی تھی اور وہ اسی حالت سے باقی چلی آتی تھی تا آنکہ ۱۴۶ھ مین امیر عبدالرحمن اموی نے اپنے خادم قدیم بدر اور شمام بن علقمہ کو طلیطلہ کے سر کرنے کو روانہ کیا پس ان دونون نے طلیطلہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالا اور ایک خونریز جنگ کے بعد اسکو فتح کرکے ہشام کو معہ حیوۃ بن ولید لخمی اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر بن خطاب کے گرفتار کرلیا اور پابزنجیر قرطبہ لائے امیر عبدالرحمن نے انکو سزائے صلیب دی -

پھر اسی ۱۴۶ھ مین سعید یحصبی معروف بہ معتری نے ان لوگون کے خون کا بدلہ لینے کو خروج کیا جو قبائل یمن کے علاء کے ہمراہ مارے گئے تھے پہلے اس نے شہر لبلہ مین فوجین فراہم کین بعد ازان جب ایک عظیم گروہ مجتمع ہوگیا تو اشبیلیہ پر پہونچکے قبضہ کرلیا - امیر عبدالرحمن یہ خبر پاکے اٹھ کھڑا ہوا فوجین فراہم کین سامان جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کرنے کو کوچ کردیا سعید اسکی آمد سے مطلع ہوکے اشبیلیہ کے ایک قلعہ مین جاکے پناہ گزین ہوگیا

امیر عبدالرحمٰن نے پہونچتے ہی محاصرہ کرلیا۔ رسد وغلہ کی آمد ورفت بند کردی۔ عتاب بن علقمہ لخمی اس وقت شہر شذونہ مین تھا مطری کے مھور ہونے کی خبر پاکے امدادی فوجین مجتمع کرکے مطری کیجانب روانہ کین۔ عبدالرحمٰن نے اپنے غلام بدر کو بسرافسری ایک دستہ فوج اس لگ کے روک تھام پر مامور کیا چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک یون نہ پہونچنے دیا کہ مابین مطری اور امدادی فوج کے خود حائل ہوگیا۔ ایک مدت تک محاصرہ وجنگ کا سلسلہ قایم وجاری رہا۔ آخر الامر سعید انھین لڑابو نھین مارا گیا۔ تب اہل قلعہ نے بجائے اسکے خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنالیا اور امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمٰن نے انکی درخواست منظور کرلی اہل قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھولدیے عبدالرحمٰن نے قلعہ کو ویران کردیا اور خلیفہ[1] کو معہ ان لوگون کے جو اسکے ہمراہ تھے مار ڈالا۔

اس مہم سے فارغ ہوکر عتاب کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور شذونہ پہونچکر حصار کرلیا۔ اہل شذونہ نے مجبور ہوکر امن کی درخواست پیش کی عبدالرحمٰن نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا۔

بعد واپسی عبداللہ بن خراشہ اسدی نے کورہ جیان مین علم مخالفت بلند کیا اور گروہ کثیر کو مجتمع کرکے قرطبہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی عبدالرحمٰن نے ایک فوج اس مجمع کے منتشر کرنے کو روانہ کیا۔ عوام الناس نے یہ جنبہ

---

[1] خلیفہ کے مارڈالنے کی یہ وجہ تھی کہ اس نے خلیفہ کے حوالہ کردینے کی شرط پر امان طلب کی تھی پس جب عبدالرحمٰن نے انکی درخواست منظور کرلی اور اہل قلعہ نے قلعہ اور خلیفہ کو عبدالرحمٰن کے حوالہ کیا تو عبدالرحمٰن نے خلیفہ کو مار ڈالا مصالحت اہل قلعہ سے ہوئی تھی نہ کہ خلیفہ سے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۷۸۔

پاکے کہ عبدالرحمن کا لشکر آرہا ہے عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا جمعیت منتشر ہوگئی عبداللہ نے عفو تقصیر کرائی اور امن طلب کی چنانچہ عبدالرحمن نے امن دیدی۔

۱۵۰ھ مین غیاث بن میسر اسدی نے سر اوٹھایا اور عبدالرحمن کی مخالفت پر کمر بستہ ہوکر خروج کیا گورنر باجہ نے جو عبدالرحمن کی طرف سے مامور تھا فوجین فراہم کین اور سینہ سپر ہوکر لڑا آخر کار غیاث کی شکست ہوئی اشنار دار و گیر مین مارا گیا بعد فتحیابی کے گورنر باجہ نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ غیاث باغی کا سر بھی عبدالرحمن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔

اسی ستہ مین عبدالرحمن نے قرطبہ کے شہر پناہ بنانے کی بنا ڈالی۔

ان واقعات کے بعد مشرقی اندلس مین ایک شخص نے بربر مکناسہ سے سر اوٹھایا۔ یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے موسوم تھا۔ معلمی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس نے یہ دعوے کیا کہ مین حسین بن علی شہید کربلا کی اولاد سے ہون اور میرا نام عبداللہ بن محمد ہے بربریون کا انبوہ کثیر مجتمع ہوگیا۔ اس سے اسکی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حوصلے بلند ہوگئے شنت بریہ مین جاکے مقیم ہوا عبدالرحمن اسکی سرکوبی پر طیار ہوگیا۔ شقنا عبدالرحمن کی آمد کی خبر پاکے بلا جدال و قتال پہاڑون پر بھاگ گیا اور وہین جاکے پناہ گزین ہوگیا عبدالرحمن نے بے نیل مرام مراجعت کی اور طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو مامور کیا حبیب نے اپنی طرف سے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان ابن عفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ سلیمان نے سامان جنگ طیار و مہیا کرکے شقنا کا تعاقب کیا اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کرکے قتل کر ڈالا اور اطراف قوریہ پر قابض و متصرف ہوگیا پس عبدالرحمن نے ۱۵۲ھ مین بذات خود شقنا کی سرکوبی پر کمر باندھی شقنا حبیب پاکے پھر بھاگ گیا ہاتھ نہ آیا۔ عبدالرحمن کو سخت پریشانی

دامنگیر ہوئی شقنا کے روزانہ خروج اور فرار سے عبدالرحمن تنگ آگیا جب یہ لشکر بھیجتا تھا تو اسکو بمکر و فریب ہزیمت دے دیتا تھا اور برابر ایک شہر سے دوسرے شہر میں چا پہونچتا اور وہاں کے لشکر کو ہزیمت دیتا رہتا تھا۔ مگر اسکا اصل قیام گاہ جبال بلنسیہ کے قلعہ شنطرانین تھا ۱۵۶ھ میں عبدالرحمن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور اپنے نائب کے متعین کر کے شنطران کا قصد کیا جون ہی شنطران کے قریب پہونچا اہل اشبیلیہ و یمنیہ قبیلہ کی بغاوت اور عبدالغفار وجیوہ بن فلاقش کی مخالفت کی خبر لگی۔ ناچار شقنا کو بحالہ چھوڑ کے اشبیلیہ کیجانب مراجعت کی۔ اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک[1] اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ کی جانب

---

۱۵۳ھ میں بدر خادم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شنطران خالی چھوڑ کر بھاگ گیا پھر ۱۵۴ھ میں خود عبدالرحمن شقنا کی جنگ پر گیا شقنا پھر بھاگ گیا۔ عبدالرحمن مجبوری واپس آیا۔ بعد ازاں ۱۵۵ھ میں ابوعثمان عبیداللہ بن عثمان کو بسرافسری عظیم فوج کے روانہ کیا شقنا نے بحکمت عملی اسکی فوج کو بگاڑ دیا جس سے ابوعثمان کو ہزیمت ہوئی شقنا نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے شقنا نے اسی سنہ میں قلعہ ہوارین معروف بہ لین پر چڑھائی کی یہاں پر عبدالرحمن کا گورنر رہتا تھا شقنا نے براہ فریب دم پٹی دیکے بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اسکو قتل کر کے اسکے گھوڑے، ہتیار اور کل اسباب کو لے لیا۔ مجبور ہو کر پھر عبدالرحمن بذات اس مہم پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۱۵۶ھ کا ہے جیسا کہ تم ترجمہ تاریخ میں پڑھو گے انتہے ملخصا من کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر۔

[1] عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہونچکے اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر شبخون مارنے کو روانہ کیا امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کے حملہ نہ کیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا عبدالملک نے حملہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی امیہ نے جواب دیا اہل اشبیلیہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا عبدالملک لاد تو نے موقع

بڑہا اور مرنے پر کمر بستہ ہو کر اہل اشبیلیہ سے لڑا اہل اشبیلیہ بھاگ کھڑے ہوئے عبدالملک نے نہایت سختی سے انکا تعاقب کیا اور جی کھول کر انکو پامال کر کے مظفر و منصور عبدالرحمن کی خدمت مین واپس آیا۔ عبدالرحمن نے بیحد شکریہ ادا کیا معقول صلہ دیا اپنے بیٹے کا جو ولیعہد تہا) عقد عبدالملک کی لڑکی سے کر کے اپنا سمدہی بنالیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن ملاقش اس واقعہ سے جانبر ہو کر اشبیلیہ بہاگ گئے تہے ۱۵۷ھ مین عبدالرحمن نے ان پر حملہ کیا اور انکو معہ ایک گروہ کثیر کے جو ان کے ہوا خواہ تہے قتل کر ڈالا۔ یہی اسباب تہے جنکی وجہ سے عبدالرحمن کو عرب کی جانب سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اسنے اسی تاریخ سے باستثنا عرب عجمی قبائل اور غلامون کو اپنی فوج مین بھرتی اور حکومتون پر مامور کرنا شروع کیا۔

بعد[1] سنہ ۱۶۲ھ مین شقنا کے ہمراہیون سے دو شخصون نے شقنا کو دہوکہ دیکے

---

قیمہ نوٹ صفحہ ۲۴۷ سے ڈر کر حملہ نہین کیا تو حیوۃ کو بزدل ہے مین ایسے بزدل شخص کو دوست نہین رکہتا پہلے عبدالملک نے امیہ کی گردن ماردی اور اپنے امرا لشکر کو جمع کر کے کہا بھائیو تم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق سے اسقدر دور دراز ملک کی طرف نکالے گئے اور اب یہ ٹکڑا اتفاق سے ہاتہہ آگیا ہے جو قوت لایموت کے لئے کافی ہے تو اسکو بھی ہم بزدلی سے ضایع کیا چاہتے ہین بہتر یہ ہے کہ ایسی زندگی پر ہم موت کو فوقیت دین۔ سب لوگون نے ایک زبان ہو کر مرنے یا فتحیاب ہو کر واپس ہونے کی قسمین کہائین اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔ یمانیہ اور اہل اشبیلیہ کو ایسی ہزیمت ہوئی کہ پہر اسکے بعد یمانیہ نہ ابہر سکے۔ عبدالملک کے کئی زخم اس جنگ مین آئے تہے ہاتہہ سے قبضہ شمشیر نہین چہوٹتا تہا۔ ایسی حالت سے یہ عبدالرحمن کی خدمت مین آیا کہ تلوار سے خون ٹپک رہا تہا اور زخمون سے خون کے فوارے جاری تہے تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴ مطبوعہ مصر۔

[1] سنہ ۱۶۲ھ مین عبدالرحمن نے سپر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر بہیجا تہا ایک ماہ تک قلعہ شیطران مین محاصرہ کئے

مار ڈالا اور سر اوتار کر امیر عبدالرحمن کے پاس لائے۔

ان واقعات کے ختم ہونے پر دولت عباسیہ کے اراکین کو عبدالرحمن کے مطیع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ۱۶۱ھ مین عبدالرحمن بن حبیب فہری معروف بہ قلبی افریقیہ سے فوجین آراستہ کرکے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لئے ہوے اہل اندلس کے زیر اور مطیع کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور تدمیر کے میدان مین پہونچکے پڑاو کیا۔ بربریون کا ایک گروہ اسکے پاس آکے مجتمع ہوگیا عبدالرحمن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والی برشلونہ کو لکھہ بھیجا کہ تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کرلو ورنہ مجھے تم اپنے سر پر پہونچا ہوا یقین کرو سلیمان نے اسکو منظور نہ کیا تب عبدالرحمن بن حبیب نے بربریون کی فوج آراستہ کرکے سلیمان پر چڑھائی کی سلیمان بھی سینہ سپر ہوکر میدان مین آگیا اور کمال مردانگی سے اسکو شکست دے دی عبدالرحمن بن حبیب ناکامی کے ساتھہ تدمیر واپس آیا۔ اس واقعہ کی عبدالرحمن کو خبر لگی تو اس نے قرطبہ سے تدمیر کا رخ کیا عبدالرحمن بن حبیب اسکی آمد کی خبر پاکے کوہ بلنسیہ مین جاکر پناہ گزین ہوگیا۔ عبدالرحمن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبدالرحمن بن حبیب کا سر اوتار کر میرے سامنے لائیگا اسکو مین اس قدر مال و زر دونگا چنانچہ عبدالرحمن بن حبیب ہی کے بربری ہمراہیون مین سے ایک شخص نے دھوکا دیکر عبدالرحمن کو مار ڈالا اور سر اوتار کر عبدالرحمن کے پاس لے آیا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔ عبدالرحمن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبدالرحمن اپنے دارالحکومت قرطبہ مین واپس آیا

اگست ۱۹۰۷ء (۴)

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳۸ - رہا آخرکار مجبور ہوکر بے نیل مرام واپس آیا بعد واپسی لشکر شتی قلعہ سے نکلکر شنت بریہ کے ایک گانون مین آیا ابومعین اور ابوجریم نے جو اسکے ہمراہیون سے تھے اسکو قتل کرڈالا اور عبدالرحمن کے پاس چلے آئے۔ تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر۔

اسی سنہ مین وجیہ غسانی نے قلعات بیرہ مین سے ایک قلعہ مین جاگزین ہوکر بغاوت کی عبدالرحمن نے شہید بن عیسے کو اسکی سرکوبی پر مامور کیا۔ شہید نے نہایت مردانگی سے لڑکر وجیہ کو شکست دی اور مار ڈالا۔ بعد اسکے بربریون نے سر اوٹھایا ابراہیم بن شجرہ انکا سردار تھا عبدالرحمن نے بدر کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کا اشارہ کیا۔ بدر نے بھی بربری باغیون کے سردار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور انکی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ انہین دنون سلمی[1] نامی ایک سپہ سالار باغی ہوکر قرطبہ سے طلیطلہ بھاگ گیا اور مخالفت شروع کر دی عبدالرحمن نے حبیب بن عبدالملک کو سلمی کے زیر کرنے پر متعین کیا۔ ایک مدت تک حبیب اسکا محاصرہ کئے رہا تا آنکہ زمانہ محاصرہ مین سلمی کا انتقال ہوگیا باغیون کی جماعت منتشر ہوگئی۔

۱۶۴ھ مین عبدالرحمن کو سرقسطہ کی بغاوت فرو کرنے کی ضرورت پیش آئی ان دنون سرقسطہ مین سلیمان بن یقظان اور حسین بن عاصی حکمرانی کر رہے تھے ان دونون نا عاقبت اندیشون نے مل جل کر عبدالرحمن کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا عبدالرحمن نے پہلے اپنے سپہ سالارون مین سے تعلبہ بن عبید کو اسی مہم پر روانہ کیا تعلبہ نے پہونچتے ہی ان دونون کا سرقسطہ مین محاصرہ کر لیا ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ قایم وجاری رہا ہنوز کوئی نتیجہ نمایان ظاہر ہونے پایا تھا کہ ایک روز سلیمان نے براہ فریب ومکر تعلبہ کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہ فرانس کو بلا بھیجا جسوقت شاہ فرانس سرقسطہ مین آیا اسوقت شاہی لشکر نے تعلبہ کی گرفتاری

---

[1] سلمی کی بغاوت کی یہ وجہ بیان کیجاتی ہے کہ سلمی نے ایک روز شب کیوقت شراب پی اور حالت نشہ مین دروازہ قنطرہ کی طرف گیا اور کہولنے کا قصد کیا محافظین محلسرا نے ممانعت کی لوٹ آیا صبح کو حسب نشہ اوترا تو اس خوف سے کہ مبادا عبدالرحمن کی قسم کا مجھ سے مواخذہ نہ کرے قرطبہ سے طلیطلہ چلا آیا۔ اسکے آتے ہی جن جن لوگونکے دلون مین عبدالرحمن کے جانب سے غبار تھا طلیطلہ چلا آیا اور بغاوت کر دی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۴ مطبوعہ مصر

کیوجہ سے محاصرہ اوٹھالیا تھا۔ سلیمان نے تغلبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کردیا شاہ فرانس اس امید مین کہ مین عبدالرحمن والی اندلس سے اسکے معاوضہ مین زرکثیر لونگا واپس گیا بعد اسکے حسین نے سلیمان کو قتل کرکے بالاستقلال حکمرانی شروع کردی عبدالرحمن نے ان واقعات سے مطلع ہوکر فوجین مرتب کین اور بذات حسین کے جنگ کرنے کو سرقسطہ پہونچکے محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آکر مصالحت کرلی۔

اس مہم سے فارغ ہوکر امیر عبدالرحمن بلاد فرانس وبشکنس پر جہاد[1] کرنے مین مصروف ہوا انکے علاوہ اور ملوک پر بھی جو انکے قرب وجوار مین تھے حملہ کرکے اپنے وطن قرطبہ مین واپس آیا بعد اسکے ۱۶۵ھ مین حسین نے مقام سرقسطہ مین پھر سر مخالفت بلند کیا عبدالرحمن کا ایک گورنر غالب بن تمامہ بن علقمہ نامی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ ہوا۔ متعدد اور چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد حسین کے ہمراہیون مین سے ایک گروہ کو گرفتار کرلیا اور حصار کئے ہوئے لڑتا رہا تا آنکہ ۱۶۶ھ مین عبدالرحمن بنفس نفیس فوجین آراستہ کرکے اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کرکے حسین کو قتل کرڈالا اور نیز اہل سرقسطہ مین سے بھی کچھ لوگون کو تہ تیغ

---

[1] اس جہاد مین عبدالرحمن لڑتے لڑتے قلہرہ تک پہونچگیا تھا۔ شہر قلہرہ کو فتح کیا اور ان قلعات کو جو اس اطراف مین تھے ان کو ویران ومنہدم کردیا بعد ازان بلاد بشکنش کی طرف روانہ ہوا قلعہ شمین الاقرع کو فتح کرکے بلاد ثغون مین اطلال کیجانب بڑھا اور اسکے قلعہ کو بزور تیغ فتح کرکے منہدم کرادیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر۔

[2] سرقسطہ کی مہم سر کرنے مین عبدالرحمن نے اس مرتبہ بہت بڑا اہتمام کیا۔ چھتیس ہزار منجنیق نصب کرائین جو رات دن چلا کرتی تھین۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۷ و ۲۸ مطبوعہ مصر

کیا۔ ۱۶۸ھ میں ابو الاسود محمد بن یوسف بن عبد الرحمٰن فہری نے بغاوت کی وادی احمر مقام قسطلونہ میں عبد الرحمٰن اس سے معرکہ آرا ہوا اور اسکو شکست دے کے اسکے ہمراہیوں اور فوج کو جی کھول کر مال کیا بعد ازاں دربارہ ۱۶۹ھ بھی پھر ابو الاسود کے دماغ میں ہوائے بغاوت سمائی اور عبد الرحمٰن سے لڑنے کو نکلا عبد الرحمٰن نے اس واقعہ میں اسکو ہزیمت دے دی۔ اس واقعہ کے دو برس بعد ۱۷۰ھ میں ابو الاسود صوبہ طلیطلہ میں مر گیا بجائے اسکے اسکا بھائی قاسم جانشین ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر لی عبد الرحمٰن نے یہ خبر سنکر قاسم پر چڑھائی کی

---

لہ ابو الاسود اس زمانہ سے جیل قرطبہ میں تھا جب سے کہ اسکا باپ یوسف بھاگ گیا تھا اور اسکا بھائی عبد الرحمٰن بن یوسف مارا گیا تھا۔ برس دو برس قید رہنے کے بعد اس نے بینائی کا ظاہر کرنا شروع کیا سو لگا بھی کسی طرف آنکھ میں نہیں اٹھاتا تھا ایک زمانہ دراز تک اسی حالت سے رہا۔ امیر عبد الرحمٰن کو بھی اسکے نابینا ہونے کا یقین ہو گیا۔ انتہائے جیل کے مکانات میں رہتا تھا جسکے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے کہ قیدی اسی جانب حوائج ضروری رفع کرنے کے لئے جاتے تھے محافظین جیل ابو الاسود کو نابینا تصور کر کے چھوڑ دیتے تھے اور مطلق نگرانی و محافظت نہ کرتے تھے جو وقت نہر سے اپنی ضرورت رفع کر کے ابو الاسود واپس ہوتا تھا تو آواز بلند سے کہتا تھا کہ کون شخص اندر ہے کو اسکی جگہ پر لیجا ویگا۔ تھوڑے دن بعد ابو الاسود کا ایک خادم کنارے نہر پر آنے لگا اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا۔ محافظین جیل ابو الاسود کے نابینا ہونے کی وجہ سے کچھ متعرض نہ ہوتے تھے ایک روز ابو الاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی اور دریا پر آکر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل بھاگا محافظین کو خبر تک نہ ہوئی۔ طلیطلہ پہونچکے آہستہ آہستہ لوگوں کو فراہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت مجتمع ہو گئی تو ان کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے عبد الرحمٰن اموی سے لڑنے کو نکل کھڑا ہوا۔ پہلا معرکہ وادی احمر مقام قسطلونہ میں ہوا اسمیں اسکے چار ہزار آدمی علاوہ ان لوگوں کے جو نہر میں بوقت دار و گیر ڈوب کر مر گئے کام آئے تھے

تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوعہ مصر۔

ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہوا یا عبدالرحمن نے اسکو موت کے سزا تجویز کی جو نہایت تیزی سے تعمیل کی گئی۔

انہین واقعات کے ختم ہونے پر ۱۷۱ھ اور بعد اسکے ۱۷۲ھ کا دور شروع ہوجاتا ہے اور امیر عبدالرحمن[1] ملک اندلس مین تینتیس سال حکومت کرکے سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

[1] امیر عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک والی اندلس نے ماہ ربیع الآخر ۱۷۲ھ عہد خلافت خلیفہ رشید مین وفات پائی تینتیس سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی۔ سرزمین دمشق مقام دیرحنا ۱۱۳ھ مین پیدا ہوا اتنا ام ولد راح نامی بربریہ کے بطن سے تھا اسکا باپ معاویہ اسکے دادا ہشام کے زمانہ مین مرگیا تھا۔ شروع عہد شباب مین اسپر اور اسکے خاندان پر بہت بڑی مصیبت طاری ہوئی ۱۳۲ھ مین شام سے جس کیفیت سے بھاگا ہے تم اوپر پڑھ آئے ہو اللہ تعالیٰ نے اسی کے دماغ اور اسی کے قوائے عقلیہ مین یہ قوت ودیعت رکھی تھی کہ اندلس جیسے ملک پر پہونچتے ہی قبضہ کرلیا اور بعد قبضہ حاصل کرنیکے آئے دن خانہ جنگیون سے برابر مقابلہ کرتا رہا۔ حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بربادی کے قوی اسباب سے یہ ایک امر یہ بھی ہے غور کرو کہ عبدالرحمن نے جسوقت اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اس وقت اندلس دو بڑے قبایل یمنیہ اور مضریہ کی مخالفت کا دنگل بنا ہوا تھا علاوہ ان دونون قبایل کی باہمی مخالفت کے بہت سے چھوٹے چھوٹے امیر خود سر حکمران بنے ہوئے تھے ایسی حالت مین عبدالرحمن ہی جیسے شخص کی ضرورت تھی اس نے تم سے پیدخل ہوکر اندلس پر پہونچکے قبضہ جمایا۔ قابض ہونے کی کیفیت سے تم مطلع ہوچکے ہو کہ اس وقت اسکو چندان مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہین کرنا پڑا مگر بعد قبضہ حاصل کرنے کے ایک دن بھی نچلا بیٹھنے نہ پایا۔ ایک نہ ایک کی سرکوبی پر کمر باندھنا پڑتی تھی۔ یہ خود سریان اور بغاوت کیون ہوئی تھین؟ اسکی بنا محض اسی پر تھی کہ کبھی تو ہواخواہان دولت عباسیہ کو اس کے مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی جیسا کہ علماء کا واقعہ اسپر کافی طور سے روشنی ڈالتی

**ہشام کی حکومت** جس وقت عبدالرحمن نے سفر آخرت اختیار کیا اس وقت اسکا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ مین حکمرانی کررہا تھا اور اسکا دوسرا بیٹا ہشام ماردہ کی کرسی حکومت پر تھا اور عبدالرحمن نے اسی کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ اسکا تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین بوقت وفات قرطبہ مین موجود تھا اپنے نامور باپ کے مرنے پر اپنے بھائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ جانکاہ کی خبر پہونچائی۔ چنانچہ ہشام ماردہ سے قرطبہ مین آیا اور حکمرانی کی عبا پہنکے کرسی حکومت پر بیٹھکر حکمرانی کرنے لگا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۳۔ اور گاہے خواہشمندان حکومت اوٹھہ کھڑے ہوتے تھے۔ افسوس کہ انلوگون نے نقض عہد و بیعت اور فتنہ و فساد کو بین ہاتھہ کا کیل مقرر کرلیا تھا حالانکہ اسلام اسکی سخت مخالفت کرتا ہے مگر عبدالرحمن کی ہمت و مردانگی کو صد آفرین کہ وہ کبھی ہمت نہارا جب اسکو یہہ خبر ملتی کہ فلان شخص فلان مقام پر باغی ہوگیا ہے فوراً اوٹھہ کھڑا ہوتا اور جب تک اسکا قلع و قمع نکرلیتا آرام نکرتا تھا اسکی سوانح مین کوئی ایسا واقع نہین ملتا کہ جس سے یہ تھک گیا ہو۔ بہت بڑا عالی حوصلہ، سخی، شجاع، حلیم، عالم اور صاحب عزیمت تھا۔ کبھی کبھی کچھہ شعر بھی کہہ لیتا تھا نہایت درجہ کا فصیح اور بلیغ تھا، ابن حیان لکھتا ہے کہ عبدالرحمن خود دربار عام مین بیٹھا تھا اور رعایا کی فریادین اور استغاثے سنتا تھا۔ ضعیف سا ضعیف شخص بے روک ٹوک و بلا جد و جہد پہونچکر اپنا حال عرض کرسکتا تھا۔ اسکی عادات سے یہ تھا کہ اسکے دسترخوان پر علاوہ اسکے مصاحبون اور ہمراہیون کے جو شخص کھانے کے وقت موجود ہوتا تھا شریک کرلیا جاتا تھا۔ حاجتمند اپنے حاجات کو اس وقت بھی کہہ سکتے تھے۔ قرطبہ مین اس نے بہ تقلید اپنے دادا ہشام کے رصافہ تعمیر کرایا تھا بوقت وفات گیارہ لڑکے اور نو لڑکیان چھوڑ گیا تھا۔ سفید کپڑے اکثر پہنا کرتا تھا۔ ابن زیدون نے لکھا ہے کہ اسکے رخسارے ہلکے تھے۔ قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا۔ چہرہ پر بڑا سا تل تھا مترجم ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۴۵ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب جلد ۱ صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ لیدن۔

چونکہ سلیمان اس سے سن مین بڑا تہا اسوجہ سے اسکو کشیدگی پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ اس کشیدگی نے نخالفت کی صورت اختیار کرلی۔ طلیطلہ مین علم مخالفت بلند کردیا۔ اسکا بہائی عبداللہ بہی اس سے آملا۔ ہشام نے اسکے واپس لانے کی غرض سے چندلوگونکو روانہ کیا مگر یہ اسکو نہ پاسکے بعد اسکے ہشام نے فوجین آراستہ کرکے طلیطلہ کیجانب کوچ کیا اور پہونچتے ہی ان دونون کا طلیطلہ مین محاصرہ کرلیا سلیمان نے اپنے بہائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کو محافظت شہر پر چہوڑ کر قرطبہ کا راستہ لیا مگر کچہہ حاصل نہوا۔ ہشام نے اسکے تعاقب پر اپنے بیٹے عبدالملک کو متعین کیا اور خود طلیطلہ کے محاصرہ پر رہا سلیمان نے یہ خبر پاکے ماردہ کا رخ کیا والی ماردہ نے مقابلہ کیا دونون حریف جی توڑ کر لڑے آخرکار اللہ تعالی نے سلیمان کو ہزیمت دی۔ ہشام اس وقت طلیطلہ ہی کے محاصرہ پر اڑا ہوا تہا دو ماہ سے زائد کچہہ روز گزر چکے تہے کہ ایک روز اسکا بہائی عبداللہ بغیر امن حاصل کئے ہوئے ہشام کیخدمت مین آکر حاضر ہوگیا اور گردن اطاعت جہکادی۔ ہشام نے اسکی تقصیر معاف کردی اور عزت افزائی سے صلے عنایت کئے۔

پہر ۱۷۴ھ مین ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کو تدمیر روانہ کیا چنانچہ معاویہ نے اپنے پرزور حملون سے اطراف تدمیر کو ویران اور پامال کردیا۔ سلیمان روزانہ جنگ سے تنگ آکے جبال بلنسیہ کی طرف بہاگ گیا اور وہین جاکے پناہ گزین ہوگیا۔ اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قرطبہ واپس آیا۔ بعد اسکے سلیمان نے منعہ اپنے اہل وعیال کے بلاد اندلس چہوڑ کر ملک بربر چلے جانے کی درخواست کی ہشام نے اسکو منظور کرلیا اور اپنے باپ کے متروکہ سے دست کش ہونے پر اسکو ساٹھہ ہزار دینار مرحمت کئے سلیمان کے ساتھہ اسکا بہائی عبداللہ بہی اندلس سے چلا آیا تہا اور ہشام سرزمین

اندلس مین ٹھیرا ہوا حکم انی کرتا رہا۔

انہین واقعات کے آثار مین شرقی اندلس مقام طرسونہ مین سعید بن حسین بن یحیے انصاری نے ہشام کی مخالفت پر کمر باندہی سعید اس زمانہ سے طرسونہ مین ٹھیرا ہوا ریاست دوانی کر رہا تھا جس زمانہ مین اسکا باپ حسین مارا گیا تھا۔ پس جب اسکے پاس یمانیہ کا گروہ کثیر مجتمع ہوگیا تو اس نے طرسونہ پر قبضہ کرکے اسکے گورنر یوسف بن عیسی کو نکال دیا۔ موسے ابن فرفوق کو یہ امر ناگوار گزرا مضریہ کو ایکجا کرکے سعید سے متعرض ہوا۔ اسی اثنا مین مطروح بن سلیمان بن یقطان نے شہر برشلونہ مین بغاوت کردی اور شہر سرقسطہ اشقہ پر قبضہ کرلیا۔ جون ہی ہشام نے اپنے بھائیون کے مہم سے فراغت حاصل کی فوراً عثمان عبیداللہ بن عثمان کو بسرافسری فوج مطروح کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ابوعثمان نے پہونچتے ہی مطروح کا سرقسطہ مین محاصرہ کرلیا ایک زمانہ تک حصار کئے ہوئے لڑتا رہا بعد ازان محاصرہ اٹھاکر طرسونہ کے قریب آکے پڑاؤ کیا اور اہل سرقسطہ پر آئے دن شبخون مارنے لگا انہین دنون مطروح کے بعض ہمراہیون نے دھوکہ دیکر مطروح کو مار ڈالا اور سر اوتار کر ابوعثمان کے پاس لائے ابوعثمان نے ہشام کی خدمت مین بھیجدیا اور سرقسطہ مین داخل ہوکے قابض و متصرف ہوگیا۔

ابوعثمان اس مہم کے سر کرنے کے بعد ملک فرانس پر جہاد کرنے کو روانہ ہو شہر البتہ اور اسکے گرد و نواح کے قلعات پر حملہ کیا فرانسیسی دلاورون نے بھی میدان جنگ کا راستہ لیا فریقین مین گھمسان لڑائی ہوئی آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی فرانسیسیون کی فوج کی بہت بڑی جماعت کھیت رہی اور ابوعثمان نے اس مقامات کو مفتوح کرلیا۔ یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے۔

اسی سنہ مین ہشام نے اسلامی افواج کو بسرگردہی یوسف بن بخہ جلیقہ کے سر کرنے کو بھیجا اسوقت اسکا بادشاہ برمند کبیر تھا۔ یہ بھی خم ٹھونک کر میدان مین آیا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ نقصان کثیر اُٹھاکے برمند کو پسپا ہونا پڑا اور یوسف نے کامیابی کے ساتھ اسکے لشکرگاہ پر قبضہ کرلیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اسی سنہ مین بعد رونگی برادران ہشام اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست پیش کی ہشام نے منظور کرکے کل اہل طلیطلہ کو امن دی اور اپنے بیٹے حکم کو طلیطلہ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا۔ پس حکم نے وہان پہونچکے زمام حکومت طلیطلہ اپنے ہاتھ مین لی اور انتظام و انصرام مین مصروف ہوا۔

پھر ۱۷۶ھ مین ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو دشمنان اسلام پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالملک نے نہایت تیزی سے حدود بلاد اسلامیہ سے نکلکر غارتگری اور لڑائی شروع کردی چنانچہ لڑتا بھڑتا اور فرانسیسیون کے بلاد کو تخت و تاراج کرتا ہوا البتہ اور قلاع تک پہونچگیا اور اسکے گرد و نواح کو اپنی فوج کا جولانگاہ بنایا بعد ازان ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ اربونہ اور جرندہ کیجانب بھیجا گیا۔ پہلے عبدالملک نے جرندہ پر حملہ کیا جرندہ مین فرانس کی نامی فوج سرحدی بلاد کی حفاظت کو رہتی تھی عبدالملک نے اسکو خاک و خون مین ملاکے جرندہ کے برجون اور شہرپناہ کی فصیلون کو منہدم کرادیا بعدہ سرزمین سرطانیہ کو پامال کرتا ہوا فرانس کے ملک مین گھس پڑا۔ شہر، گانون اور قصبے ویران کرتا ہوا اربونہ پہونچا اربونہ کے ساتھ بھی یہی واقعات گزرے۔ اہل فرانس مسلمانون کے نام سے بید کی طرح تھرانے لگے۔ کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تھا کئی قلعے ویران و مسمار کردئے اور کئی قلعون کو جلاکر خاک و سیاہ کردیا۔ اس جہاد مین اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا

(۱) ۱۹۰۰ء میں

کر جبکا شمار نہین ہوسکتا۔ عبدالملک کی مراجعت پر کافرون نے شکست اور اپنے ہمسایہ ملوک سے مسلمانون کے خلاف امداد طلب کی اور جب امدادی فوجین آگئین تو عبدالملک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی عبدالملک نے اس معرکہ مین بھی ان اجل رسیدون کو شکست دی اور ان کے حصہ کثیر کو قتل کر کے خاک وخون مین ملا دیا۔

بعدہ ۱۹۸ھ مین ہشام نے اسلامی فوجین بسرگردہی عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث بلاد جلیقہ پر جہاد کرنے کو روانہ کین۔ عساکر اسلامیہ نے دشمنان دین کے ملک کو خوب خوب تخت وتاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لیکے واپس آیا

اسی سنہ مین تاکرنا (یا تاکرنا) مین بغاوت پھوٹ نکلی۔ یہ مقام بلاد زندہ ملک اندلس سے شمار کیا جاتا تھا یہان جس قدر بربری تھے انہون نے امیر ہشام کی اطاعت سے انحراف کر کے خود سری کا دعوے کیا تھا۔ ہشام نے ان کی سرکوبی کے لئے عبدالقادر بن ابان بن عبداللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا عبدالقادر نے پہونچتے ہی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ ہزارہا باغی مارے گئے جو باقی رہ گئے وہ جلا وطن ہو کر نکل بھاگے سات برس تک تاکرنا ویران پڑا رہا۔ ایک متنفس نظر نہ آتا تھا۔

۱۹۹ھ مین ہشام نے پھر جہاد کی طیاری کی اور عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے جلیقہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا رفتہ رفتہ عبدالملک سرقہ تک پہونچا۔ شاہ جلالقہ (ادفونش) نے اپنی فوجین فراہم کین اور اپنے اطراف وجوانب کے بادشاہون سے امدادی فوجین منگوائین۔ بہت بڑی طیاری سے مقابلہ پر آیا لیکن عبدالملک کی ہیبت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا عبدالملک نے تعاقب کیا ادفونش بے سروسامانی سے آگے آگے بھاگا جاتا تھا اور عبدالملک اسکے پیچھے پیچھے سراغ لگاتا جاتا تھا

پوتا اونکو قتل کرتا اور شہرون، گانون، قصبات کو لوٹتا ہوا چلا جارہا تھا تا آنکہ اوفونش اپنے پایہ تخت کے قریب پہونچگیا اس وقت عبدالملک نے مراجعت کی۔

اسی زمانہ مین ہشام نے ایک دوسری فوج دوسرے سمت سے بلاد فرانس کی طرف روانہ کی تھی۔ یہ فوج بھی عبدالملک کی فوج سے جا ملی تھی اور متفق ہوکر دشمنان اسلام کے بلاد کو جی کھولکر تخت وتاراج کیا تھا۔ واپسی کے وقت فرانس کی فوج نے چھیڑ چھاڑ کی اور کسیقدر کامیاب ہوئی مگر باین ہمہ عساکر اسلام منظفر ومنصور واپس آیا۔

**حکم کی حکومت** ۱۸۰ھ مین ہشام[1] بن عبدالرحمن نے اپنی حکومت وامارت

---

[1] ہشام بن عبدالرحمن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان والی اندلس کا انتقال ماہ صفر ۱۸۰ھ مین ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کئے ام ولد کے بطن سے ماہ شوال ۱۳۹ھ مین پیدا ہوا تھا علاوہ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل تعمیر کے اور بہت سی مسجدین بنوائین۔ اسکے عہد حکومت مین اسلامی شان وشوکت کو بیحد ترقی ہوئی کفار اور کفار ذلیل وخوار ہوئے اہل اندلس اسکو نہایت نیکی سے یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ سیرۃ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے مشابہ تھا۔ اندرونی فتنہ وتین اور خانہ جنگیون سے اسکو نہایت کم سامنا کرنا پڑا صرف اوائل عہد حکومت مین اس کے دونون بھائیون عبداللہ وسلیمان نے مخالفت کا سر اوٹھایا تھا بعد ازان پھر کسی نے دم نہین مارا اس نے اپنا سارا زمانہ کفار کے ساتھ جہاد کرنے مین صرف کیا۔ کبھی جلالقہ سے ہمنبرد نظر آتا تھا اور کبھی شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اس سے عیسائیون کا دم ناک مین آگیا تھا۔ اربونہ اسکے زمانہ مین مفتوح ہوا تھا۔ جلالقہ سے اسنے خراج وصول کیا فرانس کو مارتے مارتے اسکی پایہ تخت تک پہونچایا۔ اسکے زمانہ امارت مین اسلام کو اسدرجہ عزت وغلبہ حاصل ہوا تھا کہ اسکے زمانہ مین ایک شخص نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ میرے متروکہ سے ایک مسلمان قیدی فدیہ دیکر رہا کرایا جائے۔ اس شخص کے مرنے

کے سات سال پورے کرکے وفات پائی بعضوں نے لکھا ہے کہ اس نے آٹھ سال حکومت کی۔

ہشام نہایت نیک مزاج، صلاحیت پسند، سخی، دلیر، شجاع۔ صاحب صائب الرائے اور کثرت سے غزا و جہاد کرنے والا شخص تھا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر تکمیل کو پہنچائی جسکی بنا اسکے باپ عبدالرحمٰن نے ڈالی تھی۔ اسنے صدقات اور زکوٰۃ کو مطابق کتاب وسنت کے وصول کیا تھا۔

اسکے انتقال کرنے پر اسکا بیٹا حکم حکمران ہوا۔ اسکے عہد حکومت مین خادمون کی کثرت ہوئی بہت سے گھوڑے اصطبل شاہی مین باندھے گئے اور اسکی حکومت کو معقول طور سے استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور لڑائیون پر جاتا تھا۔

حکم کے اوائل زمانہ حکومت مین عبداللہ بلنسی ابن عبدالرحمٰن داخل ضمغربی اندلس کے سرحد سے خروج کرکے بلنسیہ پر قبضہ حاصل کرلیا بعد اسکے طنجہ سے اسکے بھائی سلیمان نے بھی سر اوٹھایا۔ حکم کو ایک برس تک ان دونون کی لڑائی مین مصروف رہنا پڑا آخر الامر حکم کو فتح نصیب ہوئی اور ۱۸۳ھ مین سلیمان مارڈالا گیا باقی رہا عبداللہ وہ بلنسیہ مین مقیم رہا اور بخوف جان کسی قسم کی شورش اور فساد نہین اوٹھایا۔ حکم نے یحیےٰ بن یحیےٰ فقیہ کو پیام صلح لیکے روانہ کیا چنانچہ ۱۸۶ھ مین باہم نتیجہ اور حیا مین مصالحت ہوگئی۔

---

نقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۹ - پر تمام دار الکفار جہان ڈالا گیا - مسلمان قیدی ایک بھی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل وشنان اسلام کی ضعیف اور اسلام کی قوت کی کیا ہوسکتی ہے قرطبہ کے پل کو جو خوبی ومضبوطی میں بےنظیر زمانہ تھا از سر نو بنوایا۔ اس پل کو سمح خولانی گورنر اندلس نے بحکم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز بنوایا تھا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰ و کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد اول صفحہ ۲۱۹ فصل ۲۱۹

انھیں خانہ جنگیوں کے انتشار مین فرانس نے موقع مناسب تصور کرکے فوجین فراہم کین اور حکم کو اپنے چچاؤن کے ساتھہ مصروف جدال وقتال دیکھہ کے برشلونہ کا قصد کیا۔ اسلامی فوجین برشلونہ کی حمایت کو نہ پہونچ سکین۔ فرانس نے بے تگ و دو برشلونہ پر قبضہ کرلیا۔ حکم نے اپنے چچاؤن کی سمت سے فراغت حاصل کرکے فرانس کی سرکوبی کیجانب توجہ کی۔ اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیرلشکر مقرر کرکے برشلونہ اور بلاد جلالقہ کیجانب روانہ کیا عبدالکریم نے دشمنان اسلام سے سختی کے ساتھہ لڑائی چھیڑدی حریف نے ایک تنگ و دشوار راستہ کو اختیار کیا۔ عبدالکریم نے میدان جنگ سے مراجعت کرکے راستہ کی دوسرے سرے کی ناکہ بندی کرلی اور اس سرے پر بھی اپنی فوج کے چند دستہ کو مامور کردیا۔ حریف اس وقت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن مین گرفتار ہوگیا۔ سب کے سب کہیت رہے ایک بھی جانبر نہوا اور عبدالکریم نے فتحیابی کے ساتھہ بلاد اسلامیہ کیطرف مراجعت کی۔

۱۹۱ھ مین اندرونی بغاوتون اور جھگڑون کا زور و شور ہوا اندلس کے سرحدی بلاد مین آتش فساد مشتعل ہورہی تھی۔ بہلول بن مرزوق معروف بہ ابوالحجاج نے علم مخالفت بلند کرکے سرقسطہ کو دبالیا۔ عبداللہ بلنبی عم امیر حکم نے بھی اسی سنہ مین سر اوٹھایا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھہ آئے ہو۔ اسی سنہ مین عبیدہ بن عمیرہ نے طلیطلہ مین مخالفت شروع کی حکم نے اپنے گورنر سپہ سالار عمروس بن یوسف کو جو کہ طلبیرہ مین رہتا تھا اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو لکھہ بھیجا۔ عمروس نے طلیطلہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا اور لڑائی شروع کردی ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا آثار جنگ مین عمروس نے اہل طلیطلہ مین سے بنی مخشی کو خط و کتابت کرکے ملالیا بنی مخشی نے موقع پاکے عبیدہ کو قتل کرکے سر اوتار لیا اور عمروس کے پاس بھیجدیا

عمروس نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت میں روانہ کیا اور طلیطلہ میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا بنی مختشی کو اس خدمت کے صلہ میں انعامات دیئے جاگیریں دیں اور اعلے اعلے درجہ کے مناصب عطا کئے بعد اسکے بربریوں نے جو طلیطلہ میں تھے عبیدہ کے معاونہ میں بنی مختشی کی خونریزی پر کمر باندھی عمروس نے ان شورہ پشتوں کو بھی گرفتار کرا کے قتل کیا اور انکے سروں کو بھی اور باغیوں کے سروں کو ساتھ حکم کی خدمت میں بھیجدیا۔ سارا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ امن و امان کی اس اطراف میں منادی پھر گئی۔ عمروس اس فتحیابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مامور کرا کے سرقسطہ کو واپس آیا اور اسکو بھی سرکش باغیوں کے پنجہ سے نکال کے قابض و متصرف ہو گیا۔

سنہ ۱۶۹ھ میں مسلمانان اندلس کے سروں پر یہہ شامت سوار ہوئی کہ اسمیں سے بعض سرداروں اور لشکریوں کے خاندان امیر حکم سے کشیدہ خاطر ہو کر شاہ فرانس سے جا ملے اور اس کو طلیطلہ کے قبضہ پر ابھارنا شروع کیا عیسائیوں کو بھی اپنے قدیم حریف سے بدلہ لینے اور ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامنگیر ہوئی فوجیں آراستہ اور سامان جنگ فراہم کر کے طلیطلہ کی طرف فرانسیسی عیسائیوں نے قدم بڑھائے یوسف والی طلیطلہ مقابلہ پر آیا مدتوں لڑائی اور محاصرہ کا سلسلہ جاری و قایم رہا چونکہ اس مہم میں دشمنان اسلام کے ساتھ اسلام کے نام لیوا بھی شریک تھے اور وہ طلیطلہ کے حالات سے بخوبی واقف تھے اسوجہ سے اہل طلیطلہ کو ہزیمت ہوئی عیسائیوں نے طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور یوسف والی طلیطلہ کو گرفتار کر کے صخرہ قیس میں لیجا کے قید کر دیا۔ عمروس اسوقت سرقسطہ کی حفاظت میں مصروف تھا جب اس واقعہ کی اسکو خبر لگی تو اس نے عساکر اسلامیہ کو اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیوں کو نکال باہر کرنے کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ طلیطلہ

کے باہر عساکر اسلامیہ نے اپنا مورچہ قایم کیا باہم فریقین لڑنے لگے بہت بڑی اور سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیون کو ہزیمت ہوئی۔ نہایت بے سروسامانی سے طلیطلہ چھوڑ کر بھاگے۔ مسلمانون نے طلیطلہ پر پھر قبضہ کرلیا۔ عمروس نے اپنے ایک نایب کو مخزہ قیس کیطرف روانہ کیا اس نے پہونچتے ہی یوسف بن عمروس کو قید کی تکلیف سے نجات دے دی۔ اس واقعہ سے عمروس کے رعب وداب اور مردانگی کا سکہ فرانسیسی دلاورون کے دلونپر بیٹھ گیا۔

**جنگ ربض** حکم اپنے شروع عہد امارت مین لذات دنیاوی اور عیش وعشرت مین منہمک مستغرق ہورہا تھا۔ قرطبہ کے اہل علم ودرع کو حکم کا یہ فعل ناگوار گزرا یحیے بن یحیے لیثی اور فقیہ طالوت جیسے فقہا اور علما نے ایک جلسہ مین مجتمع ہوکے حکم کے معزولی کا مشورہ کیا اہل قرطبہ ان علما کے اشارہ سے حکم پر ٹوٹ پڑے حکم کے دستہ فوج جان نثاران نے ان کو اس فعل سے روکا۔ پس انلوگون نے حکم کی معزولی کا اعلان کرکے غربی قرطبہ کے شہرپناہ کے ایک محلہ مین جو قصر شاہی سے متصل تھا۔ محمد بن قاسم قرشی مروانی عم ہشام کی امارت کی بیعت کرلی اور خاصہ مین ان لوگون نے خلیفہ حکم کا اسکے محلسرا مین محاصرہ کرلیا۔ حکم نے نہایت مردانگی سے ان لوگون کا مقابلہ کیا اور بزور تیغ ان کو مغلوب کرکے ان مین سے بہتون کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سولادیا۔ باقی ماندگان ادہر ادہر منتشر ومتفرق ہوگئے ان لوگون کے مکانات اور مسجدین ویران اور منہدم ہوگئین۔ بقیۃ السیف[1]

[1] بقیۃ السیف جو جلاوطن ہوکر فاس چلے آئے تھے انکی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکندریہ مین جو گروہ جلاوطنون کا آیا تھا وہ علاوہ بچون اور عورتون کے پندرہ ہزار تھے۔ عربی مورخون نے انکی کوئی تعداد نہین بیان کی یہہ بیان انگریزی مورخون کا ہے واللہ اعلم۔ مترجم۔

نے بھاگ کر فاس سرزمین افریقیہ مین جاکے دم لیا اور کچھ لوگون نے اسکندریہ مین پناہ لی۔ یہان پر بھی ان خانہ بدوشون کو چین سے بیٹھنا نصیب نہوا جب ان لوگونکا ایک خاصہ جتھا اسکندریہ مین مجتمع ہوگیا تو ان لوگون نے بغاوت کردی عبداللہ بن طاہر والی مصر انکی سرکوبی کو آیا اور کمال مردانگی سے ان لوگون کو زیر کرکے اسکندریہ کو انکے غاصبانہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگون کو جہازون پر سوار کرا کے جزیرہ اقریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کردیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ انلوگون کا سردار ابوحفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا یہی انکی سرداری کرتا رہا جب یہ مرگیا تو بوراثت اسکے اسکی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی تا آنکہ عیسائیون نے جزیرہ مذکور کو انکے قبضہ سے نکال لیا۔

**یوم الخندق** اہل طلیطلہ مین فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کے قلوب اور دماغون مین اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امراء کی معزولی و تقرری سے یہ شر ہو رہے تھے امیر حکم انکی روزانہ بغاوت اور خودسری سے تنگ آگیا تھا۔ مجبور ہوکر سرحدی بلاد سے اپنے نامور سپہ سالار عمروس بن یوسف کو اس آئے دن بغاوتون کے فرو کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔

عمروس بن یوسف عربی النسل نہ تھا بلکہ شہر وشقہ کا رہنے والا اور مولدین سے تھا۔ حکم کیجانب سے سرحدی بلاد کا گورنر تھا تمام قرب وجوار کے سرکش و متمرد امراء اسکے نام سے کانپتے تھے۔

حکم نے عمروس سے اہل طلیطلہ کے مطیع کرنے کے معاملہ مین اعانت طلب کی اور اسکو شریک مشورہ کرکے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی چونکہ عمروس اہل طلیطلہ کے جنس سے تھا اسوجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس

وسطمئن ہوگئے تھوڑے دنوں بعد عمروس براہ فریب اہل طلیطلہ کو اس مشورہ مین کہ نبی امیہ کو کرسی امارت سے اوتار دینا چاہیے شریک کرنا شروع کیا اور اس غرض کے لئے کہ وہ معہ شاہی اراکین کے اسمین گوشہ نشین ہوجاے گا ایک جداگانہ مکان تعمیر کرنے کی رائے دی اہل طلیطلہ اس دم پٹی مین آگئے۔ عمروس نے ان لوگون کی موافقت اور اعانت سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔ بعد اسکے سرحدی افسر نے دارالحکومت سے امداد طلب کی امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر بسرافسری اپنے بیٹے عبدالرحمن کے روانہ کیا جسمین وزیرون کی بھی ایک جماعت تھی کوچ وقیام کرتا ہوا یہ لشکر طلیطلہ ہوکر گذرا مگر طلیطلہ مین نہ توجانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل طلیطلہ سے متعرض ہوا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ دشمنان اسلام لوٹ گئے اور اللہ تعالے نے انکے شر سے بلاد اسلامیہ کو بچالیا۔ عبدالرحمن نے قرطبہ کیجانب مراجعت کرنے کا قصد کیا عمروس نے اہل طلیطلہ کو عبدالرحمن کے پاس جانے اور اس سے ملنے کی رائے دی۔ چنانچہ سرداران طلیطلہ اس سے ملنے کو آئے عبدالرحمن نے ان لوگون کی تعظیم وتکریم کی عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کی آنکھین بچاکے عمروس کو حکم کا فرمان دیا جس مین لکھا تھا کہ جس طرح ممکن ہو مکر وفریب مفسدہ پردازان طلیطلہ کو زیر کرنا چاہیے۔ عمروس نے اہل طلیطلہ سے کہا "اسوقت اتفاق سے عبدالرحمن تمہارے شہر مین آگیا ہے اسکو اپنے شہر مین لیچلو تاکہ تمہارے قوت وشوکت دیکھکر دل مین متاثر ہو اور آئندہ تمہارے مطیع کرنے کا خیال نکرے"۔ اہل طلیطلہ اس فقرہ مین آگئے اور عبدالرحمن کو کہہ سنکے اپنے شہر مین لے گئے اور اسی قصر مین ٹھیرایا جو انہین لوگون کی معاونت سے وسط شہر مین حسب مرضی عمروس تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک روز دعوت کے بہانہ سے عمروس نے کل سرداران مفسدہ پردازان کو قصر امارت مین مدعو کیا اور

ظاہر کیا کہ کثرت مجمع واژدحام کے خیال سے امیر نے حکم دیا ہے کہ لوگ ایک دروازہ سے مکان مین داخل ہون اور جاتے وقت دوسرے دروازہ سے جائین اہل طلیطلہ اس رائے وانتظام کے مطابق گروہ کے گروہ قصر امارت مین داخل ہونے لگے جون ہی یہہ لوگ قصر مین داخل ہوتے سرداران لشکر ان کو کشان کشان اس گڑھے پر لے جاتے جو پہلے سے ان لوگون کے قتل کے لئے کھدوایا گیا تھا اور سبھون کی گردنین مار دیتے۔ رفتہ رفتہ اسی تدبیر وحکمت عملی سے کل سرغناؤن کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان معمولی حیثیت والے اس امر کو تاڑ گئے اور بخوف جان بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس خوفناک نمونہ قیامت واقعہ نے کل اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈے کر دیئے۔ سمعاً وطاعتہً بطیب خاطر ایام فتنہ تک مطیع ومنقاد رہے جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔

پھر ۱۹۱ھ مین اصبغ بن عبداللہ نے ماردہ مین علم بغاوت بلند کیا اور حکم کے گورنر کو مار کر نکالدیا۔ حکم کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے فوجین مرتب کر کے ماردہ کو جا کے گھیر لیا اتنا رمحاصرہ مین یہہ خبر لگی کہ اہل قرطبہ مین بغاوت پھوٹ نکلی ہے محاصرہ اوٹھا کے قرطبہ کی جانب لوٹ آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد فرو کر کے کل مفسدین اور سرغناؤن کو مار ڈالا بعد اسکے اصبغ نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی حکم نے اسکو قرطبہ مین بلا کر ٹھیرالیا۔

---

* حکم کے لوٹ آنے پر اہل ماردہ کبھی مطیع ہو جاتے تھے اور کبھی پھر باغی ہو جاتے۔ حکم ان کی سرکوبی کو ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا تا آنکہ اصبغ کی موت سبب ہو گئی۔ اسی عرصہ مین حکم نے اہل ماردہ کے سرداروں کو ملا لیا سبھون نے اسکی رفاقت ترک کر دی حتے اصبغ کا بھائی بھی شاہی لشکر مین چلا آیا مجبور ہو کر اصبغ نے امان طلب کی اور مصالحت کر لی۔ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۰۔

آن آئے دن خانہ جنگیون اور اندرونی بغاوتون کا شاہ فرانس نے احساس کرکے فوجین نئے اہم کمین اور سامان جنگ وحصار مہیا کرکے طرسونہ کے محاصرہ کی غرض سے کوچ کردیا۔ حکم کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو فوج عظیم کے ساتھ شاہ فرانس کی جلوگیری پر مامور کیا ہنوز شاہ فرانس اپنے حدود مملکت سے متجاوز ہونے نہ پایا تھا کہ عبدالرحمن نے پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑدیا دونون حریف جی توڑکر لڑنے لگے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو ہزیمت ہوئی کیمت عساکر اسلامیہ کے ہاتھہ رہا اور عبدالرحمن معہ اپنی فوج ظفرموج کے مظفر ومنصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا

سنہ ۱۹۴ھ مین جب اہل ماردہ نے گزشتہ قتل وخونریزی کو بھولا دیا تو پھر باغی ہوگئے حکم انکی سرکوبی پر مستعد وآمادہ ہوکر ماردہ پہونچا تین سال مسلسل ان کی لڑائیون مین مصروف رہا فرانسیسی عیسائیون کو موقع ملگیا سرحدی بلاد پہ لوٹ مار شروع کردی پس حکم نے سنہ ۱۹۶ھ مین ان کو ہوش مین لانے کی غرض سے مملکت فرانس کیجانب کوچ کیا متعدد قلعے مفتوح کئے اکثر شہرون کو ویران وخراب کرڈالا۔ قتل وخونریزی اور قیدیون کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فرانسیسی مقابلہ سے جی چرانے لگے اُس وقت حکم نے قرطبہ کیجانب معاودت کی۔

گذشتہ پیشقدمیون کیوجہ سے سنہ ۲۰۰ھ مین حکم نے اپنی فوج کو مملکت فرانس

---

لہ یہ واقعہ سنہ ۱۹۱ھ کا ہے۔ اسی سنہ مین حزم بن وہب نے اطراف باجہ مین بغاوت کی تھی علاوہ اہل باجہ کے اور لوگون نے اسکا ساتھہ دیا۔ حزم نے اشبونہ کا رخ کیا اتنے مین حکم کو اسکی خبر لگ گئی اپنے بیٹے ہشام کو فوج کثیر کے ساتھہ حزم کے عزم کے توڑنے کو روانہ کیا ہشام نے پہونچتے ہی حزم کو ایسی بُری طور سے شکست دی کہ حزم خود کردہ پر پشیمان ہوکر امان کا خواستگار ہوا اور مطیع ہوگیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر۔

پر جہاد کی طیاری کا حکم دیا۔ سپاہیون نے کمال شوق و ذوق سے طیاریان کین حکم نے ان لوگون کو بسرافسری اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کے شاہ فرانس کے ملک پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم نے حدود مملکت اسلامیہ سے نکلکے ملک فرانس پر حملے شروع کردئے۔ شہر کے شہر، گانون کے گانون قصبے کے قصبے ویران ہو گئے متعدد قلعات منہدم کرڈالے۔ شاہ جلالقہ عظیم فوج لے کے مقابلہ پر آیا۔ کنارہ نہر پر دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ مدتون چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین۔ عساکر اسلامیہ کو فرانسیسی عیسائیون سے ان لڑائیون مین بہت بڑا فائدہ پہونچا بعد ازان مسلسل تیرہ شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ اسنے مین بکثرت بنجہ برسا۔ نہر مین طغیانی پیدا ہوئی۔ عساکر اسلامیہ نے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوے معاودت کی۔

**عبدالرحمن اوسط کی جانشینی**

اخری ۲۰۶ھ مین امیر حکم بن ہشام[1] نے اپنی حکومت کے ستائیس سال پورے کرکے وفات پائی۔ یہہ پہلا شخص ہے

[1] حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرمانروا تہا۔ اپنے خیالات اور ارادون پر استقلال کے ساتھہ عمل کرتا تہا۔ سخت سی سخت مصیبت مین گبھراتا نہ تہا۔ اسکے شروع زمانہ حکومت مین اسکے چچاؤن نے اسپر خروج کیا تہا۔ بمجبوری اسکو انکے سرکرنے مین مصروف ہونا پڑا۔ اس اثنا مین فرانسیسی عیسائی اس موقع کو مغتنمات سے شمار کرکے بلاد اسلامیہ پر دوڑ پڑے حکم نے جیون تیون اپنے چچاؤن کی بغاوت سے فراغت حاصل کرکے شاہ فرانس کو خوب خوب زیر کیا اگرچہ اپنے اوائل زمانہ حکومت مین کسیقدر لہو و لعب مین مصروف ہوگیا تہا اور یہی موقع علماء قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تہا مگر میرا گمان ہے کہ بعد کو اس نے ان افعال و حرکات سے جو باعث ناراضی علماء و فقہاء قرطبہ ہوئے تھے توبہ کرلی تھی اسکی دینداری اور تقوی اور رکی ادنے نظیر یہ ہے کہ ایک روز اپنے کسی خادم پر حکم نے ناراض ہوکر اس کے

جس نے اندلس مین فوج نظام رکھی، انکی تنخواہین مقرر کین، طرح طرح کے آلات حرب کافی مقدار پر مہیا کئے، حشم اور حواشی بڑہائے، دروازہ پر سواران دستہ فوج جان نثاران کا پہرہ مقرر ہوا، اور خلوکون خادمون کو خدمات کے لئے رکھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۸۔ قطع ید کا حکم دیا اتفاق سے اس وقت فقیہ زیاد بن عبدالرحمن آپہونچا۔ امیر حکم کو مخاطب کرکے بولا اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق خیر عطا فرمائے مالک ابن انس نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے غیظ و غضب کو ضبط کرے جسکے نفاذ پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے دل کو روز قیامت امن و ایمان سے پُر کردے گا۔ اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی حکم کا غضب و غیظ فرو ہوگیا اور خادم کی تقصیر معاف کردے۔ اسکے خاتم پر "باللہ وثق الحکم" نقش تھا۔ بیس لڑکے اور اسیقدر لڑکیان چھوڑکر جو اسکی ان ام الولد بتی جن کا نام تھا ۱۷۲ھ مین پیدا ہوا تھا۔ اسکے حالات سے جس سے اسکی ہوسرری اور اسلام کا نبھنا ہوا ایک یہ حال ہے کہ عباس شاعر سرحدی بلاد کی طرف جارہا تھا اتفاق سے اسکا گذر وادی حجارہ مین ہوا اسنے کہ ایک عورت چلا چلاکر کہ رہی تھی وا غوثاہ بک یا حکم وا غوثاہ بک یا حکم۔ عباس نے قریب جاکے دریافت کیا عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اس قدر بے خبر ہے کہ عیسائی کتون نے ہمکو بیوہ کردیا ہے اور ہمارے بچون کو یتیم بنا دیا ہم لوگ معہ اپنے چند رفقار کے اس بادیہ سے آرہے تھے کہ سواران دشمن اسلام نے آکر ہمکو گھیر کر اپنا کمال کرڈالا۔ عباس نے فی البدیہ ایک قصیدہ کہا جسکی اول کی یہ بیتین ہین۔ تکلمت فی وادی الحجارۃ مسہراً ٭ اراعی نجوماً لا یرون تغیراً ٭ الیک ابا العاصی نضیت مطیتی ٭ تسیر بہم سلماً ومجراً ٭ تدارک نساء العالمین بنصرۃ ٭ فانک احری ان تغیث وتنصراً ٭ جس وقت عباس نے حکم کے دربار مین حاضر ہوکر یہ قصیدہ پڑہا اور سرحدی بلاد کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچکر دکھلایا اور اس عورت کا نام و نشان بتلایا جسکے خاندان کو دشمنان اسلام نے پامال کیا تھا حکم نے اسیوقت جہاد کی طیاری اور لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن معہ عباس شاعر کے وادی الحجارہ کی طرف کوچ کیا۔ وادی حجارہ مین پہونچکے دریافت کیا

اوران لوگون کی عجمیت کی وجہ سے "خرس" کے نام سے موسوم کیا۔ ان لوگون کی تعداد پانچہزار تک پہونچگئی تھی۔ یہ ذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور ہر جنگ پر اکثر بنفسہ جاتا تھا اسکے بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اسکو رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ اسکی صحبت علماء، فقہاء اور صالحین سے گرم رہا کرتی تھی اسی نے ملک اندلس کے خار وخس کو صاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینون کے لئے چھوڑ گیا اسکے مرنے پر اسکا بیٹا عبدالرحمن سریر حکومت پر متمکن ہوا۔

عبدالرحمن کے شروع زمانہ حکومت مین عبداللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہوگیا اور فوجین آراستہ کرکے بقصد قرطبہ تدمیر کیجانب روانہ ہوا عبدالرحمن نے اسکی شورش وبغاوت فرو کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کرکے کوچ کیا۔ عبداللہ پر کچھہ ایسا خوف غالب ہوا کہ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ مین پہونچکے

---

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۹ کہ کس جانب سے دشمنون نے حملہ کیا تھا بتلایا گیا کہ اس سمت سے (اشارہ کرکے) پس حکم نے اسی سمت پر دھاوا کیا۔ کئی قلعے فتح کئے۔ متعدد شہرون کو ویران وخراب کردیا ہزارون عیسائیون کو مار ڈالا اور بیشمار قیدی اور مال غنیمت لیکے پھر وادی الحجارہ واپس آیا حکم دیا کہ اس مظلومہ عورت کو پیش کرو جب وہ عورت آئی تو اسنے۔ وہ جس قدر عیسائی قیدی اس جنگ مین گرفتار ہوآئے تھے سبھون کو قتل کروادیا بعد ازان عباس سے مخاطب ہوکر کہا اس عورت سے دریافت کرو کہ ابتو حکم نے تمہاری فریاد رسی کی؟ عورت بولی "والله اب میرا دل ٹھنڈا ہوا دشمنان اسلام نے اپنے کئے کی سزا پائے، مظلوم کو داد ملی اللہ تعالیٰ امیر کی فریاد رسی کرے اور نصرت وفتح عطا فرمائے۔ حکم کے چہرہ پاس فقرہ کے سننے سے خوشی کے آثار پیدا ہوے عباس کو مخاطب کرکے یہ دو شعر پڑہے ؎ الم تریا عباس انی لجبتہا ٭ علی البعد آقاد الخمیس المظفرا ٭ فادرکت اوطارا وبروت غلہ ٭ ونفست مکروبا فاغنیت معسرا۔ عباس نے

تھوڑے ہی دنون بعد مرگیا عبدالرحمن اسکے اہل وعیال کو قرطبہ لے آیا۔
بعد اسکے عبدالرحمن نے بلاد جلیقیہ پر جہاد کیا اور دور تک تخت وتاراج کرتا ہوا نکل گیا ایک مدت دراز تک قرطبہ سے غایب رہا۔ عیسائیون کے مختلف گروہون کو تہ تیغ اور پامال کرکے واپس آیا۔
اسی سنہ ۲۰۶ھ مین علی بن نافع معروف بہ زاب مغنی خلیفہ مہدی کا خادم ابراہیم موصلی کا شاگرد عراق سے اندلس مین آیا عبدالرحمن سوار ہوکر اسکے استقبال کو گیا بیحد عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی نے کمال عزت سے اسکے پاس قیام کیا اور اندلس مین علم موسیقی کو بطور امانت کے چھوڑ گیا اسکے کئی لڑکے تھے عبدالرحمن سب سے بڑا تھا علم موسیقی مین یہی اسکا جانشین تصور کیا گیا۔
سنہ ۲۰۷ھ مین بلاد اسلامیہ کے سرحد سے عظیم الشان طوفان اٹھا عبدالرحمن کو اسکے فرو کرنے مین بذات مشغول ہونا پڑا۔ مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اسکے ظلم وبیجا تعدی کیوجہ سے گرفتار کرکے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا اتفاق سے اسکے بعد ہی خود حکم بھی راہگرائے ملک جاودانی ہوا اور امیر عبدالرحمن سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ گورنر نے جن لوگون پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال واسباب کو ضبط کرلیا تھا وہ سب کے سب مجتمع ہوکر قرطبہ مین آئے اور اپنے مال واسباب کی واپسی کے خواہان ہوئے۔ اس واقعہ مین لشکر بیرہ پیش پیش زیادہ تھا۔ ان غوغائیون نے قصر امارت کے دروازہ کو جاکے گھیر لیا اور شور وغل مچانے لگے۔ عبدالرحمن نے چند لوگون کو انکے شور غل فرو اور اس مجمع

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۰۔ جزاک اللہ عن المسلمین خیرا کہہ کر بڑھکر امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ دیکھو تاریخ المقاری جلد اول از صفحہ ۲۱۶ تا صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ لیڈن و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰ لغایت ۱۵۵۔

کو منتشر کرنے کو بھیجا۔ ان غوغائیوں اور شوریدہ سروں نے نکمہ نہ سنی عبدالرحمن نے جھلا کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر اونپر ٹوٹ پڑا معدودے چند جانبر ہو کر بیرہ کی طرف واپس ہوئے۔ عبدالرحمن نے تعاقب کا اشارہ کیا۔ شاہی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ باقی ماندگان مین سے بھی گروہ کثیر کام آگیا۔

اسی سنہ مین مابین قبائل مضریہ اور یمانیہ شہر تدمیر مین جھگڑا ہوگیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ دونون فریق کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آگئے عبدالرحمن نے عظیم فوج کے ساتھ یحیےٰ ابن عبداللہ بن خالد کو آتش فساد کے فرو کرنے پر متعین کیا یحیےٰ کے پہونچتے ہی ہر دو فریق ایک دوسرے سے علحدہ ہوگیا جون ہی یحیےٰ نے معاودت کی پھر گتہ گتے اسی طرح سے پورے سات برس تک مضریہ اور یمانیہ مین لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

سنہ ۲۰۸ھ مین عبدالرحمن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو بسر افسری عساکر اسلامیہ البتہ اور بلاد کی جانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم نے دشمنان اسلام کے اکثر شہرون کو ویران اور تخت و تاراج کیا بعضے قلعات پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑا اور بعضون سے جزیہ لیکر مصالحت کرلی۔ اور مسلمان قیدیون کو بھی اسی ضمن مین قید کی تکلیف سے نجات دلوائی۔ (یہہ واقعات ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۲۰۸ھ کے ہین)

سنہ ۲۱۳ھ مین اہل مارودہ نے علم بغاوت بلند کیا اور سبھون نے متفق ہوکر گورنر کو نکالدیا عبدالرحمن نے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی غرض سے فوجین روانہ کین۔ اہل مارودہ مقابلہ پر آئے لڑائیان ہوئین آخر کار اہل مارودہ نے علم حکومت کے آگے گردن

---

لہ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مصر۔

جھکادی اور مطیع ہوگئے۔ سپہ سالار شاہی افواج نے ماردہ کی شہر پناہ منہدم کرادی اور ان لوگون کے چند آدمیون کو بطور ضمانت کے لے کر دارالحکومت قرطبہ کیجانب معاودت کی۔ بعد اسکے عبدالرحمن نے شہر پناہ کے پتھرون کو نہرون پہنچانے کا حکم صادر فرمایا اس سے اہل ماردہ کو ناراضگی پیدا ہوئی اور پھر مخالفت بن بیٹھے گورنر ماردہ کو گرفتار کرلیا اور ماردہ کی شہر پناہ ازسرنو درست کرلی۔ اتنے مین ۲۱۴ھ کا دور آگیا عبدالرحمن نے بنفس نفیس ان لوگون کی سرکوبی پر کمر باندھی۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے اور آمادہ بجنگ ہوکر لڑنے لگے۔ عبدالرحمن کو چند وجوہ زیادہ دنون تک ٹھیرنا پڑا واپس آیا۔ پھر ۲۱۷ھ مین فوجین اہل ماردہ کے محاصرہ پر روانہ کین مگر کامیابی نہوئی بعد ازان ۲۲۰ھ مین ماردہ کا پھر محاصرہ کیا گیا۔ اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی ماردہ پر شاہی پھریرا اوڑنے لگا۔ کچھ لوگ محمود بن عبدالجبار کے ساتھ بھاگ کر سنت شلونہ پہونچے اور ۲۲۱ھ مین وہان پہونچکر پناہ گزین ہوگئے عبدالرحمن نے ان پناہ گزینون کے سرکرنے کو شاہی لشکر روانہ کیا محمود یہ خبر پاکر دشمنان اسلام کے ملک مین بھاگ گیا اور وہان پہونچکر انکے قلعات مین سے ایک قلعہ کو دبا بیٹھا۔ پانچ برس تک اس قلعہ پر قابض رہا تا آنکہ اوفونش بادشاہ جلالقہ (گلیشیا) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑکر بزور تیغ مفتوح کرلیا محمود معہ اپنے کل ہمراہیون کے مارا گیا۔ یہہ واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔

۲۱۵ھ مین اہل طلیطلہ مین بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہاشم ضراب نامی ایک شخص اس بغاوت کا محرک تھا یہ شخص جنگ ربض مین موجود تھا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان و شوکت بڑھائی۔ ابنوہ کثیر خلائق کا اسکے پاس آکے مجتمع ہوگیا۔ ہاشم ان سب کو فوجی اور جنگی لباس پہناکے اہل سنت بر یہ پر آپڑا عبدالرحمن نے شاہی فوجین ہاشم سے جنگ کرنیکو روانہ کین مطلق کامیابی نہوئی۔ دوبارہ دوسرا لشکر روانہ

کیا اطراف دورقہ مین شاہی لشکر اور ہاشم نے صف آرائی کی شاہی لشکر نے اس معرکہ
مین باغیون کو ہزیمت دے دی اتنا ردار وگیر مین ہاشم کو معہ اسکے بہت
سے ہمراہیون کے مار ڈالا مگر اہل طلیطلہ مخالفت و بغاوت پر برابر اڑے رہے
تب عبدالرحمن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہل طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مامور کیا
امیہ ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا۔ بعدازان محاصرہ اٹھا کے
قلعہ ریاح مین آ اترا اور ایک دستہ فوج کو اہل طلیطلہ پر تاخت مارنے کی
غرض سے روانہ کیا اس سے پہلے جسوقت امیہ محاصرہ اٹھا کے قلعہ ریاح کو
واپس آرہا تھا تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل پڑے تھے شاہی
فوج اس امر کا احساس کر کے کمینگاہ مین چھپ رہی۔ جون ہی اہل طلیطلہ کمینگاہ سے
آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آگئے معدودے
چند جان بچا کے طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا بیحد صدمہ ہوا تھوڑے
دنون بعد اسی صدمہ و رنج سے مر گیا۔ عبدالرحمن نے پھر اہل طلیطلہ کے محاصرہ
پر شاہی لشکر روانہ کیا لیکن کچھ کامیابی نہوئی۔ البتہ قلعہ ریاح کا لشکر برابر اہل طلیطلہ
پر حملہ کرنے کو جاتا تھا اور چندے محاصرہ کر کے واپس آجاتا تھا۔ تا آنکہ ۲۲۲ھ مین
عبدالرحمن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کے سرکرنے کو مامور کیا۔ ولید نے
نہایت حزم و احتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا ہر چہار طرف سے آمد و رفت بند کر دی
اہل طلیطلہ قریب بمرگ ہو پہنچے محاصرین کی مدافعت بھی نہ کر سکے ولید نے بزور
تیغ طلیطلہ کو فتح کر لیا اہل طلیطلہ کا سارا جوش فرو ہو گیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد
۲۲۳ھ تک ٹھیرا رہا۔ بعدازان قرطبہ واپس آیا۔

اندرونی بغاوتون کے فرو کرنے سے فارغ ہو کر ۲۲۴ھ مین عبدالرحمن
نے اپنے ایک عزیز عبیداللہ بن عیسیٰ کو بسرافسری عساکر اسلامیہ بلاد البتہ اور

قلاع کیجانب روانہ کیا دشمنان اسلام مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے بہت بڑی لڑائی ہوئی عبید اللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنان اسلام کو ہزیمت دی حریف کے ہزارہا آدمی قتل اور قید کئے گئے۔ بعد ازاں اسی سنہ مین لرزیق شاہ فرانس نے بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا اور سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا فرنون بن موسے نے اس سے مطلع ہو کر سالم کے بچانے کو کوچ کیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو ہزیمت ہوئی۔ بہت سے عیسائی قتل کئے گئے اور ہزارہا قید کر لئے گئے۔

فرنون اس مہم سے فارغ ہو کر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جسکو دشمنان اسلام اہل البتہ نے بمقابلہ اسلامی سرحد کے اہل اسلام کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا۔ اہل قلعہ نے فرنون کے حملہ سے قلعہ کو ہر چند بچایا مگر کامیاب نہوے فرنون نے اس قلعہ کو فتح کر کے منہدم کرا دیا۔

سنہ ۲۲۵ھ مین عبد الرحمن نے فوجین مرتب کر کے بنفس نفیس بلاد جلیقیہ پر چڑھائی کی متعدد قلعات مفتوح کئے۔ ایک مدت تک ٹھیرا ہوا سرزمین فرانس کو پامال کرتا رہا بعد ازان بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا۔ پھر سنہ ۲۲۶ھ مین افواج اسلامیہ مملکت فرانس کو تخت و تاراج کرتی ہوئین سرزمین سرطانیہ تک پہونچین۔ عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر موسے بن موسے گورنر تطیلہ تھا۔ دشمنان اسلام سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مسلمانون نے نہایت استقلال سے کفار کا مقابلہ کیا تا آنکہ عیسائی پسپا ہو کے بھاگے۔ موسے نے اس معرکہ مین دلیری مردانگی اور نیکنامی کا بہت بڑا حصہ لیا

بعدہ اتفاق سے اس سے اور عبد الرحمن کے ایک سپہ سالار سے باتون بات چل گئی سپہ سالار نے سخت کلامی کی۔ موسے کو سپہ سالار کی یہہ حرکت ناگوار

گزری۔ چونکہ عبدالرحمن نے اس معاملہ مین دخل نہین دیا تھا۔ موسے یہہ سمجھکے کہ
اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمن ہی کے اشارہ سے محمد سے سخت کلامی کی ہے
باغی ہوگیا۔ عبدالرحمن نے چند دستہ فوج بسرافسری حرث بن نزیع کو موسے کی
گوشمالی پر متعین کیا۔ موسے بھی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی آخرکار موسے شکست کھاکے
بھاگا اسکا چچازاد بھائی مارا گیا حرث کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے سرقسطہ
واپس آیا بعد ازان تطیلہ پر چڑھائی کی اسوقت موسے وہین تھا اور اسکا محاصرہ
کرلیا۔ مدتون محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری وقایم رہا تاآنکہ موسے نے تنگ
آکے یہ مصالحت تطیلہ چھوڑکر اربط چلا گیا اور حرث تطیلہ مین ٹھیرا ہوا انتظام کرتا
رہا۔ موسے کے دماغ مین پھر بغاوت وسرکشی کی ہوا سمائی۔ حرث نے موسے
کے حصار کی غرض اربط کیجانب کوچ کیا موسے نے گھبراکر غرسیہ بادشاہ
کفار سے امداد طلب کی پس غرسیہ اپنی فوجین لیکے موسے کی کمک پر آیا
حرث نے استقلال کو ہاتھ سے ندیا فوجون کو آراستہ کرکے حریف کے لشکر
پر حملہ کیا نہر بلبہ پر دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ حریف نے پہلے سے چند دستہ
فوج کو کمینگاہ مین بیٹھا دیا تھا۔ جسوقت حرث کا لشکر نہر بلبہ سے متجاوز ہوا۔ حریف
کے فوج نے کمینگاہ سے نکلکر حملہ کردیا بیچارہ حرث اس غیرمتوقع حملہ کا جواب نہ دے
سکا دشمنون کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ آنکمین اسی معرکہ کے نذر ہوگئین۔ عبدالرحمن
کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا ۲۲۹ھ مین اس نے اپنے بیٹے منذر کو
بسرافسری عساکر اسلامیہ موسے کے محاصرہ کو تطیلہ روانہ کیا موسے نے ڈرکر
مصالحت کرلی۔ تب منذر نے بنبلونہ کی طرف قدم بڑھایا اور دشمنان اسلام پر جی توڑ
توڑکر حملے شروع کردیے۔ یہان پر مشرکین سے متعدد لڑائیان ہوئین غرسیہ
والی بنبلونہ مارا گیا جو حرث کے مقابلہ پر موسے کی کمک پر آیا تھا۔ بعد اسکے موسے

نے پھر سرکشی و مخالفت پر کمر باندھی۔ شاہی لشکر نے اسکو ہوس میں لانے کی غرض سے حملہ کیا موسیٰ نے دوبارہ پھر مصالحت کر لی اور اپنے بیٹے کو بطور رہائن کے عبدالرحمن والی اندلس کی خدمت میں بھیجدیا۔ عبدالرحمن نے اسکی درخواست کو قبول فرماکے تطیلہ کی سند حکومت عطا کی چنانچہ موسےٰ نے تطیلہ میں داخل ہوکے اطراف و جوانب تطیلہ کے انتظام و سیاست پر اپنے عمال مقرر کئے اور آرام کے ساتھ تطیلہ میں حکومت کرنے لگا۔

اسی سنہ ۲۲۶ھ میں مجوسیوں نے اطراف بلاد اندلس پر خروج کیا اور ساحل اشبونہ میں اپنی کشتیوں اور جہازوں سے خشکی پر اتر پڑے اہل اشبونہ سے اور ان دشمنوں سے تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بعد ازاں قاوس کیطرف بڑھے پھر قاوس سے اشدونہ جا پہونچے اشدونہ میں انسے اور مسلمانوں سے لڑائی ہوئی تب ان لوگوں نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور قریب اشبیلیہ پہونچکے اوتر پڑے اہل

---

ف ان مجوسیوں کی سرکوبی اور گوشمالی کو امیر عبدالرحمن نے قرطبہ سے ابسر فسری اپنے ایک نامور سپہ سالار کے عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا مجوسیوں سے اور اس لشکر نے خشکی پر اوترنے کے بعد بہت بڑی لڑائی ہوئی مسلمانوں نے سخت اور بیحد مصائب اوٹھاکے مجوسیوں کو ہزیمت دی بعد اسکے قرطبہ سے ایک تازہ دم فوج دوسری اس اسلامی لشکر کی کمک پر آگئی مجوسیوں اور مسلمانوں سے پھر لڑائی چھڑ گئی اس معرکہ میں بھی مسلمانوں نے مجوسیوں کو شکست دی اور انکی دو ایک کشتیاں چھین لیں مال و اسباب جو کچھ اسمیں تھا لیکے جلادیا تب مجوسی قاوس ہوتے ہوئے شدونہ پہونچے۔ اہل اشدونہ سے دو دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں کی لڑائی میں کسقدر مجوسیوں کو کامیابی ہوئی کچھ مال و اسباب بھی ہاتھ لگ گیا اتنے میں عبدالرحمن کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل شبیلیہ پر آلگا۔ افواج اسلامی نے خشکی پر اوتر کر مجوسیوں کو لیلہ کی طرف بھگا دیا مجوسی لوٹ مار کرتے ہوئے باجہ کی طرف بڑھے اور جب باجہ میں بھی دم نہ لینے پائے تو اشبونہ کیجانب لوٹے۔ اشبونہ سے نکلنے کے بعد پھر انکا حال معلوم

اشبیلیہ نصف محرم ۲۲۸ھ مین ان دشمنان اسلام سے لڑنے کو نکلے۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ کیست مسلمانون کے ہاتھ رہا بہت سا مال واسباب لوٹ لیا مجوسیون نے میدان جنگ سے بھاگ کر باجہ کا راستہ لیا پھر باجہ سے اشبونہ کی جانب لوٹے مسلمانون نے ان کو اس مقام پر بھی دم نہ لینے دیا اکھاڑ پچھاڑ کر نکالدیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف مین امن وامان کی منادی پھر گئی یہ واقعات ۲۳۰ھ کے ہین مجوسیون کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمن اوسط نے ان شہرونکی اصلاح اور آبادی کیجانب عنان توجہ منعطف کی جنکو مجوسی خراب اور ویران کر گئے تھے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد کو انکی حفاظت ونگرانی پر مامور کیا۔

بعض مورخین نے مجوسیون کی لڑائیون کو ۲۴۶ھ مین تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری لڑائی ہوگی واللہ اعلم۔

۲۳۱ھ مین عبدالرحمن نے عساکر اسلامیہ کو ممالک جلیقہ کی طرف روانہ کیا۔ افواج اسلامی دریا کی موجون کی طرح بڑھتے بڑھتے عیسائیون کے مشہور شہر لیون تک پہونچگئین۔ قلعہ شکن منجنیقین نصب کرکے لڑائی شروع کردی اہل لیون تاب مقاومت نہ لاسکے لیون کو اپنے حریف کے حوالہ کرکے بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانون نے شہر لیون مین گھسکے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات کو جلاکر خاک وسیاہ کردیا۔ شہر پناہ کے منہدم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہوئے اس وجہ سے کہ دیوار شہر پناہ کی چوڑائی پچیس ہاتھ کی تھی۔ ناچار ہوکر دیوار شہر پناہ مین بہت بڑا سوراخ کرکے مراجعت کردی۔ بعد اسکے پھر عبدالرحمن نے اپنی حاجب

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۷۔ نہوا۔ یہ ہے تفصیل اس واقعہ کی جسکو مورخ ابن خلدون نے بیان کیا ہے ملخص از کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد ۱ صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳۔

عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو بسرافسری افواج اسلامیہ بلاد برشلونہ کی جانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم طرابلس برشلونہ تک تاراج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچگیا جو سرب دیا بربحت اکے نام سے موسوم تھا۔ عیسائیون اور عساکر اسلامیہ سے اس مقام پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ مسلمانون نے عیسائیون کو ہزیمت دے کے انکے گروہ کثیر کو قید اور قتل کیا۔ عیسائیون نے بھاگ کر جرندہ مین دم لیا۔ جرندہ ملک فرانس کا بہت بڑا اور نامی شہر تھا۔ عساکر اسلامیہ نے منہزم گروہ کا تعاقب کیا۔ چونکہ عیسائیون نے جرندہ مین پہلے سے پہونچکے پورے طور سے قلعہ بندی کرلی تھی اسوجہ سے مسلمانون کو کامل کامیابی نہوئی تاہم گوگون نے اسکے گرد ونواح کو ویران اور اپنے قتل وغارتگری سے پامال کرکے مراجعت کی۔

انہیں دنون بادشاہ قسطنطنیہ نوفلس بن توفیل نے ۲۲۶ھ کے دور مین امیر عبدالرحمن کیخدمت مین ہدایا اور تحایف بھیجے مراسم اتحاد اور دوستی کے قایم کرنے کی درخواست کی۔ امیر عبدالرحمن نے بھی اسکے معاوضہ مین یحیے غزال کی معرفت بہت سے تحفے اور ہدیے روانہ کئے۔ یحیے غزال امیر عبدالرحمن کی دولت وحکومت کا دامان باز دتھا۔ شاعری اور فن حکمت مین یگانہ روزگار تھا۔ یحیے نے شاہ قسطنطنیہ کے دربار مین پہونچکے دونون سلاطین مابین رشتہ اتحاد ومواصلت کو مستحکم کیا اور لوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ اسکا اثر اس دولت کے رقیب خلفا بنی عباسیہ کو بغداد تک پہونچی۔

۲۳۶ھ مین نصر نے وفات پائی جسکا عبدالرحمن کے عہد حکومت مین بڑا دور دورہ تھا اپنے آقا کو جس کام مین چاہتا دبالیتا تھا عبدالرحمن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولیعہد بنایا مگر نصر بسازتش مادر عبداللہ عبدالرحمن کی ولیعہدی کی تحریک

کر رہا تھا۔ جب نصر کو اس ارادے میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو طبیب شاہی پر محمد ولیعہد کو زہر دینے کا دباؤ ڈالا طبیب نے بذریعہ قہرمانہ محلسرائے عبدالرحمن کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا اور یہ بھی گذارش کر دی کہ نصر نے مجھے زہر دینے پر مجبور کیا ہے۔ کل صبح کو جو پیالہ دوا کا آئیگا اسمیں زہر ہوگا۔ اگلے دن صبح کو نصر جب قصر شاہی میں حاضر ہوا تو محمد ولیعہد کو امیر عبدالرحمن کے روبرو بیٹھا ہوا پایا دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا امیر عبدالرحمن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد کیا "نصر مجھے یہ دوا بدمزہ اور کسیلی معلوم ہوتی ہے تم اسکو پی لو" نصر تو جانتا ہی تھا کہ اسمیں زہر ملا ہوا ہے جواب کچھ نہ دیسکا بہونچک ہوگیا امیر عبدالرحمن نے قسمیں دلائی اور دوا کے پینے پر مجبور کیا نصر انکار نکر سکا پیالہ اٹھا کے غٹ غٹ پی گیا اور بہ کمال عجلت اجازت حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہوا گھر پہونچتے ہی مرگیا۔ غرض امیر عبدالرحمن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبداللہ کے مرض کا علاج کر دیا اور اسکے بعد ہی خود بھی مرگیا

**محمد کی تخت نشینی** واقعہ متذکرہ بالا کے بعد امیر عبدالرحمن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن معروف بہ داخل نے بھی ماہ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں وفات پائی اور تیس سال حکومت کی۔

---

امیر عبدالرحمن اوسط کے لقب سے ممتاز کیا جاتا تھا کیونکہ عبدالرحمن اول داخل کے خطاب سے معروف ہے اور تیسرا عبدالرحمن الناصر کے لقب سے مشہور تھا۔ اس عبدالرحمن اوسط کی پیدائش شعبان ۱۷۶ھ مقام طلیطلہ میں ہوئی۔ علوم شریعہ اور فلسفہ سے ماہر تھا۔ اسکا زمانہ بھی بغاوت و سرکشی سے خالی نہیں رہا جو ترقی دولت کے موانع و عوائق کے بڑی اسباب ہے تاہم وقتاً فوقتاً اسنے مسیحی دشمنوں پر بھی حملے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا۔ اسکے زمانہ حکومت میں مال و دولت کی بیحد افزائش ہوئی۔ بیحد محلسرائیں اور حمامات تعمیر کرائے۔

امیر عبدالرحمن اوسطا علوم شریعہ اور فلسفہ کا عالم تھا اسکا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسایش کا تھا دولت کی بیحد زیادتی ہوئی متعدد محلسرائین اور حمامات تعمیر کرائے پہاڑ سے بذریعہ نل کے پانی لے آیا جس سے سارا شہر سیراب ہوا۔ جامع مسجد قرطبہ مین دو سائبان بڑھوائے مگر انکے تمام و کمال تعمیر ہونے سے پیشتر راہی ملک عدم ہو گیا۔ جسکو اسکے بیٹے محمد نے تکمیل کو پہنچایا۔ اندلس مین اور بہت سی مسجدین اور جامع مساجد تعمیر کرائی۔ اداب شاہی اور دفاتر مقرر کئے۔ عوام الناس سے میل جول اور ارتباط ترک کیا۔ پس جب اسنے وفات پائی تو اسکا بیٹا محمد بجاے اسکے سریر حکومت پر متمکن ہوا۔

امیر محمد نے سریر حکومت پر متمکن ہوتے ہی قلعہ رباح کی فصیلون کی درستی کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو بسرافسری اپنے بھائی حکم کے روانہ کیا۔ اس قلعہ کی فصیلون کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین دوش کر دیا تھا چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کرایا بعد ازان طلیطلہ کیطرف گیا اور اسکے قرب وجوار کے دیہاتون اور گانون پر لوٹ مار شروع کر دی۔

بعد اسکے افواج شاہی کو بسرگروہی موسیٰ بن موسیٰ والی تطیلہ اطراف البتہ و قلاع کیجانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ موسیٰ نے اسکے بعض قلعات کو بزور تیغ مفتوح کیا اور بہت سا مال غنیمت لیکے واپس آیا۔ پھر دوبارہ اسلامی فوجین اطراف شلونہ کیطرف

---

ادیب اور شاعر تھا۔ طروب نامی ایک کنیز پر فریفتہ تھا۔ ایک مرتبہ امیر عبدالرحمن اوسط نے اسکو ایک زیور عنایت کیا جسکی قیمت ایک لاکھ دینار تھی وزرا نے گذارش کی "شاہی خزانہ سے ایسی قیمتی چیز کو علیحدہ کرنا نازیبا ہے" امیر عبدالرحمن نے جواب دیا "اسکا پہننے والا تو اس زیور کے پہننے کے لایق ہے اور اس سے کمین زیادہ قدر و منزلت ہے" اسکا رنگ گندمی، آنکھین گہرین، دراز دیش لحیم و شحیم شخص تھا داڑھی مین حنا کا خضاب کرتا تھا پینتالیس لڑکے وقت وفات اسکے موجود تھے۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر۔ نفح الطیب جلد اول صفحہ ۳۲۲ الغایۃ ۲۵ مطبوعہ لیدن

روانہ کین عساکر اسلامیہ نے اس اطراف مین بھی لوٹ مار شروع کردی اور قلعات برشلونہ کو سرکرکے واپس آئین۔

پھر ۲۴۰ھ مین امیر محمد نے عساکر اسلامہ کو مرتب کیا اور آلات حرب سے اسکو آراستہ کرکے والی طلیطلہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا اہل طلیطلہ نے بادشاہ جلیقہ (گالیز) اور شاہ نبلونہ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ شاہان جلیقہ و نبلونہ اہل طلیطلہ کی کمک پر آئے اور انکے ساتھ ہوکر امیر محمد سے میدان مین لڑنے کو نکلے۔ مقام وادی سلیط مین دونون حریف کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پیشتر چند دستہ فوج کو کمینگاہ مین بٹھا دیا جس سے حریف کے پاؤن اکھڑ گئے۔ کامیابی کا سہرا امیر محمد کے سر رہا اہل طلیطلہ اور مشرکین کے بیس ہزار آدمی کھیت رہے۔ بعدہ ۲۴۳ھ مین امیر محمد نے اہل طلیطلہ پر دوبارہ فوج کشی کی نہایت سختی سے انکو پامال کیا۔ اور انکے مال و اسباب کو نقصان پہنچایا اہل طلیطلہ نے دیکر مصالحت کرلی مگر امیر محمد کے واپس ہوتے ہی پھر باغی اور شاہی حکومت سے منحرف ہوگئے۔

۲۴۵ھ مین مجوسیون کا بیڑہ جہازات بلاد اندلس مین داخل ہوا مجوسی جہازون پر سے اشبیلیہ اور جزیرہ مین اُتر پڑے اور اسکی مسجد کو جلاکے تدمیر کیجانب لوٹ پڑے پھر تدمیر سے قفرار یونہ چلے گئے اور قفرار یونہ سے سواحل فرانس کیطرف روانہ ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تخت و تاراج کرتے ہوے واپس ہوے اتنے مین امیر محمد کی جنگی کشتیون سے مقابلہ ہوگیا۔ فریقین مین بحری لڑائی ہوئی انجام یہہ ہوا کہ مسلمانون نے مجوسیون کی دو کشتیان پکڑلین مجوسی باقی کشتیون کو لیکے نبلونہ کیطرف چلتے پھرتے نظر آئے۔ مسلمانون کی ایک جماعت اس معرکہ مین شہید ہوگئی مجوسیون نے نبلونہ مین پہنچکے دُند مچائی اور اسکے گورنر غرسیہ فرنگی کو گرفتار کرلیا غرسیہ نے ستر ہزار دینار زر فدیہ دیکے اپنے کو انکے پنجہ غضب سے رہا کرایا۔

۲۴۷ھ مین امیر محمد نے باغیان طلیطلہ کی سرکوبی کیجانب پھر توجہ کی شاہی فوجون کو آراستہ کرکے طلیطلہ کیطرف روانہ کیا ایک ماہ کامل محاصرہ رہا۔

پھر ۲۵۱ھ[1] مین امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو بسرکردگی افواج اسلامی اطراف البتہ و قلاع پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے بلاد مشرکین مین داخل ہوکر لوٹ مار شروع کردی شاہ لذریق فوجین آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کھیت مسلمانون کے ہاتھ رہا لذریق شکست کھاکے بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا تلوار ین نیام سے کھنچ گئین ہزارہا مشرک قتل و قید کئے گئے۔ اس معرکہ مین مسلمانون کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی جسکی کوئی نظیر نہین۔

اسی سنہ مین امیر محمد نے بدارۃ بلاد جلالقہ پر جہاد کیا۔ نہایت سختی سے انکے شہرون کو پامال کیا۔ بہت سے گانون اور قصبات ویران کرڈالے۔

اسی اثنار مین عبدالرحمن بن مروان جلیقی مع اُن نومسلمون کے جو اسکے ہمراہ تھے باغی ہوگیا اور علم حکومت سے منحرف ہوکر اقصائے بلاد مین چلا گیا اور شاہ افرنش سے مراسم اتحاد پیدا کرلئے۔ وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمن بسر افسری افواج اندلس عبدالرحمن کی بغاوت فرو کرنے کو ۲۶۳ھ مین روانہ ہوا۔ عبدالرحمن نے پہلے ہی حملہ مین ہاشم کو ہزیمت دیکے گرفتار کرلیا۔ بعد چندے مابین امیر محمد اور عبدالرحمن مصالحت کی خط و کتابت ہونے لگی شرط مصالحت یہہ قرار پائی کہ عبدالرحمن مقام بطلیوس مین جاکے قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو رہا کردے ۲۶۴ھ مین صلحنامہ کی تکمیل ہوئی۔ عبدالرحمن نے بموجب شرائط صلح بطلیوس مین جاکے قیام کیا اور اسکی درستی و تعمیر کیجانب خاص توجہ کی اسوقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت

---

[1] بارھوین رجب ۲۵۱ھ کو یہ لڑائی مقام فحص مرکوین مین ہوئی تھی حریف کے مقتولون کی تعداد دو ہزار چارسو بانوے تھی۔ زخمیون کا کوئی شمار نہین۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر

ہاشم بھی رہا کیا گیا۔ یہ رہائی عبدالرحمن کی خودسری کے ڈھائی برس بعد ہوئی۔
بعد مصالحت اوفونش نے عبدالرحمن سے بدعہدی کی عبدالرحمن اسکی ترک رفاقت کرکے دارالحرب سے چلا آیا روانگی کے وقت دونون مین لڑائیان بھی ہوئین عبدالرحمن نے اطراف ماردہ شہر انطانیہ مین پہنچکے قیام اختیار کیا۔ ان دنون یہ شہر ویران اور کس مپرسی کیحالت مین پڑا ہوا تھا عبدالرحمن نے اسکی شہر پناہ کی فصیلین درست کرائین۔ قلعہ بنوایا بعدازان اسکے گردونواح مین جسقدر بلاد جلالقہ کے تھے اُنپر قبضہ کرکے اپنے مقبوضات مین شامل کرلیا غرض رفتہ رفتہ انطانیہ سے بطلیوس تک اسکے مقبوضات کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

موسیٰ بن ذی النون ہواری گورنر شنت یریہ نے اسی زمانہ مین علم بغاوت بلند کیا اور نقض عہد کرکے اہل طلیطلہ پر حملہ کردیا۔ اہل طلیطلہ بیس ہزار فوج کی جمعیت سے مقابلہ پر آئے سخت اور خونریز لڑائی ہوئی آخر کار اہل طلیطلہ شکست کھاکے بھاگے ان لوگون کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمن بھی تھا یہ بھی ہزیمت اُٹھاکے بھاگا باوجودیکہ شجاعت مین فرونسب مین اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔

اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھگئے فوجین آراستہ کرکے شنجہ والی مینلوبہ پر چڑھائی کردی شنجہ نے موسیٰ کو ہزیمت دیکے گرفتار کرلیا۔ ایک مدت کے بعد بحکمت عملی جیل سے نکل کے شنت یریہ بھاگ آیا اور اس زمانہ سے برابر علم حکومت کا مطیع رہا تا آنکہ آخری عہد حکومت امیر محمد مین مرگیا۔

۲۶۱ھ مین اسد بن حرث بن بدیع نے تاکرنا (رندہ) مین بغاوت کا جھنڈا بلند کیا امیر محمد نے اسکی سرکوبی کو فوجین روانہ کین۔ محاصرہ وجنگ کے بعد اسد نے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ ۲۶۳ھ مین امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب کی جانب روانہ کیا منذر نے ماردہ کا راستہ اختیار کیا

اطراف ماردہ مین اسوقت عبدالرحمن بن مروان جلیقی موجود تھا۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہوکر گذرا عبدالرحمن مع اُن کفار کے جسکو اسنے اپنی کمک پر بلا رکھا تھا شاہی لشکر کے اس گروہ پر آپڑا اور ان سبھون کو مار ڈالا۔ پھر ۲۶۴ھ مین جہاد کی غرض سے طلیطلہ کیجانب روانہ کیا گیا۔ اس مرتبہ منذر نے براہ سرقسطہ کوچ کیا اہل سرقسطہ نے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی تب اسنے سرقسطہ سے اعراض کرکے طلیطلہ کیجانب قدم بڑھائے اور اسکے کل اطراف کو تخت و تاراج کرکے بلاد مقبوضہ موسیٰ بن ذی النون کا رخ کیا اور اس سرزمین کو بھی اپنے گھوڑون سے روندتا ہوا طلیطلہ پر جا پہنچا۔ اکثر قلعات کو اسکے ویران اور خراب کرکے بہت سا مال غنیمت لیکے قرطبہ کیطرف مراجعت کی۔

۲۶۶ھ مین امیر محمد نے دریاے قرطبہ مین جنگی کشتیون کی طیاری کا حکم دیا غرض یہ تھی کہ افواج اسلامی براہ بحر محیط جلیقہ کے ملک مین دوسری جانب سے اوتار دیجائین۔ پس جب جنگی کشتیون کا بیڑہ تیار ہوا اور دریاے قرطبہ سے بحر محیط مین داخل ہوا اتفاق سے ہواے مخالف ایسی تیز اور تند چلی کہ کل کشتیان باہم ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ گئین ان مین سے دو ہی چار سالم بچین ورنہ سب کی سب طوفان کے نذر ہوگئین۔

۲۶۷ھ مین عمر بن حفصون[1] نے قلعہ بشتر جبال مالقہ مین بغاوت کا مادہ پھیلایا اس نے قلعہ مذکور کو اپنا مرکز حکومت بناکر اردگرد کے قصبات اور شہرون پر قبضہ کرلیا۔ افواج اسلامیہ نے جو اس صوبہ مین تھین بدفعات اسپر یلغار کی عمر بن حفصون نے ان کو ہر بار شکست دی جس سے اسکے قواے حکمرانی مین مضبوطی پیدا ہوگئی اتنے مین خاص دارالحکومت قرطبہ سے

نوٹ [1] عمر بن حفصون عیسائی امیر تھا۔ تاریخ اسپین صفحہ ۸۱۔

شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکوبی کو آیا عمر بن حفصون نے براہ چالاکی اس سے مصالحت کرلی امن وامان قایم ہوگیا۔

۲۶۸ھ میں امیر محمد نے طوائف الملوکی اور باغیان دولت امویہ کے استیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مامور کیا منذر نے سب کے پہلے سرقسطہ کا پہنچکے محاصرہ کرلیا اور اسکے اطراف وجوانب اور گرد وپیش کے مقامات پر لوٹ مار شروع کردی۔ تھوڑے دنوں بعد قلعہ رابطہ کو مفتوح کیا بعد ازاں دیر بروجہ کیجانب بڑھا محمد بن لب بن موسیٰ یہیں موجود تھا اس سے بھی دو دہاتہ چل گئی بعد اسکے منذر نے شہر لاردہ و قرطاجہ کا رخ کیا اور اس کے مہم سے فارغ ہوکر بلاد کفار میں گھس کے توچ گھسوٹ شروع کردی اطراف البتہ وقلاع کو غارتگری اور قتل سے تہ وبالا کردیا چند قلعات کو کامیابی کے ساتھ مفتوح کرکے مراجعت کی۔

۲۷۰ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی لشکر کو لیکے عمر بن حفصون کے محاصرہ اور جنگ پر قلعہ بشتر کیطرف روانہ ہوا چنانچہ ابن حفصون باغی و سرکش کو سمجھا بوجھا کے قرطبہ لے آیا اس نے وہیں قیام اختیار کیا۔

اسی سنہ میں اسماعیل بن موسیٰ نے شہر لاردہ کی تعمیر شروع کی والی ارشلونہ مزاحم ہوا اور فوجیں آراستہ کرکے اسماعیل کے زیر کرنے کو آپہنچا اسماعیل نے کمال مردانگی سے ہزیمت دی اور اس کے بہت سے پیادوں کو مار ڈالا۔

۲۷۱ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز سپہ افسری افواج شاہی سرقسطہ کے محاصرہ اور مفتوح کرنے کو دوبارہ گیا ایک مدت کے محاصرہ وجنگ کے بعد سرقسطہ مفتوح ہوا اہل سرقسطہ نے ہاشم کے فیصلہ وحکم سے شہر پناہ کے دروازے کھولدئے

اس مہم مین عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور شریک جنگ ہوا تھا۔ لیکن بوقت معاودت چھپکر اسلامی لشکر گاہ سے بھاگ کر بشتر مین جاکے دم لیا اور قلعہ نشین ہوگیا۔ بعد اسکے ہاشم نے عبدالرحمن بن مروان جلیقی کا قلعہ منت مولن مین محاصرہ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کے بغیر کامیابی کے واپس آیا۔ عبدالرحمن نے اسکی مراجعت کے بعد اشبیلیہ اور لقبت پر چھاپا مارا بعدہ منت شلوط مین جاکے قیام پذیر ہوکر قلعہ بندی کرلی امیر محمد نے مصلحتاً اسی قلعہ پر اس سے مصالحت کرلی عبدالرحمن بھی علم حکومت کا مطیع ہوگیا اور برابر مطیع رہا تا آنکہ امیر محمد نے وفات پائی۔ اندلس روسہ اور فرانس کا بادشاہ فرلیبیب بن لوزنیق تھا۔

**منذر کی امارت**

ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے امیر[1] محمد بن عبدالرحمن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن معروف بہ داخل ماہ صفر ۲۷۳ھ مین پینتیس سال حکومت کرکے گوشہ قبر مین جا چھپا بعد اسکے اسکے بیٹے منذر نے سریر حکومت پر قدم رکھا۔

منذر نے اپنے شروع زمانہ حکومت مین ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو

---

[1] امیر محمد کی ولادت ۲۴۸ھ مین ہوئی تقریباً چھاچھٹے سال کی عمر پائی سفید رنگ مائل بسرخی وڈاڑھی کو خاکوسم سے رنگتا تھا۔ ذکی، ہوشیار، اور سخی تھا۔ اسکا زمانہ حکومت بھی طوائف الملوکی مین تمام ہوا اندرونی بغاوتین اور بیرونی سازشون سے کبھی اسکو فرصت نہین ملی۔ سارے ملک پر بدعملی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا۔ عیسائیون کی ریشہ دوانیان نومسلمون کی شورشین اسپر طرہ یہ کہ عربی سردارون کی خودسریون نے ایک دن بھی اسکو چین سے بیٹھنے نہ دیا تا آنکہ اسی حالت سے دولت امویہ کو چھوڑکر دنیا سے رخصت ہوگیا۔ مترجم ملخص از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ مطبوعہ لیدن۔

سزائے قتل دی اور فوجین آراستہ کرکے عمر بن حفصون باغی وسرکش کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔

۲۷۴ھ مین اسکا قلعہ بشتر مین محاصرہ کیا گیارخونریز اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون کے کل قلعات اور شہرون کو فتح کرلیا ازانجملہ قلعہ ریہ یعنی مالقہ تھا منذر نے اسکے والی عیسون کو گرفتار کرکے قتل کڈالا بعدہ عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آکے مصالحت کی درخواست کی منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر مصالحت کرلی اور محاصرہ اُٹھاکے مراجعت کی عمر بن حفصون نے منذر کے مراجعت کرتے ہی خلاف مصالحت عہد توڑ ڈالا منذر نے یہ خبر پاکر لوٹ کے محاصرہ کرلیا عمر بن حفصون نے پھر صلح کرلی مگر جون ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر عہد شکنی کی غرض عمر بن حفصون عہد شکنی پر عہد شکنی برابر کرتا جاتا تھا منذر نے جھلاکے اس مرتبہ نہایت سختی سے محاصرہ کیا اس محاصرہ کے تھوڑے ہی دنون بعد منذر نے جان بحق تسلیم کردی اور عمر بن حفصون کو ہمیشہ کیلئے اسکے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

**امیر عبداللہ کی امارت**

۲۷۵ھ مین بحالت محاصرہ عمر ابن حفصون قلعہ بشتر مین منذر[۵۱] کا پیام موت آپہنچا دو برس اسنے حکمرانی کی بجائے اسکے اسکا بھائی امیر عبداللہ بن امیر محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا اور زمام حکومت

---

[۵۱] امیر منذر بوقت وفات چھیالیس برس کا تھا۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے ڈاڑھی گھنی اور بڑی تھی شعر و شاعری کا شایق اور شاعرون کا قدردان تھا۔ اسکا زمانہ حکمرانی نہایت کوتاہ ہوا تاہم اسکو بھی بغاوتون اور خودسریون نے ایک دم کو مہلت ندیا۔ مترجم از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۴ مطبوعہ مصر۔

اپنے قبضہ اقتدار مین لی - تمام بلاد اندلس مین آتش بغاوت و فساد مشتعل ہو رہی تھی محاصرہ اُٹھا کے قرطبہ چلا آیا آئے دن کی بغاوتون اور امرار مملکت کی مخالفتون کیوجہ سے اندلس کی مالیہ مین بیحد کمی آگئی - اس سے پیشتر اس ملک کا خراج تین لاکھ دینار تھا اسمین سے ایک لاکھ دینار ترتیب لشکر اور مصارف فوج مین صرف کئے جاتے تھے اور ایک لاکھ دینار مختلف مزورتون مین خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ خزانہ شاہی مین بطور توفیر داخل کئے جاتے تھے ان سنین مین توفیر جسقدر تھی وہ صرف ہوگئی طرہ اسپر یہ ہوا کہ خراج مین بھی کمی آگئی -

**عام بغاوتین ابن مروان کی لیطلیوس مین بغاوت**

ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ عبدالرحمن بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمن والی اندلس کے مقابلہ مین بوقت جہاد جلالقہ (گالن) ۲۵۵ھ مین علم مخالفت بلند کیا تھا - چنانچہ تو مسلمون اور مولدون کا جم غفیر اسکے پاس مجتمع ہوگیا اور اسنے اقصائے بلاد کی جانب قدم بڑھائے رفتہ رفتہ ادفونش بادشاہ جلالقہ تک اسکی رسائی ہوگئی - اسی مناسبت سے یہ جلیقی کے نام سے موسوم و معروف ہوا - اوپر ہم یہ بھی بیان کر آئے ہین کہ ہاشم بن عبدالرحمن ولیعہد سلطنت ۲۶۳ھ مین بسرافسری افواج اندلس ابن مروان کی سرکوبی کو گیا تھا اور ابن مروان نے اسکو ہزیمت دیکے گرفتار کر لیا تھا - بعدازان ۲۶۵ھ مین ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر باہم مصالحت ہوگئی اس مصالحت کی بنا پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اسکو از سر نو آباد کر کے اپنی حکومت اور دولت کی بنا دوبارہ قایم کی - بعد چندے ادفونش بدعہدی اور مخالفت کرنے لگا نوبت جدال و قتال کی یہ پہنچگئی ابن مروان دارالحرب چھوڑکر شہر انطاکیہ (متعلقات ماردہ) چلا آیا اور اسکی قلعہ بندی کرکے وہین قیام پذیر ہوگیا - یہہ شہر اسوقت ویران پڑا ہوا تھا - ابن مروان نے قیام انطاکیہ کے بعد بلاد الیون کے شہرون پر آہستہ آہستہ قبضہ کر لیا اور اپنے

(التتمہ ۱۹۰۰ء)

مقبوضات کو بطلیوس تک بڑھا کر اسکو بھی شامل کر لیا بلاد الیون جلالقہ کے مقبوضات سے تھے۔

ابن مروان کے ساتھ دار الحرب مین سعدون سرساقی نامی مشہور نبرد آزما بھی تھا فنون جنگ سے اسکو کماحقہ آگاہی تھی یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبد اللہ سے باغی ہو گیا تھا پس جب ابن مروان نے بطلیوس مین اقامت اختیار کی تو سعدون نے اس سے علحدگی اختیار کر کے مابین قلیرہ اور باجہ کے ایک قلعہ مین قیام کیا بعد چندے قلیرہ پر قابض و متصرف ہو کر دونون دولتون یعنی دولت اسلامیہ و دولت مسیحیہ کے درمیان مین حایل ہو گیا تا آنکہ کسی لڑائی مین اذفونش کے ہاتھ مارا گیا۔

**ابن تاکیت کی بغاوت**

محمد بن تاکیت معمودہ سے تھا اسنے زمانہ حکومت امیر محمد مین سرحدی بلاد مین علم بغاوت بلند کیا تھا اور سب کے پہلے مارده پر فوجکشی کی تھی اسوقت مارده مین عرب اور کتامہ کی فوجین مقیم تھین محمد بن تاکیت نے بحکمت عملی شاہی افواج کو مارده سے نکالکے مارده مین مع اپنی قوم معمودہ کے قیام کر دیا۔

**بقیہ حوال ابن مروان**

جسوقت محمد بن تاکیت نے مارده پر قبضہ کر لیا شاہی فوجین قرطبہ سے اسکو ہوش مین لانے کو مارده کیطرف بڑھین عبد الرحمن بن مروان یہ خبر پاکے بطلیوس سے اسکی کمک کو آیا مدتون محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر محاصرہ مین کامیابی نہوئی مزید براں یہہ ہوا کہ محمد بن تاکیت نے بحکمت عملی دم دیکے ان لوگون کو مارده سے نکالدیا جو اسوقت مارده مین عرب معمودہ اور کتامہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے۔ ان لوگون کے نکالدینے کے بعد محمد بن تاکیت مع اپنی قوم کے نہایت اطمینان کے ساتھ مارده مین رہنے لگا۔ بعد اسکے مابین محمد اور ابن مروان کے نزاع اور مخالفت پیدا ہو گئی ایک دوسرے

سے گنہ گیا ابن مروان نے بکرات و مرات محمد کو شکست دی۔ منجملہ ان ہزیمتون کے ایک ہزیمت مقام لقنت مین دیگئی تھی اس واقعہ مین محمد کے لشکر کے ایک بازو مین مصمودہ کی فوج تھی۔ جو عین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی جس سے محمد کو ناکامی کے ساتھ میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا۔ شکست کھانے کے بعد محمد نے سعدون سرساقی والی قلیزہ کی فوج طلب کر کے معرکہ آرائی کی مگر اس تدبیر نے بھی بھی اسکے زخم دل پر کسی قسم کا مرہم تسکین نرکھا اور ابن مروان کی قوت و شوکت بڑھتی ہی گئی اور اسکی حکومت کو استحکام ہوتا ہی گیا۔ اسی اثنا مین ابن حفصون سے اور اس سے ان بن ہوگئی چونکہ ابن مروان کا دماغ ان کامیابیون سے بڑھا چڑھا ہوا تھا ابن حفصون کو آگے بڑھنے سے روک دیا مگر اسکے بعد ہی عہد حکومت امیر عبداللہ مین مرگیا بجاے اسکے اسکا بیٹا عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن مروان حکمرانی کرنے لگا بربریون کو جو اسکے قرب و جوار مین تھے بیحد تنگ اور مجبور کیا۔ دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ پیام موت آگیا۔ پس امیر عبداللہ نے بطلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دو سردارون کو مامور کیا۔

عبدالرحمن کے پس ماندگان خاندان مین عبدالرحمن کے دو لڑکے مروان اور عبداللہ اور ان دونوں کا چچا مروان تھا قلعہ شونہ چلے گئے بعد چندے عبدالرحمن کے دونون لڑکے شونہ سے نکلکر اپنے دادا عبدالرحمن کے ہمراہیون اور مصاحبون کے پاس جاکے مقیم ہوئے۔

پھر ان دو سرداران عرب مین جو امیر عبداللہ کی جانب سے بطلیوس کی امارت پر مامور ہوئے تھے منازعت پیدا ہوگئی۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر کے بطلیوس پر بالانفراد قبضہ کرلیا امیر عبداللہ کو اسکی خبر لگی تو اسنے ۲۸۶ھ میں امیر بطلیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بطلیوس پر قبضہ کرلیا۔ قبضہ بطلیوس کے بعد امیر عبداللہ نے برابرہ کے قلعات کی طرف

قدم بڑھایا تا آنکہ ان لوگون نے گردن اطاعت جھکا دی۔ اسی سلسلہ مین محمد بن تاکیت والی مارودہ سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن تاکیت نے تنگ آکے مصالحت کرلی مگر بعد چندے پھر باغی ہوگیا۔ امیر عبداللہ سے اور اس سے دوبارہ لڑائی شروع ہوگئی جو امیر عبداللہ کے آخری عہد حکومت تک جاری اور قایم رہی۔

**لب بن محمد کی بغاوت**

۲۵۸ھ عہد حکومت امیر محمد مین لب بن محمد بن لب بن موسیٰ نے سرقسطہ مین بغاوت کی۔ امیر محمد نے متواتر حملے کیے نتیجہ یہ ہوا کہ لب بن محمد نے گردن اطاعت جھکا دی۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی۔ امیر محمد نے اپنی جانب سے لب بن محمد کو سرقسطہ، تطیلہ اور طرسونہ کی سند حکومت عطا کی۔ لب بن محمد نے نہایت دانائی اور دیانت داری سے ان مقامات کی حفاظت وحمایت کی تھوڑے ہی دنون مین اسکی حکومت وامارت کو استحکام حاصل ہوگیا۔ انہین دنون ادفونش بادشاہ جلالقہ نے طرسونہ پر فوجکشی کی لب بن محمد نے نہایت مردانگی سے اسکو ہزیمت دیکے اُلٹے پاؤن لوٹا دیا تقریباً تین ہزار جلالقہ اس معرکہ مین کھیت رہے بعد اسکے لب بن محمد نے امیر عبداللہ کے خلاف پھر علم مخالفت بلند کیا چنانچہ امیر عبداللہ نے تطیلہ مین اسکا محاصرہ کیا۔

**مطرف بن موسیٰ کی بغاوت**

مطرف بن موسیٰ شجاعت، عالی نسبی اور عصبیت قومی مین مشہور روزگار ہو رہا تھا۔ اسنے مقام شنت بریہ مین علم مخالفت وبغاوت بلند کیا۔ اس سے اور والی بنبلونہ بادشاہ بشکنس سے جو کہ جلالقہ کے گروہ سے تھا لڑائیان ہوئین جسمین فریق مخالف نے مطرف کو اتفاق سے گرفتار کرلیا مطرف موقع پاکے بھاگ آیا اور شنت بریہ مین پھر واپس آیا اور تا آخری زمانہ حکومت امیر محمد کے علم حکومت کا مطیع ومنقاد رہا۔

**ابن حفصون کی بغاوت**

ابن حفصون کا نام عمر بن حفصون بن عمر بن جعفر بن دمیان

فرغلوش بن ادفونش القس تھا۔ ابن حیان نے اسکا نسب یون ہی بیان کیا ہے سب کے پہلے اندلس مین اسی نے بغاوت شروع کی اسی نے مخالفت اور نزاع کے دروازے کھولے اور ۲۷۰ھ عہد حکومت محمد بن عبدالرحمن والی اندلس مین تفرقہ اندازی کی اور عساکر مسلمین سے علٰحدہ ہوکر کوہ بشتر اطراف ریہ و مالقہ مین خروج کیا۔ عساکر اسلامیہ اندلس کے بہت سے لوگ جنکے قلوب نافرمانی اور بغاوت کے مرض مین گرفتار و مبتلا تھے ابن حفصون سے آملے۔ ابن حفصون نے اس مقام پر اپنا مشہور قلعہ تعمیر کیا اور غربی اندلس پر رندہ تک سواحل پر تجہ سے بیرہ تک قابض و متصرف ہوگیا۔ ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت نے اسکی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی اور اسکے سر پر پہنچکے اسکا محاصرہ کرلیا بالآخر ۲۷۲ھ مین اسکو سمجھا بوجھا کے قرطبہ لے آیا بعد چندے ابن حفصون قرطبہ سے بھاگ کر قلعہ بشتر جا پہنچا اتنے مین امیر محمد اس دارفانی سے رحلت کرگیا ابن حفصون کو اپنے مقبوضات کے وسیع کرنیکا موقع ملگیا قلعہ حامہ ریہ، رندہ، اور تجہ پر قبضہ کرلیا امیر منذر نے ۲۷۴ھ مین ابن حفصون پر فوجکشی کی اور اسکے کل قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا اور اسکے گورنر ریہ کو قتل کرڈالا ابن حفصون نے مجبور ہوکر مصالحت کی درخواست پیش کی امیر منذر نے مصالحت کرلی مگر تھوڑے ہی دنون بعد ابن حفصون نے پھر عہد شکنی کی اور علم مخالفت و بغاوت بلند کردیا۔ منذر نے اسکا دوبارہ محاصرہ کیا اتفاق یہ کہ اسی محاصرہ کے اثنا مین امیر منذر راہی ملک بقا ہوگیا اور امیر عبداللہ محاصرہ اٹھاکے قرطبہ چلا آیا اس سے ابن حفصون اور نیز کل باغیون کے کامون مین استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہوگئی شاہی فوجین اور ارکین دولت متواتر اسپر حملہ آور ہوتے رہے اور برابر اسکا محاصرہ کئے رہے۔ انہین لڑائیون کے اثنا مین اسنے ابن اغلب گورنر افریقیہ سے خط و کتابت شروع کی اور اس سے میل جول و مراسم اتحاد پیدا کرکے

دعوت عباسیہ کا اندلس مین جا پہنچکہ وہ قابض و متصرف تھا اعلان و اظہار کیا مگر ابن غلب افریقیہ کے نظام حکومت درہم و برہم اور مضطرب ہونیکی وجہ سے اس کام کو دشوار خیال کرکے رُک رہا ابن حفصون نے قرطبہ سے آمدورفت پیدا کرکے اسکے قریب ایک قلعہ بلایہ نامی تعمیر کرایا۔ امیر عبداللہ نے فوجکشی کی چنانچہ بلایہ اور ثغر کو فتح کرکے ابن حفصون کے خاص قلعہ کا قصد کیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا جون ہی مراجعت کی ابن حفصون نے تعاقب کیا امیر عبداللہ نے پلٹ کر اس شدت کا حملہ کیا کہ ابن حفصون تاب مقاومت نہ لاسکا کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا امیر عبداللہ نے نہایت بیرحمی سے اسکے لشکر کو پامال کیا۔ اسی مہم کے ضمن مین اسکے صوبجات مین سے بیرہ کو مفتوح کرلیا۔ اور ہر سال اسکے حصار اور اس سے جنگ کرنے کو فوجین بھیجتا رہا پس جبکہ[1] ..... اور اشبی ..... عمر بن حفصون اور بادشاہ جلالقہ سے باہم عہد و پیمان ہوا اسکے امرا کو یہ امر ناگوار گزرا عہد نامہ کو بادشاہ جلالقہ کے پاس بھجوادیا۔ وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجین مرتب و آراستہ کرکے عمر بن حفصون کے محاصرہ کرنے کو بڑھا عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی اشبیلیہ سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ ابراہیم فوجین طیار کرکے عمر بن حفصون کی کمک پر آگیا وزیر السلطنت سے اور ان دونون باغیون سے مڈبھیڑ ہوئی وزیر السلطنت نے ان دونون سرکشون کو فاش ہزیمت دی ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد گردن اطاعت جھکادی اور امیر عبداللہ نے اسکو اشبیلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی باقی رہا ابن حفصون۔ اسنے اظہار اطاعت کی غرض سے دولت شیعہ سے خط و کتابت شروع کی یہ وہ زمانہ تھا کہ بانیان دولت شیعہ نے قیروان کو اغالبہ کے قبضہ سے نکال لیا تھا پس عمر بن حفصون نے اندلس مین عبیداللہ شیعی کی دعوت کا اظہار و اعلان

[1] اصل کتاب مین اسی صورت سے جگہ خالی ہے مترجم۔

کیا مگر بعد چندے جبوقت کے اللہ جل شانہ نے خلیفہ الناصر الدین اللہ اموی کی حکومت
وسلطنت کو استحکام واستقلال عنایت فرمایا اور باغیون کا خاطر خواہ استیصال ہوگیا۔
اسوقت عمر بن حفصون بھی علم حکومت کا پھر مطیع ومنقاد ہوگیا تا آنکہ اسی حالت
۳۰۰ھ میں اپنی بغاوت وسرکشی کے سینتیسویں سال مرگیا بجاے اسکے اسکا بیٹا جعفر متمکن
ہوا اور خلیفہ ناصر نے اس جانشینی کو بحال وقایم رکھا۔ جعفر دو یا تین برس حکومت کرنے
پایا تھا کہ اسکے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اسکے ایک سپاہی نے اسکو مار ڈالا۔
سلیمان اسوقت ناصر کی خدمت مین تھا یہ خبر پاکر قلعہ بشتر کیطرف گیا اور بجاے اپنے
بھائی کے اہل بشتر پر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے سلیمان نے بشتر
پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ ناصر نے اسکو بھی
بشتر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اسکے بھائی جعفر کو مرحمت فرمایا تھا۔ چند دنون بعد
سلیمان نے مخالفت وبغاوت کا اظہار کیا ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجین بھیجین
مطیع ہوگیا پھر بدعہدی کی دوبارہ فوجین گئین پھر عفو تقصیر کرا کے مطیع ہوگیا۔ مگر ناصر کو
اس اظہار اطاعت پر قلبی جمعیت حاصل نہوئی اپنے وزیر السلطنت عبد الحمید بن بسیل کو لشکر
افواج شاہی سلیمان کے سرکرنے کو بھیجا وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دیکے
اسکو قتل کر ڈالا اور سر اوتار کے قرطبہ لے آیا مولدون اور نومسلمون نے بجاے
سلیمان کے اسکے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اسنے بھی بغاوت کی اور اپنی
بدعہدی ومخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اسکی سرکوبی کے لئے فوجین روانہ کین۔ مدتون
محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری وقایم رہا تا آنکہ حفص نے امن کی درخواست کی ناصر
نے اسکو امن دی چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ مین آکے قیام
کیا۔ اور ناصر موکب ہمایون کے ساتھ بشتر کیطرف گیا۔ سرزمین بشتر کو ایک طرف سے
چھان ڈالا۔ عمر بن حفصون اور اسکے بیٹون جعفر وسلیمان کے نعشون کو نکلوا کے قرطبہ

مین لاکے صلیب پر چڑھایا۔ اور کل کنائس[1] کو اور قلعات کو جو اطراف ریہ مین تھے منہدم و
و مسمار کرادیا۔ صوبہ مالقہ مین تیس یا کچھ زیادہ قلعات تھے یہ سب بھی زمین دوش کرادئے
گئے۔ اسی واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت منقرض ہوجاتی ہے اور صفحہ ہستی سے
انکی حکمرانی کا نام و نشان مٹ جاتا ہے یہ واقعہ ۳۱۵ھ کا ہے واللہ اعلم وحدہ۔

**باغیان اشبیلیہ** صوبہ اشبیلیہ کے باغیون کے سرغنا ابن عبیدہ، ابن خلدون،
ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھے سب کے پہلے اشبیلیہ مین امیہ بن عبدالغافر بن ابی عبیدہ
نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔ امیہ کا دادا ابو عبیدہ عبدالرحمن داخل کیطرف سے اشبیلیہ
کا گورنر تھا ابن سعید بروایت مورخین اندلس حجازی و محمد بن اشعث و ابن حیان تحریر
کرتا ہے کہ جسوقت اندلس مین بوجہ فتنہ و بغاوت نظام حکومت و امور سیاست مین
عہد حکومت امیر عبداللہ مین اضطراب و اختلال پیدا ہوا اور امرا و رؤسا بلاد خود سری
و خود مختاری کیجانب مائل ہوے اسوقت اشبیلیہ کے نامی سردارون سے امیہ بن
عبدالغافر کریب ابن خلدون حضرمی اور اسکا بھائی خالد اور عبداللہ بن حجاج تھا
امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ناصر کا باپ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کرکے روانہ
کیا چونکہ اشخاص مذکورون صدر دولت و حکومت کے نام و نشان مٹانے کے
درپے تھے اسوجہ سے ان لوگون نے محمد بن امیر عبداللہ پر حملہ کردیا اور قصر امارت
مین اسکا مع اسکے مان کے محاصرہ کرلیا محمد بن امیر عبداللہ بہزار دقت و خرابی بسیار
اپنی جان بچاکے اپنے باپ امیر عبداللہ کے پاس بھاگ آیا اور امیہ بن عبدالغافر
بموافقت اشخاص مذکورین اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنون بعد امیہ
نے سازش کرکے عبداللہ بن حجاج کو قتل کرادیا۔ ابراہیم بن حجاج (برادر عبداللہ) اپنے
مقتول بھائی کی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور امیہ کا قصر امارت مین محاصرہ کرلیا امیہ اس امر کا

[1] کنائس جمع کنیسہ کی ہے۔ کنیسہ معرب کلیسہ ہے یعنی عبادت گاہ یہود یا نصاریٰ یا کفار۔ مترجم۔

احساس کرکے کہ ابراہیم نے مجھے ہر چار طرف سے گھیر لیا ہے مرنے پر کمربستہ ہوکر اسطور پر نکلا کہ اولاً اسنے اپنے اہل وعیال کو قتل کیا بعد ازاں جو کچھ اسباب موجود تھا اسکو تلف کیا اور شمشیر بکف ہوکر میدان مین آگیا آخر کار ابراہیم لڑتے لڑتے مارا گیا عوام الناس نے سر اوتار کر پھینک دیا۔ یہ واقعات ۳۸۸ھ کے ہین

ابن خلدون اور اسکے رفقا نے ان واقعات سے امیر عبداللہ کو مطلع کیا اور یہہ بھی لکھہ بھیجا کہ "امیہ کرسی حکومت سے اوتار دیا اور مار ڈالا گیا ہے اپنی جانب سے کسیکو امیر مقرر کرکے روانہ کیجئے" امیر عبداللہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گذارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی امارت پر اپنے چچا ہشام بن عبدالرحمن کو بھیجا۔ ہشام کے پہنچتے ہی انلوگون نے پھر سرکشی کی اور اسکو نکال دیا اس مخالفت کا بانی مبانی کریب بن خلدون تھا چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ پر حکمران ہوا۔

ابن حیان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضرموت کا ہے اور یہ لوگ اشبیلیہ مین نہایت شرف و عزت سے ریاست سلطانیہ اور علمیہ کے باز و اور قسیم شمار کئے جاتے ہین۔ ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون وائل ابن حجر کی اولاد سے ہے اور انکا نسب کتاب الجمہرہ مین لکھا ہوا ہے۔ ایسا ہی ابن حیان نے بنی حجاج کی بابت لکھا ہے۔

حجازی تحریر کرتا ہے کہ جسوقت عبداللہ بن حجاج مارا گیا اسکا بھائی ابراہیم بجائے اسکے متمکن ہوا اور بنی خلدون نے امیہ کے قتل کی تحریک شروع کی چنانچہ امیہ پر گذرا جو کچھ گذرنیوالا تھا اور کریب ابن خلدون حکومت پر بحکمت عملی مستولی ہوا اہل اشبیلیہ پر جبر و تعدی کرنے لگا اس سے اہل اشبیلیہ کو نفرت پیدا ہوئی نتیجہ یہہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کرنیکا موقع ہاتھہ آگیا جسوقت کریب اہل اشبیلیہ سے بہ جبر و تعدی

اکتوبر ۱۹۰۱ء (۲)

پیش آتا ابراہیم نرمی و ملاطفت اور دلجوئی کرتا اور سفارشی بنکر اپنی نیک سیرتی کا
انیرا فرڈالتا۔ بعد اسکے ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے
امیر عبداللہ سے سند حکومت طلب کی۔ امیر عبداللہ نے ابراہیم کے نام کی
سند حکومت لکھ کے بھیجدی جسوقت ابراہیم نے سند حکومت پاکے عوام الناس پر اس امر کو ظاہر کردیا عوام تو کریب کے
ظلم و ابرد اشتی تعدی سے اکتائے ہوئے تھے ہی سب کے سب کریب پر ٹوٹ
پڑے اور اسکو قتل کرڈالا۔ کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی
حکومت کرنے کے راستے کھل گئے اسکی حکومت و امارت کا سکہ لوگون کے دلون پر
بیٹھ گیا۔ امیر عبداللہ کی ماتحتی مین حکمرانی کرنے لگا شہر قرمونہ کی قلعہ بندی کی اور اسمین
گھوڑون کے اصطبل بنوائے۔ قرمونہ اور اشبیلیہ کے مابین اسکی آمد و شد لگی رہتی
تھی۔ بعدہ ابراہیم ابن حجاج نے وفات پائی بجاے اسکے حجاج ابن مسلمہ متمکن ہوا مگر بعد چندے اشبیلیہ کی حکومت
حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ اقتدار مین رہگئی اور قرمونہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا
ناصر نے اپنی جانب سے اسکو سند حکومت عطا فرمائی پھر اسنے بدعہدی کی ناصر نے اسکی سرکوبی کو جوہین
روانہ کین ابن حفصون حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آیا شاہی فوج نے ان باغیونکو ہزیمت دی حجاج بن مسلمہ
نے اپنے بیٹے کو اپنا شفیع کرکے شاہی دربار مین بھیجا۔ سفارش مقبول نہوئی۔ تب
ابن مسلمہ نے خفیہ طور پر اپنے ایک رفیق کو روانہ کیا اس رفیق نے دارالامارت مین پہنچکے
ناصر سے سازش لی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کرکے شاہی فوج لئے ہوئے
اشبیلیہ آیا۔ ابن مسلمہ اپنے رفیق سے باتین کرنے اور اسکو لینے کو شہر سے باہر آیا۔
لشکریون نے اسکے ساتھ بدعہدی کی اور اسکو اشبیلیہ سے بیدخل کرکے قرطبہ لے آئے۔
شاہی گورنر نے بلا مزاحمت اشبیلیہ مین جاکے قیام کیا۔

ان بغاوتون کا محرک امیر عبداللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا اس تحریک فتنہ پردازی کا
نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے رفقا نے براہ فریب اسکو مار ڈالا۔

**قتل امیر محمد و مطرف**

مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایات سے اپنے باپ امیر عبداللہ کے کان بھرنا شروع کیا کہتے کہتے امیر عبداللہ کے دل مین اپنے بیٹے محمد کیجانب سے غبار پیدا ہوگیا۔ غضب آلودہ نگاہون سے دیکھنے لگا۔ محمد کو جب اس امر کا احساس ہوا تو وہ بخوف جان ابن حفصون کے ملک بھاگ گیا بعد چندے قیام کے امن حاصل کرکے پھر واپس آیا۔ مطرف نے پھر چغلی اور شکایتین شروع کردین تا آنکہ امیر عبداللہ نے محمد کو گوشۂ محلسرا مین قید کردیا اتفاق سے انہین دنون امیر عبداللہ کو کسی لڑائی مین جانا پڑا چنانچہ مطرف کو بجائے اپنے مامور کرکے چلا گیا مطرف کو اپنی دلی کاوش پوری کرنیکا موقع مل گیا بیچارے محمد کو جہان پر کہ وہ قید تھا سخت سخت ایذائین دے کے مار ڈالا امیر عبداللہ کو اپنے بیٹے محمد کے مارے جانیکا دلی ملال ہوا۔ اسکے بیٹے عبدالرحمن کو شاہی محل مین داخل کرلیا اور خاص اہتمام سے پرورش کرنے لگا اسوقت اس کی عمر صرف بیس دن کی تھی۔

بعد اسکے امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۸۸ھ مین جہاد کرنے کو روانہ کیا عبدالملک بن امیہ وزیر السلطنت بھی اس مہم مین مطرف کے ہمراہ تھا۔ پس مطرف نے ایک روز موقع پاکے بحالت غفلت وزیر السلطنت کو بوجہ عداوت سابقہ مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اس سے بیحد برہمی پیدا ہوئی اسیوقت مطرف کو گرفتار کراکے محمد اور وزیر السلطنت کے خون کے معاوضہ مین بہت بری طور سے قتل کرادیا۔ اور بجائے وزیر السلطنت عبدالملک کے اسکے بیٹے امیہ بن عبدالملک کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ امیہ نے عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوکر متکبرانہ روش اختیار کی۔ اپنے ہمچشمون اور وزیرون سے دون کی لینے لگا ان لوگون نے امیر عبداللہ سے اسکی چغلی کردی کہ اس نے درپردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی

ہشام بن محمد کی امارت کی بیعت لی ہے۔ اس بیان کے تائید مین چند شہادتین بھی پیش کین جنپر قاضی نے اعتماد کرلیا . . . . . چغلی کرنے والون نے وزیر السلطنت کے بعض دشمنون کو پیش کر کے ان سے یہ کہلا دیا کہ ہمارے روبرو ہشام کی بیعت وزیر السلطنت نے لی ہے اس سے رہی سہی کسر جاتی رہی امیر عبداللہ نے اسیوقت امیہ کو گرفتار کرا کے قتل کرڈالا یہ واقعہ ۲۸۸ھ کا ہے۔

**عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی**

آخری تیسری جمادی ماہ ربیع الاول مین امیر عبداللہ نے اس دار فانی سے اپنی حکومت کے چھبیسوین سال رحلت کی۔ اسکے اسکا پوتا عبدالرحمن بن محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا امیہ محمد وہی ہے جس کو طرفت نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانہ غیر موجودگی مین قتل کرڈالا تھا۔

عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی بھی عجائبات روزگار سے ہے یہ ایک نوعمر اور نوجوان شخص تھا اسکے اور نیز اسکے باپ کے متعدد چچا موجود تھے باین ہمہ اس نے امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کسیکے کان پر مخالفت کی جون تک نہ رینگی۔ بلکہ سبھون نے اسکے جلوس کو اپنے لئے مبارک و محمود تصور کیا اسوقت اندلس مین آئے دن کی بغاوتون کیوجہ سے تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمن ناصر نے سریر حکومت پر

---

لہ امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن داخل کی عمر بوقت وفات بیالیس برس کی تھی۔ گیارہ لڑکے چھوڑ کر مرا۔ اسکے زمانہ حکومت مین بیحد بغاوتین ہوئین امراء بلاد نے خود مختاری و سرکشی شروع کردی۔ تمام سرزمین اندلس مین فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہورہی تھی۔ خزانہ کی کمی خرچ کی زیادتی سے خزانہ خالی ہوگیا تھا۔ یہی امور تھے جس سے اسلام اور اسلامیون کو اس درجہ نقصان پہنچا کہ ڈوبنے کے بعد پھر نہ ابھر سکے۔ مترجم ملخص از تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۶ و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۶

متمکن ہوتے ہی کل نزاعات کا خاتمہ اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کر دیا تا آنکہ ان باغیون اور مخالفون کو اپنی ناکامی کا یقین ہوگیا اور انلوگون نے مجبوراً اطاعت قبول کرلی۔ بنی حفصون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے اسی نے محو اور نیست و نابود کیا جو باغیونکا سردار اور سرغنا رتھا۔ اہل طلیطلہ کو اسی نے اپنے علم حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ اس سے پیشتر وہ لوگ بدعہدی اور مخالفت پر مدت دراز سے آمادہ ہوئے تھے۔ اندلس اور اوسکے کل صوبجات کا نظام حکومت اسی کے زمانہ حکومت کے پہلے پچیس برس مین درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی اسلیے زمانہ مین بنی امیہ کی حکومت کو اس اطراف مین استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ یہہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے کو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا یہہ وہ زمانہ تھا کہ مشرق مین خوائے خلافت مضمحل اور کمزور ہو چکے تھے اور ترکی غلام خلفاء عباسیہ پر غالب و مستولی ہوگئے تھے۔ اسی زمانہ مین یہہ خبر بھی گوش گذار ہوئی تھی کہ مونس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو ۳۲۰ھ مین قتل کر ڈالا ہے پس ان اسباب اور وجوہات سے عبد الرحمن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔ بہ نفس نفیس لڑائیون مین دشمنون کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ جہاد اور کفار کے ملک پر چڑھائی کرنے کا بیحد شایق تھا تا آنکہ ۳۲۳ھ عام الخندق مین اسکو کفار کے مقابلہ مین ہزیمت ہوئی۔ اس واقعہ سے اسکی کمر ہمت ٹوٹ گئی بنفسہ لڑائیون پر نہ جاتا تھا بلکہ ہر سال صوائف کو جہاد کی غرض سے روانہ کرتا تھا چنانچہ عساکر اسلامیہ نے ملک فرانس کو اس قدر پامال کیا تھا کہ اس سے پیشتر اسطرح کبھی اسکو تخت و تاراج نہین کیا تھا۔ سرحدی مسیحی امراء اور حکمرانون کو اپنے زوال حکومت کا یقین ہوگیا تھا۔ اظہار محبت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کے لئے انکے وفود (ڈیپوٹیشن) تحائف و ہدایا لیکے اسکے دربار مین حاضر ہوتے تھے۔ اسکے خوش کرنے کو روما اور

قسطنطنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تحائف بھیجتے تھے۔ ملوک جلالقہ کے شاہزادے دور و دراز مسافت طے کرکے اس کی دست بوسی کو آتے تھے اور اس مین اپنی وہ عزت افزائی سمجھتے تھے۔ سرحدی بلاد کے شہر و نیمین سے سبتہ کو اس نے ۳۱۳ھ مین اہل سبتہ سے چھین لیا امرار بلاد بالای بنو ادریس اور ملوک زناتہ بربر نے اسکی خاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھا اور ان مین سے بہت سے اسکے دربار خلافت مین چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات مین بیان کرینگے۔

عبدالرحمن ناصر کے رعب و داب کا سکہ شروع شروع یون بیٹھا تھا کہ اسنے رعایا کے بہت سے ٹکسون مین کمی کردی تھی۔ موسیٰ بن محمد بن یحییٰ کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا تھا قلمدان وزارت عبدالملک بن جہور بن عبدالملک بن جہور اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا اسنے ایک قیمتی نذانہ دربار شاہی مین پیش کیا تھا جسمین متعدد اقسام کی چیزین تھین ابن حیان وغیرہ نے اس نذانہ کو ذکر کیا ہے اس نذرانہ سے دولت امویہ کی دولتمندی اور اتساع احوال کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ وہو ہذا۔

سونا خالص عمدہ پانچ لاکھ مثقال[1] (اٹھاون من ۲۴ سیر) چاندی خالص چار سو رطل[2] (چار من ۵ سیر) چاندی کے سکہ رائج کے دو سو توڑے[3] (دو لاکھ چالیس ہزار) عود ہندی جو مجالس و محافل مین شمع کی طرح جلایا جاتا تھا بارہ رطل (ساڑھے چودہ سیر)

---

[1] مثقال ساڑھے چار ماشہ رائج الوقت کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم

[2] رطل تقریباً ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

[3] ایک توڑا بارہ سو کا ہوتا ہے۔ مترجم

عود غرقی[1] کے ٹکڑے ایک سو اسی رطل (تقریباً دو من) برادہ عود ایک سو رطل (تقریباً ایک من ۶ سیر) مشک[2] خالص اپنے جنس مین نہایت اعلی درجہ کا ایکسو اوقیہ (تقریباً چھ سیر) عنبر اشہب اصلی بلا امیزش جیسا کہ پیدا ہوتا ہے پانچ سو اوقیہ (تقریباً تیس سیر) منجملہ اسکے عنبر کا ایک ٹکڑا عجیب الشکل تھا جسکا وزن سو اوقیہ (چھ سیر) تھا کافور عمدہ تیز بو کا تین سو اوقیہ (۱۸ سیر) از قسم لباس تیس تھان ریشمی مختلف رنگ و بناوٹ کے جنپر سونیکا کام بنا ہوا تھا خلفاء کے لباس کے لائق رس پوستین فنک[3] خراسانیہ کی قیمتی و نفیس کہالون کی چھ پرے عراقی اڑتالیس بغدادی جہولین ریشمی طلائی بنظر ارایش و زینت گھوڑون پر ڈالنے کیلئے تیس بڑی جہولین اونٹون کے لئے، دس قناطیر سمور[4] جسمین سو کہالین تھین ریشم بنا ہوا چار ہزار رطل (سوا اکنالیس من) ریشم صاف کے بچے جسکو بٹ سکتے تھے ایک ہزار رطل (دس من سوا چھ سیر) فرش ریشمی تیس عدد، مختلف اقسام کے قیمتی و نفیس فروش ایک ہزار، جانماز مختلف اقسام کی ایک سو قطعہ،

---

[1] ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جسکو وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتھ روانہ کیا تھا تحریر کیا ہے کہ عود غرقی جو نہایت قیمتی تھا چار سو رطل بھیجا تھا جسمین سے ایک ٹکڑا ایکسو بیس رطل کا تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔

[2] ابن فرضی بسند اس خط کے جو اس تحفہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس دو سو بارہ اوقیہ تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔

[3] فنک بہ تحریک دفتح نون ایک جانور کا نام ہے جسکے کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے اور یہ جانور خراسان مین زیادہ و بکثرت ہوتا ہے۔ اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۴۶ مطبوعہ بیروت

[4] سمور ایک جانور بری کا نام ہے جو بلی سے مشابہت رکھتا ہے اسکی کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے اقرب جلد ۱ صفحہ ۵۳۹

جانمازین ریشم کی پندرہ قطعہ از قسم آرایش وجلو جو چیزین بوقت سواری استعمال کیجاتی ہین سلطانیہ ڈالین ایک ہزار عمدہ ونفیس تیرون کے پہل ایک لاکھ شاہی[1] سواری کے لئے عربی اصیل گھوڑے پندرہ راس، خچر سواری کے باساز وبراق بیس راس علاوہ اسکے بہت سے خچر جنکی زینین جعفری ریشم کی تہین اور ایک سو راس گھوڑے وہ تھے جنسے لڑائیون اور معرکون مین کام لیا جاسکتا تھا۔ خدام کے قسم سے چالیس سلیقہ شعار خادم بیس خادمہ معہ لباس وزیورات۔ دوسری اقسام کی اشیاء جو تعمیرات مین کارآمد تھے عمدہ ونفیس پتھر کے ستون جنکی طیاری مین ایک سال مین اسی ہزار دینار[2] (سات لاکھ بیس ہزار روپیہ) خرچ ہوئے تھے بیس ہزار کمان بنانیکی لکڑیان جو نہایت سخت اور پورانی تہین جنکی قیمت پچاس ہزار دینار چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھی۔

اس ہدیہ کے بھیجنے مین پینتالیس ہزار دینار (چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ) صرف ہوئے تھے ماہ جمادی الاولی ۳۲۳ھ کی آٹھوین تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ ناصر کی خدمت مین پیش کیا گیا تھا خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کا شکریہ ادا کیا اور اسکی قدر افزائی فرمائی۔

---

[1] ابن الفرضی لکھتا ہے کہ ایک سو راس گھوڑے بھیجے گئے جسمین سے پندرہ راس گھوڑے خاص ناصر کے سواری کے لئے عربی النسل اصیل تھے اور پانچ راس باساز وبراق شاہی جلوس کے لئے جنکی زین اور اسکی میٹھک عراقی وریشمی کپڑے کی تھی باقی رہے اسی راس گھوڑے وہ اظہار تزک واحتشام کے لئے تھے۔ نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ لیدن۔

[2] دینار سونیکا سکہ ہے ۷۰ ر ماشہ کا ہوتا تھا جسکی قیمت تقریباً نو روپیہ ہوگی مترجم۔

**قاضی اور محمد کا مارا جانا**

محمد بن عبد الجبار بن امیر محمد اور خود عبد الجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا اپنے بھائی قاضی بن محمد کی دربار خلافت مین یہہ شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی مخالفت پر کمربستہ و آمادہ ہے اور اپنی خلافت و امارت کی بیعت لینے کا قصد رکھتا ہے قاضی نے بھی محمد بن عبد الجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمت مین جڑ دی۔ خلیفہ ناصر نے دونون کی شکایتون کی خفیہ تفتیش شروع کردی رفتہ رفتہ اصل واقعہ کا پتہ چل گیا اور اوسکے نزدیک دونون کی مخالفت اور بغاوت کی قلعی کھل گئی پس اسنے ان دونونکو ۳۰۰ھ مین قتل کر ڈالا۔

**بنی اسحاق مروانین کی سرگذشت**

اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن ولید بن ابی ابجم بن عبد الملک بن مروان کا دادا شروع زمانہ حکومت بنی امیہ مین اس ملک مین آیا تہا اور اس زمانہ سے برابر عزت و احترام کے ساتھ رہا تا آنکہ حکومت و ریاست اسحاق کے خاندان مین ٹھہر گئی۔ جن دنون سرزمین اندلس مین آتش فساد و فتنہ مشتعل ہو رہی تہی اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ مین جاکے قیام کیا تہا پہر جب ابن حجاج مرگیا اور ابن مسلمہ بجائے اسکے حکمران ہوا تو ابن مسلمہ نے اسکو متہم اور ملزم قرار دے کے گرفتار کر لیا اس گرفتاری و مصیبت مین اسکا بیٹا اور اسکا داماد یحیی بن حکم بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبد اللہ بن عبد الملک بن حرث بن مروان بہی شریک تہا۔ ابن مسلمہ نے ان دونون کو تو مار ڈالا باقی رہا اسحاق اور اسکا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی۔ یہہ دونون باپ اور بیٹے ابن حفصون کے سفیر کی سفارش کیوجہہ سے بچ گئے بعد اسکے خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا اسوقت اسحاق دار الخلافت قرطبہ مین آرہا خلیفہ ناصر نے اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اسکے بیٹے احمد اور اسکے بیٹون محمد و عبد اللہ کو بہی اس

جلیل القدر عہدہ سے محروم نرکھا پس انلوگون نے بڑے بڑے نمایان کام کئے۔ ذمہ داری اور تدبر بالشان امور کو انجام دیا۔ فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا۔ جس سے حکومت و سلطنت کے رکن باز و شمار کئے جانے لگے یہان تک کہ انلوگون کا باپ اسحاق راہی ملک عدم ہوا۔ چنانچہ یہ لوگ بجاے اسکے اسی رتبہ و منزلت پر متمکن ہوئے بعدہٗ اس خاندان کے بڑے و بزرگ شخص عبید اللہ کا انتقال ہوا۔ خلیفہ ناصر کے خدمت مین یہی اپنی خاندان مین سے سب سے پیش پیش تھا خلیفہ ناصر نے اسکے پس ماندگان خاندان کو رتبہ وزارت سے ممتاز کیا چند دنون بعد بغاوت کا الزام ناصر نے اسکے سر تھوپا۔ لوگون کی بن آئی چغلی اور شکایتین کرنے لگے۔ اس سے ناصر کے دل مین بھی غبار آگیا پس انلوگون کو ناصر نے قرطبہ سے نکالکر ادھر اُدھر جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ ان مین سے امیہ نے تدمیر مین جاکے قیام کیا اور ۳۲۵ھ مین خلیفہ ناصر کی اطاعت سے منحرف ہوکر باغی ہوگیا خلیفہ ناصر کو اسکی خبر لگی تو اس نے فوجین آراستہ کرکے امیہ پر چڑھائی کر دی امیہ اسکی آمد سے مطلع ہوکر دار الحرب مین چلا گیا اور روذمیر بادشاہ جلالقہ کے پاس جاکے پناہ گزین ہوگیا۔ تھوڑے دنون بعد روذمیر نے اس سے کج ادائی شروع کی اسکو یہ امر ناگوار گزرا بلا کسی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چلا آیا خلیفہ ناصر نے اسکی تقصیر معاف کر دی اور اپنی خدمت مین رکھ لیا یہانتک اس نے وفات پائی۔

احمد پر یہ گذری کہ جس زمانہ مین اسکے خاندان پر ادبار آیا اسی زمانہ مین اسکو سرقسطہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ نوبت بحال ہونے کی نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اسپر بڑھتا گیا لگانے بجانے والے لگاتے بجاتے رہے بالآخر شاہی حکم سے مار ڈالا گیا۔

باقی رہا محمد یہ خلیفہ ناصر ہی کی خدمت مین یہانتک کہ جب خلیفہ ناصر کے موکب ہمایون نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا لوگون نے اسکی بھی شکایت جڑ دی۔ محمد بخوف جان

بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی زمانہ فراری مین اہل سرقسطہ کے چند لوگون سے ملاقات ہوگئی انلوگون نے اسکو مار ڈالا۔

**بغاۃ اور ناصر** خلیفہ ناصر کے عہد خلافت مین سب کے پہلے جو قلعہ مفتوح ہوا وہ قلعہ ابیح تھا اسکے سر کرنے پر بدر (خلیفہ ناصر کا خادم) اور خلیفہ ناصر کا حاجب مامور کیا گیا تھا پس ان دونون نے جان پر کھیل کے اس قلعہ کو ابن حفصون سے ۳۰۰ھ مین نکال لیا اسکے بعد ہی خلیفہ ناصر نے بنفس نفیس جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ تیس قلعات سے زیادہ ابن حفصون سے بزور تیغ فتح کئے منجملہ اسکے قلعہ ہیرہ تھا۔ ابن حفصون کے بلاد مقبوضہ ناصر کے مرکب ہمایون کا جولانگاہ بنا ہوا تھا آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حفصون کا ناک مین دم آگیا تھا تا آنکہ سعید بن مزین نے اسکو قلعہ بنتلون و قلعہ سمنان سے بھی سمجھا بوجھا کے بیدخل کر دیا پھر ۳۰۱ھ مین ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر ہم تحریر کر آئے ہین۔ پھر ۳۰۴ھ مین فوجین آراستہ کرکے ابن حفصون کے قلعات کیطرف بڑھا سر کرتا ہوا جزیرہ خضرا تک پہنچا۔ ساحلی مقامات پر قبضہ کرلیا جنگی کشتیون کے بیڑون پر متصرف ہوا اور ان مین جس چیز کی کمی تھی اسکو پورا کیا۔ ابن حفصون نے براے نام مزاحمت کی۔ ناصر نے ڈانٹ بتلائی۔ ابن حفصون نے یحیے بن اسحاق مروانی کے زبانی مصالحت کا پیام دیا ناصر نے منظور کرکے صلحنامہ پر دستخط کر دیا۔

ان واقعات کے بعد اسحاق بن محمد قرشی باغیان مرسیہ اور بلنسیہ پر فوجکشی کی نہایت سختی سے انکے اطراف و جوانب کو تخت و تاراج کرکے اربولہ کو فتح کرلیا۔

اسی زمانہ مین بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر لبلہ پر چڑھائی کی اور عثمان بن نصر باغی کو گرفتار کرکے قرطبہ کیطرف بھیجدیا۔ بعد ازان ۳۰۵ھ مین اسحاق نے شہر

قرمونہ پر جنگ کرنے کو اوترا اور حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا حبیب بن سوارہ نے بھی بغاوت کی تھی اور اس شہر کو اپنا ملجا و ماوا بنا رکھا تھا بعد اسکے قلعہ سمبر نہ کو ۳۰۶ھ مین اور ۳۰۹ھ مین قلعہ اسوس کو سر کیا اسی زمانہ مین احمد بن اضحی ہمدانی باغی قلعہ جامہ نے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی اور آیندہ اطاعت کی ضمانت وطمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی عمال کے حوالہ کر دیا،

۳۱۴ھ مین ابن حفصون پر علم بغاوت بلند کیا شاہی افواج مقیم مجمدہ نے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی اور نہایت مستعدی سے اسکا محاصرہ کر لیا ابن حفصون نے خود کردہ پر پشیمان ہوکر حفص کو امن حاصل کرنے کو ناصر کے دربار مین بھیجا چنانچہ ناصر نے اس کو امن دی پس ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کرکے قرطبہ چلا آیا اور ناصر نے بشتر پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

بعد اس واقعہ کے ۳۲۵ھ مین امیہ بن اسحاق نے تستر مین بغاوت کی اسکی بغاوت کی ابتدا کرنے کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے اور محمد بن ہشام تجیبی نے سرقسطہ اور مطرف بن منذف تجیبی نے قلعہ ایوب مین بغاوت کا مادہ پھیلایا۔ خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہوکر بذاتہ انلوگون کی گوشمالی کو کوچ کیا سب کے پہلے قلعہ ایوب پر چڑھائی کی اور پہلے ہی حملہ مین مطرف کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا اسکے ساتھ یونس بن عبد العزیز بھی مارا گیا اسکا بھائی ایک قصبہ مین جاکے پناہ گزین ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امن کی درخواست کی معافی کا خواستگار ہوا خلیفہ ناصر نے اسکی تقصیر معاف کر دی۔ اس واقعہ مین مطرف کے ہمراہ جسقدر عیسائیان البنہ تھے وہ بھی تہ تیغ کئے گئے۔ اسی سلسلہ مین صوبہ البنہ کے

تیس قلعات جو انہین عیسائیون کے مقبوضات سے تھے مفتوح کر لئے گئے۔ اس اثنار مین طوطہ (ٹھوڈا) ملکہ نشکنش کی بدعہدی کی خبر لگی خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کرنیکو نیبلونہ پر فوج کشی کی اور اوسکے سرزمین کو تخت و تاراج اور اپنے غارتگری اور قتل سے وہان کے رہنے والون کو پامال کرکے واپس آیا۔ بعد ازان ۶۳۲ھ مین جلیقہ پر جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق مین شریک ہوا اس جنگ مین خلیفہ ناصر کو ہزیمت ہوئی مسلمانون کو نقصان اوٹھانا پڑا محمد بن ہاشم تجیبی کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی رہائی مین بڑی جد و جہد کی چنانچہ دو برس تین ماہ بعد قید فرنگ سے اس نے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ سے ناصر بذات جہاد مین شریک نہ ہونے لگا لیکن فوجین اور عوالف بھیجتا رہا۔ ۶۳۳ھ مین ایک باغی نے اطراف ماردہ مین علم بغاوت بلند کیا شاہی لشکر اسکی گوشمالی پر مامور ہوا اور اس باغی کو معہ اسکے ہمراہیون کے گرفتار کرلایا قرطبہ پہنچتے ہی کل باغیان ماردہ کو مثلہ کرکے قتل کرڈالے گئے۔

## طلیطلہ کے حالات اور اطاعت

ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ویزقیوش جبار نے جو کہ رومہ کا سپہ سالار تھا طلیطلہ کو آباد کیا تھا اور اوسکو رومہ کا مقر حکومت بنانا چاہتا تھا بعد چندے عجمانیہ سے برباط نے یہان پر بغاوت کی اور اسپر قابض و متصرف ہوگیا سپہ سالاران رومہ اسکے محاصرہ اور جنگ کو برابر آیا کئے مگر کسیکو کامیابی نہوئی اس اثنار مین برباط کے ہمراہیون مین سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کردیا اور پہلے ہی حملہ مین قتل کرکے اس مقام پر قبضہ کرلیا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہہ بھی مارڈالا گیا۔ اسکے مارے جانے سے اسکی زمام حکومت پھر رومہ کے سپہ سالار کے قبضہ اقتدار مین چلی گئی بعد ازان یہان کے رہنے والون نے بغاوت کی اور اپنے مین سے ایک شخص

انیش نامی کو اپنا امیر بنا لیا پھر یہہ بھی مار ڈالا گیا اور اسکی حکومت پر پھر رومہ کے سپہ سالار قابض و متصرف ہوگئے سب کے پہلے جس نے اس کی زمام حکومت اپنے مین لی وہ شنتیلہ تھا رفتہ رفتہ اہل اندلس بھی اسکے مطیع ہوگئے اسوقت اسنے ملوک رومہ سے قطع تعلق کرلیا، اور فوج کشی کی، رومہ کا محاصرہ کیا اور رومہ کے بہت سے بلاد کو مفتوح کرکے طلیطلہ کیجانب مراجعت کی۔ بشکنس نے اس سے بغاوت کی پس اس نے اپنے زور تیغ سے بشکنس کو دبالیا اور نہایت بیرحمی سے انکو تہ تیغ کیا وہ لوگ بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپے بعدازان شنتیلہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مرگیا بجاے اسکے قوطا (گاتھ) بربسیلہ چھ سال تک حکمرانی کرتا رہا اس نے کوئی نمایان کام نہین کیا اسکے بعد انہین مین سے خندس نامی ایک شخص حکمران ہوا اسنے افریقیہ پر فوج کشی کی تھی خندس کے بعد قنطبان سریر حکومت پر متمکن ہوا اس نے متعدد کنائس تعمیر کرائے۔ اسکو نبی صلعم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تھی بلیان نے جو کہ قوم قوطا کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہا تھا کہ مین نے مطربوس عالم کی کتاب مین بروایت دانیال نبی یہہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پیروان نبی (جسکے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی) اندلس پر ایک روز قابض ہو جائینگے۔ تھوڑے دنون حکومت کرکے یہہ بھی دنیا سے کوچ کر گیا تب بجاے اسکے اسکا بیٹا [1] ..... سولہ سال تک حکمران رہا یہہ نہایت بدخلق اور ظالم تھا اسکے بعد لزریق تخت نشین ہوا۔ غرض اس زمانہ سے طلیطلہ برابر فتنہ و فساد اور جنبہ داری کا مخزن بنا رہا۔ عبدالرحمن داخل بھی اسکے پیچھے سات سال تک حیران و پریشان رہا۔ ہشام، حکم، اور عبدالرحمن اوسط کے عہد حکومت مین بھی یہان بغاوت پھوٹی تا آنکہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا پس اسنے اسکو بجبر و اکراہ اپنے عظیم حکومت کا

[1] نوٹ ۔ اصل کتاب مین اس مقام پر جگہ خالی ہے۔

مطیع بنالیا۔ فتح مارده و بطلیوس و تشترین کے بعد ناصر نے اسپر فوج کشی کی اور اسکا محاصرہ کیا باغیان دولت ہر چہار طرف سے اسکی حمایت کو آئے خلیفہ ناصر نے انلوگون کی مقبول طور سے رافت کی اور انپر غالب آیا۔ لاچار ہوکر اسکا امیر تعلبہ بن محمد بن عبدالواحد مصالحت کی گفتگو اور امن کی درخواست دینے کو دربار ناصر مین حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اسکو امن دی اور تقصیرات کو عفو فرماکے مظفر و منصور صوبہ طلیطلہ مین داخل ہوا اور ایک سرے سے اسکو چال ڈالا کوئی چپہ زمین ایسا باقی نرہا کہ جس جگہ کو اسنے اپنے گھوڑے کے سمون سے نہ روندا ہو۔ اُس وقت سے علم حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد کو بھی مطیع ہوے۔

**ناصر اور سرحدی امراء** اندلس کی اندرونی بغاوتون اور اسکے امراء کے خودسر ہونے کے دور کرنیکے بعد ناصر کو سرحد بربر بلاد مغرب کے سرکرنے کا خیال پیدا ہوا پس اسنے امرہ کو جو کہ ملک سبتہ مین بھی عصام کے زیر حکومت تھا مفتوح کیا۔ بربر کے سرحدی امراء اسکو قبضہ کی غرض سے طلبی کے خطوط لکھے۔ اتفاق کہ ابراہیم بن محمد امیر بنی ادریس اسکی اطلاع ہوگئی۔ چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آنیسے پیشتر سے بڑھکر سبتہ پر محاصرہ ڈالدیا بعدازان اس سے اور ناصر سے قبضہ سبتہ کے معاملہ مین خط و کتابت شروع ہوئی انجام یہہ ہوا کہ ابراہیم نے سبتہ مین ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اسکو سبتہ کی سند حکومت عطا کی۔ اسکے دیکھا دیکھی ادارسہ سے ادریس بن ابراہیم والی ارشگوک نے بھی ہدایا و تحایف بھیجکے خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کرلی محمد بن خزر امیر مغراوہ اور موسیٰ بن ابی العافیہ امیر مکناسہ نے اس معاملہ مین ادریس بن ابراہیم کی پیروی کی۔ اندنون مغرب کی زمام حکومت امیر مکناسہ کے قبضہ مین تھی المغرب الاوسط کے بلاد تنس، وہران، شرشال اور بطحا بھی اسیکے زیر حکومت تھے انلوگون نے بھی ہدایا اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار مین بھیجے خلیفہ ناصر نے اسکو قبول کیا

اور انلوگونکو جایزے اور معقول صلے مرحمت کئے اور انکی حکومتون کی بنیادکو مستحکم اور مضبوط کردیا۔ اسی طرح ملوک اوراسہ کی ایک جماعت نے بھی خلیفہ ناصر کے دربار مین اسی قسم کا رسوخ پیدا کیا ازانجملہ قاسم بن ابراہیم اور حسن بن عیسیٰ وغیرہما تھے والی فارس نے بھی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر مین بھیجا تھا۔ ناصر نے اسکو بھی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی۔ الغرض جسوقت المغرب الاقصیٰ مین خلیفہ ناصر کی حکومت کا یون زور شور ہوا تو عبید اللہ المہدی نے عظیم فوج کے ساتھہ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تاہرت کو ۳۲۱ھ مین ملک مغرب کے سر کرنیکو بھیجا موسیٰ بن ابی العافیہ نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کرکے امداد کی درخواست کی۔ ناصر نے قاسم بن طملس کو بسر افسری افواج شاہی اندلس موسیٰ کی کمک پر متعین کیا اور جنگی کشتیون کا بیڑہ بھی اسکے ہمراہ روانہ فرمایا۔ قاسم کوچ وقیام کرتا ہوا سبتہ پہنچا یہان پر یہہ خبر مسموع ہوئی کہ موسیٰ بن ابی العافیہ نے غنیم کی فوج کو شکست دیدی پس قاسم آگے نہ بڑہا قرطبہ کیجانب لوٹ کھڑا ہوا جیسا کہ ان کے حالات مین مذکور ہے۔

**خلیفہ ناصر اور فرانس و گالنز**

اوائل چوتھی صدی ہجری مین قوم جلالقہ پر اردون بن ردمیر بن مند بن قربولہ بن وفنش بن بیطر حکمران ہوا اس نے ۳۰۰ھ مین بلاد اندلسیہ کے ثغر جوفی کیطرف ابتدا ز مانہ حکومت خلیفہ ناصر مین پیشقدمی کی۔ اطراف بارہ مین قتل و غارتگری کا بازار گرم کردیا قلعہ حنش پر قابض و متصرف ہوگیا خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو بسر افسری افواج اسلامیہ اردون کے بلاد مقبوضہ کیطرف معاوضہ لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ احمد نے نہایت دلیری و مردانگی سے اردون کے مقبوضات پر تخت و تاراج پر ہاتھہ بڑہایا بعد اسکے دوبارہ ۳۰۵ھ مین اردون کے ملک پر یورش کی اس معرکہ مین

چونکہ اسکا جام حیات پہلے سے لبریز ہوگیا تھا شہید ہوگیا تب خلیفہ ناصر نے اپنے سوتیلے بدر نامی کو اردون کے مقبوضات پر جہاد کرنے کو مامور کیا بدر نے ہوشیاری اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دے کے مراجعت کی۔ بعد اسکے خلیفہ ناصر نے ۳۰۶ھ مین جلیقہ کے ملک پر جہاد کرنے کی غرض سے چڑھ گیا اردون نے شانجہ بن غرسیہ پادشاہ بشکنش و والی بنبلونہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ پر آئے مگر ناصر کی مردانگی اور جرات کے آگے ایک کی بھی نہ پیش گئی سب کے سب بہت بڑی طور سے ہزیمت اوٹھا کے بھاگے خلیفہ ناصر نے جی کھولکر انکے شہرون اور مقبوضات کو تخت و تاراج اور پامال کیا اور انکے بہت سے قلعات کو مفتوح کرلیا اور کئی ایک کو منہدم کرادیا۔ بعد اسکے مقبوضات غرسیہ پر متواتر اور مسلسل جہاد کرتا رہا تا آنکہ اوفونش نے وفات پائی اور اسکا بیٹا فرویلہ سریر آرائے حکومت ہوا۔

ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جسوقت فرویلہ بن اردون بن رذمیر بادشاہ جلالقہ ۳۱۳ھ مین حکمران ہوا اسکا بھائی اوفونش بھی دعوی دار سلطنت ہوا اور اسکے بھائی شانجہ نے اس بابت اس سے منازعت کی۔ غرسیہ کو موقع لگگیا اسنے انکے دارالحکومت پر قبضہ کرلیا اور اوفونش نے اپنے برادرزادہ کو مار کر نکال دیا

اور شانجہ کا داماد تہا انلوگو نمین باہم اتفاق پیدا ہوجانے سے مجموعی قوت مسلوب ہوگئی بعد چندے پھر متفق الکلمہ ہوے اور شانجہ کو حکومت و سلطنت کے بارے سے سبکدوش کرکے شہر لیون سے نکال دیا۔ شانجہ نے اندرونی جلیقہ مین جاکے پناہ لی اسکا بھائی رذمیر بن اردون اسکے مقبوضات پر جو کہ غربی جلیقہ مین قلنسریہ تک تھے حکمران ہوا اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مرگیا اسنے کوئی اولاد نہ چھوڑی —

اب اوفونش مستقل طور پر حکمران ہوگیا تہا اسکے حکومت کا سکہ رعایا برایا کے دلون پر بیٹھ گیا تہا فوجین آراستہ کرکے اپنے بھائی رذمیر پر چڑھائی کردی اور

اور شہر سینٹ باذکش پر قابض و متصرف ہوگیا بعد ازان ادفونش پرلوگ بوجہ ترک رہبانیت اور دیسی انفرین کرنے لگے ادفونش نے مجبور ہوکر رہبانیت اختیار کرلی بعد اسکے دوبارہ خروج کیا اور شہر لیون پر قابض ہوگیا اندنون اسکا بھائی رذمیر بسمورہ کیطرف جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا یہہ خبر پاکے واپس آیا اور ادفونش کا لیون مین محاصرہ کرلیا تا آنکہ بزور تیغ ۳۲۰ھ مین اس شہر کو فتح کرکے ادفونش کو جیل مین ڈالدیا بسبب اسکو اپنے باپ کی اولاد کیطرف سے مخالفت اور دعویداری حکومت کا خطرہ پیدا ہوا ایک جماعت کو گرفتار کراکے ان کی آنکھون مین نیل کی سلائیان پھروادین۔

غرسیہ بن شانجہ بادشاہ لشکنس کے مرنے پر زمام حکومت اسکی بہن طوطہ کے سپرد کی گئی یہہ اپنے بیٹے کی پرورش و پرداخت کرنے لگی بعد ازان ۳۲۵ھ مین ملکہ طوطہ نے بدعہدی کی خلیفہ ناصر نے یہہ خبر پاکر اسپر فوج کشی کردی۔ اطراف بنبلونہ کو خوب خوب پامال کیا بدنعاد اسپر حملہ آور ہوا انہین غزوات کے اثنا مین محمد بن ہشام نے سرقسطہ مین علم بغاوت بلند کیا مگر محاصرہ و جنگ سے گھبراکر گردن اطاعت جھکادی جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ایسا ہی امیہ بن اسحاق نے مقام تستر مین سر اوٹھایا تھا۔

محمد بن ہشام کی بغاوت و سرکشی کا یہہ واقعہ پیش آیا کہ ۳۲۲ھ مین خلیفہ ناصر نے دشمہ پر چڑھائی کی اور محمد بن ہشام کو سرقسطہ سے اس مہم مین شریک ہونیکو بلا بھیجا۔ محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اسپر خلیفہ ناصر کو طیش آگیا لوٹکر سرقسطہ کیطرف آیا اور محمد بن ہشام کے مقبوضہ قلعات کو بزور تیغ مفتوح کرلیا اور اسکے بھائی یحییٰ کو قلعہ روطہ سے گرفتار کرلیا بعد ازان بنبلونہ کیجانب کوچ کیا ملکہ طوطہ بنت انشیر نے مذرانہ اطاعت پیش کرکے اسکو اپنا حاکم بالادست تسلیم کرلیا۔ اور اپنے بیٹے غرسیہ بن شانجہ کو حکومت بنبلونہ پر مامور کیا خلیفہ ناصر نے ملکہ طوطہ کے مقبوضات سے اعراض کرکے البتہ اور اس کے

مصافات کیطرف قدم بڑہایا چنانچہ اس سرزمین کو بھی جی کھولکر پامال کیا اور متعدد قلعات کو مسمار و منہدم کرادیا بعدہ جلیقیہ نے پھر پیشقدمی شروع کی اسوقت رذمیر بن ازدون اسپر حکمرانی کر رہا تھا۔ رذمیر نے اس پیشقدمی میں اپنے ساتھ وشقہ کو شریک کرلیا تھا خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگ گئی قلعہ برجمث پہنچ کے ان دونوں کا محاصرہ کرلیا آخرکار رذمیر کو ہزیمت ہوئی ہزار خرابی اپنی جان بچاکے بھاگا خلیفہ ناصر نے اس قلعہ کو اور نیز اور بہت سے قلعات کو ویران و خراب کر ڈالا۔ رذمیر اور خلیفہ ناصر سے متعدد لڑائیاں ہوئیں ان لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا خلیفہ ناصر ہی کے سر رہا ان پیہم کامیابیوں کے بعد خلیفہ ناصر بنفسہ جنگ خندق میں شریک ہوا۔ اور اس لڑائی کے بعد پھر اور کسی جنگ پر بذات نہیں گیا۔ صوائف ہمیشہ بھیجتا تھا۔ اسکے رعب و داب کا سکہ عیسائی امراء کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

سنہ ۳۳۷ھ میں قسطنطین بن الیون بن مشل بادشاہ قسطنطنیہ نے اظہار محبت و خلوص مندی کی غرض سے سفیر بھیجے اور ان کی معرفت ہدایا و تحائف روانہ کئے۔ خلیفہ ناصر نے اس سفارت کے پیش کئے جانیکیلئے ایک خاص دن مقرر کیا اور کل افسران فوجی اور ملکی کے نام فرمائیں جاری کر دیئے کہ اس مقررہ وقت پر مناسب ساز و سامان اور آلات حرب سے مسلح ہوکر آئیں۔ قصر خلافت شاہانہ شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا۔ دروازوں پر اور محرابوں پر عمدہ عمدہ پردے لٹکائے گئے۔ وسط میں سریر خلافت بچھایا گیا جسپر بہت سے آبدار میرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے تخت شاہی کے اردگرد شاہزادے خلافت مآب کے بھائی، اعمام (چچا)، اقربا، وزراء اور خدام حسب قدر مراتب و درجات استادہ ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ کے سفیر دربار میں داخل ہوئے تو دربار کی شان اور خلافت مآب کی جبروت اور سطوت سے حیرت زدہ ہوگئے مگر پھر ذرا سنبھلے اور شاہی تخت کے قریب جاکر

اپنے بادشاہ قسطنطین کا پیام پہنچایا اور خط پیش کیا۔ خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو اشارہ کیا کہ اس جلسہ مین حسب موقع و مناسب خطبہ (اسپیچ) دیا جائے جس مین اسلام و خلافت اسلامیہ کی عظمت بیان کیجاے اور ظہور اعزاز ملت اسلامیہ اور ذلت و خواری اعداء دین پر اللہ تعالے کا شکریہ ادا کیا جائے چنانچہ حاضرین جلسہ جسمین بڑے بڑے نامی خطیب (اسپیکر) تھے تعمیل حکم پر طیار ہوے لیکن جلسہ کے رعب (یا سلطان کی سطوت) سے اپنے پورے مافی الضمیر کو ادا نہ کرسکے۔ دو چار فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان مین لکنت اور پانون مین لغزش پیدا ہوگئی لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے۔ انہین لوگون مین ابو علی القالی وافد عراق تھا جو کہ حکم ولیعہد کے حاشیہ نشینون اور مصاحبون سے تھا اس خدمت کے انجام دینے کو فخریہ کھڑا ہوا۔ جب کل خطیبون کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت کے انجام دینے کو آمادہ ہو رہے تھے اس حکم کے تعمیل مین ناکامی ہوئی تو منذر بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے طیار بھی نہوا تھا اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان و شوکت کی محفل دیکھی تھی اٹھا اور نہایت متانت و سنجیدگی سے حسب حال و موقع تقریر کی اور اس خدمت کو پوری طور سے انجام دیا۔ ختم تقریر پر فی البدیہہ چند اشعار بھی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی ظاہری حالت سے بیحد متعجب ہوتے اور اسکو اس خدمت کی بجا آوری کا فخر و مباہات حاصل ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی برجستہ تقریر اور فصاحت و بلاغت پر متحیر اور خوش ہوکر قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عطا فرمایا۔ اس واقعہ سے منذر عزت اور سربرآوردگی مین مشہور ہوا۔ اسکے حالات مشہور ہین اور اسکا خطبہ بھی جو اس جلسہ مین اس نے دیا تھا ابن حیان کی تصانیف مین مذکور ہے۔

ان سفیرون کی واپسی پر خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو مراسم

اتحاد مضبوط و رشتہ محبت مستحکم کرنے کی غرض سے کچھ ہدایا اور تحائف لے کے
قسطنطنیہ بھیجا۔ دو برس بعد ہشام قسطنطنیہ سے اندلس واپس آیا بادشاہ قسطنطنیہ نے پھر
اسکے ساتھ اپنے سفیر بھیجے۔ بعد اسکے ہو تو بادشاہ صقالبہ، بادشاہ جرمن،
اقود بادشاہ فرانس جو کہ سبرت کے سوا طرف تھا اور کلدہ بادشاہ فرانس اقصائے
مشرق کے ایلچی آئے خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے بھی ملاقات کی اور
بادشاہ صقالبہ کے سفیروں کے ساتھ ربیع اسقف کو روانہ کیا دو برس بعد
واپس آیا۔

۳۴۳ھ میں اردون بن رذمیر کا سفیر آیا یہ رذمیر وہی ہے جسنے اپنے بھائی اذفونش
کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادی تھیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اردون کا سفیر
مصالحت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کا پیام لایا تھا خلیفہ ناصر نے مصالحت
کر لی اور دوستانہ مراسم قائم اور جاری رکھنے کا عہد نامہ لکھدیا۔ پھر ۳۴۵ھ میں
اردون نے اس صلحنامہ میں فرولند بن عبد شلب سردار قشتیلیہ کو داخل کرنیکی
درخواست پیش کی خلیفہ ناصر نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرما کے
فرولند کو بھی عہد نامہ میں شامل کرنے کی اردون کو اجازت دیدی غرسیہ بن
شانجہ نے اپنے باپ شانجہ بن فرولہ کے بعد جلیقہ پر استیلا و تصرف حاصل کر لیا تھا
بعد چندے اہل جلیقہ اس سے باغی و منحرف ہو گئے فرولند سردار قشتیلیہ مذکور
کو موقع ملگیا اس نے جلیقہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اردون
بن رذمیر کیجانب مائل ہو گیا۔ غرسیہ بن شانجہ ملکہ طوطہ بنت انشر والیہ بشکنش کا
پوتا تھا اسکو اپنے پوتے غرسیہ کی تباہی و بربادی سے رنج و ملال ہوا اسلئے
سفیر درست کر کے بطور وفد کے ۳۴۷ھ میں خلیفہ ناصر کیخدمت میں حاضر ہوئی۔
اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن رذمیر کی مصالحت اور اپنے پوتے غرسیہ کی اعانت کی

درخواست پیش کی۔ ملکہ طوطہ کے ساتھہ شانجہ اور غرسیہ بھی آیا ہوا تھا۔ خلیفہ ناصر ان لوگون سے بعزت و احترام پیش آیا اور ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ اور شانجہ کے ساتھہ مصالحت کرلی صلحنامہ کی تکمیل کرادی اور غرسیہ بادشاہ جلیقہ کے ہمراہ فوجین روانہ کین پس عساکر اسلامیہ نے غرسیہ کو جلیقہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا چنانچہ جلیقہ نے اردون کی اطاعت سے منحرف ہوجانیکا اعلان کردیا۔ غرسیہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت مین شکریہ کا خط روانہ کیا اور نیز قرب و جوار کے لوگونکو خلیفہ ناصر کی امداد و اعانت اور فرولند سردار قشتیلیہ کی بدعہدی اور چیرہ دستی سے مطلع کیا اس سے لوگونکو فرولند کیطرف سے نفرت پیدا ہوگئی۔ اس زمانہ سے خلیفہ ناصر تا زیست غرسیہ کی ہمدردی اور اعانت مین مصروف رہا۔

جن دنون کلدہ بادشاہ فرانس مشرقی کا سفیر آیا تھا اُسی زمانہ مین بادشاہ برشلونہ اور طرکونہ کے سفیر بھی مصالحت و اتحاد قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے ان کی درخواست کے مطابق انلوگون سے بھی مصالحت کرلی بعدازان رومہ کا سفیر اظہار مودت و رسم دوستی جاری و قایم رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی مراسم و اتحاد جاری و قائم رکھنے کا عہد کرلیا۔

**خلیفہ ناصر کا اپنے بیٹے عبداللہ سے انتقام لینا**

خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور اپنے کل لڑکون پر اسکو فضیلت دے رکھی تھی کاروبار سلطنت مین بھی اسکو دخیل کرلیا تھا۔ اکثر امور سیاست کا انصرام و انتظام اسکے سپرد تھا۔ حکم کا بھائی عبداللہ عقل و فراست مین حکم کے برابر تھا اس سے عبداللہ کو ناراضگی اور ملال پیدا ہوا رفتہ رفتہ اس ناراضگی اور ملال نے باپ کے ساتھہ مخالفت کرنے پر اوبھار دیا۔ پس اسنے اُن ارکین دولت کو بھی اس مخالفت مین شریک کرنا چاہا

جنکے قلوب پہلے سے اس مرض مین مبتلا ہو چکے تہے ان لوگون نے نہایت خوشی سے عبداللہ کی اس درخواست کو منظور و قبول کیا انہین لوگون مین سے یاسر فتی وغیرہ تہے۔ شدہ شدہ اسکی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تہوڑی ہی کوشش سے اصلی واقعہ کا انکشاف ہوگیا فوراً اپنے بیٹے عبداللہ اور یاسر فتی کو معہ اُن کل اراکین دولت کے جو اس سازش و فتنہ پردازی مین شریک تہے گرفتار کر لیا اور ۵۹۵ھ مین ان سب اجل رسیدون کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

**تعمیرات خلیفہ ناصر**

جسوقت خلیفہ ناصر کی حکومت و سلطنت اندرونی اور بیرونی خدشات و خطرات سے محفوظ ہوگئی اور معقول طور سے اسکی امارت و حکمرانی کو استقلال و استحکام حاصل ہوگیا اسوقت خلیفہ ناصر نے تعمیرات عمارات کی طرف توجہ فرمائی۔

خلیفہ ناصر کا دادا امیر محمد اور اسکے باپ عبدالرحمن اوسط اور اسکے دادا حکم نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محلسرا صرف کثیر سے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوائے تہے ازانجملہ قصر الزاہر بہوالکامل اور قصر منیف تہا پس جب عبدالرحمن ناصر کا دور حکومت آیا تو اسنے بہی قصر الزاہر کے پہلو مین محلسرا تعمیر کرایا اور اسکا نام "دار الروضہ" رکہا۔ پہاڑ سے اس شاہی محل مین بذریعہ نل کے پانی لایا۔ مختلف ملکون اور سرزمینون سے بڑے بڑے مہندسین اور انجنیرون کو طلب کیا چنانچہ وہ لوگ دور و دراز ملکون سے قرطبہ مین آئے ۔ حتیٰ کہ بغداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاریگرون نے زحمت سفر گوارا کر کے قرطبہ مین آکے دم لیا۔ محلسراؤن کے تعمیر کے بعد حمامات کی تعمیر کیجانب متوجہ ہوا۔ محلسراؤن کے باہر مینا ناعورہ حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے باوجود بُعد مسافت کے پانی لایا۔ بعد اسکے مدینۃ الزہراء کا بنانا

پتھر رکھا اور اسکے تکمیل تعمیر کے بعد اسکو اپنا دار الحکومت اور مقر سلطنت قرار دیا اس شہر مین بھی بڑی بڑی عمارتین، عمدہ عمدہ محلسرائین، باغات جو اس سے قبل کی تعمیرات سے اعلیٰ درجہ کی تھین تعمیر کرائے ان باغات مین وحوش اور طیور کے رہنے کے لئے جالدار مکانات اور سائبان اسقدر وسیع بنوائے کہ وحوش اسکے فضا مین کود و پھاند کر سکتے اور اپنی طبعی طور سے رہ سکتے تھے۔ اسی شہر مین "دار الصناعۃ" الات حرب اور زیورات کے بنانیکا بھی ایک بڑا کارخانہ بنایا۔ صحن جامع قرطبہ مین بہت بڑا شامیانہ لوگونکو تمازت آفتاب سے بچنے کیلئے بنوا کر نصب کرایا۔

**المستنصر کی حکومت**

خلیفہ ناصر جس کی ذات سے اسلام کی شان، دین کی شوکت از سر نو قدیم ہوئی تھی ایسی شاندار سلطنت چھوڑ کر ۳۵۰ھ مین سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ[1] ناصر کے چار قاضی تھے مسلم بن عبد العزیز، احمد بن تقی بن مخلد . . . . محمد بن عبد اللہ بن ابو عیسیٰ اور منذر بن سعید بلوطی۔

---

[1] خلیفہ عبد الرحمن ملقب بہ الناصر لدین اللہ اموی ان تاجدارون مین تھا جسکے رعب و داب کا سکہ تمام عالم مین چل رہا تھا۔ تخت نشینی کے وقت اسکی عمر اکیس سال کی تھی۔ زمانہ ایسا نازک تھا کہ تمام ممالک ہسپانیہ مین فتنہ و فساد کی گرم بازاری اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی افق سیاست آئے دن کی بغاوتون اور سرحدی عیسائی امراء کے حملون سے گرد آلود ہو رہا تھا۔ عبد الرحمن ناصر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کے بعد پہلے باغی صوبون پر یلغار کیا اور انکو بزور تیغ اپنا مطیع کیا بعد ازان سرحدی عیسائی ممالک پر جہاد کرنے مین مصروف ہوا۔

نوجوان بادشاہ اندلس اکثر لڑائیون مین سپہ سالار میدان جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ہمراہ جاتا تھا اس سے لشکریونکے جوش دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی۔

خلیفہ ناصر کی وفات پر حکم ملقب بہ المستنصر باللہ سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ عہد وحجابت (لارڈ چیمبرلین) جعفر مصحفی کو مرحمت فرمایا۔ اس نے مستنصر کو جس دن اسنے تخت

اور ہر سپاہی اپنے امیر لشکر کے جلو میں سرفروشی اور جانبازی کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے ۴۷ سال کی جان توڑ کوششوں اور جانکاہ محنتوں سے عبدالرحمن ناصر نے اندلس کو اندرونی رقیبوں اور بیرونی حریفوں کی نظروں سے بچا کر ایک شاندار اور محفوظ گورنمنٹ بنایا اور اسی زمانہ میں جبکہ اسکو صحیح طور پر یہہ خبر پہنچی کہ مختلف مقامی گورنروں کی خودمختاری اور اراکین سلطنت کی خودسریوں سے خلیفہ بغداد کا اقتدار ایوان خلافت کی چار دیواری کے اندر محدود ہو گیا ہے اور افریقیہ میں بربروں کے نونہاد خاندان حکومت کے علوی حکمران نے اپنے کو امیرالمومنین کہلانا شروع کر دیا ہے اور نیز مولس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو قتل کر ڈالا ہے تب عبدالرحمن نے اپنے موروثی لقب کو بلا تکلف اختیار کر لیا اور "خلیفہ عبدالرحمن ثالث الناصر لدین اللہ" کے مبارک لقب سے مخاطب ہوا اور حق یہہ ہے کہ عبدالرحمن نے جیسا لقب اختیار کیا تھا ویسا ہی اسکو خوب نباہا۔

قرطبہ اسکے زمانہ میں دولمن کی طرح آراستہ تھا۔ مدبرانہ نظم ونسق اور شائستہ قوانین جاری تھے۔ دنیا کے علوم اور فنون کا یہہ مرکز بنا ہوا تھا۔ طلباء علوم دور دراز ملکوں سے تحصیل علم کو یہاں آتے تھے۔ عروض، الہیات، قانون، فلسفہ، طب، تجارت، اور طبیعات غرض ہر شاخ علم کی تعلیم یہاں ہوتی تھی۔ ہر فن کے یگانہ روزگار یہاں موجود تھے۔ کاملین جنگ و واقفین فنون جدال کا بھی یہی دنگل تھا۔ ارباب قلم اور اصحاب شمشیر یہاں کے قیام کو باعث ناموری وفخر تصور کرتے تھے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ اندلس کو اسوقت اور بلاد یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دولمن کو معمولی مستورات سے ہوتی ہے اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سر کو جسم سے یا قلب کو

(۱) ۱۹۰۰ء

حکومت پر قدم رکھا تھا ایک تحفہ پیش کیا جس مین طرح طرح کی قیمتی قیمتی اشیا تھین جسکو ابن حیان نے مقتبس مین تحریر کیا ہے۔ وہو ہذا۔

اعضار آلیہ سے شہر قرطبہ کی لنبائی مین مختلف البیان ہین مگر اکثر کا اتفاق اسپر ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تھی (جو اس زمانہ مین لندن کی لنبائی ہے) خلیفہ ناصر کے رعب و داب کی یہ کیفیت تھی کہ مسیحی سلاطین اپنے جھگڑون اور نزاعون کے فیصلہ کرانے کو خلیفہ ناصر کے دربار مین آتے تھے قسطنطنیہ، فرانس، جرمنی، اور اطالیہ کے بادشاہ مراسم اتحاد قائم کرنے اور باہم مصالحت رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بھیجتے تھے۔ اس زمانہ مین کسی ملک کا ایسا کوئی خطہ نہ تھا جہان پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت اپنی مہیب و خوفناک شکل نہ دکھلاتی رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل، دانش اور دولت و عظمت کا شہرہ تمام براعظم یورپ اور افریقہ مین عام ہو رہا تھا ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جسوقت سفیران قسطنطنیہ تحائف و ہدایا لئے ہوئے سرزمین اندلس مین وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور نیز سفر مین مہمانداری کرنے کی غرض سے یحیی بن محمد بن لبیط کو روانہ کیا پھر جب سفرا مذکور قریب محلات قرطبہ کے پہنچے تو سپہ سالار ان لشکر نے یکے بعد دیگرے سفیرون سے ملاقات کی بعد ازان خواجہ سراؤن کے سردار یا سراور تمام جو محلات شاہی کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے جلیس خلوت تھے ملے اور نہایت احترام سے ولیعہد حکم کے ایوان خاص مین جو کہ شہر پناہ قرطبہ کے قریب تھا ٹھہرایا۔ خواص و عوام کے آمد و رفت کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیرون کی حجابت پر چنے اور منتخب ۱۶ آزاد غلام مقرر کئے خلیفہ ناصر نے ان سفیرون کے ملنے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارہوین ربیع الاول ۳۳۸ھ اور بقول مورخ علامہ ابن خلدون ۳۳۶ھ (مطابق ۹۴۹ء) یوم شنبہ مقرر کیا۔ قصر قرطبہ مجلس زاہر شاہی شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا وسط مین ایک جڑاؤ تخت بچھایا گیا تخت کے دائین بائین جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹون کی کرسیان رکھی گئین سب کے پہلے ولیعہد سلطنت حکم کی بعدہ عبداللہ کی پھر عبدالعزیز ابوالاصبغ پھر مروان کی کرسیان رکھی گئین بائین جانب منذر، عبدالجبار اور سلیمان

"ایک سو فرانسیسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑونپر سوار تلواردان نیزون مارمین زرہ بکتر"
"ہندی خودون سے آراستہ پیراستہ تین سو بیس مختلف اقسام کی زرہ بکتر سے

کی کرسیان حسب ترتیب بچھائی گئین عبد الملک بن خلیفہ ناصر طلائت کیہ جہ سے مشرف دربار ہین ہوا
ان شاہزادون کے بعد وزرا حسب مراتب دائین بائین حاضر ہوے پھر حجاب (اراکین چمبرلین)
بعد وزرا کے لڑکے خدام اور وکلا صف بصف استادہ ہوئے تمام محل بیرونی سے
صحن تک قیمتی قیمتی قالینون اور اعلے درجہ کے فروش کا فرش تھا دیوارون اور محرابون پر
ریشمی زردوزی کے پردے لٹکائے گئے سفراے قسطنطنیہ جب وقت اس ایلچیان کے
شاہانہ دربار مین حاضر ہوے دربار کی آراستگی دیکھکر دنگ ہوگئے اور سب سے زیادہ
حیرت تو انپر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے چھاگئی جیون تیون قریب تخت شاہی کے پہنچکر
اپنے بادشاہ قسطنطین بن لیو والی قسطنطنیہ کا خریطہ پیش کیا غلاف آسمانی رنگ کا تھا
جسپہ سنہرے حرفون سے بخط اغریقی (یونانی) لکھا ہوا تھا غلاف کے اندر ایک
صندوقچہ تھا اور یہہ بھی رنگین تھا نقرئی حروف سے بخط اغریقی تحریر تھا صندوقچہ پر سونیکی
مہر لگی ہوئی تھی جسکا وزن چار مثقال تھا مہر کے ایک رخ مین مسیح کی صورت تھی دوسری
جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی بعوض سکے بنیے کے منقوش تھی اس صندوقچہ کے اندر دوسرا
چھوٹا صندوقچہ تھا یہہ صندوقچہ آبگینہ کا تھا طلائی و نقرئی مینا کار کام اسپر بنا تھا اس صندوقچہ
کے اندر ایک ریشمی لفافہ تھا جسکے اندر خط رکھا ہوا تھا۔ عنوان خط کے ایک سطر مین قسطنطین
در و مانس مومنین مسیح بادشاہ عظیم سلطنت روم لکھا ہوا تھا اور دوسری سطر مین بزرگ
فاضل تعظیم مفخر شریف النسب عبد الرحمن خلیفہ و حاکم عرب در ملک اندلس اللہ تعالی ان کی بقا
کو دراز کرے مکتوب تھا۔ خلیفہ عبد الرحمن نے خط سنکر اشارہ کیا کہ خطباء سپکر یا لکچرار)
اور شعراء حسب موقع مناسب اسپیچ دین اور قصائد پڑہین ولیعہد حکم نے فقیہ محمد بن عبد البر
لکھینانی کو اس خدمت کے انجام دینے کو حکم دیا اگرچہ اسکو بہت کچھ دعوی اپنی قادر الکلامی کا تھا

"خود ایک سو بیضہ ہندیہ، پچاس خود خشبیہ (لکڑی والے) یہ لکڑی فرانس کی مشہور اور اعلیٰ درجہ کی طاشانیہ سے کمین نفیس اور قیمتی تھی، تین سو فرانسیسی حربہ، ایک سر سلطانی ڈھالین دس جوشین طلائی، پچیس طلائی سینگین جو بھینس کی سینگ کی"

اور فی البدیہہ خطبہ دینے پر بہ نسبت اوروں کے بیحد مشاق تھا مگر دربار کی شان و شوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے کھڑے ہوتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا تب ابو علی بغدادی اسماعیل بن قاسم قالی مولف امالی و نوادر کھڑا ہوا یہ خلیفہ کے یہاں وفد ہو کر عراق سے آیا ہوا تھا اور ولی عہد سلطنت کا منظور و مقبول تھا۔ حمد و نعت کے بعد یہی خاموش ہو رہا صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی فکر و اندیشہ میں مستغرق ہے ابن حیان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے مورخ علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابو علی القالی پہلے سے اس خدمت پر مامور کیا گیا تھا۔ نفح میں لکھا ہوا ہے کہ جسوقت ابو علی سکوت کے عالم میں حمد و نعت پڑھکر کھڑا ہو گیا منذر بن سعید بلوطی جو فقہا میں حاضر دربار تھا خود بخود اوٹھ کھڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی کہ جو ابو علی کے کلام سے چسپاں ہو گئی سامعین کو یہ بھی معلوم نہوا کہ حمد و نعت کسی اور کی ہے اور تقریر کسی اور کی۔ خطبہ اور اشعار جو منذر نے اس موقع پر پڑھے تھے کتاب نفح الطیب جزء اول صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۱ میں موجود ہے فلیراجع الیہ۔

مورخین نے لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت میں دو کروڑ چون لاکھ اسی ہزار دینار (ایک دینار نو روپیہ کا تقریباً ہوتا ہے) اندلس کے صوبجات و قصبات اور دیہات کا خراج تھا۔ بازار اور گذرون کی آمدنی سات لاکھ پینسٹھ ہزار دینار تھی۔ باقی رہے اخماس غنائم (مال غنیمت کا پانچوان حصہ) سہم خارج از شمار تھے اسکا احصا کسی دفتر سے نہیں ہو سکتا

"بنائی گئین تھین"

خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلالقہ کو ملک گیری کی طمع دامنگر ہوئی فوجین آراستہ کرکے سرحد پر آپڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہوکر بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو کوچ کیا اور اس شدت سے جلالقہ پر حملہ کیا کہ انکے دانت کھٹے ہوگئے۔ بور یا بندھنا

خلیفہ ناصر اس خراج کو تین حصون پر تقسیم کرتا تھا ایک ثلث آراستگی فوج اور درستی سامان جنگ پر صرف کرتا تھا اور ایک ثلث کو تعمیرات مین لگاتا تھا باقی رہا تیسرا ثلث وہ بیت المال مین جمع کیا جاتا تھا

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد وفات خلیفہ ناصر کاغذات مین سے ایک قسطلی یادداشت بخط خاص خلیفہ ناصر نکلی جسمین مرحوم خلیفہ نے وہ دن کمال احتیاط سے لکھے تھے جو اس کے پچاس سالہ حکومت مین افکار سے خالی رہتے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طویل اور دراز زمانہ مین اسکو ایسے دن صرف چودہ (۱۴) نصیب ہوے۔

وقت وفات اسکی عمر تہتر برس کی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید چمکدار، حسین، اور عظیم الجثہ تھا۔ پنڈلیان پتلی اور چھوٹی۔ پیٹھ لمبی تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ یہ پہلا خلیفہ ہے جو بعد اپنے دادا کے سریر حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ام ولد مرجانہ کے بطن سے تھا جن لوگون نے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا انمین سے کسی نے اسکے زمانہ خلافت کے برابر باستثنا مستنصر علوی والی مصر کے خلافت نہین کی گیارہ لڑکے وقت وفات اسکے موجود تھے، ماہ رمضان المبارک ۳۵۰ھ مین وفات پائی افسوس ہے کہ اس کے جانشین پھر ایسی قابلیت کے نہ ہوے۔ ستر جم ملخص از کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۷ لغایتہ ۲۴۷ و کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۱ و تاریخ اسپین انگریزی ۔

سنبھال کے سرحد بلاد اسلامیہ سے کوچ کر گئے۔ مصالحت کا پیام دیا اور اپنے اس خیال خام سے باز آئے جسکو اونھون نے خلیفہ ناصر کی وفات کر جانے سے اپنے دماغون مین پکانا شروع کیا تھا بعد ازان اسکے آزاد غلام غالب[1] نے بلاد جلیقہ پر جہاد کی تیاری کی اور فوجین آراستہ کرکے دارالحرب مین داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کیطرف روانہ ہوا جلیقیہ نے بھی اس خبر سے مطلع ہوکے فوجین فراہم کین دونون فوجون کا ایک وادی مین مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عساکر اسلامیہ نے عیسائیون کو ہزیمت دی اور ان کے لشکرگاہ کو لوٹ کے فرونڈ قومس کے شہر پر چڑھ گئے اور اسکو بھی تاخت و تاراج کرکے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوے مراجعت کی۔

اسی زمانہ مین شانجہ بن زومیر بادشاہ بشکنس کو بدعہدی کا خیال پیدا ہوا اور خلاف عہد نامہ کے ممالک اسلامیہ کی جانب پیشقدمی شروع کی خلیفہ حکم نے یحیی بن محمد تجیبی والی سرقسطہ کو بسرکردگی افواج اسلامیہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ کیا بادشاہ جلالیقہ شانجہ کی کمک پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کمیت یحیی کے ہاتھ رہا عیسائیونکو بہت بُری طور سے شکست ہوئی بھاگ کر قوریہ مین انلوگون نے اپنی جان بچائی عساکر اسلامیہ نے جی کھولکر شانجہ کے مقبوضات کو تاخت و تاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کے مراجعت کی۔ انہین دنون بدیل بن ہاشم اور غالب (مولائے حکم) بہ اجازت خلیفہ حکم سرحدی مسیحی مقبوضات پر جہاد کرنے کو گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے ان واقعات سے حکم کے فتوحات کی تمام سرحدی ملکون مین دھوم مچگئی سرحدی اسلامی سپہ سالارون کے حوصلے بڑھ گئے ہر طرف سے فتحیابی اور کامیابی کی بشارتین آنے لگین۔ ان فتوحات مین سب سے بڑی اور نمایان فتح قلعہ مقبوضات

---

[1] بلاد اسلامیہ کے سرحد کا سپہ سالار تھا۔

بشکنس کی فتح تھی جو غالب کے ہاتھ پر ہوئی خلیفہ حکم نے اسکو از سر نو تعمیر کرائی اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی بعد اسکے فتح قطلونیہ کی ہے قطلونیہ کے سرکردہ سپہ سالار وشقہ کے سر پر باندھا گیا۔ اسکے فتح ہونے سے بہت سا مال و اسباب اور آلات حرب و محاصرہ اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا اسکے مضافات سے گائے بکریاں، گھوڑیاں، کھانے پینے کی چیزیں اور قیدی جو عدوہ احصار سے باہر تھے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آئے پھر ۴۵ھ مین غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے بلاد البقہ پر چڑھائی کی اس مہم مین یحیی بن محمد تجیبی اور قاسم بن مطرف بن ذی النون وغیرہما نامی نامی کارآزمودہ سپہ سالار بھی شریک تھے عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غرناج پر قبضہ حاصل کیا بعد ازان حریف کے بلاد مین تاخت و تاراج کرتے ہوئے گس پڑے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اسی سنہ مین مجوسیون کی کشتیون کا بیڑا بحر کبیر کے ساحل سے آنکلا اور انلوگون نے خشکی پر اوتر کر اشبونہ کے مضافات مین غارتگری اور لوٹ شروع کردی۔ اہل اشبونہ مسلح ہوکر مقابلہ پر آئے اور مجوسیون سے لڑنے لگے گھبرا کر مجوسیون نے اپنی کشتیون کے جانب مراجعت کی۔ خلیفہ حکم کو اسکی خبر لگی تو اس بیدار مغز بادشاہ نے سپہ سالارون کو سواحل کی محافظت کی ہدایت اور تاکید کی اور عبدالرحمن بن رماحس امیر البحر کو حکم دیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو جنگی کشتیون کا ایک بیڑا مجوسیون سے جنگ کرنے کو بھیجدو اس حکم کے صادر ہوتے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ سواحل کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے یلغار کرکے مجوسیون کو انکی پیشقدمی کا مزا چکھاکے خائب و خاسر واپس کردیا۔

بعد ان واقعات کے اردون بن ادفونش معزول شہزادہ جلالقہ دربار حکم مین حاضر ہوا اور بکمال عجز و الحاح یہہ درخواست کی کہ مجھکو تخت حکومت پر بحال و قائم ہونے مین مدد دیجے اردون کا چچازاد بھائی شانجہ بن رذمیر باعانت خلیفہ ناصر تخت

حکومت پر متمکن ہو گیا تھا اور عیسائیون نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اسوقت اردون اپنے داماد فرولند حکمران قشتیلہ کے پاس چلا گیا تھا بعد وفات خلیفہ ناصر اردون کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا خلیفہ حکم بھی شانجہ کا معاون نہو جاے جیسا کہ اسکا باپ خلیفہ ناصر اسکا معین ہوا تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامان سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت مین حاضر ہو کر پناہ گزین ہو گیا خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کا ایک دن خاص مقرر کیا اور جیسا کہ اسکے پہلے سفرا سلاطین کے آنے پر دربار سجایا گیا تھا اردون کے آنے پر بھی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا ابن حیان نے اس آراستگی و اہتمام کو اسیطرح بیان کیا ہے جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔ الغرض خلیفہ حکم کی خدمتمین اردون باریاب ہوا خلیفہ حکم نے اسکو بیٹھنے کی اجازت دی اسکے دشمن کے مقابلہ مین اسکی امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربار شاہی مین حاضر ہوا تھا اسوجہ سے خلعت عنایت کی بعدہ اسلام کے موالات اور فرولند قومس سے قطع تعلق کر لینے کے شرط پر عہد نامہ لکھا گیا خلیفہ حکم نے توثین عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھہ پر ہاتھہ مارا اور اردون نے اپنے بیٹے غرسیہ کو مزید اطمینان کے لئے دربار خلافت مین محبوس کر دیا چنانچہ تکمیل عہد نامہ کے بعد صلے اور جایزے اردون کو اور اسکے ہمراہیون کو مرحمت ہوئے بوقت مراجعت ان لوگون کے ہمراہ قرطبہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی، اصبغ بن عبداللہ بن جاتلیق اور عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہم بھیجے گئے کہ اردون کے ملک مین پہنچکے اسکے تخت نشینی کے رسم مین شریک ہون اور اسکے رہین کو قرطبہ لے آئین یہہ واقعہ ۳۵۱ھ کا ہے۔

انہین دنون اردون کے ابن عم شانجہ بن رذمیر نے پھر اہل جلیقہ و سمورہ کے

سرداران اور مسیحی علماء کو بطور وفد دربار شاہی مین اظہار اطاعت اور شاہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور یہہ امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ کے بزرگ باپ خلیفہ ناصر نے مجھے تخت حکومت پر متمکن فرمایا تھا اسیطرح آپ بھی مجھے بحال وقائم رکھے خلیفہ حکم نے انلوگون کے عہد و اقرار کو بچند شرایط قبول و منظور فرمایا از انجملہ اون قلعات اور برجون کا منہدم کرنا تھا جو ممالک اسلامیہ کے سرحد پر بنا لئے گئے تھے۔ بعد اسکے پریزیڈنٹ فرانس کیطرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی سفارت آئی۔ اسی وقت ملوک برشلونہ اور ہنگریہ بھی سفارتین اظہار خلوص کی غرض سے بھیجین اور یہہ درخواست کی کہ دونون سلطنتون مین جیسا کہ اس سے پیشتر عہد و اقرار تھا وہی قائم و بحال رکھا جاے سفارت کے ساتھہ ان دونون بادشاہون نے کچھہ تحفے بھی بھیجا تھا وہو ہذا "حلقالیہ کے خواجہ سراؤن کے لڑکے بیس نفر بیس قنطار سمور کا اُدن"، "پانچ قنطار قصدیر، دس صقلبی زرہین اور دو سو فرانسیسی تلوارین"

خلیفہ حکم نے ان لوگون کے تحائف کو قبول فرمایا اور ان شرایط سے مصالحت کرلی کہ یہہ دونون ان قلعات کو منہدم و مسمار کرادین جو حدود ممالک اسلامیہ کے قریب واقع ہین اور یہہ دونون آیندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد خلافت مآب کے خلاف نکرین اور آیندہ عیسائیون کو مسلمان تاجروں کی مزاحمت اور ایذا رسانی سے روک دین۔

بعد ازان غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنش کے سفراء و سردار و علمائے نطمارے کے ایک گروہ کے ساتھہ دربار حکم مین حاضر ہوئے اور مصالحت کی درخواست پیش کی اگرچہ اسنے سفارت کے بھیجنے اور مصالحت کی درخواست کرنے مین توقف کیا تھا مگر

---

ف ۱ ایک قنطار سور طل کا ہوتا ہے اور ایک رطل برابر سوتا ہے ۳۰ تولہ کے۔ قصدیر یا قزدیر ایک معدنی جسم ہے

خلیفہ حکم نے اپنی فیاضی اور عام اخلاق سے اسکو محروم نہ کیا اسکی بھی درخواست منظور فرمائی۔ چنانچہ سفرار بادشاہ بشکنس نے کامیابی کے ساتھ مراجعت کی۔

سنہ ... مین مادر لزریق بن بلاکش سردار مغربی جلیقہ جو بسبب مین سرپرور اور ممتاز تھا دارالخلافت قرطبہ مین خلیفہ حکم کی خدمت مین آئی خلیفہ حکم نے اسکی بڑی خاطر و مدارات کی ارکین دولت کو اسکے استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا جسمین تمام شاہی محل اور دربار آراستہ کیا گیا چنانچہ مادر لزریق نے حاضر ہوکر مصالحت و مراسم اتحاد قائم رکھنے کی درخواست پیش کی خلیفہ حکم نے اسکی خواہش اور استدعا کے مطابق اسکے بیٹے کیلئے عہدنامہ صلح لکھدیا اور اسکو بہت سا مال زر عطا کیا جو اسکے ہمراہی وفود مین تقسیم کردیا گیا علاوہ اسکے ایک خچر سواری کے لئے مرحمت ہوا جسکی زین اور لگام مطلا تھی اور جھول دیبا کی تھی بعد اسکے حکم کے ارکین دولت نے اس سے بازدید کی ملاقات کی مشایعت کی غرض سے قرطبہ کے باہر تک آئے اور کافی طور سے سامان سفر جایزے، خلعتین، اور صلے خلیفہ حکم کیطرف سے دئے گئے۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوجین حدود المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کیجانب بڑہین اور ملوک زناتہ مغراوہ اور مکناسہ کو خلیفہ حکم کے سامنے شاہنشاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیام دیا ان لوگون نے بطیب خاطر اپنے کو خلیفہ حکم کے ظل حمایت مین داخل کرکے اسکے اقتدار شاہی کو تسلیم کرلیا اور اسکے نام کا خطبہ اپنے یہان کے جامع مساجد مین پڑہنے لگے۔ اسی وجہ سے دعوت حکومت شیعہ کو ان لوگون مین مزاحمت کی نوبت آئی۔

انکے ملوک مین سے بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم مین حاضر ہوئے تھے چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگون کو معقول صلے عنایت کئے۔ تو قیر سے

ٹھہرایا اور نہایت عزت سے واپس کیا اور ان کے ملوک مین سے بنی ادریس کو سرحد پر سرسبز و شاداب مقام پر ٹھہرایا پھر براہ دریا ان کو قرطبہ لے آیا اور جلاوطن کرکے اسکندریہ کیجانب روانہ کردیا جیساکہ آیندہ ہم اسکو تحریر کرینگے۔

خلیفہ حکم علوم اور فنون کا شیدائی، اہل علم و فضل کا قدردان اور عزت کرنے والا ہر قسم کی کتابون کا اس درجہ شایق اور جامع تہا کہ اس سے پیشتر کے ملوک اندلس نے اسقدر کتابین نہین جمع کی تہین۔

ابن حزم کہتا ہے کہ مجھے خواجہ سرا تلید نے جو کتب خانہ واقعہ مکان بنی مروان کا داروغہ تہا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ مین صرف دواوین کی چوالیس جلدین فہرست کی تہین ہر فہرست مین بیس بیس اوراق تہے جسمین سوائے اسمار دواوین کے اور کتابون کے اسمار نہ تہے۔ حکم نے علم اور فضل کا دارالحکومت قرطبہ مین بازار لگا دیا تہا دور و دراز ملکون سے اہل علم و فضل اسکی کشش مقناطیسی سے کھینچے آتے تہے۔ ابوعلی القالی مولف کتاب الامالی بغداد جیسے اسلامی دارالسلطنت سے قرطبہ چلا آیا۔ خلیفہ حکم نے اس کی بیحد عزت اور قدرافزائی کی اہل اندلس نے اسکی علم سے فائدہ اوٹہایا براہ قدرافزائی خلیفہ حکم نے اسکو اپنے مخصوص مشیرون مین داخل کرلیا اور اسکے علم سے مستفاد ہوا۔ نادر و نایاب اور نئی کتابون کے بہم پہونچانے کے لئے تمام عالم مین معتبر معتبر آدمیون اور تجار کو روانہ کیا کہ جسقدر نادر کتابین دستیاب ہون زرکثیر ان کی خریداری مین صرف کرکے انکو حاصل کرلین اور قرطبہ بہیجدین۔ جہان کہین سن پاتا کہ فلان شخص نے فلان کتاب تصنیف کی ہے فوراً اس سے قبل اشاعت اس کتاب کو خرید کرکے اپنے کتب خانہ مین داخل کرلیتا تہا چنانچہ ابوالفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی کے ساتہہ یہی معاملہ پیش آیا ابوالفرج خاندان بنی امیہ سے تہا

حکم نے ایکہزار دینار سرخ اسکے پاس بھیجدئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عراق
مین شایع ہونے سے پیشتر منگوا کر اپنے کتب خانہ مین رکھ لیا - ایسا ہی واقعہ
قاضی ابوبکر ابہری مالکی کے ساتھہ پیش آیا تھا جبکہ اسنے مختصر ابن عبد الحکیم کی شرح
لکہی تہی - بڑے بڑے خوشنویسون اور خطاط اور عمدہ عمدہ جلد سازونکا دارالخلافت
قرطبہ مین جمگہٹا رہتا تہا - اور جو کتاب بقیمت نہ مل سکتی تہی تو اوسکی نقل کرلیجاتی تہی
غرض اندلس مین اسقدر ذخیرہ کتابون کا فراہم ہوگیا تہا کہ خلیفہ حکم سے پہلے اور نہ
اسکے بعد نہین جمع ہوا البتہ خلیفہ ناصر عباسی ابن مستضی تاجدار سلطنت بغداد نے
ایسا ہی ذخیرہ کتابون کا جمع کیا تہا - اس زمانہ سے یہ کتابین برابر مجلسرای شاہی
قرطبہ مین رہین تا آنکہ زمانہ محاصرہ بربرین بہ اجازت وحکم واضح حاجب اکثر
کتابین فروخت کرڈالی گئین واضح حاجب منصور بن ابی عامر کے خدام سے تہا -
باقی کتابین جسوقت بربر نے قرطبہ مین قدم رکہا اور بزور تیغ اسپر قابض ہوئے
لٹ گئین جیسا کہ آیندہ ہم تحریر کرینگے -

خلیفہ حکم کے عہد حکومت مین اس کی فوجین بلاد سرحدی المغرب الاقصے
اور المغرب الاوسط کو برابر پائمال اور تاخت وتاراج کرتی رہین - ملوک زناتہ، مغراوہ،
اور مکناسہ نے نہایت خوشی سے اسکی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا
اور اسکے نام کا خطبہ اپنے ہان کے ممبرون اور مسجدون مین پڑہا اور اسی ذریعہ
سے ان لوگون نے دعوت حکومت شیعہ سے جو کہ ان دنون ان کے
گرد ونواح مین پہیلی ہوئی تہی تزاحم کیا - ان کے ملوک وسلاطین آل خزر
اور بنی ابی العافیہ بطور وفد خلیفہ حکم کے دربار مین حاضر آئے خلیفہ حکم
نے ان لوگون کی وفد کی بے حد عزت کی اور معقول جایزے
عنایت کئے -

**ہشام مؤید کی حکومت**

بعد اسکے خلیفہ حکم المستنصر باللہ اموی تاجدار اندلس مرض فالج مین مبتلا ہوا رفتہ رفتہ مرض نے اسقدر ترقی کی کہ صاحب فراش ہوگیا اور سولہ برس حکومت کرکے گوشہ قبر مین جا چھپا بعد اسکے ہشام اسکے بیٹے نے

---

لہ خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر اگرچہ اس شان و شوکت اور رعب داب کا حکمران نہ تھا جیسا کہ اس باپ کا خلیفہ ناصر تھا مگر پھر بھی مستنصر کے جلال سے یورپ کے سلاطین مرعوب ہورہے تھے۔ اور اس سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کو باعث فخر و عزت سمجھتے تھے۔

خلیفہ مستنصر نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن یوم پنجشنبہ کو سریر حکومت پر قدم رکھا اور تمام ملک مین اپنی بادشاہی و تخت نشینی کے فرامین اور خطوط روانہ کئے۔ عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لیتے ہی نظام حکومت کے درست کرنے شیرازہ سلطنت کو مستحکم و مضبوط بنانے، تعمیرات عامہ اور ترتیب افواج کیجانب توجہ کی۔

ناصر کی وفات اور مستنصر کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی سلاطین اور امرا نے ممالک اسلامیہ کیطرف پیشقدمی شروع کی اور یہہ خیال کرکے کہ خلیفہ ناصر تو انتقال ہو ہی چکا ہے اور اسکا جانشین محض کتابی کیڑا ہے عہد شکنی پر آمادہ ہوگئے۔ خلیفہ مستنصر نے انکے مقابلہ پر فوجین بھیجین ان فوجون کی سپہ سالاری کبھی تو وہ خود کرتا تھا اور گاہے گاہے اپنے نامور سورما اور جنگ آزما امرا و وزرا کو امیر لشکر مقرر کرکے روانہ کرتا تھا اور اس فوج کشی مین کامیابی حاصل کرتا تھا۔ انگریزی مورخین کا یہہ خیال ہے کہ خلیفہ مستنصر کتابی کیڑا تھا اور اسکو مخالفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبدالرحمن ثالث الناصر لدین اللہ کا بیٹا ہونا فتحیاب کرتا تھا کیونکہ مخالفین کے دلون پر اسکے باپ کے رعب و داب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اگر انکا یہہ خیال صحیح تسلیم کرلیا جاے تو کسی طرح یہہ نہین سمجھ مین آتا کہ سرحدی عیسائیونکو عہد شکنی پر تحریک کون کرتا تھا اصل حقیقت یہ ہے کہ ان احسان فراموشونکو خلیفہ ناصر کی کفش برداری اور قتل و غارتگری

سریر خلافت پر قدم رکھا یہ اسوقت کم سن تھا قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔ خلیفہ حکم نے اسکے وزارت پر محمد بن ابی عامر کو متعین کیا تھا۔ محمد بن ابی عامر پہلے دفتر قضا مین ملازم تھا

بقیہ ۳۳۳ بھول گئی تھی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انہون نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیاب رہے اور اس کا ضروری نتیجہ یہہ ہوا کہ سبھون نے حاضر ہوکر پھر مصالحت کی درخواست کی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ جیسا کہ تم اصل ترجمہ تاریخ مین ابھی پڑھ چکے ہو۔

آخری ماہ صفر ۳۵۱ھ مین اردون اور ڈونو بن انونش معہ اپنے بیس مصاحبون کے بطور وفد ملک اندلس مین داخل ہوا۔ غالب ناصری اسکو اپنے ہمراہ لئے ہوے قرطبہ کیجانب روانہ ہوا اثنار راہ مین محمد و زیاد پسران افلح ناصری عظیم فوج لئے ہوے ملے اگلے دن یہہ دونون معہ اردون کے قرطبہ کیطرف روانہ ہوئے خلیفہ مستنصر نے اس سے مطلع ہوکر ہشام مصحفی کو بہت بڑی فوج باضابطہ کے ساتھ اردون کے استقبال کا حکم دیا چنانچہ غالب، محمد، زیاد اور ہشام مصحفی اردون کو معہ اسکے بیس ہمراہیون کے قرطبہ کے شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے اردون نے مابین باب سدہ و باب جنان پہنچکے دریافت کیا "مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہہ مدفون ہوئے ہین" اشارہ سے بتلایا گیا کہ قصر خلافت کے اس حصہ مین مدفون ہین۔ اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اوتار لی مکان قبر کے طرف ذرا جھکا اور دعا کی بعد ازان سر پر پھر ٹوپی رکھہ لی۔ خلیفہ مستنصر نے دار ناعورہ مین ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اس مکان کو پہلے ہی سے فرش فروش اور فرنیچر سے آراستہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ کمال عزت و احترام سے اردون اس مکان مین ٹھہرایا گیا۔ پنجشنبہ اور جمعہ دو دن بغرض اسایش مقیم رہا تیسرے روز یوم شنبہ کو خلیفہ مستنصر نے اردون کو دربار مین حاضر ہونیکی اجازت دی۔ جس طرح خلیفہ ناصر نے سفراء سلاطین کے حاضر ہونے پر دربار کو آراستہ کیا اور سجایا تھا اسیطرح خلیفہ مستنصر نے دربار کے آرایش مین اپنی توجہہ صرف کی۔ قصر الزہراء کے مجلس شرقی مین تخت رکھا گیا اخوان الریاست اور انکے بیٹے بعدہ وزراء اور انکے بیٹے پھر

خلیفہ حکم نے اسکی ملازمت کو محکمۂ وزارت مین تبدیل کرلیا رفتہ رفتہ کل امور کا انصرام و اسکے سپرد کردیا گیا آدمی ہوشیار کفایت شعار تھا مستقل طور سے وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھون مین بھی عزیز اور معتبر ہوگیا۔ پس جب خلیفہ حکم نے

(بقیہ نوٹ) قاضی منذر بن سعید، حکام، فقہاء ترتیب وار علے قدر مراتب اپنے اپنے خچرون پر بیٹھے باڈی گارڈ کا رسالہ اور فوج نظام دوردیہ صف بستہ کمری ہوئی۔ محمد بن قاسم بن طملس بادشاہ اردون کو لئے ہوئے قصر الزہراء مین داخل ہوا۔ اندلس کے ذی عیسائی روسا کا ایک گروہ بھی انکے ہمراہ تھا۔ انہین لوگون مین ولید بن خیزران قاضی نصارائے قرطبہ اور عبید اللہ بن قاسم مطران طلیطلہ وغیرہما بھی تھے۔ اردون دونون صفون کے درمیان ہوکر گزرا۔ صفون کی ترتیب، زرق برق وردیان، ہتھیارون کے چمک دمک اور کثرت فوج سے ایسا متحیر ہوگیا کہ آنکھین اوپر نہین اوٹھ سکتی تھین رفتہ رفتہ باب الاقبار تک پہنچا جو قصر الزہراء کا پہلا دروازہ تھا۔ جو امراء و اراکین اردون کو لانے گئے تھے سواریون سے اوتر پڑے بادشاہ اردون اور اسکے خاص خاص سردار سواری ہی پر رہے تا آنکہ باب السدہ پر پہنچے اسوقت اردون کے سردارون کو پیادہ پا چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا پس وہ سب کے سب پیادہ پا ہوگئے صرف اردون اپنے گھوڑے پر سوار رہا محمد بن قاسم بن طملس کے ہمراہ چلا جارہا تھا۔ باڈی گارڈ کے مکان مین پہنچکے قصبہ ڈالانون مین سے بیچ کے ہال مین اوتارا گیا وسط ہال مین ایک سنگی چبوترہ تھا جسپر کرسی نقرئی رکھی تھی اردون اوس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسکے ہمراہی بھی اسکے گرد و پیش بیٹھ گئے۔ یہہ وہی مکان تھا جہان پاس سے پہلے اسکا رقیب سلطنت شانجہ بن رذمیر جبکہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار مین حاضر ہوا تھا بٹھلایا گیا تھا تھوڑی دیر کے بعد خلافت مآب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی اردون بہ ادب تمام خاص دربار کے کمرہ کی طرف چلا اسکے پیچھے پیچھے اسکے

اپنا سفر دنیا تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی بیعت لی گئی اور المؤید کا مبارک خطاب قبول کیا
اسوقت محمد بن ابی عامر نے خلیفہ حکم کے بھائی کو جو کہ دعویدار خلافت و امارت تھا بڑی بڑی
چالون سے قتل کیا بعدہ جعفر بن عثمان مصحفی (خلیفہ حکم کے حاجب) غالب والی مدینہ سالم (صعید ناصلی)

---

کل ہمراہی آہستہ آہستہ چلے جون ہی اس صحن مین پہنچا جو کہ مجلس شرقی کے مقابل تھا
جہانکہ شاہی تخت رکھا ہوا تھا اور خلیفہ مستنصر رونق افروز تھا اردون کھڑا ہو گیا اور سر سے
ٹوپی اوتار لی اور گھٹنون کے بل دونون صفون کے درمیان جو کہ دو رویہ صحن مین تھین چلنے لگا
یہانتک کہ صحن کو طے کر کے اس ہال کمرہ کے دروازہ پر پہنچا جسمین شاہی تخت رکھا ہوا تھا
بے تامل سجدہ مین گر پڑا پھر سر اوٹھایا اور چند قدم چلکے پھر سجدہ کیا مکرر سہ کرر سجدے کرتا ہوا
قریب سریر خلافت پہنچا خلیفہ مستنصر نے ہاتھ بڑہایا اردون دست بوسی کر کے اولٹے پاؤن
لوٹ کر اس گدے پر آیا جو سریر خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچھا ہوا تھا یہ گدا دیبا کا تھا
سنہرے کام سے بالکل لپا ہوا تھا اردون خلافت مآب کے اشارہ پر اس گدی پر بیٹھ گیا
بعد ازان اسکے اور ہمراہیون نے اسیطرح خلافت مآب کی دست بوسی کی اور اولٹے پانون
لوٹ کر اردون کے پیچھے آکر دست بستہ کھڑے ہو گئے ولید بن خیزران قاضی نصارائے قرطبہ
کو ترجمان کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے
شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہوا تو خلیفہ مستنصر نے ارشاد کیا "ہمکو تمہارے
آنے سے بہت بڑی مسرت ہوئی تمہارے اقبالمندی کی قوی دلیل یہہ ہے کہ تمہارے نسبت
ہمارے خیالات نہایت اچھے ہین اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد برآری مین مدد کرینگے"
اردون کا چہرہ ان فقرون کے سننے سے فرط مسرت سے چمکنے لگا جوش مین آکے فرش کو
چوم لیا جو شاہی تخت کے نیچے بچھا ہوا تھا اور کمال عجز و الحاح سے عرض پرداز ہوا "مین
امیر المومنین کا غلام ہون اور امیر المومنین کے فضل و احسانات سے امید رکھتا ہون کہ جہان پر

خواجہ سرایان محلسرائے شاہی اور انکے سردارون فائق اور جوذر سے سازش
کی اور اس معاملہ مین ان لوگون کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور
کامیابی کے ساتھہ ہشام کی خلافت و امارت کی بیعت لی

بقیہ نوٹ۔ اور جس خدمت پر امیر المومنین اپنے احسانات و افضال سے اس بندہ درگاہ
کو مامور کرین گے نہایت سجائی اور ارادتمندی سے اس خدمت کو انجام دیگا"
خلیفہ مستنصر نے جواب دیا" تم ہمارے خیال کے نزدیک اس مرتبہ و عزت کے
لائق ہو جس پر ہماری عنایات مبذول ہو سکتی ہے عنقریب ہمارے احسانات اور
افضال تمپر اس قدر ہونگے کہ تمہارے اہل ملت اور اہل خاندان تم پر رشک
کرینگے اور تم دیکھہ لوگے کہ ہمارے ظل عاطفت مین آجانے سے اس قدر
آرام اور اسایش پاؤگے" اردون یہ سنکر فرط مسرت سے سجدہ مین گر پڑا
تھوڑی دیر کے بعد سر اوٹھا کے گذارش کی شائستہ میرا چچازاد بھائی خلیفہ سابق
کی خدمت فریادی بنکر حاضر ہوا تھا اسکی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی وہ حقیقت مین مضطر بانہ
حاضر ہوا تھا اسکو اسکی رعیت نے بوجہ ظلم و بداخلاقی معزول کر دیا تھا اور بجائے
اسکے مجھے سرداری کے لئے منتخب کیا تھا حالانکہ مین نے اسکی کوئی کوشش نہین
کی تھی چنانچہ مین نے اوسکو سریر حکومت سے اوتار دیا اور وہ مضطربانہ بحال پریشان مرحوم خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا
مرحوم خلیفہ نے اسکی عزت و توقیر کی اور اسکی خواہش کے مطابق اسکی مدد کی مگر
اس نے اپنے منصبی فرائض نہ ادا کئے اور نہ احسانات شاہی کا شکریہ ادا کیا
اور نہ اون حقوق کی نگہداشت کی جو اسپر مرحوم خلیفہ اور بعدہ امیر المومنین کے
تھے۔ یہہ ارادتمند بلا کسی ضرورت اور حاجت کے درد دولت کی آستانہ بوسی
کو حاضر ہوا ہے محض شاہی عنایت کا امیدوار اور خلافت پناہی کے لطف و کرم
کا خواستگار ہے۔ اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے خیالات

(۱۱) ماہ نومبر ۱۹۰۷ء

**حالات منصور بن ابی عامر** محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ ہشام کی کم سنی کیوجہ سے امور سیاسی مین پیش پیش ہو رہا تھا اور سلطنت و دولت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا تھا بعد وفات خلیفہ حکم بجید بڑھ گئے۔ اہل دولت اراکین سلطنت کے ساتھہ چالین چلنے لگا ایک کو دوسرے سے لڑا دیا۔ بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

(بقیہ نوٹ) نیک ہین اور وہ بدل و جان میری حکومت کے خواہان ہین، خلیفہ مستنصر نے ارشاد کیا "ہمنے تمہارے کلام کو سمجھا عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات کا دوچند اس سے ثمرہ حاصل کروگے جس قدر کہ ہمارے نامور باپ نے تمہارے ہمچشم پر کئے تھے اگرچہ اسکو فضیلت سبقت کی حاصل ہے مگر یہ فضیلت ایسی نہین ہے کہ تمہارے کسی قسم کے حقوق نظر انداز کئے جائین انشا اللہ تعالے تم ہمارے حضور سے محسود اور مغبوط اپنے ملک واپس جاوگے ہم تمہارے ملک تمہاری حکومت کی بنیاد مستحکم کر دینگے جو لوگ تمہاری مخالفت کرینگے ہم انکو اس مخالفت کا مزہ چکھا دینگے ہم اپنے احسان اور فضل عام سے تمکو اسی رتبہ پر پہنچا دینگے جسپر کہ تم پہلے تھے اور جو بلاد تم سے چھین کئے گئے ہین ہم اسکو پھر تمکو واپس دلا ینگے۔ بوقت مراجعت اسی مضمون کا فرمان لکھکر ہم تم کو عطا کرینگے تا کہ وہ تمہارے اور تمہارے چچا زاد بھائی کے حقوق کی نگہداشت اور تمہارے تقرری پر دلالت کرے۔ انشاء اللہ تعالے ہم تمکو تمہاری امید سے زیادہ اپنی عنایتون سے محظوظ اور مسرور کرین گے واللہ علے ما نقول وکیل" اردون نے یہ سنکر شکرانہ کا دوبارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل کرکے اولٹے پاؤن دربار سے لوٹا تا کہ خلافت مآب کی طرف واپسی مین پیچھا نہو۔ دو خواجہ سرا اردون کے دونون بازو پکڑ کے مجلس غربی کے صحن مین لائے اب اس وقت اردون کے ہوش و حواس درست ہو گئے تھے آنکھین اٹھا کے پھر مجلس شرقی

منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ خاندان معافر سے تھا اسکا نام محمد تھا عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن عبداللہ بن عامر محمد بن ولید بن یزید بن عبدالملک معافری کا بیٹا تھا عبدالملک معافری (منصور کا جداعلیٰ) طارق فاتح اندلس کے ہمراہ

(بقیہ نوٹ) کی طرف دیکھا تو تخت شاہی کو خالی پایا۔ شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا بعدازان وہی دونون خواجہ سرا اردون کو اس ہال کمرہ مین لائے جو مجلس غربی سے ملا ہوا تھا اور اسکو ایک مخملی گدے پر جسپر طلائی کام بنا ہوا تھا بٹھایا اتنے مین جعفر حاجب (لارڈ چمبرلین) آپہونچا اردون دیکھہ کر اوٹھہ کھڑا ہوا براہ عجز و الحاج دست بوسی کو بڑھا جعفر نے دست بوسی سے روک کر معانقہ کیا اور اسکے پاس بیٹھکر باتین کرنے لگا اور اسکو خلافت مآب کے ایفاء وعدہ کا اچھی طرح سے یقین دلایا اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دوچند ہوگئی۔ بعد ازان حاجب نے اردون اور اس کے کل ہمراہیون کو علے قدر مراتب خلعتین دین۔ چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھہ اپنے ملک واپس گیا۔

اس موقع پر بھی اہل علم نے خطبہ دیے شعراء نے قصائد پڑہے تمام دارالخلافت قرطبہ مین مسرت کا اظہار کیا گیا۔ دیکھو المقاری مطبوعہ لندن جلد اول صفحات ۱۵۰ لغایت ۱۵۲

مورخین لکھتے ہین کہ خلیفہ مستنصر کثیر الاخلاق نفیس مزاج، عالم، علم علوم و فنون کا شایق علماء اور اہل ہنر کا قدردان جو لوگ اس سے ملنے آتے تھے۔ ان کے کمال عزت کرتا تھا۔ کتابون کے جمع کرنے کا بیحد شوق تھا۔ اس کے کتب خانہ مین چار لاکھہ جلدین مختلف علوم و فنون کی تھین۔ ابن فرضی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہین کہ خلیفہ مستنصر کے کتب خانہ مین کم ایسی کتابین تھین جسپر اس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکھا ہو۔ کم از کم اس نے ہر کتاب پر اس قدر تو ضرور لکھہ دیا تھا کہ یہ کتاب فلان فن کی ہے فلان شخص اسکا مولف ہے مولف کا جاے ولادت اگر مرچکا ہے تو تاریخ وفات بھی لکھدیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ مستنصر محض کتابون کے جمع کرنیکا شایق اور کتابی کیڑا نہ تھا

اندلس آیا تھا۔ فتح اندلس مین اس نے بہت بڑا حصہ لیا تھا اور بڑے بڑے نمایان کام کئے تھے منصور ابن ابی عامر بھی بہت بڑا با اقبال شخص تھا ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہونچا خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کو قلمدان وزارت اسکے سپرد کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔

خلیفہ حکم کے انتقال کر جانے پر خلیفہ ہشام نے محمد ابن ابی عامر کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا۔ محمد نے اپنی مدبرانہ چالون اور حکمت عملیون سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھہ دبالیا کہ وزیرون کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا۔ شاذ و نادر ایسے ایام ان لوگون کو اتفاق سے نصیب ہوتے تھے کہ جن مین یہہ لوگ دربار شاہی مین حاضر ہو کر سلام کرتے اور پھر اولٹے پاؤن واپس آتے تھے شاہی فوجونکی تنخواہون مین معقول اضافہ کیا۔ علماء کے مراتب بڑھائے اہل علم کی قدر افزائی کی۔ اہل بدعات کا قلع و قمع کیا۔ نہایت دانشمند، صائب الرائے۔ شجاع، فنون جنگ سے واقف اور مذہب کا بیحد

بقیہ نوٹ۔ بلکہ اسکا وقت کتب بینی مین بھی صرف ہوتا تھا افسوس ہے کہ مستنصر کی اس قدر دانی علوم و فنون سے غیر قومین براہ حسد و رشک عیب کی نگاہ سے دیکھتی ہین سچ ہے ؎ عیب نماید ہنرش در نظر

یہہ تھے سلاطین اندلس جنکے آگے بادشاہان یورپ زانوے ادب تہ کرتے تھے اور اپنی نزاعون اور قضایا اور خصومتون کو فیصل کرنے کی غرض سے ان کے حضور مین بہ کمال ادب پیش کرتے تھے اور اسکو باعث فخر سمجھتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان مین خلاف شریعت کا رواج چل نکلا تھا جسکا احساس ان کو نہین ہوا اور آخر مین یہی باعث زوال سلطنت ہوا والبقاء للہ وحدہ۔ مرحوم نے قصر قرطبہ مین دوسری صفر ۳۶۶ھ کو سوا سال حکومت کرکے بعارضہ فالج انتقال کیا

پابند تہا اراکین دولت اور روسا سلطنت مین سے جن لوگون نے اسکی
مخالفت اور اسکے کامون مین مزاحمت کی ان لوگون مین سے کسیکو بحکمت
عملی معزول کیا کسیکا درجہ توڑدیا اور کسیکو کسی کے ذریعہ قتل کرادیا یہہ
کل امور خلیفہ ہشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پاتے
تہے ۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے کل مخالفون کا استیصال
کردیا انکی جماعت کو منتشر کردیا ۔ سب کے پہلے قصر خلافت کے مقالبہ خدام
خواجہ سرایان کے نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے
اور بارگاہ خلافت سے مردود کرنے پر ابھار دیا حاجب مصحفی نے ان لوگون
کو ذلیل کر کے قصر خلافت سے نکالدیا یہہ لوگ تعداد مین آٹھ سو یا اس سے
زاید تہے ۔ بعد اس کے محمد بن ابی عامر نے غالب (حکم کے مولی اور سپہ سالار
افواج سرحدی) کی بیٹی سے عقد کرلیا اور حد درجہ کی اسکی اطاعت
اور فرمانبرداری کرتا رہا اسکے ذریعہ سے اس نے مصحفی کے اقتدار
کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے محو و نیست و نابود کر کے
معزول کرادیا ۔ بعد ازان غالب سپہ سالار افواج سرحدی کی اوکہاڑ
بچھاڑ جعفر بن علی بن حمدون والی میانہ کے ذریعہ سے کی ۔ یہہ جعفر
وہی ہے جو شروع عہد حکومت حکم مین زناتہ اور بربریون کو لیکے حکم
سے لڑا تہا ۔ غالب کی برخاستگی کے بعد اس نے جعفر پر بھی اپنا
ہاتھ صاف کیا عبدالودود ابن جوہر اور ابن ذی النون وغیرہما
جیسے سرداران عرب سے سازش کر کے جعفر کی زندگانی
کا بھی خاتمہ کردیا ۔ الغرض محمد بن ابی عامر نے اراکین سلطنت اور سرداران
دولت کی اوکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی

سرحدی باشندون زناتہ اور بربر سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ صنہاجہ، مغراوہ، بنی یفرن، بنی برزال اور مکناسہ وغیرہم کو حکومت وسلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے اور انہین لوگون کو افواج شاہی کی سرداری عطا کی۔ محمد بن ابی عامر نے انہین چالون اور حکمت عملیون سے نوعمر خلیفہ ہشام کو شاہ شطرنج بنا کے قصر خلافت کے بساط پر بٹھا دیا اور خود حکمرانی کی عبا پہنکے حکومت کرنے لگا۔ خلیفہ ہشام اپنی شان خلافت لئے ہوے محلسرائے خلافت کی چاردیواری کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے بلاد ہسپانیہ مین اپنی حکومت اور رعب وداب کا سکہ چلا دیا کل امور سلطنت کا نظم ونسق خود کرتا تھا سرحدی عیسائی شہزادون پر ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب دیتا تھا اور عربی نژادون کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا جاتا تھا تا آنکہ کمال استقلال اور استحکام کے ساتھہ حکومت و دولت پر مستولی ہوگیا جو جو اراکین دولت اسکے سد راہ تھے ان کے نام ونشان کو مٹا دیا۔ خاص اپنی سکونت کے لئے ایک شہر موسوم بہ زاہرہ آباد کرایا۔ شاہی خزائن، میگزین اور ہر قسم کے اسباب وہین اوٹھا لے گیا۔ اور وہین تخت حکومت پر بیٹھہ کر حکمرانی کرنے لگا محمد بن ابی عامر نے اس پر فقط اکتفا نہین کیا تھا بلکہ یہ حکم بھی صادر کیا تھا کہ بادشاہون کی طرح میری تعظیم وتکریم کی جائے اور انہین کی طرح مجھے آداب والقاب لکھے جائین "باین ہمہ الحاجب المنصور کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ خطوط، فرامین اور سکے

اسی کے نام سے جاری کئے جاتے تھے - ممبرون پر اسکے نام کا خطبہ
پڑہا جاتا - سکہ بہی اپنے نام کا مسکوک کرایا اور پھریرون اور جھنڈون پر
اپنے نام کو لکھوایا - علاوہ براین اپنا خاص دفتر علیحدہ قایم کیا بربریون
اور آزاد غلامون سے فوجین مرتب کین - نومسلمون اور غلامون کو بڑے
بڑے عہدے عطا کئے اور ان چالون اور حکمت عملیون سے جسکو چاہا دبا
لیا جو چاہا کر گذرا جوانمرد اور دلیر تھا جہاد اور جنگ کفار پر اکثر بذات جاتا تھا - اپنے زمانہ حکومت مین
بارون جہاد کئے ایک جہاد مین بھی اس کا جھنڈا سرنگون نہین ہوا اور
نہ اس کی فوج برداشتہ خاطر اور بددل ہوئی نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ
پہونچا اور نہ اس کے کسی سریہ کو ہلاکت کا سامنا ہوا اسکی فوج طفر موج
سرحدی بلاد سے متجاوز ہو کر سواحل بربر تک پہونچگئی تھی - مدبرانہ چالون سے
ملوک بربر کو باہم لڑا کر ان کی قوت کو سلب کر لیا تھا - یہی اسباب تھے
جن سے اسکی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب مین کامیابی کے ساتھ
چلا - ملوک زناتہ نے اپنی بداقبالی کا یقین کر کے اسکی اطاعت قبول
کر لی تھی اور اس کے شاہی اقتدار کو بخوشی خاطر تسلیم و قبول کر لیا
تھا اس کا بیٹا عبد الملک ملوک مغراوہ آل خزر کی سرکوبی کو فاس پر
چڑھ گیا تھا - بات یہہ ہوئی تھی کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغراوہ
نے خلیفہ ہشام کو ناتجربہ کار حکمران تصور کر کے اپنے حدود
مملکت کو کسی قدر بڑہا لیا تھا پس عبد الملک نے ۳۵۶ھ مین زیری
پر فوج کشی کی اور پہونچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھہ قبضہ کر لیا
بعد کامیابی اپنے طرف سے ملوک زناتہ کو ملک مغرب اور اس کے
صوبجات سجلماسہ وغیرہا پر مامور کیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کرین گے

زیری بن عطیہ نے تاہرت مین جاکے پناہ لی چنانچہ اسی زمانہ فراری مین مرگیا - بعد ازان عبدالملک نے واضح کو ملک مغرب کی حکومت پر مامور کرکے قرطبہ کیجانب مراجعت کی -

محمد[1] بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم جو درحقیقت اسم بامسمے تھا ایسے غلبہ اور رعب و داب کی ستایئس سال حکومت کرکے جہاد سے واپس آتے ہوئے مدینہ سالم مین پہونچکے ۳۹۲ھ ۱۰۰۲ء مین رہگرائے ملک آخرت ہوا -

---

[1] مولف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات مین ابن سعید نے لکھا ہے کہ محمد بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم قریہ ترکش کا رہنے والا تھا اسکا مورث اعلے عبدالملک طارق کے ساتھ اندلس مین آیا تھا -

ابن حیان نے اپنی کتاب مخصوص دولت عامریہ مین فتح نے مطمح مین، حجازی نے مسہب مین شقندی نے طرف مین بالاتفاق تحریر کیا ہے کہ منصور اعظم قریہ ترکش کا اصلی باشندہ تھا - لڑکپن ہی سے قرطبہ چلا آیا تھا اور یہین تعلیم اور تربیت حاصل کی بعد ازان محلسرائے خلافت کے قریب ایک دوکان لے کر خطوط نویسی کرنے لگا خدام قصر خلافت کے خطوط اور اہل غرض و حاجتمندون کی عرضیان لکھکر اپنی اوقات بسر کرتا تھا - اتفاق سے سیدہ صبح مادر موید (ہشام) نے حساب کے لکھوانے کے لئے منصور اعظم کو بلوا بھیجا - منصور اعظم نے دیانت داری اور مستعدی سے اس خدمت کو انجام دیا - بعض خواجہ سرایون نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم کی تقریب اور توصیف کی سلطانہ بیگم اسکی خدمت سے اس درجہ خوش ہوئین کہ اُسکو بعض مواضعات کا قاضی مقرر کردیا - آدمی ہوشیار اور زمانہ کی رفتار سے آگاہ تھا نہایت دانائی سے اس خدمت کو انجام دیا تھوڑے دنون مین اشبیلیہ

**مظفر بن منصور** مظفر کے انتقال کے بعد اسکا بھائی عبدالرحمن اسکا جانشین ہوا اور الناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا۔ اس نے امن و امان قایم رکھنے ملک و حکومت پر متغلب و متصرف رہنے اور خلیفہ ہشام

(بقیہ نوٹ) کی زکوٰۃ اور وراثت کی خدمت بھی اسکے سپرد ہوگئی۔ اس نے اپنی خداداد قابلیت اور نیز تحائف و ہدایا سے سلطانہ بیگم کو اپنے اوپر اس قدر مہربان بنالیا اور اس قدر رسوخ بڑھالیا کہ کسی غیر کو خواب مین بھی اس زمانہ مین یہہ مرتبہ نہین حاصل ہوا تھا باین ہمہ اس نے مصحفی کی اطاعت اور فرمانبرداری مین بھی ذرہ بھر بھی کوتاہی نہین کی تا آنکہ ہشام تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہشام کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی سلطانہ بیگم کو امور سلطنت مین پوری پوری مداخلت تھی اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرز عمل اور عالمانہ تدابیر سے اسکا پیش دست تھا۔ اتفاق سے اسی زمانہ مین عیسائیون نے ممالک اسلامیہ پر فوج کشی کی مصحفی نے ان کی مدافعت پر محمد بن ابی عامر کو مامور کیا محمد بن ابی عامر نے بعنایت اللہ جل شانہ عیسائیون کو ہزیمت دے دی اس سے اسکی مقبولیت اور بڑھ گئی خواص و عوام اسکو محبت کی نظرون سے دیکھنے لگے۔ داد و دہش کا مادہ بھی اس مین موجود تھا کچھ لوگون کو گردیدگی اس سے ہوئی غرض کسیکو اپنی مردانگی اور دلاوری سے، کسیکو اپنی داد و دہش سے، کسیکو پابندی شریعت اور قانون سے، کسیکو اپنی عالمانہ تدابیر سے اپنا ہمدرد اور بہی خواہ بنالیا اور جن لوگون نے اسکی ذرا بھی مخالفت کی یا اسکو انکی جانب سے خطرہ ہوا بہ حکمت عملی حرف غلط کی طرح سے نکال کر پھینکدیا۔ مصحفی کے ذریعہ سے صقالبہ (محلسرائے خلافت کی متعلقہ فوج خواجہ سرایان صقالبہ یعنی سلیم) کو نکلوایا بعد ازان مصحفی کو جوڑ توڑ لگا کر غالب کے ذریعہ سے معزول کیا۔

۱۹۰۷ء (۱۳۲۵ھ)

کو بزور حکمت عملی و تدابیر مناسب دبائے رکھنے مین وہی رویہ اختیار کیا جو اسکے باپ اور بھائی کا تھا۔ بعد چندے اسکے دماغ مین رتبہ خلافت حاصل کرنے کی ہوس سمائی چنانچہ خلیفہ ہشام سے جو کہ برائے نام حکومت

(بقیہ نوٹ) پھر غالب کو جعفر کے آڑے اپنے تئیں مقصود کا نشانہ بنایا بعد چندے جعفر کو عبد الرحمن بن محمد بن ہاشم تجیبی کے ہاتھون ذلیل اور خوار کیا حقیقت یہہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادون مین حد درجہ کا مستقل اور اسکے پورے کرنے مین نہایت مضبوط تھا۔ ان اشخاص مذکورین کی معزولی و برطرفی اسوجہ سے نہین ہوئی کہ یہہ لوگ منصور اعظم کی ترقی کے سدراہ تھے بلکہ ملکی و سیاسی مصلحتون نے منصور کو ان لوگون کی معزولی اور برطرفی پر قائل اور آمادہ کیا تھا۔ ان لوگون نے اپنی غرضون کا ملک و دولت ہسپانیہ کو نشانہ بنا رکھا تھا اور منصور اعظم کو یہہ باتین پسند نہ آتی تھین۔ اسکے زمانہ کو مورخین مغرب نے اندلس کے لئے نمونہ رحمت الہی شمار کیا تھا۔ اس نے اندلس کے خود غرض قبائل عرب کو بربریون اور اجنبیون کے ذریعہ سے زیر و زبر کرکے اندلس کو پر امن اور مہذب حکومت بنایا تھا۔ اسکے کارنامی ایسے ہین جو آب زر سے لکھے جانیکے قابل ہین اس نے اپنے زمانہ حکومت مین ۵۶ جہاد سرحدی کفار پر کئے اور کسی مین بھی ناکامی نہوئی۔ بنفس نفیس لڑائیون مین جاتا تھا اکثر سرحدی امرار کو ایک دوسرے سے لڑا کر کمزور کر دیا تھا۔ اسکے نسبت مطمح مین فتح تحریر کرتا ہے کانت ایامہ احمد ایام وسہام باسہ اسد سہام غزالروم شتاتیا وصائفو مضی بغمایر وم زاجراً وعایقاً۔ باین ہمہ عروج وسطوت اس نے اپنے نام سے "حاجب" کے لقب کو متروک نہین کیا تھا۔ نسباً باپ کیجانب سے معافری تھا اور مان کی طرف سے تمیمی۔ لہذا دونون جانب سے اسکو شرافت نسبی حاصل

وسلطنت کا مالک تھا یہہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر فرمائے خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ارباب حل وعقد و اصحاب سورے کو مجتمع کرکے ابوحفص بن برد کو عہدنامہ لکھنے کا حکم دیا۔ یہہ دن بیحد چہل پہل کا تھا تمام شہر چراغان کیا گیا تھا۔ غرض ابوحفص نے حسب حکم ہشام ناصر کی ولیعہدی کا فرمان بایں مضمون تحریر کیا

(بقیہ نوٹ) ہوئی تھی

منصور نے اپنے زمانہ حکمرانی مین رفاہ عام کے بھی بہت سے کام کئے تھے جس سے اسکی نیک نیتی اور نفع رسانی خلائق کا ثبوت ملتا ہے ازانجملہ قرطبہ کے نہر اعظم کا پل ہے ابتدائے ۳۷۵ھ مین اس پل کا بنیادی پتھر رکھا گیا ۳۷۶ھ کے نصف مین بنکر طیار ہوا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار (ایک دینار تقریباً نو روپیہ کا ہوتا تھا) صرف ہوئے تھے اسی قسم کا ایک دوسرا پل نہر استجہ پر بغرض رفاہ خلائق تعمیر کرایا تھا جامع مسجد قرطبہ کی عمارت مین بھی معقول اضافہ کیا تھا تمام ملک اندلس مین سڑکین بنوائین دشوار گزار پہاڑیون کو کاٹ کر راستے بنوائے جس پر ہر کہ ومہ بآسانی سفر کرسکتا تھا۔

منصور اعظم کی واقف کاری اور ریاست وبیدار مغزی غیر معمولی تھی اسکو ذرہ ذرہ حالات ملک کے معلوم ہوتے رہتے تھے ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ایک روز شب کے وقت منصور اعظم اپنے محلسرا مین بیٹھا ہوا تھا شدت کی بارش ہو رہی تھی تند اور تیز ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی تاریکی ایسی تھی کہ اپنا ہاتھ نظر نہ آتا تھا منصور نے دستہ فوج سواران مین سے ایک سوار کو طلب کرکے حکم دیا کہ اسیوقت طلیارش کے راستہ پر جاکر کھڑے رہو جو شخص سب سے پہلے تمہاری طرف سے ہو کر

یہہ وہ عہد ہے جسکو ہشام موید باللہ امیر المومنین نے بالعموم
کل آدمیون سے اور بالخصوص بذات خاص بڑے غور و فکر
اور مدتون استخارہ کرینکے بعد کیا ہے کہ کسکو میرے بعد
منصب امامت و خلافت دیا جاے اور کون شخص اس جلیل القدر

(بقیہ نوٹ) گزرے اُسکو میرے پاس لے آو چنانچہ یہہ سوار گھوڑے
پر سوار ہو کر طلبارش کے راستہ پر جا کر اسی ابر و بارش و برف و
طوفان مین کھڑا ہوا تھا قریب فجر ایک ضعیف اور معمر شخص گدہے پر سوار
آتا ہوا نظر آیا اس بوڑہے کے پاس لکڑی کاٹنے کے چند اوزار
بھی تھے سوار نے دریافت کیا اُے بوڑھے! تو ایسے وقت مین
کہان جاتا ہے! "بوڑھے نے جواب دیا "لکڑیون کیلئے جاتا ہون" سوار
نے اپنے دل مین یہہ خیال کر کے کہ یہہ بوڑہا غریب لکڑیون کے
کاٹنے کو پہاڑ کی طرف جا رہا ہے اس سے منصور کی کیا غرض ہوگی کچھہ
تعرض نہ کیا بوڑہا آگے بڑہ گیا پھر یہہ سوار دل ہی دل مین سوچ
کر منصور کی سطوت اور جبروت سے ڈر گیا اور لپک کر اس بوڑھے
کو جھٹ پٹ گرفتار کر لیا بوڑھے نے منت و سماجت کی کہ مجھے چھوڑ دو
منصور کی مجھہ سے کوئی غرض نہ نکلے گی مین اپنے پیٹ کے دھندے
مین جا رہا ہون سوار نے ایک بھی نہ سنی کشان کشان منصور کی خدمت
مین لایا منصور اس وقت تک بیٹھا ہوا اس سوار کے آنے کا انتظار کر
رہا تھا ایک ساعت کو آنکھین نہین جھپکائی تھین منصور نے بوڑھے کو
دیکھتے ہی خدام کو خانہ تلاشی کا اشارہ کیا۔ خدام نے تلاشی لی مگر کچھہ
برآمد نہوا منصور نے کہا اچھا اسکے گدہے کے پالان کی تلاشی لو" خدام نے

عظیم الشان رتبہ کے لائق ہے۔ امیر المومنین پر اللہ تعالےٰ
کا خوف بیحد غالب ہوا ہے اور وہ اون قضا و قدر سے نہایت
خائف و پریشان ہین جو یک بہ یک نازل ہو جاتی ہین اور پھر
وہ کسی نوع ٹالے نہین ٹلتین ہنوز اس گروہ سے علمار کا وجود مفقود

(بقیہ نوٹ) پالان کی تلاشی لی تو اس مین سے ایک خط برآمد ہوا یہہ خط مسیحی جلاوطنون نے ان عیسائیون کو تحریر کیا تہا جو منصور کے یہان فوجی خدمات پر مامور تہے۔ مضمون یہہ تہا کہ موقع پا کے منصور کا کام تمام کر دو۔ منصور نے اس سے مطلع ہو کر کل عیسائیون کے قتل کا حکم دے دیا انہین عیسائیون کے ساتھہ اس بوڑھے شخص کی بہی گردن ماردی گئی۔

منصور اعظم مین فروگذاشت، فیاضی اور رحمدلی کا مادہ بھی موجود تہا کتاب الازہار المنثورہ فی الاخبار الماثورہ کے زہرہ چوالیسوین مین لکہا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ منصور اعظم نے خزانہ شاہی کی جانچ کی تو اتفاق سے افسر خزانہ کے ذمہ تین ہزار دینار کا تغلب و تصرف نکلا منصور نے افسر خزانہ کو اپنے روبرو طلب کر کے بیان لیا افسر خزانہ نے اس کا اقرار کیا منصور بولا کیون فاسق تجہ ایسے شخص کی کیا سزا ہے جس نے شاہی مال کو غصب کیا ہو،، افسر خزانہ نے گذارش کی "یہہ ایک ہونہار تقدیری امر تہا جو عقل پر غالب آگیا اور تہیدستی تہی جس نے امانت اور دیانت کو فاسد کر دیا" منصور نے قسم کہا کر کہا مین تجہکو بیحد سزا دونگا تاکہ دوسرون کو عبرت ہو" منصور نے کہکر داروغہ جیل کو طلب کر کے حکم دیا اس خاین کے پاؤن مین بہاری بیڑیان ڈالدو اور جیل مین پہونچا دو۔ چنانچہ اسکی تعمیل کر دی گئی اور سرہنگ کشان کشان لے چلے افسر

نہین ہوا کہ جنکے ناپید ہو جانے سے جہل و تاریکی کی گھنگور گھٹا
چھا جائیگی اور اللہ تعالے کے روبرو جاتے ہوئے ایسی حالت
مین کہ ادائے فرائض منصبی سے قاصر رہے ہین شرم آئیگی مینے

(بقیہ نوٹ) خزانہ نے چلتے وقت دو شعر پڑھے جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ افسوس صد افسوس مین نے اکثر دیکھا ہے ٭ کہ جو ہونہار امر ہوتا ہے اس مین عقل جاتی رہتی ہے ٭ اصل یہہ ہے کہ کسی شخص مین کچھہ قوت ہے اور نہ طاقت طاقت ہے ٭ جو قوت ہے یا طاقت ہے وہ اللہ کی ہے ٭ منصور نے یہہ سنکر ارشاد کیا لوٹا لاؤ جب وہ لوٹا لایا گیا تو اُس سے دریافت کیا تُو نے تمثیلاً یہہ کہا ہے یا کہ اعتقاداً اور قولاً" افسر خزانہ نے عرض کیا مین نے اعتقاداً کہا ہے تمثیلاً نہین کہا" منصور نے سرہنگون کو حکم دیا کہ اسکی بیڑیان کٹواؤ فوراً بیڑیان کاٹ ڈالی گئین افسر خزانہ نے خوش ہوکر دو شعر اور پڑھے جسکا مضمون یہہ تھا کیا تم نے ابن ابی عامر کی قدر و گذاشت نہین دیکھی ٭ بالضرور اسکا احسان سب کی گردن پر ہے ٭ ایسا ہی اللہ تعالے جب کسی بندہ سے درگذر کرتا ہے ٭ تو اُسکو جنت مین داخل کرتا ہے۔ منصور نے خوش ہوکر حکم دیا اسکو رہا کردو اور جس قدر اس نے روپیہ غبن کیا ہے اسکو میرے مال سے پورا کرکے داخل خزانہ کردو۔

منصور اعظم کے مزاج مین جہان اس قدر فروگذاشت تھی وہان وہ قوانین اور احکام شرعیہ کا بیحد پابند بھی تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی جرم مین اسکا بیٹا ناخود ہوکر قاضی کے روبرو پیش کیا گیا قاضی نے حد شرع کے جاری کئے جانے کا حکم دیا۔ منصور کا بیٹا یہ سمجھکر کہ میرا باپ حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہے مجلس قضا سے اپنے مکان مین بھاگ آیا منصور کو اسکی

قبایل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ و پرتال کی کہ ان مین سے کون شخص
ایسے امر عظیم الشان کے لائق ہے اور ایسے بار گران کے اٹھانے کا
کون شخص متحمل ہوگا جس کی دیانت و امانت پر بھروسہ کرکے اللہ
کے بندے اس کے سپرد کیے جائین اور وہ اپنی ہوائے
نفسانی اور خواہشات بیجا سے کنارہ کرکے اللہ تعالیٰ کی مرضی کا
جویان اور خواہان رہے مین نے نزدیک و دور نظر دوڑائی مگر

(بقیہ نوٹ) خبر لگی تو اس نے بیحد ناراضی ظاہر کی اور اسیوقت گرفتار کرکے
قاضی کے خدمت مین بھیجدیا قاضی نے شرعی حد کا نفاذ کیا چنانچہ اسی حد مین
وہ مر بھی گیا۔ اور منصور نے اُف تک نہ کیا۔ منصور اعظم جس وقت فوج کے
جایزہ لیتا اور قواعد پریٹ کے میدان مین ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا
تھا کہ یہ ایک غیر معمولی جنرل ہے جس سوار کی تلوار یا وردی خلاف
قاعدہ ہوتی ایسی تلوار سے اسکا سر اوتار لیا جاتا ذرا بھی فروگذاشت
نہ کرتا۔ غرض منصور اعظم عفو و کرم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم پتلا
تھا۔ جسمین دونو رخ نظر آتے تھے۔

منصور اعظم اپنے ارادے مین مستقل اور مضبوط بھی تھا جس کام کو
شروع کرتا اسکو بغیر تمام کیے ہوے نچھوڑتا تھا اس سے اسکی بلندی
علو حوصلگی پر کافی طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس
مشیران مین کسی مہم سلطنت پر بحث کر رہا تھا۔ اثنا بحث مین دفعتہً گوشت
کے جلنے کی بو آئی رفتہ رفتہ اس قدر بڑھی کہ تمام ایوان مین
پھیلکر حاضرین کو پریشان کر دیا ختم بحث کے بعد دریافت سے معلوم ہوا
کہ منصور کے پا وینمن کوئی بیماری تھی اور اسپر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ رے

میرے نظر مین ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جسکے سپرد میرے بعد
خلافت و امارت مسلمین کیجائے باستثنا ایک شخص کے جو کہ باعتبار
نسب کے بہترین اشخاص سے ہے بلحاظ رتبہ کے عالی بنظر منصب کے
سب سے برتر ہے۔ تقوے اللہ کا مادہ بھی اس مین ہے فرو
گذاشت بھی اسکے مزاج مین ہے مردم شناسی اسکا خاص جوہر
ہے اپنے ارادون وہ مضبوط ہے اخلاق حسنہ سے آراستہ ہے

(بقیہ نوٹ) منصور کا استقلال اور قایم مزاجی کہ اس نے اُف تک نہ کیا
اور اُف کرنا تو درکنار پوری دلجمعی سے مسئلہ درپیش مین بحث کی اور کامل
طور سے اس پر ردوقدح کرنے مین مصروف رہا ایسے مستقل مزاج
شخص کے آگے کسی مزاحم کی مزاحمت کہان تک چل سکتی ہے اسکا تم خود
اندازہ کر سکتے ہو۔

منصور اعظم درحقیقت منصور اعظم اسی مبارک لقب سے ملقب کیے جانے کا مستحق تھا
جب تک اسکی فوج ظفر موج ششماہی یلغار پر رہتی تھی اس وقت تک
تمام سرحد اندلس کے مسیحی علاقہ جات مین تہلکہ پڑا رہتا تھا اور عیسائی امراء کے
گے مجسم تصویر مرگ کھڑی رہتی تھی۔ لیون کو معہ اردگرد کی ریاستون کے
تخت قرطبہ کا باجگذار صوبہ بنا لیا تھا۔ کسٹاسل، بارسلونا۔ نادار کو
متواتر پیہم ہزیمتون سے جان بلب کر رکھا تھا۔ بلکہ پامپلونا اور بارسلونا
کے شہرون پر قبضہ بھی کر لیا تھا صاحب مطمح لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ
اسکا ایک سفیر غرسیہ والی بشکنس کے پاس کسی ضرورت سے گیا ہوا تھا
غرسیہ نے اسکی بیحد خاطر اور مدارات کی بڑے دھوم دھام سے دعوت
کی۔ اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی۔ مدتون اس کے ملک مین سفیر

ذمایم عادات سے کوسون بلکہ منزلون دور ہے وہ کون شخص ہے وہ
میرا دوست میرا ناصح مہربان ابو المظفر عبد الرحمن بن منصور بن ابی
عامر اللہ تعالے اسکو توفیق خیر عطا فرمائے امیر المومنین
نے اسکو مختلف مواقع پر جانچا ہے اور متعدد حالات مین اس کا
امتحان لیا ہے اسکی حالت پر غایر نظر کی ہے اسکی اخلاق اور عادات
پر بھی غور و فکر کی ہے پس اسکو امیر المومنین نے نیک کامون مین جلدی

(بقیہ نوٹ) سفر کرتا رہا - کوئی مقام ایسا نہ تھا جہان پہونچ نہ گیا ہو - اتفاق سے
ایک روز اسکا گزر ایک کلیسہ کی طرف ہوا - گوشہ کلیسہ مین ایک عورت قید
نظر آئی دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور ایک مدت دراز
سے عیسائی راہبون نے قید کر رکھا ہے - سفر کے بعد واپسی اس واقعہ کو منصور
سے بیان کیا منصور نے اسیوقت فوج کو طیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی
سے فوجین مرتب کر کے غرسیہ کے ملک پر جا پڑا غرسیہ گھبرا کر منصور کی خدمت
مین حاضر ہوا - دست بستہ ادب کے ساتھ فوجکشی اور ناراضی کا سبب دریافت
کیا منصور نے تیور چڑہا کر کہا تو نے مجھ سے وعدہ و اقرار کیا تھا کہ مین اپنے ملک
مین کسی مسلمان کو قید نہ رکھونگا مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ تو نے خلاف عہد
فلان کلیسہ مین ایک عورت کو قید کر رکھا ہے - واللہ مین اس وقت تک تیرے
ملک سے نہ جاونگا جب تک اس کلیسہ کو منہدم کر کے اس عورت کو رہا نہ کرلون گا
غرسیہ نے قسم کھا کر منت و سماجت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی اور اسیوقت
منصور کی مرضی کے مطابق کلیسہ کو منہدم کرا کے اس عورت کو منصور کے لشکر
گاہ مین پہونچا دیا -

منصور اعظم کے نمایان فتوحات اور اسکی زندگانی کے عمدہ کارنامون

کرنے والا ہے، اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بیحد
شائق ہے، اپنے مقاصد اور ارادون کے پورے کرنے پر چیرہ
دست ہے اور کل خوبیون اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص
ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ ہے اور مظفر جیسا اسکا بھائی ہے۔ ایسی
صورت مین کوئی ہرج نہین ہے اگر وہ کل ترقی کے زینون کو دفعتہً
طے کر جاے اور خیر و برکت کے مدارج ایکبارگی حاصل کرلے امیرالمومنین نے

(بقیہ نوٹ) سے اندلس کے شمالی مسیحیون کا سر کرنا ہے پہلے اس نے لیون
کو زیر و زبر کیا اور اسکی لوہا لاٹ فصیلون اور سنگین برجون کو مسمار اور
منہدم کرکے بارسلونا کی طرف بڑہا اور اسپر بھی قابض ہو کر گالیشیا
پر جا پہونچا اور اسکو بھی بزور تیغ مفتوح کرکے سینٹ یعقوب (یاگو) کے
مشہور اور عظیم الشان گرجا کو جا کر زمین دوش کر دیا یہ گرجا بلاد اندلس
مین بہت بڑا اور عظیم الشان تہا دور دور ملکون سے عیسائی راہب اسکی
زیارت کو آتے تہے ہزارون تارک الدنیا اور خدا پرست مسیحیون کا
یہ ملجا و ماوا اور تمام یورپ کا قبلہ بنا ہوا تہا۔ عیسائیون کا یہ خیال تہا
کہ اس کلیسہ مین یعقوب حواری مسیح کی قبر ہے مسیح علیہ وعلےٰ نبینا الصلوٰۃ
والسلام کی نظر توجہ اسپر خاص طور سے تہی یہ بیت المقدس کا اسقف
(مجاور) تہا۔ تلقین دین عیسایت کی غرض سے اس مقام تک پہونچکر پھر سرزمین
شام کو واپس گیا تہا اور غالباً ۱۲۰ھ شمسی مین وہین مرہی گیا تہا اس کے
ہمراہیون نے اس کلیسہ مین لاکے دفن کیا جو اس کے سفر کا منتہا تہا۔
اس وقت تک ملوک اسلامیہ مین سے کسی نے صعوبت راہ، مشکلات سفر
اور بیزدوری کی وجہ سے اس کلیسہ کا قصد تک نہین کیا تہا۔ یہ شرف

(اللہ تعالےٰ اسکی تائید کرے) اسوجہ سے کہ اس مین علم کے
بڑے بڑے اسرار مخفیہ اور غیب کے بہت سے راز سربستہ
کا ظہور ہوتا ہے یہہ قصد فرمالیا ہے کہ انکا ولیعہد ایک قحطانی
نسل کا شخص ہو جسکی نسبت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور
ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

(بقیہ نوٹ) وعزت منصور کے لئے ازل سے مخزون تھے چنانچہ یوم شنبہ
ماہ جمادی الآخر ۳۸۱ھ کی چوبیسوین تاریخ کو لشکر صایفہ کے ساتھ قرطبہ سے
منصور نے کوچ کیا منصور کا اڑتالیسوان جہاد تھا کوچ و قیام کرتا ہوا شہر
قوریہ مین داخل ہوا اور اسکو مفتوح کرکے غلیسیہ (گالیشیا) کی طرف
بڑھا یہان پر ایک گروہ عظیم مسیحی سردارون کا بغرض اظہار اطاعت علم حکومت
حاضر ہوا اور عساکر اسلامیہ کے ہمراہ شمالی مسیحیون کے سر کرنے کو روانہ ہوا
منصور نے پہلے ہی سے دریائی سفر اور فوج کا انتظام کرلیا تھا کئی بیڑے جنگی جہازون
کے مقام قصر ابی دانس ساحل غربی اندلس مین لنگرانداز تھے جسمین بڑے
بڑے ماہر بحری جنگ کے موجود تھے - آلات حرب بھی کافی تھے کمسریٹ کا انتظام
بھی معقول تھا - فوج کی تعداد بھی کثیر اور معتدبہ تھی یہان سے روانہ
ہوکر مقام برتقال کی طرف بڑھا اور نہر دویرہ کو عبور کرکے ایک بڑی نہر کو بذریعہ
پل کے عبور کیا جو منصور کے حکم سے بیڑہ جنگی جہازات نے پیشتر سے
تعمیر کر رکھا تھا - یہہ پل اس قلعہ کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا جو اس
مقام پر عیسائیون کا تھا منصور نے قلعہ سے جس قدر سامان جنگ اور
رسد و غلہ کا ذخیرہ ملا لے کر دشمنان اسلام کے ملک مین قدم
رکھا اور نہایت تیزی سے کئی دشوار گزار راستون اور متعدد دریاؤن اور پہاڑی

آپ نے فرمایا ہے لاتقوم الساعۃ حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاہ، پس جبکہ انتخاب خلیفہ کی بابت اختیار حاصل ہوگیا اور آثار سے اسکا ثبوت ملگیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہلبیت کا نظر نہین آتا ہے تو امیر المومنین اپنے حالت حیات مین امور

(عقیبہ نوٹ) درون کوٹے کرکے ایک بہت بڑے کشادہ میدان مین پہونچا جو بلاد قرطاجنہ مین واقع تھا پھر اس میدان سے ایک دشوار گذار پہاڑ کے قریب پہونچا جسکا صرف ایک ہی راستہ از حد چھوٹا اور تنگ تھا منصور نے کیپٹن ہائنس پلٹن کو راستہ ہموار کشادہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی پلٹن مذکور نے نہایت تیزی سے سڑک درست کردی منصور نے اس مصیبت سے بہ آسانی تمام نجات پائی اور نیز وادی منیہ کو بھی عبور کرکے کھلے ہوئے اور وسیع میدان مین پہونچا اس میدان کے طے کرنیکے بعد ویر قطان اور بلنبو کے میدان مین وارد ہوا یہ مقام بحر محیط کے کنارہ پر واقع تھا۔ عیسائیون سے مقابلہ ہوا کامیابی کا سہرہ منصور کے سر رہا شنت (ننیٹ) بلانیہ کو فتح کرکے بحر محیط کے اس جزیرہ کیجانب بڑہا جہان پر کہ ان گردونواح کے ہزیمت یافتہ عیسائی بہاگ کر پناہ گزین ہوئے تھے عیسائیون نے جاتے وقت کشتیون کو ہٹوا دیا تھا منصور کو اس دریا کے عبور کرنے مین بیحد پس وپیش ہوا مگر کچھ سوچ سمجھکر گھوڑے کو دریا مین ڈالدیا۔ اس کے ہمراہیون نے بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھکر اپنے اپنے گھوڑون کو دریا مین ڈالدیا رکاب سے رکاب ملائے ہوئے بات کی بات مین دریا عبور کرکے جزیرہ مین جا پہونچے۔ جس قدر عیسائیون نے یہان آکر پناہ لی تھی ان سب کو قید کرلیا مال واسباب لوٹ لیا۔ بعد ازان اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے

سلطنت کو اسکے سپرد کرتے ہین اور بعد وفات یہ حکم دیتے ہین
کہ یہی میرا جانشین تخت خلافت ہو امیر المومنین کا یہہ فعل بطیب خاطر
بلا جبر و اکراہ اور اجتہاد اً ہے امیر المومنین نے اس ولیعہدی
کو بلا کسی شرط اور اختیار کے جایز اور نافذ فرمایا ہے اور اس
(بقیہ نوٹ) کوہ مراسیہ تک پہونچا جسکو بحر محیط کی طرف سے گیرے ہوئے تھا اسلامیون
نے اسکو بھی ایک سرے سے چھان ڈالا جس قدر عیسائی یہان تھے ان
سبکو گرفتار کرکے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا اور جس قدر مال و اسباب پایا
سب پر قبضہ کر لیا بعد اسکے بذریعہ دو رہبرون کے اسلامی لشکر نے دو پایاب
مقام سے خلیج کو عبور کرکے نہر ایلہ کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے مسطح قطعہ زمین مین
پہونچے جہان پر عمدہ عمدہ عمارتین بکثرت تھین - قدرتی چشمے، خودرو سبزہ زار اور
باغات تھے اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر دکھائی دیتی تھی جس کی
زیارت کو عیسائی دور و دراز ملکون سے سفر کرکے آتے تھے بلاد قبط،
نوبہ، رومہ اور تمام یوروپ کے مسیحی راہب اور تارک الدنیا یہان پر آکے
مجتمع ہوتے تھے اور یہان کے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت خداوند
تصور کرتے تھے منصور نے اس مقام سے کوچ کرکے شہر سنیٹ یعقوب
پر پہونچکر پڑاؤ کیا یہہ دن چہارشنبہ کا تہا ماہ شعبان ۳۸۷ھ کی صرف دو راتین
گذر چکی تھین - عیسائیون نے اس مقام کو پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا عساکر
اسلامیہ نے سوائے عمارتون اور کلیسون کے اور کسیکو نہ پایا عمارتون
اور گرجاون کو تو منہدم و مسمار کر دیا اور مال و اسباب جس قدر پایا لے لیا
بڑے گرجا کے قریب جو وقت منصور پہونچا ایک بوڑہا راہب یعقوب حواری
کے قبر کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا منصور نے دریافت کیا "تم یہان کیون ٹھہرے ہو

عہدنامہ کے ایفار پر خفیہ، علانیہ، قولاً اور فعلاً اللہ اور اسکے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم اور خلفار راشدین کو جو کہ امیر المومنین کے ابار
واجداد سے ہین اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار کیا ہے
کہ آیندہ نہ تو اس مین کچھ تبدیلی کیجائیگی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا

(بقیہ نوٹ) ؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پروائی سے
جواب دیا یعقوب حواری کی تنہائی کے خیال سے یہان ٹھہرا ہوا اپنے خداوند
کو یاد کرتا ہون" منصور کے دل مین اس استغنائی کا بہت بڑا اثر پڑا صرف
اوسکی جان بخشی نہین کی بلکہ ایک گارد زایر اور مزار کی حفاظت پر مقرر کر دیا تاکہ سپاہ
جو شہر کو تاخت و تاراج کر رہی ہے اس مقام کے لوٹنے کی جرات نکر سکے
اور فخمند گروہ کی غارتگری سے یہ محفوظ رہے۔ اس مقام کے قبضہ حاصل کرنیکے
بعد منصور نے اپنی فوج ظفر موج کو تمام جزیرہ مین پھیلا دیا بڑھتے بڑھتے اسکی
فوج جزیرہ سینٹ ماٹکس تک پہونچگئی جو اس سرزمین کا منتہا تھا جس سے بحر محیط
کی لہرین ٹکرا رہی تہین اور جسکے آگے نہ تو سوار جا سکتے تھے اور نہ اس سے کوئی پیادہ
باسانی عبور کر سکتا تھا۔ یہہ وہ مقام ہے جہان پر منصور کے پہلے کسی مسلم کا گذر
نہین ہوا۔

چونکہ منصور نے جاتے وقت بیحد دقت اٹھائی تھی اس وجہ سے مراجعت
کرتے ہوئے برمندبن اردون کے ملک کا راستہ اختیار کیا اور اپنے ہمراہیون
کو اس کے ملک کے تاخت و تاراج کرنے کی ممانعت کر دی رفتہ رفتہ
قلعہ بلیقیہ کے قریب پہونچا یہان سے منصور نے ان عیسائی امرار کو ان کے بلاد
کیجانب واپس جانیکا حکم دیا جو اس جہاد مین اسکے ہمرکاب تھے اور نامہ بشارت
فتح دار الحکومت قرطبہ روانہ کیا واپسی کے وقت مسیحی امرار کو انعامات

جاے گا اور نہ یہ عہدنامہ زائل کیا جاے گا اور نہ کسی امر پر محول کیا جاے گا۔ اس امر پر اللہ تعالےٰ اور ملائکہ کی گواہی کیجاتی ہے اور اللہ تعالےٰ شہادت کے لئے کافی ہے اور نیز اس پر اس کی گواہی بھی کیجاتی ہے جبکا نام اس عہد نامہ مین آگیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قولاً و فعلاً مختار اور یہ اولیعہد موسوم بہ مامون ابوالمطرف عبدالرحمن بن منصور ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو توفیق خیر عطا فرمائے اور جس امر کا بار اسکے گردن پر رکھا گیا ہے اسکے پورے کرنے کی اسکو قوت عطا کرے اور اسکو اسکے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت عنایت کرے۔ تحریر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ

تحریر عہدنامہ کے بعد وزرا و قضاۃ اور کل ارکین دولت نے بدست خاص اپنا اپنا دستخط کیا اور اس روز سے یہ ولیعہد کہلایا جانے لگا۔ اس سے اہل دولت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب اس سے اندرونی طور پر آنے لگے اسی سبب سے اسکی اور اسکی قوم کی دولت منقرض ہوگئی واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

(بقیہ نوٹ) جایزے اور صلے مرحمت فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلگی بلند ہمتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اسی معرکہ یا اسکے کسی اور معرکہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے "المنصور" کا خطاب اختیار کیا اور درحقیقت وہ اسی خطاب کا سزاوار تھا۔

افسوس ہے کہ ایسا اولوالعزم عالی حوصلہ شخص جو انسانی حملوں سے ہمیشہ بچتا اور کامیاب ہوتا رہا موت کے پنجہ سے نہ بچ سکا۔ کٹائل پر آخری جہاد کرکے بوقت واپسی دفعتہً بیمار ہو کر ۳۹۲ھ مین مرگیا اور بمقام مدینہ سالم (میڈنیاسلی) مدفون ہوا۔ نفح الطیب جلد اول مطبوعہ لیدن صفحہ ۱۵۷ الغایۃ ۲۷۶

**بنو عامر کا زوال مہدی کی بیعت**

برگاہ عبد الرحمن ملقب بہ ناصر لدین اللہ بن منصور اعظم کی ولیعہدی کی تقریب تکمیل کو پہونچگئی۔ امیون اور قرشیون کو اس سے بیحد ناراضگی اور برافروختگی پیدا ہوئی عبد الرحمان ناصر کے گرانے کی فکر مین کرنے لگے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ عنان حکومت مضریہ کے قبضہ اقتدار سے نکال کے یمنیہ کے ہاتھ مین دیجائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگون مین باہم سرگوشیان ہونے لگین اتفاق سے اسی زمانہ مین عبد الرحمن ناصر لشکر صوائف کے ساتھ جلالقہ کے جہاد پر چلا گیا۔ مخالفین کو موقع ملگیا ایک روز سب کے سب مجتمع ہوکر افسران علے الپولیس پر قرطبہ مین قصر خلافت کے دروازہ پر جہانکہ اسکا مقر تھا ۳۹۹ھ مین ٹوٹ پڑے اور ہشام موید کو منصب خلافت سے معزول کرکے محمد بن ہشام بن عبد الجبار بن امیر المومنین الناصر لدین اللہ کو سریر خلافت پر جلوہ افروز کیا اور اسکی خلافت و امارت کی بیعت کرلی۔ محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور خلفاء گذشتہ کا یادگار تھا۔ ارا کین دولت نے محمد کو سریر خلافت پر متمکن کرنے کے بعد المہدی باللہ کا لقب دیا اس واقعہ کی خبر شرطہ شرطہ عبد الرحمن حاجب کو سرحد پر جہانکہ وہ تھا پہونچگئی۔ ہمراہیون مین پھوٹ پڑگئی۔ عبد الرحمن نے اس زعم سے کہ امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تو مین ہون اور میری موجودگی مین کیسکی کچھ پیش نہ جائیگی قرطبہ کیجانب مراجعت کی جون ہی دار الخلافت کے قریب پہونچا فوج کا حصہ کثیر اور سرداران بربر عبد الرحمن کی لشکرگاہ سے علحدہ اور جدا ہوکر قرطبہ چلے آئے اور مہدی کے ہاتھہ پر بیعت کرلی جو اس وقت قرطبہ مین حکمرانی کر رہا تھا۔ ان لوگون نے مہدی سے لگا بجھا کے عبد الرحمن ناصر کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ مہدی کے اشارہ سے چند لوگ عبد الرحمن ناصر پر حملہ آور

ہوئے اور اسکا سر اوتار کر مہدی اور مخالفین عبدالرحمن کے پاس لے آئے عبدالرحمن کے مارے جانے سے عامریون کی حکومت و دولت کا خاتمہ ہوگیا گویا کہ یہ نہ تھی۔

**بربر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت**

اس سے پیشتر بربریون اور زناتہ کی فوجون نے منصور کا حکمرانی اور سیاست مین ہاتھہ بٹایا تھا بعدہ اس کے بیٹے کی بھی ہوا خواہ رہے۔ ان دنون ان لوگون کے رؤسا اور امرا زاوی بن مناد وصناجی، ابو ماکیر ابن زیری، محمد بن عبداللہ بن برزالی، فضیل بن حمید مکناسی (اسکا باپ عبیدیون سے عہد خلافت ناصر مین لڑا تھا) زیری بن عزانہ مغیلی، ابو یزید بن مدناس یفرنی، عبدالرحمن بن عطاف یفرنی، ابو نور بن ابی قرہ یفرنی، ابوالفتوح بن ناصر، حزرون بن محمد مغراوی، مکی بن سید الناس اور محمد بن عیسیٰ مغراوی وغیرہم مع اپنے قبائل کے تھے۔ یہ لوگ عبدالرحمن ناصر کی بے اعتدالی اور بے انتظامی سے ناراض ہوکر جن مقام سے جا ملے تھے باقی رہے امویہ دولت ان کے جانب مائل و الفت تھے کیونکہ انہین لوگون نے عامریون کی اعانت اور مدد کی تھی۔ منصور اور اوسکے بیٹون کے تصرفات اور حکومت و دولت پر مستقلب و متصرف ہونے کی نسبت انہین کیطرف کی جاتی تھی اہل شہر کے قلوب ان کی ان حرکات و سکنات سے بیزار تھے عام طور سے آنکھون مین کانٹا سا کھٹکتے تھے تھوڑے دنون مین اس حد تک یہہ قضیہ بڑہا کہ عوام الناس ان لوگون کی زیادتیون سے پریشان ہوکر اراکین دولت سے فریاد رسی کرنے لگے ہر کہہ کے زبان پر انہین لوگون کا چرچا رہنے لگا۔ محمد بن ہشام نے ان سب واقعات سے مطلع ہوکر



ماہ دسمبر ۱۹۰۷ء

حکم دے دیا کہ ان لوگونمین سے نہ کوئی سوار ہو کر نکلے اور نہ آلات حرب سے مسلح ہو۔ اسی زمانہ مین ان کے بعض روسا ر در وازہ محلسرائے شاہی بلا حضوری واپس کر دیئے گئے تھے اور بازاریون نے انکے مکانات کو لوٹ لیا تھا۔ زاوی اور اسکا چچازاد بھائی حسانہ اور ابوالفتوح ناصر نے دربار خلافت مین حاضر ہو کر محمد بن ہشام مہدی سے اسکی شکایت کی کہ بازاریون نے ہم لوگون کے مکانات کو لوٹ لیا ہے مہدی نے معذرت کی اور عوام الناس مین سے جن لوگون نے ان کو تکلیفین پہونچائی تھین ان کے قتل کا حکم صادر کیا حالانکہ مہدی کا سینہ ان لوگون کی عداوت سے بھرا ہوا اور ان کی ذمایم عادات سے اسکا دل بیزار تھا۔ بعد اس کے سچ یا جھوٹ کسی ذریعہ سے ان لوگون تک یہ خبر پہونچگئی کہ مہدی ان لوگون کے ساتھ بد عہدی کیا چاہتا ہے۔ پس یہ لوگ باہم ملنے جلنے لگے۔ در پردہ مشورہ ہونے لگا کہ مہدی کو معزول کر کے ہشام بن سلیمان ابن امیر المومنین ناصر لدین اللہ کو جامۂ خلافت پہنانا چاہئے۔ اس واقعہ سے خاص خاص ارکین دولت کے کان آشنا ہو گئے۔ بکمال استعجال اس کے روک تھام کی طرف متوجہ ہوے پہلے تو ان لوگون کو حکمت عملی شہر قرطبہ سے نکال باہر کیا بعد ازان ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابوبکر کو مہدی کے پاس گرفتار کر لائے۔ چنانچہ مہدی کے حکم سے ان دونون ناکردہ گناہون کی گردن ماری گئی۔ اور سلیمان بن حکم بخوف جان بھاگ کر برابر اور زناتہ کے لشکر مین پہنچا اس وقت یہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہو رہے تھے اور شاہی خاندان مین سے کسی ایک شاہزادے کو تخت نشین کرنے کی فکر مین کر رہے تھے۔ سلیمان کو دیکھتے ہی اسکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔

المستعین باللہ کے مبارک خطاب سے مخاطب کیا اور اس کے ہمرکاب طلیطلہ کے حدود کی طرف گئے پس ابن ادفونش کی پشت گرمی سے فوجین آراستہ کر کے قرطبہ کے محاصرہ کو کوچ کیا اس فوج مین یا تو بربری تھے یا عیسائی۔ مہدی بھی یہ خبر پاکے بقصد جنگ قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر اراکین دولت اور فوج نظام سینہ سپر ہو کر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے کو نکلی گمسان لڑائی ہوئی بالآخر قرطبہ کی فوج میدان جنگ سے گو نگٹ کھا گئی۔ کیت مستعین کے ہاتھ رہا۔ تقریباً بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ مین کام آئے۔ ائمہ مساجد دربان، موذن، اور علماء مشائخین قتل کئے گئے۔ آخری چوتھی صدی مین مستعین فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے قرطبہ مین داخل ہوا اور محمد بن ہشام بن عبدالجبار ملقب بہ مہدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہونچا۔

**مہدی پھر قرطبہ مین** جوقت مستعین نے بزور تیغ قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا محمد بن ہشام مہدی ہزیمت اُٹھا کر طلیطلہ چلا گیا۔ ابن ادفونش نے اسکو بھی فوجی مدد دی پس یہہ بھی اسکی اعانت اور بھروسہ پر فوجین آراستہ کر کے قرطبہ کی جانب بڑھا۔ مستعین سے اور اس سے معرکہ آرائی ہوئی چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ سبتہ مین مستعین کو ہزیمت ہوئی اور مہدی مظفر و منصور قرطبہ مین داخل ہوا اور کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا۔

**ہزیمت مہدی و بیعت ہشام** جون ہی مہدی مظفر و منصور قرطبہ مین داخل ہوا مستعین نے معہ فوج بربر قرطبہ سے نکلکر تمام ملک مین غارتگری کا بازار گرم کر کے مار دھاڑ شروع کر دی۔ نیک و بد کا امتیاز چھوڑ دیا۔ ایک مدت تک یہی کیفیت رہی بعد ازان جزیرہ خضرا کیجانب چلا گیا پس مہدی اور

ابن ادفونش ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ مستعین اور بربری فوج لوٹ پڑی مہدی اور ابن ادفونش پسپا ہو کر قرطبہ کی جانب بھاگے اور مستعین نے تعاقب کیا تا آنکہ مہدی اور ابن ادفونش معہ اپنے رکاب کی فوج کے قرطبہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا اور مستعین نے محاصرہ ڈال دیا اہل قرطبہ کو بربریوں کے طول و شدت محاصرہ سے اضطراب پیدا ہوا خادمان قصر خلافت اور ہشام کے حاشیہ نشینوں سے ملے اور یہ کہا کہ یہ سب مصیبتیں محمد بن ہشام کی بدولت ہم لوگوں کے سروں پر نازل ہوئی ہیں اگر تو لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہو تو آؤ محمد بن ہشام کا کام تمام کر کے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کر لیں اور بربریوں کے ظلم و ستم سے اپنے کو نجات دیں۔ خدام خلافت اور ہوا خواہان ہشام نے اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا چنانچہ ان لوگوں نے محمد بن ہشام کو قتل کر کے بالاتفاق ہشام موید کی خلافت کی دوبارہ بیعت کی۔ اس کام کا بانی مبانی واضح عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام موید کی بحالی کے بعد اس کا حاجب بنایا گیا تھا یہ شخص منصور بن ابی عامر کا آزاد غلام تھا۔

**حصار قرطبہ و قتل ہشام**

اہل قرطبہ کو اس کارروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ پہونچا بربری تراز فوجیں محاصرہ پر اڑی رہیں اور مستعین دعوے دار خلافت انہیں لوگوں میں گل چہرے اوڑاتا رہا رفتہ رفتہ سارے مضافات اور دیہات خراب اور ویران ہو گئے کبھی تو ہشام قرطبہ سے نکلکر بربریوں اور مستعین کا تعاقب کرتا تھا اور کبھی بربری اور مستعین ہشام اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ میں داخل کر دیتے اس روزانہ جنگ اور آئے دن کی ہزیمت سے اہل قرطبہ تنگ آ گئے اور رسد و غلہ کا

ذخیرہ بھی ختم ہو چلا۔ مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران اور وہان کی کھتیان خراب ہوگئی تھین کمی رسد و غلہ سے پریشان ہو رہے تے نہ تو محاصرہ اوٹھاکے واپس آتے بنتا تھا اور نہ قرطبہ فتح ہوتا تھا۔ کچھ سوچ سمجھکر مستعین اور بربریون نے ابن ادفونش کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا ہشام موید اور اسکے حاجب واضح کو اسکی خبر لگ گئی تو انھون نے ابن ادفونش کو صوبہ قشتالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روکدیا اس صوبہ کو منصور نے عیسائیون سے فتح کیا تھا۔ بالآخر بربریون اور مستعین نے بزور تیغ ۳۹۳ھ مین قرطبہ کو مفتوح کرلیا ہشام موید مارا گیا اور مستعین معہ اپنی بربری فوج کے قرطبہ مین داخل ہوا جب اپنی عورتون، لڑکون، اور بچون سے ملے۔ ایک مدت کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے مکانات مین آکر آباد ہوئے۔

اس واقعہ سے مستعین کے دماغ مین اپنی حکومت کے مستقل و مضبوط ہوجانے کا خیال جم گیا بربریون اور غلامون کو بڑے بڑے شہرون کی حکومت پر مامور کیا وسیع اور زرخیز صوبون کی حکمرانی ان کو دی مثلاً بادیس بن حبوس کو غرناطہ کی، محمد بن عبداللہ برزالی کو قرمونہ کی، اور ابو تور بن ابی سہل کو شذونہ کی حکومت عطا ہوئی۔ اراکین دولت کا شیرازہ منتشر ہوگیا تمام بلاد اندلس مین پریشان ہو کر نکل گئے اور آخر کار اسی زمانہ سے طوائف الملوکی بھی شروع ہوگئی۔ ابن عباد نے اشبیلیہ مین، ابن افطس نے بطلیوس مین، ابن ذی النون نے طلیطلہ مین، ابن ابی عامر نے بلنسیہ و مرسیہ مین، ابن ہود نے سرقسطہ مین اور مجاہد عامری نے دانیہ اور جزائر مین خود مختاری کے ساتھ حکومت شروع کردی جیسا کہ ہم ان کے حالات کے

ضمن مین بیان کرینگے۔

**ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ**

جسوقت اکیین دولت قرطبہ منتشر اور متفرق ہوگئے اور بربریون نے حکومت وسلطنت پر قبضہ کرلیا علی بن حمود اور اسکا بھائی قاسم جو کہ اوریس کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور بربریون کے ساتھ سرحد سے آئے ہوئے تھے دعوے دار حکومت ہوگیا اور اکثر بربریون کی حمایت اور اعانت سے ۴۰۷ھ مین قرطبہ پر قبضہ حاصل کرلیا مستعین کو قتل کرکے بنو امیہ کے بادشاہت کے آثار معدوم اور نیست ونابود کردیئے۔ سات برس تک اسی صورت سے قرطبہ کی حکومت کا سلسلہ جاری رہا بعد ازان پھر بنی بنو امیہ (اولاد ناصر) حکومت وامارت کی عبا پہنکر سریر خلافت پر متمکن ہوئے پھر تھوڑے دنون بعد عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکلگئی اور اراکین دولت عرب، غلامون اور بربریون نے اسپر قبضہ کرلیا۔ ملک اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستون پر منقسم ہوگیا۔ ان لوگون نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خودسر حکومتین قایم کرکے وہی القاب اور خطابات اختیار کئے جو خلفاء کے تھے جیساکہ ہم اسکو کامل طور سے انکے اخبار مین بیان کرینگے۔

**بنو امیہ کی دوبارہ حکومت**

ہرگاہ اہل قرطبہ نے بعد سات سال کے حمودیون کو کرسی امارت سے اوتار دیا اور قاسم بن حمود نے بربری فوج لے کر قرطبہ پر فوج کشی کی اور اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو ہزیمت دے دی اس وقت اہل قرطبہ پھر یہہ خیال پیدا ہوا کہ عنان حکومت اندلس پھر بنو امیہ کے قبضہ اقتدار مین دیجائے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ہشام بن عبدالجبار (برادر مہدی)

کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان ۴۱۴ھ مین خلافت و امارت کی اس کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ "المستظہر" کا خطاب دیا۔ ابھی اسکی حکومت و خلافت کو دو ماہ بھی نہین گزرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمن بن عبید اللہ بن خلیفہ ناصر بدعوے داری خلافت مستظہر کے خلاف اٹھہ کھڑا ہوا اس کے باپ کو منصور نے بوجہ مخالفت قتل کروایا تھا۔ اس وقت سے یہہ دبا دبایا موقع اور وقت کا منتظر رہا اب جبکہ مدبرون سے دولت و حکومت خالی ہوگئی تو اس نے علم مخالفت بلند کر دیا عوام الناس اور بازاریون کا جم غفیر ساتھہ ہو لیا۔ مستظہر کو اس کے روک تھام مین ناکامی ہوئی۔ محمد بن عبدالرحمن نے قرطبہ پر قبضہ حاصل کر کے "مستکفی" کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال سریر حکومت پر بیٹھکر قرطبہ مین حکمرانی کرنے لگا۔

**بنی حمود کی دوبارہ حکومت**

مستکفی کی بیعت خلافت کے چھہ مہینے بعد قرطبہ کی عنان حکومت (۴۱۶ھ مین) یحییٰ بن علی بن حمود یعنے معتلی کے قبضہ مین چلی گئی جیسا کہ ان کے حالات مین بیان کیا جاے گا اور مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اسی زمانہ فراری مین سفر آخرت اختیار کیا۔

**معتمد اموی کی حکومت**

بعد چند دنون کے اہل قرطبہ نے معتلی بن حمود کو ۴۱۷ھ مین سریر خلافت سے اوتار دیا وزیر السلطنت ابو محمد جہور ابن محمد بن جہور اور سرداران قرطبہ نے ہشام بن محمد برادر مرتضے کی خلافت کی بیعت کر لی۔ ہشام بن محمد ان دنون سرحد پر مقام لاردہ مین ابن ہود کے پاس مقیم تھا جب اسکو یہہ خبر لگی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے تو ۴۱۸ھ مین لاردہ سے برنٹ چلا آیا اور "المعتمد باللہ" کا خطاب

اختیار کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنٹ پر متصرف ہوگیا تھا پس ہشام نے یہین قیام اختیار کیا تین برس تک سرحد ہی پر مارا مارا پھرا رو سار طوائف مین باہم اختلاف پڑا ہوا تھا۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی بالآخر اس امر پر متفق ہوے کہ ہشام کو قرطبہ مین لاکے ٹھیرانا چاہیے چنانچہ ولیہ السلطنت ابو محمد جہور معہ ایک گروہ اراکین دولت کے ہشام کے پاس گیا اور ۴۲۰ھ مین قرطبہ لے آیا تھوڑا ہی زمانہ منقضی ہونے پایا تھا کہ ۴۲۲ھ مین لشکریون نے اسکو معزول کر دیا غریب معتمد نے لاردہ کا راستہ لیا اور وہین ۴۲۸ھ مین مرگیا۔ اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہوگیا اور اسکی حکومت و سلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہوگیا واللہ غالب علے امرہ[1]

[1] ملک اندلس جسکو طارق و طریف سپہ سالاران لشکر اسلام نے بزمانہ گورنری موسے بن نصیر گورنر افریقیہ عہد خلافت ولید اموی ۹۲ھ مین مفتوح کیا تھا تقریباً پچاس برس تک بطور ایک صوبہ کے خلافت دمشق کا ماتحت رہا اس زمانہ مین اکثر دربار خلافت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہوکر آیا تھا اور گاہے گورنر افریقیہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مامور کر دیتا تھا۔ اس پچاس سال کے آخر مین ضوابط الملوکی اور خود سری بھی شروع ہوگئی تھی۔ قبائل عرب آپس مین لڑنے بھڑنے لگے تھے ایک دوسرے کو پھاڑے کھاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت دمشق کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا تھا سریر خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہوگیا تھا۔ عبدالرحمن نامی ایک شخص شاہزادگان بنو امیہ سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس عام خونریزی سے بچاکر اندلس پہونچا اور اپنی مدبرانہ کاردوائیون اور پولیٹکل چالون سے اندلس پر قابض ہوگیا ان سب واقعات کو تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس وجہ سے ہم اعادہ نہین کیا چاہتے

# اخبار دولت بنی حمود جنھون نے بنو امیہ سے عنان حکومت لی اور سرزمین اندلس پر حکمرانی کی

بربریون اور مغاربہ کے ساتھہ جو کہ مستعین کے ہوا خواہ تھے دو بھائی عمر بن ادریس کی اولاد سے تھے ان مین سے ایک کا نام قاسم تھا دوسرے

(بقیہ نوٹ) عبدالرحمن داخل بنو امیہ مین سے سب کے پہلے ۱۳۹ھ مین اندلس آیا تھا اور بنو امیہ کی مردہ شان و شوکت کو از سر نو زندہ کیا تھا بہت بڑے حوصلہ اور دماغ کا آدمی تھا - اندلس کی متعدد اور خود سر حکومتون اور بغاوتون کو سر کرکے اسی نے ایک مہذب اور شایستہ گورنمنٹ بنایا تھا اسی نے کل خود مختار اور جنگجو امرا کو زیر و زبر کرکے اندلس کو پر امن اور انصاف پسند حکومت کا خطاب دیا تھا اس کے بعد اسکے خاندان سے ۴۲۸ھ تک تیرہ اشخاص اور جانشین ہوئے جن کے زمانہ حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کیے گئے - ان تیرہ اشخاص مین سے گنتی کے چند اشخاص ایسے گذرے ہین جنکو جہانداری اور حکومت کا سلیقہ تھا ورنہ سب کے سب نہین تو ان مین سے اکثر ایسے تھے جو کہ امرا دولت اور افسران فوج کے ہاتھہ کی کٹھ پتلی یا موم کی ناک تھے - مگر وہ چند اشخاص ایسے تھے کہ جس کی ذات سے اندلس کا نام روشن ہو گیا تھا تمام یوروپ نے انکا لوہا مان لیا تھا - علم و ہنر اور فنون کی قدر دانی مین شہرہ آفاق تھے تقریباً دو سو نوے برس بنو امیہ نے اس ملک پر حکمرانی کی اور اس قلیل مدت مین ان تاجدارون نے اندلس کو دولہن کی طرح آراستہ کر دیا - قرطبہ کیا تھا تمام جہان کے علوم و فنون کا مرکز بنا ہوا تھا - دور دراز ملکون سے طلبا علوم یہان کی یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کرنے کو آتے تھے - یورپ نے اسیکی شاگردی مین زانوے

(۳) ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء

کا نام علی۔ یہہ دونون بیٹے تھے حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن ادریس کے۔ یہہ لوگ بربرون کے گروہ کے ساتھہ بلاد غمارہ مین تھے۔ اور انہین کے ذریعہ سے انہون نے ریاست و امارت حاصل کی تھی

(بقیہ نوٹ) ادب تہ کیا تہا۔ ان بادیہ نشینان عرب نے ملک اندلس مین جو نمایان کام کئے تھے وہ آج بڑے سے بڑے سائنس اور طبیعات دان اور فرزانہ روزگار فلاسفر سے نہین بن پڑتا۔ بزم اور رزم دونون کے وہ مالک تھے ان کے ایک ہاتھہ مین قلم ہوتا تہا تو دوسرے ہاتھہ مین تلوار۔ تعمیرات کی طرف آنکھین اٹہتی ہین تو اس وقت تک وہ زبان حال سے اپنے بانیون کی عظمت و جلال کا افسانہ کہہ رہی ہین ؎ از نقش و نگارے در و دیوار شکستہ ٭ آثار پدید است صنادید عجم (مین عرب را)

**وجہ تسمیہ اندلس** بنو امیہ کا دور حکومت تمام ہوتا ہے اور اس کے بعد سے طوائف الملوکی کا سلسلہ اور خود مختار ریاستون کا آغاز ہوتا ہے لہذا اس موقع پر ہم سرزمین اندلس کے کچہہ اوصاف بیان کیا چاہتے ہین اور مدینۃ الخلفاء قرطبہ کی بعض تعمیرات پر ایک سرسری نظر ڈالا چاہتے ہین ؎ از در و دشت چہ گویم کہ چہ عنوان رفتم ٭ ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حیران رفتم۔ مولف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے سرزمین اندلس کے اوصاف کسی عبارت مین کامل طور سے بیان نہین کئے جا سکتے اور نہ اسکی خوبی و لطافت پر کسی قسم کا غبار پڑ سکتا ہے۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن طوبال بن یافث بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تہا جیسا کہ طوبال کے بہائی سبت بن یافث کے نام سے اندلس کے سامنے کا سرحدا بوجہ سکونت سبتہ کہلایا گیا۔ ابن غالب کا بیان ہے کہ اندلس یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تہا جسنے ابتداً اس سرزمین مین سکونت اختیار کی تہی۔

جو محمد اور عمر اولاد اوریس کے پس ماندگان خاندان مین ایک زمانہ تک قایم رہی - اسیوجہ سے بربریون کی ان لوگون کے ساتھ اختلاط اور آمیزش تھی اور یہی امران لوگون کے فخر ومباہات کا باعث ہوا پس یہ لوگ بربریون

(بقیہ نوٹ) اوصاف اندلس | ابو عامر سلمی نے اپنی کتاب بدور القلائد وعرالفوائد مین تحریر کیا ہے ملک اندلس بہترین ملکون سے ہے اسکی ہوا اور سرزمین نہایت معتدل، اس کا پانی بیحد شیرین، ہوا پاکیزہ، اور حیوانات ونباتات نفیس ہین یہ ملک اوسط الاقالیم سے ہے اور خیر الامور اوسطہا ایک مشہور مثل ہے - ابو عبید بکری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی مین شام ہے بلحاظ ہوا کے یمانی ہے مسطح اور معتدل ہونے کے خیال سے ہندی ہے - عمدگی اور لطافت مین اہواز ہے سرزخیزی مین چین ہے اسکے سواحل اور اسکے معادن مین طرح طرح کے قیمتی جواہر مخزون ہین - آثار قدیمہ بھی بکثرت ہین - مسعودی نے مروج الذہب مین تحریر کیا ہے کہ بحر اندلس کے ساحل شنترین اور شدونہ من عنبر بکثرت پیدا ہوتا ہے - علاوہ برین سونے چاندی اور پارہ کی متعدد کانین ہین - زعفران بھی پیدا ہوتا ہے بعض مصریون کا بیان ہے کہ اندلس مین کل کائنات کے معادن ہین جو سبعہ سیارہ کے تاثیرات سے پیدا ہوتے ہین مانگہ کو زحل سے تعلق سے اسکی بھی اندلس مین کان ہے، فیروزہ سفید (ایک قیمتی پتھر ہے) منسوب بہ مشتری ہے اس کی کان بھی اندلس مین ہے - لوہا مریخ کی طرف منسوب ہے یہ بھی اندلس کی کان سے برآمد ہوتا ہے سونا شمس کیجانب منسوب ہے تانبا زہرہ کی جانب، پارہ عطارد کیجانب، اور چاندی قمر کی طرف اور ان سب چیزون کی کانین اندلس مین موجود ہین - غرضکہ اندلس کیا ہے ایک زرخیز زرریز ملک ہے جسکی ہوا بھی معتدل اور سرزمین بھی شاداب ہے -

جزیرہ نماء اندلس مثلث الشکل ہے اور تین حصون موسطی، شرقی اور غربی پر مشتمل ہے

کے ساتھہ بلاد غمارہ سے سرزمین اندلس چلے آئے اور مستعین کے حاشیہ نشینون امرار سرحدی بربر مین داخل ہو گئے چنانچہ مستعین نے منجملہ اُن مغاربہ کے جنکو سند حکومت دی تھی ان لوگون کو بھی سرداری وحکومت عطا کی - ان مین سے علی کو طنجہ کی حکومت مرحمت فرمائی اور قاسم کو جزیرہ خضرا پر مامور کیا - قاسم علی سے بڑا تھا چونکہ مغاربہ اور بربریون کے قلوب مین

(بقیہ نوٹ) موسطی مین قرطبہ، طلیطلہ، جیان، غرناطہ، مریہ اور مالقہ وغیرہا تھے بظاہر یہ چھہ شہر ہین لیکن حقیقت مین ہر ایک مستقل مملکت کے حکم مین تھے -

قرطبہ کے متعلقات سے استجہ، بلکونہ، قبرہ، مرندہ، خافق، مدورہ، اسطبہ، بیانہ، بجانہ اور قصیر وغیرہ تھے -

طلیطلہ کے مضافات سے وادی الحجارہ، قلعہ رباح اور طلمنکہ وغیرہ تھے

مضافات جیان سے ایذہ، بیاسہ اور قسطلہ وغیرہ تھے -

متعلقات غرناطہ سے وادی آش، منکب اور لوشہ وغیرہ تھے - اعمال مریہ سے اندرش اور مضافات مالقہ سے بلش اور الحامہ وغیرہما تھے بلش مین بکثرت میوہ جات پیدا ہوتے تھے - الحامہ مین گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت مین تھا -

شرقی اندلس مین صوبجات مُرسیہ، بلنسیہ، دانیہ، سہلہ اور ثغر اعلے تھے مرسیہ کے متعلقات سے ارہولہ، القنت لورقہ وغیرہ شمار کیے جاتے تھے.

بلنسیہ مین شاطبہ اور جزیرہ شقر تھا - دانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے جنکو گردش زمانہ نے ویران وخراب کر ڈالا -

سہلہ مین بھی کئی شہر آباد تھے یہ صوبہ بلنسیہ اور سرقسطہ کے درمیان مین واقع تھا اسیوجہ سے اسکو بعضون نے ثغر اعلے کے مضافات سے

اولاد ادریس کی ہوا خواہی اس وجہ سے کہ اسکی حکومت اس طرف تھی پہلے سے متمکن تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین نظر براین علی بن حمود کی حکومت مین کسی قسم کا زوال و تزلزل پیدا نہوا اور اس کے رعب و داب کا سکہ چلنے لگا - دو برس تک اس نے حکمرانی کی - تا آنکہ خود اسکے باڈی گارڈ نے

(بقیہ نوٹ) شمار کیا تھا اس صوبہ مین متعدد قلعات اور کئی شہر آباد تھے -

ثغر اعلےٰ کے مضافات سے سرقسطہ، کورہ لاردہ، قلعہ بیضار، کورہ تطیلہ (اسکا شہر طرسونہ تھا) کورہ وشقہ (اسکا شہر تمریط تھا) کورہ مدینہ سالم (میڈناسلی) کورہ قلعہ ایوب (اسکا شہر ملیانہ تھا) کورہ برطانیہ اور کورہ باروشہ تھا -

غربی اندلس مین اشبیلیہ، ماردہ، اشبونہ اور شلب شمار کئے جاتے تھے

مضافات اشبیلیہ سے سریش، خضار اور لبلہ تھا -

ماردہ کے مضافات سے بطلیوس، یابرہ وغیرہ تھے -

اعمال اشبونہ مین شنتیرین سب سے بہتر اور عمدہ مقام تھا -

صوبجات شلب سے سینٹ مریہ وغیرہ تھے -

علاوہ ان کے جزیرہ نمائے اندلس مین بہت سے چھوٹے چھوٹے جزایر ہین جنکے ذکر سے ہم طول کلام نہین کیا چاہتے - اور نہ مقامات و بلاد مذکورہ بالا کے تفصیلی حالات لکھا چاہتے ہین - بعض مورخین نے لکھا ہے کہ طول اندلس کا تیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض نو ایام کے سفر کا تھا - جسکو چالیس بڑی نہرین چند حصون پر منقسم کرتی تھین - علاوہ نہرون کے بہت سے قدرتی چشمے تھے معادن کی کوئی حد نہ تھی اشی شمس دار الحکومت کے تھے دیہاتون اور قصباتون کا شمار حد سے باہر تھا صرف نہر اشبیلیہ کے کنارہ بارہ سو گانون آباد تھے اندلس کے آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قدم قدم پر مسافرون کو بازار سرائین اور مسافر خانے ملتے تھے مسافر دو کوس

اسکو حمام مین ۴۰۸ھ مین قتل کرڈالا - تب بجائے اسکے اسکا بھائی قاسم بن حمود حکمران ہوا اس نے "المامون" کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار برس بعد یحیے ابن علے نے سبتہ مین اس سے حکومت و ریاست کی

(بقیہ نوٹ) بھی جنگل، پہاڑ اور ویرانہ مین نہین چلنے پاتا تھا کہ اسکو مکانات آسایش کے مل جاتے تھے اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کا طول چالیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض اٹھارہ یوم کی مسافت -

**قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد**

یون تو قرطبہ اور بلاد اندلس کی کل عمارتین قابل الذکر ہین خاص کر اس وجہ سے کہ ان سے عرب کی صناعی ثبوت ملتا ہے اور ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عربون نے ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کس بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع قرطبہ اور اسکی بعض عمارات کا تذکرہ کرکے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہین -

جامع مسجد قرطبہ کا بنیادی پتھر عبد الرحمن داخل مجدد دولت امویہ اندلوسیہ نے ۱۷۰ھ مین رکھا تھا اسّی ہزار دینار خرچ کرچکا تھا مگر تعمیر تکمیل کو نہین پہونچی تھی بعد اسکے بیٹے ہشام نے ۱۷۹ھ مین اسکی تکمیل کی - اسکے بعد ہر نئے حکمران نے کسی نے نام آوری کی غرض سے کسی نے نمازیون کی آسایش کے خیال سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتین اضافہ کین رفتہ رفتہ یہ مسجد مسلمانون عرب کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی - اس مسجد مین گنبدین سقف باڈاٹون دار چھتون کے درجون کی تعداد شرقاً و غرباً ۱۹ اور شمالاً و جنوباً ۳۱ تھی - اکیس دروازہ پیتل کے منقش و منبجر لباس پہنے ہوئے نمازیون کا انتظار کرتے تھے - بارہ سو ترانوے مطلا ستون مسجد کی مقدس سقف کو اوٹھائے ہوئے تھے خاص درجہ مین نقری فرش تھا جا بجا پچی کاری کا نفیس اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستونو نپر سونے اور قیمتی قیمتی

بابت منازعت کی یحییٰ ابن علی غربی اندلس مین امیر اور اپنے باپ کا ولیعہد تھا۔ قاسم نے اسکی سرکوبی کے لئے سنہ ۴۱۱ھ مین اپنی بربری فوج کو عساکر اندلس کے ساتھ روانہ کیا یحییٰ نے مالقہ کی پشت گرمی سے اسکا مقابلہ کیا

(بقیہ نوٹ) پتھرون سے خوشنما نقش ونگار بنائے گئے تھے ممبر ہاتھی دانت اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑون سے بنایا گیا تھا جو بوقت ضرورت علٰحدہ ہوسکتا تھا یہ ٹکڑے سونے کی کیلون اور پترون سے باہم وصل کئے گئے صحن مسجد مین چار وسیع اور خوبصورت حوض پانی سے لبریز رہا کرتے تھے ان حوضون مین کلون اور نلون کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے لایا گیا تھا۔ مسجد کی بازو پر بے تعداد کمرے اور حجرے بنے ہوئے تھے جنمین طلبار اور مسافرین کی مہمانداری نہایت فراخ حوصلگی سے کیجاتی تھی۔ ایک سو پیتل کی لالٹینین لگی ہوئی تھین جنکے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہوجاتی تھی۔ رمضان المبارک مین موم کی ایک بڑی بتی وزنی ۲۵ ٹار تمام رات جلا کرتی تھی۔ تین سو آدمی صرف اس غرض کے لئے ملازم تھے کہ اگر اور عود وعنبر کے بخورات سے لالٹینون مین جلانے کے لئے خوشبودار تیل بناتے رہین۔ الدرے مسلمانون کا عروج اور مسجد جامع کی شان وشوکت۔ جسکو ان لوگون نے خود اپنے ہاتھون خاک مین ملادیا اور اللہ تعالیٰ کے اس وعید کو ان اللہ لایغیر مابقوم حتے یغیروا مابانفسہم کو بھولا کر دنیا اور جاہ پرستی مین مصروف ہوگئے تھے۔

قرطبہ کی مشہور عمارات مین قصر الازہار، قصر العاشقین، قصر السرور، اور قصر التاج، وغیرہا تھین۔ ایک محلسرا شاہی کا نام دمشق تھا اسکی چھتین سنگ مرمر کے ستونون پر کھڑی تھین اور فرشون پر نہایت کاریگری سے پچی کاری کی گئی تھی۔ دیوارون پر سرسبز باغات کے نقشے کھینچے گئے تھے دیکھنے والون کو یہ تمیز نہین ہوسکتی تھی کہ یہ اصلی

اور اپنے بھائی ادریس کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے یمین تھا۔ سبتہ کی جانب بھیجدیا اس اثنا مین یحیےٰ کی کمک پر زاوی بن زیری غرناطہ سے آگیا جو کہ ان دنون بربریون کا دوسرا سردار تھا پس یحیےٰ نے اسکی اعانت اور پشت گری سے قرطبہ پر یلغار کیا اور ۴۱۲ھ مین اس پر قابض و متصرف ہوگیا

(بقیہ نوٹ) باغات ہین یا ان کے نقشے ہین مصنوعی جھیل، تالاب اور حوض متعدد اور بکثرت سنگ مرمر کے تراش تراش کر بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑون سے بنوا کر قرطبہ مین منگوائے گئے تھے اور ان مین پانی آکر جمع ہوتا تھا جس سے سلطانی باغات اور تمام شہر کی آبپاشی کیجاتی تھی۔ اس مرحوم شہر مین ۳۸۷ مسجدین اور ۹۱۱ حمام تھے جسمین ہر خاص و عوام غسل کر سکتے تھے۔ اسکو آخر کا مسیحیون نے جبکہ انکی دوبارہ سلطنت قایم ہوئی تو اسکو مسلمانون کی زندہ یادگار سمجھ کے مسمار کرادیا۔

مدینۃ الزہرا، وہ خوشنما شہر ہے جسکو خلیفہ عبدالرحمن ثالث نے بطور رسوا دشہر قرطبہ کے پہلو مین اپنے محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا۔ یہہ شہر جبل العروس کے دامن مین جو شہر قرطبہ کے محاذی مین چند میل کے فاصلہ پر ہے بنا شروع ہوا۔ اسی شہر مین اسکا مشہور قصر قصر الزہرا، تھا دس ہزار معمار و بنکار اس کی تعمیر مین یومیہ کام کرتے تھے اور اینٹون کے بجاے چھ ہزار سنگی سلین روزانہ تیار ہوا کرتی تھی۔ تین ہزار جانوران باربرداری عمارت کے ضروری مصالحات وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس مین وہ کھڑے کئے گئے تھے جنکو سلاطین قسطنطنیہ، روما، اور کارتیج نے بطور تحفہ کے بھیجے تھے پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر لوہے و چکدار پیتل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ سلطانی کمرے کی چھت اور دیوارین بالکل مطلا تھین اور اسمین ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا۔ یہہ فوارہ پورے ایک ٹکڑے پتھر سے تراش کر کے

المعتلی" کا مبارک خطاب اختیار کیا ابو بکر بن ذکوان کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ مامون نے جان بچانے کی غرض سے اشبیلیہ کا راستہ لیا اشبیلیہ مین پہونچکر پھر اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی قاضی محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے بیعت کرلی بعض بربری فوجون کو بھی اپنی داد و دہش سے دوبارہ ملالیا اور ان کو فوج کی صورت مین آراستہ کرکے اپنے برادر زادہ پر چڑھائی کردی چنانچہ ۴۱۳ھ مین قرطبہ پر دوبارہ قابض ہوگیا معتلی بھاگ کر مالقہ پہونچا۔

زمانہ حکومت مستعلی سے مامون کے عمال جزیرہ خضرا پر قابض ہوگئے اور اسکا بھائی دریا کے اس پار طنجہ پر متصرف ہوگیا۔ مامون نے اسکو اپنے اور اپنے بیٹون کے لئے ملجا و ماوا بنا رکھا تھا اپنے مال و اسباب کو یہین محفوظ رکھتا تھا رفتہ رفتہ یہہ خبر قرطبہ تک پہونچی کہ اس نے اسکی دارالحکومت اور نیز اس کے قلعات پر قبضہ کرلیا ہے اور بنو امیہ کے ساتھ تشدد

(بقیہ نوٹ) بنایا گیا تھا اس فوارہ کو شاہ یونان نے ایک عدیم النظیر و یتیم کے ساتھ ہدیۃً بھیجا تھا کمرے کے عین وسط مین ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا تھا اور ہر طرف آٹھ آٹھ دروازے تھے جنپر دندان فیل اور آبنوس کی نہایت صنعت سے گلکاری کی گئی تھی اور طرح طرح کے قیمتی پتھرون سے ان پر گل بوٹے بنائے گئے تھے جب آفتاب کی کرنین ان دروازون سے اندر داخل ہوکر اپنی حرارت سے پارہ کو متحرک کرتی تھین تو یہہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجلی کوند رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شہر کے عجائبات اور اسکی عمارتون کی خوبیان تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ملتقط از نفح الطیب جلد اول صفحہ ۱۸۱ لغایۃ ۱۸۴۰ و ۲۹۷ لغایۃ ۳۰۴۔

اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے اس سے مامون کے نظام حکومت مین اختلال پیدا ہوا
اہل قرطبہ نے متفق ہوکر اس پر حملہ کر دیا اور اسکی اطاعت و فرمان برداری
کے طوق کو اپنی گردن سے نکال کے بنو امیہ مین سے مستظہر کے بعد ازان
مستکفی کی خلافت کی بیعت کرلی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آے ہین مامون اور
بربری فوج نے شہر سے نکلکر جدال و قتال کی بازار گرم کردی پچاس دن تک
شہر کا محاصرہ کئے رہے اہل قرطبہ متفق اور مجتمع ہوکر ان کی مدافعت
کو شہر سے باہر آئے اور نہایت مردانگی سے بزور تیغ ان کے محاصرہ کو ۴۱۳ھ
مین اوٹھا دیا - مامون بھاگ کر اشبیلیہ پہونچا - اس وقت اشبیلیہ مین اسکا
بیٹا محمد اور سرداران بربر سے محمد بن زیری موجود تھا - قاضی محمد بن اسماعیل
بن عباد نے سوجھا دیا کہ موقع اچھا ہے شہر پر قبضہ کرلو اور مامون کو شہر
مین داخل نہونے دو چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے اشارہ
سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکالدیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل
نہونے دیا اور اپنے شہر کا اپ نگرانی محمد بن زیری انتظام کرنے لگے
بعد چندے قاضی محمد بن اسماعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا -
اس واقعہ کے بعد مامون سرئش کیطرف چلا گیا اور بربری فوجین اسکی
ہمراہی سے علحدہ ہوکر یحیے معتلی (مامون کے بھتیجہ) کے پاس چلی آئین اور
۴۱۴ھ مین اسکی امارت و ریاست کی اسکے ہاتھ پر بیعت کرلی پس معتلی
نے سامان جنگ درست کرکے اپنے چچا قاسم ملقب بہ مامون پر سرئش
مین چڑھائی کردی اور کمال مردانگی سے سرئش پر قبضہ کرکے مامون کو گرفتار
کرلیا اس زمانہ سے مامون اسکے پاس اور بعد اسکے اس کے بھائی
اور لیس کے پاس مالقہ مین برابر قید ہی مین رہا تا آنکہ اس نے بحالت قید

۴۱۷ھ مین قید حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوشی حاصل کرلی - اور یحییٰ معتلی استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا - محمد اور حسن پسران قاسم ملقب بہ مامون اپنے عم زاد بھائیون کو نظربند کرکے جزیرہ روانہ کردیا اور مغاربہ مین سے ابوالحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا ایک مدت سیر دونون اسی حالت سے رہے بعدازان اہل قرطبہ نے مستکفی کو بار خلافت سے سبکدوش کرکے معتلی کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکادی - معتلی نے اپنی طرف سے ان لوگون پر سرداران بربر سے عبدالرحمن بن عطاف لیفرنی کو متعین کیا - غریب مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ کھڑا ہوا - چنانچہ اسی حالت فراری مین مقام مدینہ سالم (میڈناسلی) مین پہونچکے جان بحق تسلیم کردی - پھر ۴۱۸ھ مین اہل قرطبہ نے معتلی کا غاشیہ اطاعت اپنی دوش سے اوتار کر رکھ دیا - اسکے گورنر عبدالرحمن بن عطاف کو شہر سے نکال دیا اور معتمد برادر مرتضےٰ کی امارت و خلافت کی بیعت کرلی اور بعد چندے معزول بھی کردیا جیسا کہ ہم اسکے حالات کے ضمن مین بیان کرآئے ہین - اس طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت سے وزیر السلطنت ابو محمد بن جہور بن محمد بن جہور کی بن آئی قرطبہ کی حکومت و سلطنت پر بلاتردد قبضہ کرلیا جیسا کہ آئندہ اخبار ملوک الطوائف مین ہم اسکو بیان کرنے والے ہین -

معتلی اسی زمانہ سے جبکہ اہل قرطبہ نے اسکے گورنر کو نکالدیا تھا اہل قرطبہ کو اپنی غارتگری اور لڑائی کی دھمکی برابر دیتا چلا آتا اور متواتر فوجین ان کے محاصرہ کو بھیج رہا تھا آخر کار قرب وجوار کے کل حکام شہر اور قلعہ نے زمام حکومت کو معتلی کے سپرد کردیا اس سے معتلی کا رعب و داب بڑھ گیا

اور حکومت و امارت کو ایک گونہ استقلال حاصل ہوگیا۔ محمد بن عبداللہ برزالی کو اسکا عروج نامطبوع ہوا فوجین آراستہ کرکے اسکی مخالفت پر اُٹھ کھڑا ہوا اور قرمونہ مین پہونچکے پڑاؤ کردیا۔ اسی زمانہ مین معتلی اشبیلیہ مین واصی محمد بن اسمٰعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا ۴۲۶ھ مین انتقال ہوگیا۔ معتلی اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے برزالی کی مدافعت کو قرمونہ کیطرف روانہ ہوا برزالی نے متعدد گڑھے اثنار راہ مین کھدوا رکھے تھے اور ان کو گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا جون ہی معتلی کا گھوڑا اس موقع پر پہونچا منہ کے بل خندق مین گر پڑا۔ معتلی کی فوج اس غیر متوقع واقعہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور بنی حمود کی دولت و حکومت شہر قرطبہ سے منقرض اور منقطع ہوگئی۔

احمد بن موسےٰ بن یقیہ اور خادم نجی صقلی شروع سے دولت بنو حمود کے ہوا خواہ تھے بعد اس سانحہ کے یہہ لوگ مالقہ چلے گئے جو کہ بنی حمود کا مستقر حکومت تھا اور معتلی کے بھائی ادریس بن علی بن حمود کو سبتہ اور طنجہ سے طلب کرکے سریر حکومت پر متمکن کیا اس شرط سے اسکے ہاتھہ پر بیعت کی کہ سبتہ کی حکومت پر حسن بن یحییٰ مامور کیا جائے چنانچہ ادریس نے مالقہ مین کرسی حکومت پر اجلاس کیا اور المتاید باللہ کے لقب سے ملقب ہوا۔ مریہ معہ مضافات، رندہ اور جزیرہ والے بخوشی خاطر مطیع و منقاد ہوگئے۔ ادریس نے حسب قرارداد شرط بیعت حسن بن یحییٰ کو سبتہ کی حکومت عطا کی۔ خادم نجی اسکے ہمرکاب سبتہ گیا۔ اسکا اثر ملوک الطوائف پر بہت بڑا تھا۔ اسکے باپ قاسم بن عباد کے رعب و داب سے اس زمانہ کے امراء و حکمران تھراتے تھے بلوائیون کے قبضہ سے اس نے بہت سے بلاد چھین لئے تھے اشبونہ اور استجہ کو محمد بن عبداللہ برزالی کے قبضہ سے اسی

نکالا تھا اور چند فوجین بسرافسری اپنے بیٹے اسمعیل کے قرمونہ کے محاصرہ پر روانہ کی تھین۔ محمد بن عبداللہ برزالی نے سپہ سالار قرمونہ اور زاوی سے امداد طلب کی۔ زاوی تو اپنی فوجین آراستہ کرکے برزالی کی کمک پر آیا اور سپہ سالار قرمونہ نے اپنا لشکر ابن بقیہ کی ماتحتی مین برزالی کے مدد پر روانہ کیا۔ دونون حریفون نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی متعدد لڑائیان ہوئین بالآخر سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل بن قاسم بن عباد کو ہزیمت ہوئی اثنار دار و گیر مین مارا گیا سراوتار کے ادریس متاید باللہ کے پاس بھیجدیا گیا۔ ۱ ۳۳ھ واقعہ کے دو دن بعد ۴۳۱ھ مین ادریس متاید مرگیا۔ ابن بقیہ وغیرہ سردارون نے اسکے بیٹے یحیے ملقب بہ جبون کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ نجی خادم نے اس سے مخالفت کی اور سبتہ سے حسن بن یحیے معتلی کو لیے ہوئے مالقہ مین آیا پس بربریون نے اسکی امارت کی بیعت کرلی "مستنصر" کا لقب پایا اور ابن بقیہ کو بوجہ مخالفت بارجیات سے سبکدوش کر دیا۔ یحیے ابن ادریس بھاگ کر قمارش پہونچا اور وہین ۴۳۴ھ مین مرگیا۔ بعضے کہتے ہین کہ نجی نے اسکو قتل کروالا تھا بعدازان نجی سبتہ کیجانب محافظت حدود کی غرض سے واپس آیا اس کے ہمراہ حسن بن یحیے بھی تھا۔ نجی نے سطیفی کو بوجہ اس کے ثقہ ہونے کے حسن کی وزارت پر مامور کیا اہل غرناطہ اور بلاد اندلس کے ایک حصہ نے اس کی بیعت کی بعدازان ۴۳۸ھ مین اس کے چچا ادریس کی لڑکی نے حسن پر یلغار کیا اوہر اس نے حسن کو زہر دے کر مار ڈالا اُدھر سطیفی نے اسکے بھائی ادریس بن یحیے کو گرفتار

کرلیا اور یحیےٰ کو لکھ بھیجا کہ ابن حسن مستنصر کی جو تمہارے پاس سبتہ مین ہے بیعت لے لو۔ نجی نے اس غریب کو براہ مکر و فریب مار کر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہان پہونچکے خود دعوے دار حکومت ہوگیا۔ بربریون اور نیز فوج نے نجی کا اس ارادہ مین ساتھ دیا۔ بعدہ نجی بغرض استیصال و بیخ کنی حسن و محمد پسران قاسم بن حمود جزیرہ گیا مگر وہان سے خائب و خاسر ہوکر بے نیل مرام واپس ہوا اثنار راہ مین قاسم کے کسی غلام نے نجی کو دھوکہ دے کے مار ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر مالقہ مین پہونچی تو عوام الناس سطیفی پر ٹوٹ پڑی اور اسکو مار ڈالا اور ادریس بن یحیےٰ معتلی کو قید خانہ سے نکال کے تخت حکومت پر بٹھایا یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اہل غرناطہ اور قرمونہ اور کل اون شہر والون نے جو ان کے درمیان مین آباد تھے ادریس کے مطیع اور منقاد ہوگئے اور ادریس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے کر "عالی" کا لقب اختیار کیا۔ سبتہ کی حکومت سکوت اور رزق اللہ (اپنے باپ کے غلامون) کو دی بعد ازان اپنے چچا ادریس کے لڑکون محمد اور حسن کو بخیال آئندہ خطرات کے قتل کر ڈالا اس سے سودیون مین شورش پیدا ہوئی اور ان لوگون نے متفق ہوکر ان دونون مقتولون کے بھائی محمد ثانی کی حکومت کا اعلان کر دیا اگرچہ پہلے عوام الناس ادریس کا ساتھ دے ہوئے تھے مگر پھر ان لوگون نے اسکو محمد کے حوالہ کر دیا۔ محمد نے مالقہ مین ۴۴۸ھ مین بیعت لی تھی اور "مہدی" کا لقب اختیار کیا تھا اور اپنے بھائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اس نے "ثانی" کے

خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا تھوڑے دنون بعد مہدی کو بعض وجوہات سے سانی سے کشیدگی پیدا ہوئی چنانچہ اسکو سرحد کیطرف جلاوطن کردیا سانی نے غارہ مین جاکے قیام کیا۔ اور عالی قمارش چلاگیا اہل قمارش نے شہر مین داخل ہونے سے روکدیا عالی نے جبلا کے مالقہ پر محاصرہ ڈالدیا اتنے مین بادیس نے غرناطہ سے مہدی پر بوجہ اسکے کہ مہدی نے اپنے بھائی کے ساتھ بے عنوانی کی تھی چڑھائی کردی مگر مہدی کے حسن تدبیر سے بادیس نے مہدی کی بیعت کرکے غرناطہ کی جانب مراجعت کردی اور مہدی اپنے مقبوضہ مالقہ مین ٹھیرا رہا آہستہ آہستہ غرناطہ جیان اور اسکے مضافات والے مہدی کے مطیع اور فرمان بردار ہوگئے تاآنکہ مہدی نے ۴۴۹ھ مین وفات پائی ادریس مخلوع بن یحیے المعلی کی قمارش اور مالقہ مین بیعت لی گئی اس نے اپنے غلامون کو اس درجہ آزاد اور مطلق العنان کردیا کہ ایک گروہ کثیر اہل قمارش اور مالقہ کا ان غلامون سے تنگ آکر بھاگ گیا۔ ۴۵۰ھ مین اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا تب محمد اصغر بن ادریس مسند تخت نشین ہوا اس نے بھی حسب دستور حکمرانان قدیم اپنے کو ایک جدید خطاب سے مخاطب کیا مالقہ، مریہ اور رندہ مین اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر بادیس دوبارہ مالقہ کیطرف آیا اور ۴۵۱ھ مین اسپر قبضہ حاصل کرلیا۔ محمد اصغر حکومت و ریاست سے بیدخل ہوکر مریہ چلاگیا۔ اہل ملیلہ نے اس واقعہ سے مطلع ہوکر بلا بھیجا چنانچہ محمد اصغر بحال پریشان ان لوگون کے پاس گیا ان لوگون نے اسکی امارت وحکومت کی ۴۵۹ھ مین بیعت کرلی۔ بنو ورقدی، قلوع جارہ اور اسکے قرب وجوار والون نے اسکی حکومت کے اقتدار کو تسلیم کرلیا سنہ ... مرگیا۔

باقی رہا محمد بن قاسم جو مالقہ مین قید تہا یہ ۴۱۴ھ مین جیل سے بہاگ کر جزیرۂ خضرا پہونچا اور قبضہ حاصل کرکے "معتصم" کا خطاب اختیار کیا تا آنکہ ۴۴۰ھ مین اس نے وفات پائی بعدہ اسکا بیٹا قاسم ملقب بہ واثق حکمران ہوا ۴۴۵ھ مین یہہ بھی رہگرائے ملک آخرت ہوا اس وقت سے جزیرہ خضرا کی حکومت معتضد بن عباد کے قبضہ مین چلی گئی۔ سکوت برغواطی قاسم واثق کا حاجب بعضے کہتے ہین یحیے المعتلی کا خادم انہین لوگون کے طرف سے سبتہ کا گورنر تھا پس جب معتضد بن عباد جزیرہ پر مستولی ہوا تو ادہر معتضد نے سکوت کو اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا اُدہر سکوت جزیرہ خضرا کی حکومت اور قبضہ کا دعوے دار ہوا دونون مین کشیدگی بڑہی مدتون لڑائی اور فساد کا سلسلہ باہم قایم رہا یہانتک کہ مرابطین کا دور حکومت آگیا اور ان لوگون نے سبتہ اور نیز اندلس پر قبضہ حاصل کرلیا جیسا کہ آئندہ تم پڑہوگے والبقاء للہ وحدہ سبحانہ تعالے

تم الجزء العاشر من ترجمۃ تاریخ الامام ابن خلدون
ویلیہ الجزء الحادی عشر انشاء اللہ تعالی اولہ اخبار لوکوا لطوا

# ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون

**جلد اول** - مورخ کتاب علامہ ابن خلدون مغربی کی سوانح عمری انساب عالم حضرت نوح سے عیسےٰ ابن مریم تک انبیاء کرام علیہم السلام کے انساب اور اسکے بعد چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین وملوک کے واقعات لکھے گئے ہیں حضرت ہاجرہ کے لونڈی ہونے، تعمیر کعبہ، اسماعیل کے ذبیح ہونے، واقعہ اصحاب فیل، کتابت انجیل، تدوین شریعت عیسویہ اور حواریان مسیح پر محققانہ بحث کیگئی ہے قیمت عہ

**جلد دوم** - ملوک فارس، یونان، روم اور سلاطین قسطنطنیہ کے حالات تا زمان فتح اسلامی، قوم کاتھہ، قبائل عرب کے انساب حکومت قریش اور انکے شجرۂ انساب نہایت صحیح طور سے مندرج ہیں قیمت عہ

**جلد سوم** - حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت، تربیت، نبوت، معراج ہجرت، غزوات انتقال تجہیز وتکفین، حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت اور انکے عہد خلافت کی روت وفتوحات کے نہایت صحیح واقعات کمال بسط وتفصیل وتحقیق سے درج کئے گئے قیمت عہ

**جلد چہارم** - عہد خلافت حضرت فاروق اعظم کی عالمگیر فتوحات سے حسن بن علے علیہما السلام کے زمانہ خلافت وتفویض امارت تک کے مفصل حالات نہایت تحقیق وتدقیق سے لکھے گئے ہیں قیمت عہ

**جلد پنجم** - خلفاء بنو امیہ کے نو تاجداروں کے عہد حکومت کے حالات معرکہ کربلا اور واقعہ حرہ کے صحیح صحیح واقعات درج کئے گئے ہیں قیمت عہ

**جلد ششم** - آخری تاجداروں خلافت امویہ کے حالات دولت عباسیہ وشیعیہ کے قایم ہونے اور اوسکے چار ابتدائی حکمرانوں کے عہد حکومت کے واقعات لکھے گئے ہیں قیمت عہ

**جلد ہفتم** - نامور حکمرانان دولت عباسیہ کے سطوت و جبروت کی مجسم تصویرین بے سر و پا قصہ عقد عباسہ و جعفر کی تردید برامکہ کی تباہی کے اصلی اسباب

قیمت عہ

**جلد ہشتم** - خلافت عباسیہ کے آخری دور کے گیارہ فرمانروایون کے حالات حکمرانان المغرب الاقصےٰ کے زمانہ حکومت کے واقعات، اور دولت اسماعیلیہ، عبیدیہ مصریہ کے متمہد ہونے کی کیفیت - قیمت عہ

**جلد نہم** - دار الخلافت بغداد کی بربادی، دولت علویہ اور اسماعیلیہ کے حکمرانون کے حالات اور اسی تاجداران المغرب الاقصےٰ کے واقعات

قیمت عہ

**سلطان صلاح الدین** ناول نہیں تاریخی صلیبی پرجوش لڑائیان بیت المقدس فاتح بیت المقدس کی سوانحعمری کی فتح کی تفصیلی کیفیت حد سے زیادہ دلکش

قیمت عہ

**حیات سلطان نور الدین محمود زنگی** - چھٹی صدی ہجری کی صلیبی لڑائیان ملک شام، مصر اور جزیرہ سے عیسائیون کا نکالا جانا قیمت عہ

المسلم

حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد سبزمنڈی مکان نمبر ۱۲۶